CPL No.220

ماہنامہ
جواب عرض
لاہور

ماہ ستمبر 2015

میڈم کے آنسو نمبر۔

قیمت۔ 90 روپے

جلد نمبر 41۔ شمارہ نمبر 4

جواب عرض پوسٹ بکس نمبر 3202 غالب مارکیٹ گلبرگ III لاہور

جواب عرض ماہ ستمبر 2015 کے شمارے میڈم کے آنسو نمبر کی جھلکیاں

کہانیوں کی صداقت ہر شک وشبہ سے بالاتر ہوتی ہیں ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام واقعات قطعی طور تبدیل کر دیئے جاتے ہیں جن سے حالات میں تلخی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر ۔رائٹر۔ادارہ۔یا پبلیشیر زذمہ دار نہ ہوگا۔(پبلیشر ز شہزادہ عالمگیر۔پرنٹرز زاہد بشیر۔ریٹی گن روڈ لاہور)

اسلامی صفحہ

حضرت حمزہؓ کا کفن

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ غزوہ احد میں شہید ہو گئے اور بے درد کافروں نے آپؓ کے کان ناک وغیرہ اعضاء کاٹ دیئے اور سینہ چیر کر دل نکال لیا اور طرح طرح کے ظلم کیے لڑائی کے ختم پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے صحابہؓ شہیدوں کی لاشیں تلاش فرما کر ان کی تجہیز و تکفین کا انتظام فرما رہے تھے کہ حضرت حمزہؓ کو ایسی حالت میں دیکھا نہایت صدمہ ہوا اور ایک چادر سے ان کو ڈھانپ دیا اتنے میں حضرت حمزہؓ کی حقیقی بہن حضرت صفیہؓ تشریف لائیں کہ اپنے بھائی کی حالت کو دیکھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خیال سے کہ آخر ایک عورت ہیں ایسے ظلموں کو دیکھنے کا تحمل مشکل ہو گا ان کے صاحبزادے حضرت زبیرؓ سے ارشاد فرمایا کہ اپنی والدہ کو دیکھنے سے منع کر وانہوں نے والدہ سے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھنے سے منع فرمایا ہے انہوں نے کہا کہ میں نے یہ سنا ہے میرے بھائی کے ناک کان وغیرہ کاٹ دیئے گئے ہیں اللہ کے راستے میں یہ کون سی بڑی بات ہے ہم اس پر راضی ہیں میں اللہ سے ثواب کی امید رکھتی ہوں اور انشاءاللہ صبر کروں گی حضرت زبیرؓ نے جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کلام کا ذکر کیا تو آپ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب سن کا دیکھنے کی اجازت دے دی آکر دیکھا اِنَّا لِلّٰہ پڑھی اور ان کے لیے استغفار اور دعا کی ایک روایت میں ہے کہ غزوہ احد میں جہاں نعشیں رکھی ہوئی تھیں ایک عورت تیزی سے آرہی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو عورت کو روکو حضرت زبیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے پہچان لیا کہ میری والدہ ہیں میں جلدی سے روکنے کے لیے آگے بڑھا مگر وہ قوی تھیں ایک گھونسا میرے مارا اور کہا پرے ہٹ میں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے تو فوراً کھڑی ہو گئیں اس کے بعد دو کپڑے نکالے اور کہا کہ میں اپنے بھائی کے کفن کے لیے لائی تھی کہ میں ان کے انتقال کی خبر سن چکی تھی ان کپڑوں میں ان کو کفنا دینا ہے ہم لوگ وہ کپڑے لے کر حضرت حمزہؓ کو کفنانے لگے تو برابر میں ایک انصاری شہید پڑے ہوئے تھے جن کا نام حضرت سہیلؓ تھا ان کا بھی کفار نے ایسا ہی حال کر رکھا تھا جیسا حضرت حمزہؓ کا تھا ہمیں اس بات سے شرم آئی کہ حضرت حمزہؓ کو دو کپڑوں میں کفن دیا جائے اور انصاری کے پاس ایک بھی نہ ہو اس لیے ہم نے دونوں کے لیے ایک ایک کپڑا تجویز کیا مگر ایک کپڑا ان میں بڑا تھا ایک چھوٹا تھا تو ہم نے قرعہ ڈالا اور قرعہ میں جو کپڑا جن کے حصے میں آئے ان کے کفن میں لگ جائے گا قرعہ میں بڑا کپڑا حضرت سہیلؓ کے حصے میں اور چھوٹا کپڑا حضرت حمزہؓ کے حصے میں آیا جو ان کے قد سے بھی کم تھا اگر سر کو ڈھانکا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں کی طرف کیا جاتا تو سر کھل جاتا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سر کو کپڑے سے ڈھانک دو اور پاؤں پر پتے وغیرہ ڈال دیئے جائیں تو یہ سرکار دو جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چاچا کا کفن ہے .... کشور کرن چتوکی

ماں کی یاد میں

خدا باری تعالیٰ نے عورت کو ماں کا ایسا رتبہ عطا فرمایا ہے کہ کس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے ماں کی قدر اس دودھ پیتے بچے سے پوچھو جو ماں کے بغیر ایک منٹ بھی نہیں رہ سکتا ماں کی قدر اس بچے سے پوچھو جس نے ماں کو دیکھا ہی نہیں پیدا ہوا تو ماں مرگئی صرف ماں کا نام سنا ہے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کی ماں زندہ ہیں جب حضرت موسیٰ کو تور پہاڑ پر جوتوں سمیت چڑھ گئے تو نیچے آ کر ے خدا باری تعالیٰ نے فرمایا کہ موسیٰ جوتے اتار کر آؤ پیچھے دعا کرنے والا کوئی نہیں ہے اب تمہاری ماں نہیں رہی پہلے جب تم آتے تھے ماں دعا کرتی تھی کی خدا باری تعالیٰ میرے موسیٰ سے کوئی غلطی ہو جائے تو معاف فرما دینا۔ ایک لڑکا ایک لڑکی سے بہت پیار کرتا تھا اس سے شادی کرنا چاہتا تھا اور لڑکے نے لڑکی سے کہا میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں شادی بھی کرنا چاہتا ہوں تمہارے لیے کچھ بھی کر سکتا ہوں لڑکی نے کہا اگر تم مجھ سے بہت پیار کرتے ہو تو امتحان دینا ہوگا جاؤ جا کر اپنی ماں کے سینے سے دل نکال کر لے آؤ میں تمہاری ہو جاؤں گی لڑکا اپنی ماں کے پاس گیا اور کہا میں اس لڑکی کے بغیر زندہ نہیں رہوں گا اگر مجھے میرا پیار نہ ملا تو ماں تو مجھے میرا پیار دلوا دے ماں نے کہا میرے لال مجھے کیا کرنا ہوگا بیٹے نے کہا ماں اس نے تمہارا دل مانگا ہے نکال کر مجھے دے دو ماں نے کہا بس اتنی سی بات ہے ماں نے دل نکال کر دے دیا اور ماں مرگئی لڑکا دل ہاتھ میں پکڑ کر جا رہا تھا ٹھوکر لگی اور گر گیا دل سے آواز آئی میرے بچے تجھے چوٹ تو نہیں آئی خدا تمہاری حفاظت کرے وہ لڑا دل لے کر لڑکی کے پاس گیا تو لڑکی نے کہا کہ تم سچ مچ اپنی ماں کا دل نکال کر لے آئے ہو تم اپنی ماں کے قاتل ہو جو اپنی ماں کا نہیں ہو سکا وہ میرا کیا ہوگا چلو بھاگ جاؤ یہاں سے مین زندگی بھر تجھ سے بات نہیں کروں گی دنیا والو ماں کی قدر کرو ماں قسمت والوں کو ملتی ہے۔

---------------------------------------چوہدری شاہد محمود گل۔ فیصل آباد

بچپن سے جوانی تک جوانی سے بڑھاپے تک ماں کے لیے آپ بچے ہی رہیں گے اپنی ماں کو اولڈ ہاؤس چھوڑ آتے ہو اور ہفتے بعد جاتے حال چال پوچھ آتے ہو آخر زندگی کی گاڑی چلتے چلتے آخر اپنی منزل مقصود تک پہنچی سب جانتے ہیں کہ زندگی ایک سفر ہے اور منزل موت۔ اولڈ ہاؤس کے ملازمین نے ان صاحب کو اطلاع دی کی ان کی ماں کا آخری وقت ہے آ کر گھر لے جائیں صاحب اپنی چمکدار گاڑی میں آئے ماں کا حال دریافت کیا اور گھر جاتے وقت ماں نے کہا کہ بیٹا اولڈ ہاؤس میں پنکھے نہیں ہیں یہاں بہت گرمی ہے برائے مہربانی یہاں پنکھے لگوا دو بیٹا حیران ہوا اور کہا ماں جب تم یہاں تھیں تو مجھے نہیں کہا مگر آج تو ہم گھر جا رہے ہیں اب کیوں تو ماں نے کہا بیٹا میں تو ماں ہوں برداشت کرتی رہی مگر تم میرے بچے ہو تمہیں میں اچھی طرح جانتی ہوں کل کو جب تمہارے بچے تمہیں یہاں چھوڑ جائیں گے تو تم یہ گرمی برداشت نہیں کر سکو گے اس لیے کہہ رہی ہوں آج تمہارے حالات تمہارے ساتھ ہیں کل یہ میری طرح تیرا ساتھ بھی نہیں دیں گے۔

آج مناسب ہے رخ ہوا کا تو چل نکل لے ہادی۔۔ کل کی کسے خبر کہ کدھر کی ہوا چلے۔۔۔۔ حماد ظفر ہادی

میڈم کے آنسو

---تحریر: الیکٹریکل میکینیکل انجینئر ناصر اقبال خٹک ۔ کرک ---

شہزادہ بھائی ۔ السلام وعلیکم ۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے ۔
میں آج پھر آپ کی دکھی نگری میں ایک دکھ سے بھری داستان لے کر حاضر ہوا ہوں یہ داستان ایک نوجوان میجر اور ایک لیکچرار کی ہے ۔ جس داستان محبت میں شروع سے لے کر آخر تک آنسو ہی آنسو بہائے ہیں جس کی وجہ سے کہانی کا نام بھی میڈم کے آنسو ہی رکھا ہے امید ہے کہ دنیا میں تمام جواب عرض کے دیوانوں کو بہت پسند آئیگی ۔ کشور کرن پتوکی ۔ ثنا اجالا ۔ مس فوزیہ ۔ یونس ناز سراج کرک ۔ عافیہ گوندل ۔ مجید احمد جائی ۔ رابعہ ذوالفقار ۔ ارشد چوہدری ۔ اشوریہ شہزاد ۔ مشتاق احمد سعودی عرب ۔ ان سب کو میری طرف سے سلام عرض ہو آپ سب کی کہانیاں پڑھی تھیں بہت اچھی تھیں لکھتے رہیں جواب عرض کے لیے ۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا ۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا ۔

قارئین کرام جو کہانی آج لکھنے جا رہا ہوں وہ میرے ایک بہت ہی پیارے اور گہرے عزیز دوست کی ہے جو ضلع کرک سے تعلق رکھتا ہے وہ بالکل سچ پر مبنی ہے وہ آج بھی زندہ ثبوت ہے پیارے قارئین محبت کا لفظ بہت آسان ہے مگر اس لفظ کی حقیقت بہت ہی بھیانک ہے اور محبت کرنا تو بہت آسان ہے مگر اس کو نبھانا بہت ہی مشکل ہے محبت کو صرف وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں وہی لوگ صحیح طریقے سے نبھا سکتے ہیں جو اس کی حقیقت جانتے ہیں اور سچی محبت کرتے ہیں دل لگی نہ ہوں ہمت ہو حوصلہ ہو محبت کی طاقت رکھتا ہو ۔
محبت میں کبھی کبھار انسان کی عزت شہرت بھی جاتی ہے بسا اوقات زندگی کو بھی روگ لگا جاتی ہے انسان کی خوشیاں ختم ہو جاتی ہیں تنہائی مقدر بن جاتی ہے محبت میں غم بڑھ جاتے ہیں انسان کے اندر ڈر خوف ہمیشہ بڑھتا رہتا ہے یہ مانتے ہیں کہ محبت کے بغیر انسان ادھورا ہے بے چینی محبت کا حصہ ہے محبت روح سے نہیں دل سے کی جاتی ہے محبت سے جو انسان واقف نہیں ہیں وہ خدا سے واقف نہیں کیونکہ محبت کا دوسرا نام خدا ہے ۔ قارئین کرام محبت ہی وہ راز ہے جو آج تک کوئی چھپا نہیں سکا اور نہ ہی محبت بھی چھپ سکی ہے کسی نہ کسی دن ظاہر ہو جاتی ہے آج ایسی ہی ایک داستان میرے اس دوست کی سنتے ہیں جس نے اپنی پریمی سے اس کی آنچل سے ہمیشہ محبت کی بھیک مانگی ہے تمام جواب عرض کے دیوانوں سے عرض ہے کہ پوری توجہ سے سنیں کچھ میری زبانی کچھ اقبال کی زبانی ۔

ضلع کرک دنیا کا واحد ایک ایسا ضلع ہے جس میں ایک ہی قوم آباد ہے جسے خٹک کہتے ہیں اس ضلع میں کوئی فرقہ ورانہ دوسرا طبقہ نہیں ہے سب کے سب براق خٹک ہیں ورلڈ ایشیا میں تعلیمی لحاظ سے 1998 کی مردم شماری کے مطابق اس ضلع کی تعلیمی شرح خواندہ 98 فیصد تھی پھر 2010 میں لوگ غربت یا کسی مجبوری کی وجہ سے اپنی تعلیم جاری نہیں رکھ سکے یہ واحد وہ ضلع ہے اس میں کوئی سینما گھر ہیں ہے کٹرسنی اسلامک ضلع ہے اس کے لکھنے میں کوئی زیر زبر پیش مد نہیں ہے اگر اس لفظ کرک کو اٹھا کر رکھا جائے تو بھی کرک ہی بنتا ہے۔

قارئین کرام اسی گاؤں ضلع کرک ایک نواحی گاؤں میں 11 ستمبر 1984 کو ایک گھرانے ملک گل خان کے ہاں ایک بچے نے جنم لیا جس کا نام محمد اقبال رکھا بچے کی پیدائش تو ہوئی لیکن لوگ بچے کی پیدائش پر لوگ خوشیاں مناتے ہیں لیکن محمد اقبال خان کی پیدائش پر ماتم ہو رہا تھا اقبال کے والد صاحب بچے کی پیدائش سے پانچ ماہ پہلے باپ کوز میں ہی تنازع کی بنا پر دشمنوں نے گولی مار کر قتل کر دیا تھا پھر اقبال کی پیدائش کے تین دن کے بعد اس کی ماں ہارٹ اٹیک سے اچانک اس دنیا سے چل بسی اقبال کو اس کے دادا گل خان نے پالا ہر کوئی افسردہ تھا گل خان کے خاندان کے لیے یہ واقعی کسی ماتم سے کم نہیں تھا مبارک کے بجائے لوگ افسوس کے لیے آرہے تھے گل خان کے خاندان پر کیا گزر رہی تھی اس درد کا اندازہ آپ خود ہی لگالیں کہ یہ کیسا وقت ہوگا اقبال کسی کے آنچل میں سکون کی پرورش پائے گا خیر گل خان نے بڑی ہمت اور محبت سے اقبال کی پرورش کی۔

وقت گزرتا گیا اقبال نے جھولنا چلنا بھی سیکھ لیا اقبال کو ابتدائی تعلیم کے لیے گاؤں کے پرائمر سکول میں داخل کر دیا اقبال بچپن سے ہی بہت ہنس مکھ اور ذہین تھا دادی نے اقبال کو چھ سال میں ہی قرآن پاک ختم کروا دیا تھا۔ وہ تعلیمی میدان میں بہت ہی اچھا تھا پھر وقت کے ساتھ ساتھ میٹرک کا امتحان 602 نمبر کے ساتھ پاس کیا پھر ایف ایس سی کے لیے ضلع کرک کے دانش ڈگری کالج چوکارہ میں داخلہ لیا چوکارہ سے نمایاں نمبر لے کر کالج کو ٹاپ کیا تھا چوکارہ میں اس کی زندگی کا بہترین دوست منیب تھا جو بوگارہ کا رہنے والا تھا بعد میں منیب فوج میں جا کر شہید ہوگیا تھا۔ اقبال نے اپنے دوست کے غم میں دو ہفتے تک بیمار رہا تھا کھانا پینا ترک کر دیا تھا زندگی اور کالج کا بہترین دوست تھا اللہ کیپٹن منیب شہید کے درجے بلند کرے آمین۔

کہانی کی طرف چلتے ہیں قارئین کرام اقبال کو بچپن سے ہی بہت محنتی بچہ تھا سب لوگ اس کی صحت مند ہونے پر پیار سے غوٹا کہتے ہیں۔ گل کان نے کبھی اس کو یتیم ہونے کا احساس نہیں دلایا۔ اور نہ ہی کبھی قابل نے اپنے ماں جی کی یادوں کا سوچا ہے کبھی والدین کو یاد کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی لیکن قارئین ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ کوئی اولاد یتیم ہو اس کو کبھی ماں باپ یاد نہ آئے ہوں۔

اقبال اپنی زندگی میں دو دفعہ ہی روتا تھا ایک دفعہ عید الفطر کے دن دوسری دفعہ عید الضحیٰ کے دن جب وہ عید کی نماز پڑھ کر گھر آتا تھا پھر

چپکے سے اپنے کمرے میں جا کر اپنے بیڈ پر الٹا لیٹ کر چھپ چھپ کر آنسو بہا کر دل کا بوجھ ہلکا کرتا تھا قارئین یقیناً وہ سوچتا ہوگا یہی احساس ہوگا کہ کاش میرا کوئی بھائی ہوتا بہن ہوتی ماں باپ زندہ ہوتے شاید اقبال انہی دنوں میں خدا سے شکوہ کرتا یہی دو دن ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے اپنی رحمت کے پہاڑ آسمان سے پھولوں کی طرح نچھاور کرتا ہے اقبال کو اپنے رب سے شکوہ کرنے کا حق بنتا تھا لیکن خدا بھی جو کرتا ہے اسکی بھلائی کے لیے ہی کرتا ہے۔ اللہ نے اقبال کی خوشیوں کی خاطر اللہ نے بہت ہی محبت کرنے والا دادا دادی دیئے تھے وہ ماں باپ کے روپ میں نور محمد جیسا انکل حیا سائرہ جیسی آنٹی دی بھائیوں کے روپ میں کزن خالد منیر وقاص دیئے بہن کی روپ میں بہت پیار اور خیال کرنے والی کزنیں شہزادی عابدہ اقصیٰ جیسی بہنوں سے نوازہ جو سب کے سب اقبال سے بہت محبت کرتے تھے لیکن اپنے ماں باپ تو اپنے ہوتے ہیں دوسرے حد سے بھی زیادہ محبت دیں اپنے ماں باپ جیسے ہرگز نہیں لگتے ان دو عیدوں کے دن تو لوگ غیروں کو بھی یاد کرتے ہیں پھر کیسے ان دو دنوں میں اقبال اپنے ماں باپ کو یاد نہ کرتا رونا اس کا حق تھا۔

قارئین کرام ایف ایس سی کرنے کے بعد اقبال کو آرمی میں جانے کا بے حد شوق تھا آرمی کے ساتھ دلی محبت تھی پھر اس نے اپلائی کیا قسمت مہربان ہوگئی فوج میں باقاعدہ بھرتی ہوگیا فوج میں شمولیت پر سب گاؤں والوں نے اقبال اور گل خان کے خاندان کو مبارک باد دی گھر کا ہر فرد خوش تھا گل خان نے صدقے خیرات بھی کیئے خیر وہ اپنوں اور دوسروں کی دعاؤں سے نوکری کے غرض سے گاؤں سے ایبٹ آباد کے لیے روانہ ہوگیا سب لوگوں کی آنکھیں آبدیدہ تھیں سب یہی سوچتے ہوں گے کہ کاش یتیم نہ ہوتا اس کی ماں زندہ ہوتی باپ زندہ ہوتا کوئی تو اپنا ہوتا۔

خیر ایک نئی زندگی شروع ہوگئی اکیڈیمی میں اپنی دو سال ٹینگ ختم کرنے کے بعد ایک انفنٹری یونٹ میں بھیج دیا اقبال کی محبت میں تو کوئی شک نہیں تھا پاسنگ آؤٹ پریڈ کے لیے گھر سے پانچ افراد اپنے اقبال کی حوصلہ افزائی کے لیے بھی گئے تھے سب ہی اقبال سے بہت محبت کرتے تھے اقبال کی ماں جو نور محمد کی بیوی تھی وہ بھی گئی تھی اس کی بھی اقبال سے بہت محبت اور گہری دوستی تھی یوں وہ فوج کا لفٹیننٹ بن گیا اور اکیڈمی سے اپنی ابتدائی پیدائش یونٹ میں پوسٹ ہوگیا یونٹ پوسٹ ہونے کے بعد ایک نئی زندگی نے اقبال کی لائف میں جنم لینا شروع کردیا۔

قارئین کرام وہ بہت ذہین آفیسر تھا بہت ہی بہادر اور ہمیشہ خوش رہنے والا انسان یونٹ والوں نے شاندار استقبال کیا پہلے ایک ماہ تو جوانوں کے ساتھ لائنوں میں رہے پھر نو جوان کے ساتھ ہنسی مذاق کرتا اس کی عادت تھی سب اس کو خٹک باچہ کہتے تھے کیونکہ اس کے ناز نخرے لڑکیوں سے کم نہ تھے اللہ نے اتنی پیاری آواز دی تھی کہ ہر جوان اسے گاتے کی فرمائش کرتا لائن کیسے زندگی ختم ہوئی میس میں شفٹ ہوگئے لیکن وہ پھر بھی میس سے چوری

چپکے اپنے سنیئر آفیسر صاحبان سے چھپ کر سپاہیوں کے پاس آجاتا تھا ہر وقت ہنسی مذاق کرتا تھا ہر کسی کی نکلیں اتارنا پر انڈیا فلموں کے ایکٹروں کی نقل اتارنے میں ماہر تھا وہ شاہ رخ خان اکشے کمار سنیل سیٹھی کی نقل ایسی نقل اتارتا تھا کہ کوئی مائی کا لعل ان میں فرق نہیں کرسکتا تھا اکثر وہ جوانوں کو کہتا تھا کہ اگر میں فوج میں نہ آتا تو میں فلمی ستارہ ہوتا جوانوں کے ساتھ بہت ہی فری تھا اور نوجوانوں کے ساتھ میس میں کھانا کھاتا تھا کئی بار اس کے سنیئر آفیسر نے سمجھایا بھی۔

سدھر جاؤ۔لیکن وہ اپنی عادت سے مجبور تھا پھر ایک دن اسی ہنسی مذاق نے اس کو سیاہ چین گلیشئر پہنچا دیا سیاہ چین کے محاذ پر ایک سال اپنی ڈیوٹی کے فرائض سرانجام دیئے وہاں بھی ہر نوجوان کے ساتھ بھائیوں جیسے تعلقات تھے یہ جس پوسٹ پر بھی جاتا تھا وہاں پوسٹ پر ہر سپاہی اس کا عاشق بن جاتا جب پوسٹ پر مقررہ پریڈ ختم ہو جاتا تھا تو سارے نوجوان عورتوں کی طرح اس کی جدائی پر روتے تھے یہ ہر نوجوان سے پانچ سے دس منٹ تک گلے ملتا تھا پھر ہر ایک سے بوسہ لے کر پیار کرتا سب دعا کرتے تھے کہ سیاہ چین کے محاذ پر برف پر چلنا بہت مشکل کام ہے لیکن رب العزت نے ہمارے نوجوانوں کو برف پر ڈیوٹی سرانجام دینے پر برف کو چلتے وقت گرم کرتا ہے لیکن نوجوان کا عزم یقین کے ساتھ خدا پر ہو اور اپنی ایمانداری سے اپنا فرض نبھا رہا ہو قارئین کرام ہمارے جوان ملک کی دفاع کے لیے جہاد کرتے ہیں تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ خدا تعالیٰ ایمانداری کا فرض نبھانے والوں کے لیے برف چلنا مشکل کردے۔ان دلیر جوانوں میں ایک اقبال بھی تھا جو باز کی طرح اس برف پر شیر کی طرح چلتا تھا ہمیشہ اپنا ذاتی سامان خود اٹھاتا تھا کبھی کسی سپاہی سے پینے کے لیے پانی بھی نہیں مانگتا تھا ہر کام خود کرتا تھا اگر سپاہی کبھی کبھار اپنے علاقے میں رکی یا بی ڈی کے لیے جاتے تھے تو اقبال پیچھے خود ان کے لیے کھانا کی اشیا تیار کرتا تھا اپنے ہر سپاہی کا اپنے جان سے بھی زیادہ خیال رکھا تھا سیاہ چین میں ہی فل لفٹیننٹ بھی بن گیا تھا۔

ایک دفعہ شدید سردی تھی برف باری زور سے شروع تھی اس کے پوسٹ کا ایک سنتری رات کے وقت پہرہ دے رہا تھا کہ اچانک وہ برف میں سلپ ہوکر گہرے گڑھے میں گر گیا لیکن لیکن باقی پوسٹ والے اندر سو رہے تھے اور اقبال جاگ رہا تھا اقبال کا سیاہ چین میں یہ روٹین تھا کہ وہ پوری پوری رات جاگتا تھا لیکن دن کے وقت زیادہ آرام کرتا تھا اسی رات بھی اقبال جاگ رہا تھ اقبال کسی کتاب کا مطالعہ کررہا تھا کہ اس کو سنتری کی آواز سنائی دی اقبال لپک کر اپنے ایگلو سے باہر نکلا دیکھا تو سنتری نہیں تھا پاگلوں کی طرح ادھر ادھر کے بعد بڑی مشکل سے سنتری کو گہرے گڑھے میں دکھائی دیا جو سردی کی وجہ سے مدہوش حالت میں پڑا ہوا تھا پہلے تو اقبال پریشان ہوا لیکن ہمت سے کام لیا اس ن ایک لمبی رسی نکالی رسی کا ایک سرا پوسٹ کی تہہ سے باندھ کر روپ جمپنگ کر کے نیچے چھلانگ لگا دی۔اس کو چیک کرنے کے بعد بڑی مشکلوں سے اٹھایا پھر اپنا پہنا ہوا

کوٹ اسے پہنایا وہ اور اپنے سر سے ٹوپی نکال کر اس کو پہنا دی تا کہ اس کا سر گرم رہے بڑی مشکل سے اس کو سہارا دے کر پوسٹ پر چڑھا دیا یہ واقعہ رات کو تیسرے پہر ہوا تھا لیکن سورج نکلنے تک اقبال اپنے سپاہی کے لیے سرتوڑ کوشش کر رہا تھا پوسٹ پر چڑھ جائے۔

ادھر پوسٹ والے پریشان تھے کہ اقبال صاحب ہیں اور نہ ہی سپاہی راشد ہے ادھر ادھر نظر ڈورانے کے بعد پوسٹ والوں کو دور سے آتے دکھائی دیا باقی پوسٹ والوں نے انکی طرف چلنا شروع کر دیا ایک دم اقبال نے آواز دی کہ خبردار ہماری طرف کوئی نہ آئے ہم خود آرہے ہیں پھر بڑی مشکل سے اقبال نے اپنے نوجوان کو ایک نئی زندگی دے کر پوسٹ پر خریت کے ساتھ چڑھا دیا لیکن خود بیمار ہو گیا آتے ہی شدید سردی کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا اس کے جسم کا خون جم گیا تھا پوسٹ والوں نے خوب آگ جلا کر اقبال اور سنتری کو گرم کرنے کی کوشش کی سنتری تو ہوش میں آ گیا تھا لیکن اقبال آنکھیں کھولنے کا نام نہیں لے رہا تھا پھر سنتری راشد نے واقعہ کی ساری تفصیل پوسٹ جے سی او صوبیدار ظہور بھٹی صاحب کو بتائی اور پوسٹ حوالدار سعید نواز کو بتائی سب کی آنکھوں میں اقبال کی قربانی کے لیے آنسو آ گئے جس میں حوالدار شمشیر نائیک عرفان سپاہی نزاکت سپاہی نجیب کنڈی سپاہی راشد دل جلے سپاہی علی علی لانس نائیک تیمور لانس نائیک کرامت لانس نائیک روحیل لانس نائیک آصف چپاڑو لانس نائیک زاہد لانس نائیک صابر اور حوالدار مدثر حوالدار مہربان شاہ شامل تھے جنھوں نے

اسی وقت قرآن خوانی کر کے اللہ تعالیٰ سے اقبال کے لیے زندگی کی بھیک مانگی ہر کوئی اداس تھا غمگین تھا کوئی اقبال کے اہاتھ مالش کر رہا تھا کوئی پاؤں مالش کر رہا تھا لیکن اقبال کو ہوش نہ آیا پھر نرسنگ اسٹنٹ لانس نائیک نظر حیات خٹک نے ہیڈ کواٹر میں اپنے ڈاکٹر لیفٹیننٹ کرنل عمران صاحب کو صورتحال سے آگاہ کر دیا ہیڈ کواٹر سے فورا ہیلی کاپٹر آیا اور چند ہی لمحے میں اقبال اور سپاہی کو لے گئے ہر کسی کا رو رو کر برا حال ہو رہا تھا پوسٹ ویران لگ رہا تھا۔

قارئین کرام سیاہ چین میں رہنے والے نوجوان ایک دوسرے سے بے پناہ محبت کرتے ہیں آپس میں بھائی کی طرح رہتے ہیں۔ آج پوسٹ والے بہت افسردہ تھے خیر اقبال اور راشد کو پہلے گوما ہسپتال لے گئے وہاں سے ان کو سکردو سی ایم ایچ ریفر کر دیا پھر وہاں سپاہی راشد نے افسر بالا کو قبال کی جرات مندی اور بہادری کا قصہ سنایا آفیسر بھی اس کی بہادری کے لیے رو پڑے نرس میڈموں کی آنکھیں بھی بھیگ گئیں اقبال کو ایچ پی اور ایف ایس کی بیماری ہوئی کیونکہ زیادہ وقت ننگے جسم کی وجہ سے خون جم گیا تھا اور سر میں اور دماغ میں بھی بری طرح خون جم گیا تھا پھر یہاں سے علاج کے لیے پنڈی ایم ایچ لے جانا پڑا وہاں بہترین علاج شروع ہوا جلد ہوش میں آ گیا ہوش میں آتے ہی سب سے پہلے اس نے کہا کہ سپاہی راشد کہاں ہے وہ زندہ ہے لیکن زبان طوطلی ہو گئی تھی آواز بھی بہت ہلکی مدہم تھی وہ بار بار راشد کا ہی پوچھ رہا تھا۔

قارئین کرام پوسٹ میں اقبال کی زیادہ

دوستی سپاہی راشد خٹک کے ساتھ تھی ایک تو وہ اس کے علاقے کا تھا اور دوسرا راشد نے بھی عشق کی آگ میں ایک دفعہ اپنے اوپر پٹرول ڈال کر اپنی محبوبہ کے لیے جان دینے کی کوشش کی تھی اس کی عاشقی کا واقعہ پورے ضلع کرک میں مشہور تھا انشاء اللہ سپاہی راشد دل جلے کا قصہ آئندہ شمارے میں جواب عرض میں ضرور لکھوں گا۔ اقبال اس کو پیار سے دل جلے پکارتا تھا پوسٹ میں موجود تمام جوانون کے نام رکھے تھے کسی کو دل جلے کسی کو غمگین کسی کو چپاڑو کسی کو ویزکسی کو چنگوکسی کو سور کو نہ کسی کو بابا کہہ کر پکارتا تھا ہمیشہ جوانوں کو خوش رکھتا تھا اقبال کے والدین بھی اس کو دیکھنے کے لیے پہنچ گئے۔

گل خان کو اپنے نواسے کے کارنامے پھر بہت فخر تھا باقی اہل وخانہ رو رو کر پاگل ہو گئے تھے ہر کوئی دعا کرتا تھا کہ جلد از جلد اقبال صحت یاب ہو جائے پھر حکومت کی طرف سے ستارہ جرات سے بھی نوازہ گیا اس ایوارڈ کو وصول کرنے کے لیے اس کے دادا گل خان آئے تھے پھر سٹیج پر چڑھ کر گل خان نے اقبال کی بچپن کی داستان سنائی ہال میں موجود تماشائیوں نے خوب تالیاں بجائی پھر اقبال کی رپورٹ ایک بڑی سکرین پر پیش کی ہال میں سب لوگوں کی ہی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں کہ اس بچے کی نہ ماں ہے نہ ہی باپ اتنا عظیم کارنامہ دکھایا سب ہی اس کی تصویر کو پیار بھری نظر سے دیکھ رہے تھے آخر میں صدر جنرل مشرف صاحب سے ایوارڈ لیتے ہوئے گل خان نے رو کر کہا۔

مجھے اپنوں سے زیادہ اپنے نواسے سے محبت ہے جس نے بہادری کا مظاہرہ دکھاتے ہوئے ایک سپاہی کی جان بچائی اور میری اور ملک کی آنکھیں سماج میں اونچی کیں آج وہ ہمارے درمیان میں نہیں ہے ہسپتال میں زیر علاج ہے لیکن میں اپنے بہادر نواسے کو سلوٹ کرتا ہوں مجھے اقبال تم پر فخر ہے اس کے سلوٹ سے جنرل مشرف کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

قارئین کرام فوجی حکومت نے اقبال کی صحت یابی کا بہت خیال رکھا یہ بات پوری فوج میں بہت ہی مشہور ہو گئی آرمی کی تمام یونٹوں میں دعائیں مانگوائی گئی ایف جی سکول وکالج اور آرمی پبلک سکول وکالج کے بچوں نے بھی اقبال کی صحت یابی کے لیے دعا کی اقبال قوم کی دعاؤں سے آہستہ آہستہ صحت یاب ہو رہا تھا پھر اللہ کے کرم سے وہ دن بھی آ گیا کہ وہ مکمل صحت یاب ہو کر خود چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا۔ دماغ بھی کھلنے لگا زبان بھی چلنے لگی شروع میں زبان میں طوطلا پن ضرور تھا لیکن وقت کے ساتھ طوطلا پن بھی ختم ہو گیا۔ اور پھر ایک دن وہ بھی آ گیا کہ اقبال اپنی یونٹ میں واپس آ گیا یونٹ کا ہر فرد اس کے کارنامے کو سہرا رہا تھا ہر کوئی اپنے جذبات کے شوق دیکھنے اور ملنے آتا سب کا اقبال کے ساتھ بے حد پیار تھا قبال پہلے سے ہنس مکھ مذاق کرنا تو پہلے ہی اسے اس کی عادت تھی آہستہ آہستہ اللہ نے اقبال کی پیاری مسکراہٹیں واپس لٹا دیں اب مکمل صحت یاب ہو گیا پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ کپتانی کا امتحان پاس کرنے کے بعد وہ کپتان بن گیا۔

یوں وقت گزر رہا تھا اس کو میجری رینک کے لیے کوئٹہ انفنٹری سکول جانا تھا آخر وہ اپنے دوستوں کے ساتھ کوئٹہ کی وادی میں چلا گیا وہاں

میجری کا کورس شروع ہوگیا۔ پہلے تو کچھ دن صبح کی پی ٹی پھر ڈرل وغیرہ کی سختی تھی لیکن اقبال کے ساتھ فوج کی طرف سے خصوصی رعایت کی ہدایت تھی ڈاکٹروں کی طرف سے خصوصی رپورٹ کی حمایت تھی ایک دن وہ اتوار کے دن آؤٹ پاس لے کر بولان شاپ چلا گیا وہاں ایک موبائل دکان سے نوکیا موبائل خریدا یہ استعمال شدہ سیکنڈ ہینڈ سیٹ تھا۔ رات کے وقت اقبال اپنا موبائل چیک کر رہا تھا کہ موبائل کے اندر ایک نظر میسج کی طرف ہوا کسی نے موبائل کو فروحت کرتے وقت میسج شاید ڈیلیٹ نہیں کئے تھے ان میں سے ایک میسج یہ بھی تھا جو پڑھ کر اقبال کو بہت اچھا لگا۔

کسی کو راہ میں آنکھیں بچھا کر کچھ نہیں ملتا
یہ دنیا بے وفا ہے دل لگا کر کچھ نہیں ملتا
کوئی بھی لوٹ کر نہیں آتا آنسو بہانے سے
کسی کی یاد میں دل کو رلا کر کچھ نہیں ملتا
کسی کے دل پر کیا گزری کسی کو کیا خبر لگی
کسی کو اپنا حال دل سنا کر کچھ نہیں ملتا

اس میسج کو پڑھنے کے بعد اقبال کافی دیر تک اس کے متعلق سوچتا رہا پھر دماغ میں شیطانی سوچ آئی میسج کے مطلوبہ نمبر پر کال کر ڈالی اقبال یہ سوچ رہا تھا کہ جو بھی ہو لیکن اس نے غزل اچھی لکھی ہے میں اس کی حوصلہ افزائی کے لئے کال کرتا ہوں اور یہ بھی کہوں گا کہ ایک اچھی غزلیں میرے اس نمبر پر بھیج دو پتہ نہیں اس غزل میں ایسا کیا تھا کہ اقبال کو کال کرنے پر مجبور کر دیا خیر کال ملائی تو ون۔ ٹون ٹو ون۔ اسلام علیکم آواز سنائی دی اقبال ایک لمحے لیے حیرت سے اچھلا اوہ یہ تو کسی خاتون کا نمبر لگ گیا ہے اس کی خاموشی پھر دوبارہ خاتون نے ہیلو کہا۔ پھر اقبال نے کہا۔

جی وعلیکم اسلام۔ جی میں کیپٹن اقبال خٹک بات کر رہا ہوں کوئٹہ کینٹ سے ابھی کل میں نے ایک موبائل سیٹ استعمال شدہ سیٹ خریدا ہے اس میں آپ کے نمبر سے بھیجی ہوئی ایک غزل دیکھی شاید موبائل فروخت کرنے والا میسج ڈیلیٹ کرنا بھول گیا تھا مجھے غزل اچھی لگی میں نے کال کا ارادہ کیا پلیز آپ برا نہ مانیں مجھے غزل اچھی لگی اور دل میں فیصلہ کیا کہ اس نمبر پر کال کروں اور کہہ سکوں کہ میرے نمبر پر بھی غزلیں سینڈ کر دو مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ کسی خاتون کا نمبر ہے سوری فار ڈسٹرب۔

کیا آپ وہ غزل مجھے سنا سکتے ہیں۔

جی کیوں نہیں۔

پھر اقبال نے اپنی پیاری آواز کی دھن میں غزل سنا دی میڈم نے مسکرا کر کہا۔

جی جی یہ میری ہی غزل ہے جو میں نے ایک سہیلی کو بھیجی تھی آپ کو غلطی سے مل گئی آپ کو اچھی لگی اور آپ نے پڑھا بھی بہت اچھا ہے اور آپ کا شکریہ اب نیکسٹ مجھے کال مت کرنا او کے ساتھ ہی کال ڈراپ کر دی

میں سوچ میں پڑ گیا کہ کتنی معصوم آواز تھی آواز میں مجھے نجانے کیوں اپنایت لگ رہی تھی پتہ نہیں میڈم نے کال تو ڈراپ کر دی لیکن مجھے کیوں بے چینی ہو رہی ہے پھر میں نے ایک میسج لکھنے کی ہمت کی میسج میں لکھ دیا مذاق تو میری عادت بچپن سے ہی تھی۔

میڈم غصہ والی۔ بندہ ذرا تمیز سے کال

ڈراپ کرتا ہے اور اگر اس طرح غزلیں آپ کے موبائل میں موجود ہیں تو مجھے فارورڈ کردیں آپ کا احسان مند رہوں گا۔ اگر میسج کا ریپلائی نہیں کیا تو میں ٹیکسٹ پھر آپ کو کال کر کے تنگ کروں گا۔ آئی ایم ویٹنگ۔

پھر میڈم نے میسج کا ریپلائی نہیں کیا لیکن میں اس کی آواز میں لحہ بہ لحہ ڈوبتا جارہا تھا ایک عجیب سی کیفیت طاری تھی ہر وقت تسبیح کی طرح موبائل ہاتھ میں پکڑے ہوتا تھا نظریں ہر وقت موبائل پر ہوتی تھی کہ شاید میڈم نے میسج کیا ہوا لیکن نہیں لگتا ہے اس نے میسج نہیں کرنا میڈم بھی میسج نہیں کرے گی نماز بھی غلط پڑھی کیونکہ دھیان سارا موبائل کی طرف تھا۔

قارئین انگریزوں نے ہمیں موبائل شیطان کی صورت میں دیا ہے اس موبائل کی وجہ سے ہمارا دین روز بروز کمزور ہوتا جارہا ہے موبائل کی وجہ سے کئی گھر اجڑ گئے کتنے معصوم قتل ہوئے ہیں موبائل نے فحاشی پھیلا دی ہے ہر کوئی گانے سنتا ہے اسلام کی طرف کم توجہ موبائل کی طرف زیادہ دھیان رکھنا فرض سمجھتا ہے موبائل نام ہی نقصان کا ہے موبائل دولت کا دشمن اسلام کا دشمن گمراہی کا دشمن عزت کا بھی دشمن مانتے ہیں کہ صحیح استعمال کرنے سے فائدہ بھی ہیں کیا لیکن پھر صحیح استعمال کرنے سے دولت کا نقصان تو پھر بھی ہے ناں خیر میرے ہاتھ میں شیطان تھا اس کی آواز سننے کی بہت آرزو تھی آخر دل ہار گیا میں نے دوبارہ کال ملادی اور اس نے اٹینڈ تو کرلی ساتھ ہی کہا۔

جی آپ کو کیا تکلیف ہے۔

میں نے بھی ایک ہی سانس میں کہا۔ میڈم بندہ پہلے سلام کرتا ہے پھر بات کرتا ہے لیکن آپ نے میری بے عزتی سلام کرنے سے پہلے ہی کردی۔

میڈم بولی۔ دیکھو مجھے تنگ مت کرو میں میسج نہیں کرسکتی اور نہ ہی اجنبی لوگوں سے بات کرتی ہوں۔

میں نے کہا میڈم صرف فارورڈ میسج کی بات کرتا ہوں آپ مجھے چند اچھے میسج کردیں میں دوبارہ میسج نہیں کروں گا۔

اس نے کہا۔ وعدہ ہے۔

میں نے کہا۔ ارادہ ہے۔

اس نے کال ڈراپ کردی۔ مجھے غصہ بھی بہت آیا لیکن پھر اس کے میسج کے آنے سے غصہ بھی کم ہوا دل بھی ٹھنڈا ہوگیا حالانکہ میسج اتنا اچھا بھی نہیں تھا مجھے بہت ہنسی آئی میں نے پھر کال کردی اس نے کہا۔

تم بہت ہی گھٹیا ہو تمہیں سمجھ نہیں آتی۔

میں نے کہا۔ دوبارہ گالی دو میڈم۔

اس نے کہا۔ تم بہت بڑے بے غیرت ہو بات سمجھتے نہیں ہو۔

میں نے کہا۔ میں بھی تمہیں اس وقت کال اور میسج کرتا رہوں گا جب تک تم مجھے غزلیں اور شعر وغیرہ نہیں بھیجوگی میں خدا قسم باز نہیں آؤں گا یا تو ڈر کے مارے تم نمبر بدل لوگی یا تو مجھے تم غزلیں اور شعر بھیجوگی۔

اس نے کہا۔ اف خدایا کس مصیبت سے واسطہ پڑ گیا ہے پھر اس نے کہا جو بھی ہو جائے میں نہ تم سے بات کروں گی نہ ہی میسج کروں گی تم لگے رہو جتنا کرسکتے ہو کرو بے غیرت گھٹیا۔ سٹوپڈ اور کال بند کردی۔

قارئین کرام میں نے پھر پاکستان کے تمام دوستوں کو کہا کہ مجھے شعری میسج بھیجو وہ مجھے بھیجتے میں اس میڈم کو سینڈ کر دیتا۔ دن رات دوران کورس میرا یہی کورس ہوتا ہے کہ میں انسٹرکٹر سے چھپ کر میڈم کو فارورڈ میسج کرتا تھا کورس کا مزہ بھی آ رہا تھا لیکن قارئین حقیقت یہ ہے اس کی آواز میں بہت معصومیت لگتی تھی غمگین سی آواز تھی آواز اتنی بھی پیاری نہیں تھی کہ انڈیا کی لتا کی طرح تھی لیکن بس پتہ نہیں کیوں مجھے اپنی سی لگتی تھی میں اس کی آواز میں درد محسوس کر رہا تھا مجھے ایسا لگتا تھا کہ کسی پرستان کی ساگر ہو بس ہر وقت میں میسج کرتا کبھی کبھار کال بھی کر دیتا تھا لیکن وہ کال بزی کر دیتی تھی میں اس کے بزی کرنے پر بھی بہت خوش ہوتا تھا۔ پھر جان بوجھ کر ایک ہی میسج کو بیس بار سینڈ کر دیتا اس کو تنگ کرنے کے لیے میں ایسا کرتا تھا تاکہ کسی طرح وہ مجھ سے بات کرے لیکن اس نے بھی قسم کھائی ہوئی تھی کہ نہ میں بات کروں گی نہ ہی میسج کروں گی۔ ایک بڑی بے تابی کے ساتھ میں نے ایک انتہائی معصوم سا میسج لکھ دیا تھا۔

میڈم اگر آپ شادی شدہ ہو تو آپ کو بچوں کی قسم اگر کنواری ہو تو آپ کو اپنے والدین کی قسم اگر مسلمان ہو تو آپ کو اللہ کی قسم ایک بار کال اٹینڈ کرو۔ پھر جب میں نے تھوڑے وقفے کے بعد کال ملائی تو اس نے کال اٹنیڈ کی میری خوشی کی انتہا نہ رہی میں نے سوچا کہ قسموں نے تو کام کر دکھایا تھا۔

میڈم پلیز ایک بار مجھ سے بات کریں صرف ایک بار میڈم دیکھیں مجھے غلط مت سمجھیں پلیز میں برا نہیں ہوں۔ ہیلو میم آپ مجھے سن رہی ہیں ناں دیکھیں میڈم میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے کبھی کسی لڑکی کو تنگ نہیں کیا ہے نہ ہی میں ایسا آدمی ہوں لیکن پتہ نہیں یہ کم بخت دل آپ کے ساتھ مسلسل ضد کیوں کر رہا ہے دیکھیں میڈم میں جانتا ہوں کہ میں جو کر رہا ہوں وہ غلط کر رہا ہوں کسی کی ماں بہن کو تنگ کرنا اچھی بات نہیں ہے لیکن میڈم آپکی آواز میں بہت معصومیت ہے اگر آپ برا نہ مانیں تو دن میں گھڑی کے مطابق صرف دو منٹ مجھ سے بات کرلیا کرو میں دیوانہ وار یکطرفہ بول رہا تھا۔

اس نے کہا مسٹر فوجی میں شادی شدہ عورت ہوں دو بچوں کی ماں ہو میرا خاوند گریٹ اٹھارہ کا کسٹم آفیسر ہیں اور میں خود اٹھارہ گریڈ کی لیکچرار ہوں اور نہ ہی میں ایسی ویسی لڑکی ہوں آپ ہمارا وقت اپنا وقت اور ہماری قوم کا وقت فضول ضائع کر رہے ہیں پلیز سمجھنے کی کوشش کریں اوکے۔ پھر میں نے کہا۔

دیکھو میرا نام اقبال خٹک ہے میں ضلع کرک کا رہنے والا ہوں میرے والدین فوت ہو گئے ہیں میں بچپن سے ہی یتیم ہوں میرے ابو کو کسی نے قتل کر دیا تھا میری ماں پیدائش کے تین ماہ بعد فوت ہو گئی تھیں میری پرورش میرے دادا نے کی میں فوج کا ذمہ دار آدمی ہوں میں بھی کوئی آوارہ نہیں ہوں اور نہ ہی ایسا ویسا انسان ہوں۔

نہ جانے کیوں میں اسے اپنا تعارف مسلسل کروا رہا تھا نجانے مجھے وہ اپنی کیوں لگنے لگی تھی پھر میں نے مزید یہ بھی کہا اگر میری وجہ سے آپ کا دل دکھا ہو تو ایم ریلی سوری میں پھر کوشش کروں گا کہ آپ کو کال میسج نہ کروں آپ اپنا

اوراپنے بچوں کا خیال رکھنا ہمیشہ خوش رہنا
خداحافظ۔

میں نے غمگین اداس نظروں سے ڈراپ
کردی ساتھ ہی نیم نیم پانی آنکھوں سے برس
رہاتھا مجھے یقین نہیں آرہا تھا کہ اس کی شادی
ہوئی ہے اس کی آواز سے تو ایسا ہرگز نہیں لگتا تھا
یہ جھوٹ بولتی ہے خیر دوسرے دن میں کورس کے
میدان میں سارا دن اداس تھا میرے دوست
ارشد عباسی نے مجھ سے پوچھا۔

کیوں اداس ہو۔

میں نے اسے سارے واقعہ کی تفصیل سے
بتایا میرا دوست ارشد عباسی میرا دوست جان جگر
تھا وہ نیومری گلرہ گلی کا رہنے والا تھا بقاء یونیورسٹی
میں بطور شف کی حیثیت سے کام کرتا تھا بہت ہی
سمجھدار ایماندار تھا میں ہمیشہ اس سے اپنے دل
کی بت شیئر کرتا تھا اس کا ایک بھائی اقصد عباسی
سعودیہ میں ہوتا تھا وہ بھی میری طرح جواب
عرض کا دیوانہ تھا بھائی اقصد عباسی اور وسیم کی
دوستی کی کہانی میں بہت جلد شائع کروں گا ارشد
کے گھر والے سب میری بہت عزت کرتے تھے
ارشد عباسی بھی بہت بڑا عاشق تھا جس نے عابدہ
نامی لڑکی کے ساتھ عشق کیا تھا لیکن ناکام
ہوگیا تھا ارشد کی داستان بھی میرے ذہن میں
ہے لیکن میری آنکھیں نیم جاتی ہیں جب ارشد
کی داستان لکھنے بیٹھ جاتا ہوں۔

قارئین ارشد میرا جگری دوست شادی
شدہ ہے لیکن عرصہ دراز سے انکی کوئی اولاد نہیں
ہے آپ تم جواب کے دیوانوں سے گزارش ہے
کہ میرے دوست کے لیے دعا کریں اللہ پاک
اسے اولاد سے نوازیں۔ آمین۔ پھر ارشد سے
میری فون پر بہت لمبی بات ہوئی ارشد نے مجھے
کہا لڑکیاں پہلے پہلے سب یہی بولتی ہیں کہ میں
شادی شدہ ہوں میرے بچے ہیں میرا خاوند
بہت سخت ہے تم نے خود تو اپنی آنکھوں سے تو
نہیں دیکھا کہ وہ شادی شدہ ہے یا غیر شادی
شدہ ہے پھر تم اس کی باتوں پر یقین کیوں کرتے
ہو خیر ارشد کے ساتھ حال احوال کیا پھر ارشد کی
کال ڈراپ ہوگئی۔ ارشد کو عمرہ ادا کرنے پر
میں نے مبارک باد بھی دی۔

تھوڑی دیر گزری تھی کہ میڈم کی طرف
سے ایک میسج آیا میرا اسیل ویبریشن پر لگا میسج پر
لکھا تھا ڈیئر اقبال i hop u
fine میرا مطلب آپ کو ہیٹ کرنا نہیں تھا میں
ساری رات آپ کے والدین کے بارے میں
سوچ رہی تھی اگر آپ سچے ہیں تو میری دعا ہے
کہ آپ کے والدین کو اللہ تعالیٰ جنت میں اعلیٰ
مقام دے آمین۔

پھر میں میسج دیکھتے ہی اچھلنے لگے دل بہت
خوش تھا میں نے فوراً کلاس میں ہی میسج کردیا
مذاق اور شیطانی کرنا میری عادت تھی میں نے
میسج میں لکھ دیا۔

میڈیم میں نے آپ سے دعائیں
نہیں مانگی ہے صرف زندگی میں ہر روز دومنٹ
بات کرنے کی بھیک مانگی ہے یہ آواز تو خدا نے
آپ کو دیک ہے اس پر اتنا غرور کیوں کرتی ہو
پلیز میں ہاتھ جوڑ کر تم سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ
سے صرف دومنٹ کی بات کرلیا کرو میں آپ کو
بھابھی ماں بھی کہہ کر پکارا کروں گا آپ اس
رشتے کو جو بھی نام دیں مجھے کوئی اعتراض نہیں
ہوگا۔ اگر بہن ہو تو بھائی کی طرح سمجھ لو اگر لڑکی

ہو تنہا ہو غمگین ہو تو دوست کی طرح سمجھ لو اگر ماں ہو تو مجھے اولاد کی طرح سمجھ لو مجھے آپ کی آواز سے محبت ہے پتہ نہیں میں دیوانگی میں کیا کچھ کہہ جا رہا تھا۔

قارئین کرام یقین کرو وہ میرے دماغ میں ایسی سوار ہوگئی تھی کہ مجھے خود کا اندازہ نہیں تھا عجیب حالت تھی میری اس نے دوبارہ کال ڈراپ کردی پھر اس کا ایک میسج آیا۔

میں صرف آپ سے میسج کر سکتی ہوں

میں نے کہا مجھے منظور ہے پھر

ہم نے پورا سال میسج کیئے ہیں ہماری دوستی صرف میسج کی حد تک تھی محبت پاک دامن دوستی تھی میرا کورس بھی ختم ہونے والا تھا خیر کورس کا زیادہ وقت تو میڈم کے ساتھ میسج کرنے میں لگ جاتا تھا سارا وقت میسج میں مشغول رہتا تھا میرا کورس کا رزلٹ تو اچھا نہیں تھا لیکن پاس ہوگیا تھا میں کورس ختم کرنے کے بعد واپس لوٹ آیا اور کورس سے سی لیو پندرہ دن کی چھٹی بھی ملی تاکہ میں گھر جا کر عید بھی کرسکوں سب کورس کے دوست جدا ہوگئے تھے میں کورس میں شامل دوست بھی بھول نہیں پاتے سب کی یاد آتی ہے یوں میں بھی گاؤں آگیا۔

قارئین کرام عید بھی قریب تھی پھر ایک دن وہ بھی تھا کہ عید آگئی میں اس دن بہت خوش تھا میں رویا بھی نہیں تھا میں نے میڈم کو عید مبارک کا خوبصورت میسج کے ساتھ آخر میں آئی لو یو بھی کہہ دیا تھا قارئین کرام یقین کریں ہماری دوستی اتنی پاک دوستی تھی کہ میں نے آج تک اس سے نام نہیں پوچھا تھا میں نے ایک دن مذاق میں اس سے پوچھا۔

تمہارا کلر کیسا ہے۔

اس نے کہا۔ میں کالی سیاہ ہوں۔

میں نے اس کو طورے کے نام سے پکارنا شروع کردیا۔ طورے پشتو زبان میں کالے سیاہ کو کہتے ہیں ایک دن اس نے مجھ سے پوچھا۔

تم کمزور ہو یا موٹے ہو۔

میں جان بوجھ کر مذاق میں کہا میں موٹا تازہ ہوں پھر وہ مجھے غوٹیا کے نام سے پکارتی تھی غوٹ پشتو زبان میں موٹے انسان کو کہتے ہیں پھر عید کے دم میں آئی لو یو کے ساتھ یہ بھی لکھا تھا کہ پلیز آپ کا نام۔ اس نے مجھے عید مبارک دی تھی اور ساتھ میں لکھا تھا کہ شبنم ناہید۔ اور ساتھ کہا تھا کہ میں شادی شدہ ہوں میرے دو بچے ہیں میں آپ کو لائیک کرتی ہوں لیکن آپ سے لو نہیں کرتی ہوں اور آپ بھی مجھے لو کا لفظ نہ لکھا کریں۔ آئندہ احتیاط کرنا اوکے۔

قارئین کرام میں تو ہمیشہ اس کی آواز سے محبت کرتا تھا میں اس کی اس بات پر یقین نہیں کرسکتا تھا کہ وہ شادی شدہ ہے میں کمرے میں گیا خوب رویا بھی ہوں مجھے چپ کرانے والا کوئی نہیں تھا۔ خیر عید بھی گزر گئی میری چھٹی بھی ختم ہونے والی تھی میری یونٹ بھی جنوبی وزیرستان کے علاقے میں تھی میں وہاں چلا گیا۔ لیکن عید کے بعد میں شبنم کے نام سے پکارتا تھا یا پھر بہت ہی پیار سے جانی کہہ کر پکارتا تھا مجھے یہ خوشی بھی تھی کہ مجھے یہ لائیک کرتی ہے مجھے اس کے لائیک کرنے پر بھی غرور تھا مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ وہ مجھ سے محبت کرتی ہے۔

قارئین کرام شبو نے مجھے کہا میں مردان میں ایک گورنمنٹ کالج میں پڑھاتی ہوں۔

اتفاق کی بات ہے کہ وہ بھی کرک کی رہنے والی تھی کرک کے علاقے میں ان کا گھر تھا جب مجھے وزیرستان کے لیے جانا ہوتا تو مجھے اسی راستے سے گزرنا ہوتا تھا ان کا گھر راستے میں آتا تھا لیکن ہمارا گاؤں اس کرک شہر سے بہت دور کوہاٹ کی طرف آتا تھا سب پہاڑی علاقہ ہے ہمارے گاؤں میں روڈ بجلی کی سہولتوں سے صدیوں سے محروم ہے خیر پھر میں نے شبو طورے کو اپنے یونٹ اور وزیرستان جانے کی خبر دی ساتھ میں یہ بھی بتایا کہ ہماری گاڑیاں آپ کے سٹاپ سے گزر کر بنوں کی طرف جاتی ہیں کیا تم اس سٹاپ پر آسکتی ہو کہ میں تمہیں ایک نظر دیکھ سکوں۔

اس نے سختی سے انکار کر دیا اور الٹا اس نے یہ کہا کہ تم نے گر پھر مجھے ایسی بات کی تو میں اپنا نمبر بدل لوں گی اور مجھے یقین ہے کہ تم معاہدہ خلافی نہیں کرو گے اور صرف میسج کی حد تک ہی رہو گے میں بھی اپنی جان کے علاقے اس کے گاؤں سے گزرتا ہوا غمگین چہرے کے ساتھ روانہ ہو گیا

شکوہ نہیں کسی سے گلہ نہیں
نصیب میں نہیں تھا جو ہم کو ملا نہیں

وہاں ہماری یونٹ نے دو سال عرصہ لگایا اور میں جلد میجر بھی بن گیا میں اکثر کبھی کبھار وانہ سے اسے کال کرتا تھا حال احوال معلوم کرنے کے لیے بس اس کی آواز کی عاشقی نے مجھے پاگل کر دیا تھا دن رات شبو طورے کے بارے میں سوچنے لگا یہی سوچتا کہ آخر اس طورے، کو دیکھنے کے لیے کون سا راستہ اختیار کروں۔

وزیرستان میں میرا دل بہت پریشان اداس رہتا تھا جب بھی چھٹی پر آتا تھا پھر بھی میسج ہی کرتا تھا بات اگر کرتا بھی تو اپنے ساتھ درپیش مسائل کی عام گفتگو کر لیتا تھا کیونکہ اپنا ہر دکھ غم خوشی اس کو اپنوں کی طرح بیان کرتا تھا۔ وہ مجھے کہتی بھی تھی۔

تم یہ باتیں مجھے مت بتایا کرو۔ میرے اور تمہارے درمیان ایسا کوئی رشتہ نہیں ہے۔

ہمیشہ مجھ پر ظلم کرتی تھی بہت دل دکھاتی تھی حالانکہ میں نے ایک بس اپنا دل سینے سے نکال کر نہیں دیا ہے باقی تو میں نے اس کے پیار میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی وہ مجھے ہمیشہ یہی کہا کرتی تھی۔

غوٹیا غوٹیا میں تمہاری کیا لگتی ہوں ہماری دوستی صرف غزلوں کی حد تک ہے پلیز تم میری مجبوری کو سمجھنے کی کوشش کرو۔

میں نے ایک دن رو رو کر اس سے کہا۔

طورے تم مجھ سے ایک بار مل سکتی ہو پلیز صرف ایک بار طورے میں جب تمہارے سٹاپ سے گزرتا ہوں تو تمہیں نہیں معلوم مجھے کتنا درد ہوتا ہے میں گاڑی کے شیشے کی طرف اپنا منہ کر لیتا ہوں اور میرے آنسو رکنے کا نام ہی نہیں لیتے ہیں مجھے تم سے بے پناہ محبت ہو گئی ہے میں تمہارے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا تم اگر شادی شدہ ہو خاوند سے طلاق لے لو پلیز میرے صبر کا امتحان مت لو میں تمہارے خاوند کو جان سے مار دوں گا پھر تم بیوہ ہو جاؤ گی پھر تم مجھ سے شادی کرو گی یا کسی کیس میں تمہارے خاوند کو

گرفتار کرلوں گا پھر تم جیل میں ملاقات کے لیے
آیا کروگی میں پھر تمہیں دیکھ بھی لوں گا اور اس
طرح مل بھی لوں گا۔ مجھے مجبور نہ کرو مجھ سے
چپ چاپ مل لو ورنہ میں تمہارے ملنے کے لیے
کوئی حد بھی پار کرسکتا ہوں۔

نجانے میں غصہ میں کیا کچھ کہتا جارہا تھا
اس کو یقین بھی نہیں ہورہا تھا کہ اقبال میرے
بارے میں ایسا سوچ بھی سکتا ہے۔ مجھے اس
طرح ڈرا سکتا ہے اس کا تو رو رو کر برا حال
ہوگیا تھا پھر اس نے مجھے کہا۔

اقبال ایک بات تمہیں میں آج بتادوں
میں اپنے خاوند سے بے پناہ محبت کرتی ہوں ہم
دونوں بچپن سے پیار کرتے آئے ہیں اور تم
میری جان لے لو لیکن میرے خاوند کو کبھی بھی
کوئی تکلیف نہیں پہنچانا یہ ساری غلطی میری ہے
کہ میں نے تم پر ترس کیا تم نے مجھے اللہ محمد ﷺ
کے واسطے دیئے میں نے تمہاری ماں کا لحاظ رکھا
کہ تم بھی کسی کی اولاد ہو میں نے تمہارے لیے
دل میں درد رکھا جس خدا پر تم پر بھروسہ کیا وہ ہی
میری عزت کا بھی محافظ ہے آج تم نے میرا دل
توڑ دیا ہے تم اپنے گھٹیا پن پر اتر آئے ہو۔ آج
تم مجھے اچھے انسان نہیں لگے ہو ہمیشہ تمہیں عزت
کی نگاہ سے دیکھتی تھی تمہاری عزت کرتی تھی
لیکن آج میرے دل میں تمہارے لیے ہر طرح
کی جگہ ختم ہوگئی ہے آج تم مجھے انسان نہیں
درندے لگ رہے ہو لیکن آج کے بعد تم سے میرا
ہر قسم کا رشتہ ختم ہوگیا آج کے بعد تم مجھے سن
نہیں پاؤ گے ہمیشہ خوش رہو یہ دعا ہے ہماری
خداحافظ۔

اس کے ساتھ ہی اس موبائل ہمیشہ کے
لیے آف ہوگیا جو پھر کبھی آن نہیں ہوا پھر کیا تھا
میں پاگل ہوگیا میری حالت بہت خراب ہوگئی
زندہ لاش بن گیا میری روح کی سانسیں ختم ہوگئی
آنکھوں میں آگ جل رہی تھی گرم آنسو آرہے
تھے اس کی حرکت سے بہت غصہ آرہا تھا نمبر آف
کرنے کا ظلم کیوں کیا محبت اور دوستی میں تو بہت
کچھ ہوتا ہے لیکن جدائی کا ظلم قابل برداشت
ہے میں اسے صدمے سے بہت سخت بیمار ہوگیا۔
بیماری اتنی شدت سے بڑھ گئی تھی کہ بے ہوش
ہوگیا مجھے ہوش نہیں آرہا تھا جب ہوش آیا تو میں
سی ایم ایچ میں تھا مجھے پھر یہ دل ہلا دینے والی خبر
ملی کہ مجھے ایک خطرناک بیماری ہے جس سے
خون دماغ کی شریانوں میں گاڑھا ہوکر رکنے
لگتا ہے چونکہ یہ بیماری مجھے سیاہ چین کے محاذ پر
ہوئی تھی علاج بھی بہت ہوا تھا لیکن کسی پریشانی
اور ٹینشن کی وجہ سے یہ بیماری پھر آجاتی ہے پہلے
علاج کی وجہ سے خون رکنے کا وقفہ بے حد مختصر
ہوتا ہے لیکن جوں جوں یہ بیماری بڑھتی جاتی ہے
یہ وقفہ بھی بڑھتا جانے لگا بیماری کی اسٹیج بڑھنے
کے ساتھ ساتھ کسی بھی وقت دماغ کی ایک رگ
پھٹ سکتی ہے یہ بے حد خطرناک بیماری ہے۔

ڈاکٹر نے بتایا اس بیماری کا علاج پاکستان
میں ممکن نہیں ہے آپ کو اس علاج کے لیے
امریکہ جانا ہوگا مزید دیر کرنا مناسب نہیں ہے
تمہاری جان کو خطرہ ہوسکتا ہے۔

پھر فوج نے جلد ہی میرے امریکہ جانے کا
سارہ انتظام کردیا ایک ہفتے کے بعد میں اور میرا
دوست امریکہ کے لیے روانہ ہوگئے۔ پھر ائیر
پورٹ سے سیدھا ہسپتال پہنچ گیا وہاں ڈاکٹر
سپیلسٹ ارجن ورما کے زیر سایہ علاج نے مجھے

ہسپتال داخل کروایا میرا باقاعدہ سے علاج شروع ہوگیا ڈاکٹر ارجن بہت ہی خوبصورت مرد تھا گوراچٹا دراز قد نہایت ہی شریف انسان تھا میرا علاج بہت بہتر انداز میں کر رہا تھا وہاں ایک نرس جس کا نام رینا تھا اس کی دوسری بہن زویا تھی یہ دونوں اسی ہسپتال میں نرس کی ڈیوٹی کررہی تھیں اس میں سے زویا کو میری خدمت کی ذمہ داری سونپ دی گئی وہ بہت ہی غریب اور شریف گھرانے کی تھی اس کو مسلمان ہونے کا بہت ہی شوق تھا لیکن گھر والوں کے ڈر سے وہ اسلام قبول نہیں کررہی تھی میں ان دونوں کو سویٹ سسٹر کہہ کر پکارتا تھا پہلی دفعہ جب میں نے زویا کو سسٹر کہہ کر پکارا تو وہ رونے لگی کہنے لگی۔

آج تک مجھے امریکہ میں کسی نے سسٹر نہیں پکارا ہمارے اور آپ کے مذہب میں یہی فرق ہے میں نے اس کو اس کو اپنے اخلاق کی وجہ سے اور بھی اسلام کے نزدیک کر دیا تھا ان دونوں بہنوں کی مجھ سے بہت دل لگی ہوگئی تھی وہ دونوں مجھے پاکستانی بھائی کہہ کر پکارتی تھیں ان کی ماں بھی مجھے دیکھنے آئی تھی وہ بھی اپنی بچیوں کی طرح بہت نیک خاتون تھی لیکن ان کا باپ کٹر یہودی تھا اپنے مذہب کا بہت ہی پکا تھا یہ دونوں بہنیں میرے لیے گھر سے وہ اکثر لذیذ کھانے بھی لاتی تھیں پر تقریباً ڈیڑھ ماہ کے بعد مکمل صحت یاب ہوگیا اور ڈاکٹر نے مجھے ہسپتال سے ڈسچارج کردیا میں صحت یاب توانا محسوس کرنے لگا تھا اپنے آپ کو پہلے سے کافی بہت محسوس کرنے لگا تھا حالانکہ بیماری کی وجہ سے انسان کمزور ہوجاتا ہے لیکن مجھ کسی قسم کی بیماری محسوس نہیں ہورہی تھی میں پہلے سے زیادہ صحت مند ہوگیا تھا مجھے لگ رہا تھا کہ میری رگوں میں خون کی بجائے پارہ دوڑ رہا ہو میں نے خدا کا شکر ادا کیا ڈاکٹر کو گلے سے لگا کر اسے شکریہ ادا کیا ڈاکٹر بھی میری صحت یابی پر بہت ہی خوش دکھائی دے رہا تھا ڈاکٹر نے مجھے میری صحت یابی پر مبارک باد دی تھی ڈاکٹر کو خدا حافظ کہا اور باہر کی طرف میں چل دیا۔

ہسپتال سے نکلتے ہوئے میری نظر رینا اور زویا پر پڑی دونوں بہنیں میری طرف ہی آرہی تھی ہاتھ میں پھولوں کا گلدستہ بھی تھا میری صحت یابی پر وہ دونوں بہت ہی خوش تھیں مجھے مبارک باد بھی دی پھر کہنے لگیں۔

پاکستان بھائی۔۔۔ ہم نے تمہاری شبو کے بارے میں جان لیا ہے۔

میں ان کی بات سن کر حیران رہ گیا کہ انہوں نے شبو کے بارے میں کیسے جان لیا پھر سوچا کہ ہوسکتا ہے کہ انہوں نے میری ڈائری پڑھ لی ہو۔ جو میں نے ہسپتال میں لکھی تھی میرے آنسو گرنے لگے پھر ان کی آنکھیں بھی بھیگ گئیں دونوں نے یک زبان ہوکر ہاتھ اٹھائے اور کہا اور سلام کیا۔ میں نے ایک قدم آگے ہوکر بہنوں کی طرح سر پر ہاتھ رکھ کر خدا حافظ کہا۔

میں نے جاتے ہوئے کہا کہ اپنا نمبر دے دیں تاکہ تم سے رابطہ رہے۔ اور اپنا نمبر بھی دے دیا۔ میں گاڑی میں بیٹھتے ہوئے پیچھے دیکھا تو یہ دونوں کھڑی تھیں پھر میں نے ان کو بائے بائے کہا انہوں نے بھی ہاتھ ہلا دیا ہم اپنی منزل کی طرف روانہ ہوگئے۔ پھر دو تین دن امریکہ

میں گزارے شاپنگ کی میں نے دوست کو بھی کافی شاپنگ کروائی اسے بھائی سمجھتا تھا اس نے میری خوب خدمت کی تھی آج تک نہیں بھول سکا ہوں پھر امریکہ میں اپنا ویزہ وغیرہ درست کروایا ٹکٹیں لیں اور اگلی صبح ائیر پورٹ پر روانہ ہوگئے۔ جب ائیر پورٹ میں پہنچ گئے تو اپنی فلائٹ کا انتظار کر رہا تھا میں اور مکنو بیچ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا میں نے چونک کر دیکھا تو میرے سامنے رینا اور زوہا کھڑی تھیں دیکھتے ہی میں پریشان ہوگیا۔ وہ مسکرادیں اور مجھے کہا۔

ڈونٹ وری کیا بہنیں اپنے بھائی کو رخصت کرنے کے لیے نہیں آسکتیں۔

میں نے کہا آف کورس کیوں نہیں آؤ یہاں بیٹھو مکنو سے کافی منگوائی ہم نے تھوڑا وہاں انتظار کا لمحہ ان کے سنگ گزرا بہت ہی مزہ آیا تھا اور مجھے خوشی بھی تھی کہ واقعی اپنا فرض نبھانے میں کوئی کثر نہیں چھوڑی۔

چند لمحے بعد میری فلائٹ کی الاؤنسمنٹ ہوئی ساتھ میں رینا اور زویا کی آنکھوں سے آنسو آگئے میں بھی اداس ہوگیا تھا وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھیں پھر میں نے اسے تسلی دی اور میری خدمت کرنے پر خراج تحسین پیش کیا ساتھ میں اکٹھی تصویریں بھی بنوائی میں نے بٹوے سے ہزار ڈالر نکال کر ان کو دینے لگا لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر دیا میں نے پھر اپنی قسم دی پھر رینا کو پانچ سو ڈالر نکال کر دیئے وہ لینے پر مجبور ہوگئی میں دونوں کو گلے لگایا ان کے ماتھے پر بوسہ دیا اور خدا حافظ کہا۔

زویا نے آواز دی۔ اقبال بھیا۔

میں نے مڑ کر دیکھا میں نے کہا رینا یو اوکے زویا بولی اوکے وہ میری طرف بڑھی اور کہا۔

میجر بھیا لا الہ اللہ محمد رسول اللہ آپ یقین کریں میرے جسم پر شدید سردی لگ رہی تھی میں نے ان کی طرف غور سے دیکھا میری آنکھوں سے دریا کی طرح آنسو بہا رہے تھے میں نے دھیمے دھیمے اپنے کندھے سے بھیگ اتار کر زمیں پر رکھا ان کے بالکل قریب ہوگیا اس کا دوپٹہ جو کے ان کے کندھوں پر تھا میں نے اس کو کندھے سے اٹھا کر اس کے سر کو ڈھانپ دیا سارے لوگ جو ائیر پورٹ پر موجود تھے وہ جمع ہوگئے یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے اور میں سوچ رہا تھا کہ میں اللہ کے نزدیک کیا اتنا بڑا مسلمان ہوں کہ کوئی یہودی عورت میرے سامنے کلمہ پڑھے میں لپک کر دونوں کو ایک ساتھ بانہوں میں لے کر دوبارہ سر پر بوسہ دیا اور آنسو کی دھند میں خدا حافظ کہہ کر جلدی سے فلائٹ پر پہنچ گیا کیونکہ وہاں میرا دل بہت عجیب ہو رہا تھا۔

سارے راستے میں زویا اور رینا کے بارے میں سوچ رہا تھا مکنو میں ایک خاص بات تھی کہ اس نے امریکہ میں کچھ ویڈیو کئے تھے اس کا موبائل ویڈیو سے بھرا ہوا تھا جب میں گہری سوچ میں پڑ گیا تو مکنو نے اپنا موبائل مجھے دکھایا اور اس میں زوپا اور رینا کی ائیر پورٹ والی ریکارڈنگ تھی جو اس نے بہ اچھے طریقے سے کی تھی اس ویڈیو کو دیکھ کر میں بہت ہی خوش ہوگیا میں نے بار بار وہ ویڈیو دیکھی آج بھی میرے ساتھ اور مکنو کے ساتھ سیو ہے اس کو ہم

کبھی ڈیلیٹ نہیں کرتے۔ میں نے مکنو کی طرف دیکھ کر کہا۔

امریکہ اچھا تھا زدیا اور رینا بہت گریٹ تھیں مکنو ہنس دیا۔

پھر ہم کراچی ایئر پورٹ پر پہنچ گئے وہاں پر میرا بہترین دوست اقصد عباسی شدت سے میرا انتظار کر رہا تھا وہ بھی میری صحت یابی پر بہت خوش تھا اقصد عباسی کے ساتھ اس کے بڑے بھائی ارشد عباسی بھی موجود تھے پھر ایئر پورٹ سے مکنو کو بھی رخصت کیا مکنو بھی مجھ سے چمٹ کر رونے لگا میں نے کچھ پیسے اس کو دیئے مکنو کے گھر والے بھی آئے تھے سب مجھ سے ملے بھی تھے وہ سب مکنو کی خوش مزاج تھے مکنو کا وہ بھائی بھی جو یہ جوڑواں پیدا ہوئے تھے جس کا نام لکھنو تھا اس کو دیکھ کر بہت ہنس گیا۔ مجھے ان کے نام اچھے لگتے تھے ایک کا نام مکنو دوسرے کا نام لکھنو تھا۔

پھر وہ رات اقصد کے سات قیام کیا اگلے دن پشاور کی فلائٹ سے روانہ ہوگیا۔ جہاں پر میرے گھر والوں نے میرا شاندار انداز میں استقبال کیا گھر والوں کے ساتھ گاؤں والے بھی لوٹ آئے ہوئے تھے میں بھی خوش تھا کہ خدا کی طرف سے ایک نئی زندگی مل گئی تھی۔ وہاں سے سیدھا گاؤں آگئے گاؤں میں خیرات کیا لوگوں نے دعائیں دیں گاؤں کے سب ہی لوگ میری خیریت پوچھنے کے لیے آئے تھے۔

قارئین کرام انسان جتنا بھی دور دنیا چلا جائے لیکن محبت کو کوئی نہیں بھول سکتا پھر شبنم کی یاد نے مجھے رولانا شروع کر دیا اس کی یاد شدت سے مجھے ستانے لگی۔ میں نے شبنم کا نمبر ملایا لیکن نمبر آف مل رہا تھا پھر جذبات میں آگیا کہ جان بھی کیوں چلی جائے لیکن اس کو کسی صورت نہیں چھوڑوں گا اس کو چھوڑنا میرے بس میں نہیں ہے پھر پاگل پن کا دورہ شروع ہوگیا گہری سوچ میں پڑ گیا میں نے پہلے بھی جذبات میں آکر شبو کو کھو دیا تھا اب بھی جذبات میں آگیا لیکن شبو کو مجھ سے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا مجھے معافی مانگنے کا موقعہ تو دیتی ناں موبائل آف کرنے کا کیا تک بنتا ہے میں نے پھر اپنی ماں کو کمرے میں بلایا کیونکہ میری ماں ہی میری بہترین دوست تھی بھیگی پلکوں کے ساتھ میں نے ماں کو شروع سے آخر تک ہر بات بتائی ماں بھی میرے لیے رو رہی تھی کیونکہ میں پھر ٹینشن میں آگیا تھا کھانا پینا ختم ہو رہا تھا ایک میجر غرق ہو رہا تھا شبو کے عشق میں ہر وقت دعا کرتا تھا کہ اس کا نمبر آن ہو جائے ایک بار مجھ سے بات کرلے میری ماں نے مجھے بہت سمجھایا۔

وہ شادی شدہ ہے تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا اگر تمہاری وجہ سے اس کے بچے یتیم ہو جائیں تو کون ذمہ دار ہوگا۔

میرے پاس ماں کی کسی بات کا کوئی جواب نہیں تھا میں نے ماں کی گود میں سر رکھ کر ماں سے دعا کی بھیگ مانگی میری آنکھوں کے آنسو ماں کے گھٹنے پر گرنے لگے میری ماں میرے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگی ماں کے آنسو میرے سر پر قطرہ قطرہ گر رہے تھے۔

قارئین کرام محبت میں آنسو کیوں گرتے ہیں مانتے ہیں کہ جب دل میں درد ہوتا ہے تو ہی آنسو گرتے ہیں ناں اقبال کو محبت میں درد کی

ایک خاص وجہ یہ بھی اس کو بدقسمتی سمجھ لیں کہ وہ شادی شدہ عورت تھی اگر وہ شادی شدہ نہ ہوتی تو شاید وہ محبت میں قربان ہو جاتی لیکن اقبال کی محبت کی قدر ضرور کرتی وہ بہت ہی ٹینشن میں تھی عورت کا دل بہت ہی نرم ہوتا ہے۔

کہتے ہیں عورت کا دل اللہ نے خود اپنے ہاتھ سے بنایا ہے پھر عورت کا دل کیسے رحم والا نہ ہو عورت کے دل میں رحم ترس کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے اسلام میں عورت کا بہت بڑا مقام ہے۔

قارئین کرام شبو بہت ہی مجبور تھی ہم مانتے ہیں کہ شبنم اگر محبت نہیں کرتی تھی تو نفرت بھی نہیں کرتی تھی ہمیشہ اقبال کو اچھا انسان سمجھتی تھی لیکن اس دن جذبات میں آ کر اقبال نے شبو کو کھو دیا تھا لیکن اقبال نے بھی اس کو پیدا کرنے کی قسم کھائی ہے پھر میں نے ہمت نہیں ہاری وہ کہتے ہیں ناں کہ جب کوئی انسان تلاش کے لیے نکلتا ہے تو اللہ اور فرشتے بھی تلاش کرنے پر فخر کرتے ہیں اور اللہ اپنے فرشتوں کو ساتھ ساتھ چلنے اور راستہ بتانے میں مدد کرنے کی ہدایت بھی کرتا ہے۔ قربان ہو جاؤ خدا پر میرے ماں باپ قربان ہو جائیں خدا پر کہ وہ اتنا رحم والا ہے۔

میں شبنم کو تلاش میں نکل گیا پہلے مردان کے کالجوں میں تلاش کرنا شروع کر دی بڑی مشکل سے ایک جگہ اسے اس کا پتہ لگا میری ملاقات میڈم فوزیہ تیمور سے ہوئی اور میڈیم نگہت سے ہوئی جو مردان میں ہی رہنے والی تھیں۔ میڈم نگہت بھی اکارہ کی خٹک قوم کی تھیں انہوں نے مجھے بتایا۔

وہ تو شادی شدہ ہے تین بچوں کی ماں ہے ابھی کچھ عرصہ پہلے اس کا بچہ پیدا ہوا ہے۔ وہ اپنے خاوند کے ساتھ کالج سے چھٹی لے کر جہلم گئی ہیں اس کا خاوند جہلم میں آفیسر ہے۔

ان کا یہ کہنا میرے مرنے کی دیر تھی میرے ہوش اڑ گئے بہت ہی دردناک لمحہ تھا پھر میں نے میڈم فوزیہ باجی کو کہا۔

کیا مجھے اس کے خاوند کا نمبر دے سکتی ہیں یا میڈم شبنم کا حقیقت میں میری بہن ان کی سہیلی ہے میں یہاں کسی سرکاری کام سے پشاور سے مردان آیا تھا اس کا پہلے یہ نمبر تھا میں نے وہ نمبر دیکھایا اور کہا کہ یہ نمبر کچھ عرصہ سے آف مل رہا ہے میری بہن اس کے نمبر آف ہونے پر پریشان ہے تو برائے مہربانی مجھے اس کا کوئی کنٹیکٹ نمبر دے دیں تاکہ میں اپنی بہن کو دے دوں۔ انہوں نے مجھ پر بھروسہ کر لیا مجھے نمبر دینے سے پہلے اس نے کال کرنے کی کوشش کی تاکہ شبنم سے پوچھ سکے کہ م نمبر دے دیں کہ نہیں لیکن اس نے کال نہیں اٹینڈ نہیں کی پھر مجھے نمبر تھما دیا۔ اس کا نمبر لینے کے بعد میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور کالج سے باہر نکل آیا۔

اس کا نیو نمبر دیکھ کر دل خوش ہو گیا۔ لیکن اندر سے غمگین اداس بھی تھا یقین اب بھی نہیں آ رہا تھا کہ وہ شادی شدہ ہے یہ جھوٹ ہے وہ میری ہے صرف میری ہے میں اس کو کسی اور کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتا پہلے تو میں ہمیشہ اس کے شادی شدہ ہونے کی بات کو مذاق سمجھتا تھا لیکن آج تو دو گواہوں نے حقیقت بتا دی تھی۔

قارئین کرام ٹوٹے دل کے ساتھ میں گاڑی میں بیٹھ گیا بڑی مشکل سے ڈرائیونگ

کرتے ہوئے اپنے گھر پہنچ گیا کوہاٹ میں گاڑی میں سی این جی ڈالتے وقت ایک دفعہ پھر میرے دماغ کو زوردار جھٹکا بھی لگا تھا لیکن پمپ کے مالک نے میری حالت کو دیکھ کر اپنے کمرے میں بٹھایا اور میری سیوہ کی جب تھوڑی حالت بہتر ہوئی میں روانہ ہو گیا پمپ کا مالک بہت اچھا انسان تھا بہت عزت کی اس نے میری شاید اس کو میری حالت پر ترس آرہا تھا۔

گھر پہنچ جانے کے بعد اماں کو سلام کیا ماں نے پیار بھرے انداز میں مجھے دیکھا میں بھی مسکرادیا۔ اپنے کمرے میں چلا گیا اپنے دوسرے نمبر سے اس کا کال کی اس نے کال اٹینڈ کی میں نے ہیلو ہیلو سے ہی پہنچانلیا کہ یہ تو میری وہی شبو طوراہے میں نے آرام سے کال ڈراپ کردی۔

اس نے مجھے میسج کیا who are you لیکن میں نے ریپلائی نہیں کیا سوچ رہا تھا کہ یہ کیسی زندگی ہے یہ کیسی محبت ہے اس محبت کو میں کیا روپ دوں کیا ایک ماں کو اس کے بچوں سے الگ کردوں ایک پیار کرنے والے جیون ساتھی سے جدا کردوں جس کے میری شبو جانی بہت خوش ہے میں اس کا دل کیوں دکھا رہا ہوں نہیں نہیں اپنے ضمیر کو جھوڑا شبو نے شادی شدہ ہوتے ہوئے میری عزت کی لاج رکھی اس نے مجھ پر ترس کھا کر میری یتیمی پر ترس کھا کر میسج کے نام پر مجھ سے دوستی کی اور میں اس کی زندگی تباہ کرنے کی نیت کرتا ہوں خود سے کہنے لگا۔

اقبال تم اتنے خود غرض نہیں ہو سکتے ہو کیا تم نے اس کی عزت کی حفاظت کرنے کی قسم نہیں کھائی تھی اقبال جب تک تم زندہ ہو اس کی عزت تم پر فرض ہے اور میرے ہوتے اس کو کوئی جدا نہیں کرسکتا میں ظالم نہیں ہوں وہ جیسے بھی ہے میری محبت ہے محبت کے آگے میں بہت مجبور ہو گیا۔

قارئین کرام پھر میں کئی دنوں تک سوچتا رہا کہ میسج کروں یا نہ کروں خیر میں نے بسم اللہ پڑھ کر محبت زیادہ محبت کیوجہ سے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر میسج لکھ دیا کہ جس کی تحریر کچھ یوں تھی۔

ڈیئر جان نمبر بدلنے سے انسان کبھی نہیں بدل سکتا تم حیران ہو گی کہ میں نے تمہیں کیسے ڈھونڈا لیکن تمہاری ایک بے گناہی ظاہر ہو گئی کہ تم بے گناہ ہو بلکہ میں تمہارا مجرم ہوں مجھے معاف کردو تم شادی شدہ ہو میں آج قسم کھاتا ہوں کبھی میری وجہ سے تمہاری عزت خراب نہیں ہو گی آج کے بعد تم مری بہن بھی ماں بھی ہو دوست بھی ہو اگر تم مجھے معافی دے سکتی ہو تو آپ کا احسان ہو گا تمہارے میسج کرنے کا انتظار ہمیشہ رہے گا آپ کا دوست اقبال۔

پھر تھوڑی دیر کے بعد اس کی کال آگئی میرے ہیلو کہنے پر وہ پوٹھ پوٹھ کر رو رہی تھی اور میں بھی بچوں کی طرح رو رہا تھا اس نے بڑی مشکل سے مجھے کہا۔

اقبال میں تمہاری دھمکیوں سے بہت ٹینشن میں تھی میں بہت مجبور تھی تم میری وجہ سے اپنی زندگی تباہ مت کرو کوئی اچھی سی لڑکی دیکھ کر شادی کرلو تمہیں میری قسم میں وعدہ کرتی ہوں میں اپنے بچوں سمیت تمہاری شادی پر آؤں گی میں تمہیں بہت پسند کرتی ہوں لیکن بہت مجبور ہوں تمہاری یادیں مجھے پاگل کر رہی ہیں تم مجھے

اپنی طرف کھینچ رہے ہو میں ڈبل مائنڈ ڈ ہوگئی ہوں میرے حال پر رحم کرو میں اپنے خاوند سے بے پناہ محبت کرتی ہوں میں اس کو بھی تنہا نہیں دیکھ سکتی ہوں نہ ہی تمہیں وہ میرا پیار ہے تم میرے دوست ہو آخر میں بھی انسان ہوں۔

ہم دونوں مسلسل رو رہے تھے میرا دل مزید اس کی باتیں برداشت کرنے کے قابل نہیں تھا میں نے کال ڈراپ کردی میں خوب زور زور سے کمرے میں رویا ہوں پھر میری ماں آگئی اور بہن شگفتہ آگئی میری بہن شگفتہ آرمی کی ڈاکٹر کیپٹن ہیں وہ مجھ سے بہت پیار کرتی ہیں ماں نے اور شگفتہ نے مجھے بہت تسلی دی۔

میں نے ماں سے کہا ماں میں صرف ایک بار اس سے ملنا چاہتا ہوں صرف ایک بار میں مرجاؤں گا آپ کا اقبال مرجائے گا۔

میں نے ماں کی گود میں سر رکھ دیا ماں تو ماں ہوتی ہے بہن بھی ماں کی طرح ہوتی ہے ماں نے شگفتہ کو کہا۔

مجھے شبنم کا نمبر دلا دو۔

شگفتہ نے کہا میں بات کرتی ہوں شگفتہ نے کال کر دی۔

ہیلو شبنم باجی میں اقبال کی بہن ڈاکٹر کیپٹن شگفتہ بول رہی ہوں میرا بھائی آپ کے لیے رو رہا ہے میری ماں بھی رو رہی ہے میں اور میری ماں تم سے ایک بھیگ مانگتے ہیں کہ تم میرے بھائی سے ایک بار مل لو میں وعدہ کرتی ہوں کہ اگر تمہارا کوئی بھائی غیر شادی شدہ ہے تو تم میرے گھر رشتہ بجھوا دو میں تمہارے بھائی سے شادی کرلوں گی لیکن تم اسکے بدلے میرے بھائی سے مل لو صرف ایک بار ملنے آجاؤ۔

شگفتہ میں مجبور ہوں وہ بھی وہاں رو رہی تھی

اچھا یہ لو امی سے بات کرلو۔

شبنم بیٹی میں اقبال کی ماں بول رہی ہوں بیٹا میں ایک ماں جس طرح تم ایک ماں ہو مجھے یقین ہے کہ تم ایک ماں سے اس کا لخت جگر نہیں چھین سکتی ہو یہ ماں آج تم سے اپنے بچے کی خوشی کی بھیگ مانگتی ہے کہ تم ایک بار ملنے آجاؤ یہ ماں تمہیں وچن دیتی ہے کہ اقبال زندگی بھر تمہارا نام نہیں لے گا اقبال نے میرے گود میں سر رکھا ہوا ہے اپنا اا اور میرا حال رو رو کر نڈھال کر دیا ہے میرا بیٹا یتیم ہے بچپن سے میں نے اس کو پالا ہے مجھے اس کا درد نہیں دیکھا جاتا۔

شبنم نے کہا۔ ماں ماں ماں میری ماں۔ شبنم رو رہی تھی تم میری ماں کی طرح میری ماں میں آپ کی خاطر یہ بھی کرلوں گی ماں میں بہت مجبور ہوں میرا دل اندر سے بہت دکھی ہے میں بھی تمہاری گود میں سر رکھ کر رونا چاہتی ہوں ماں مجھے گلے لگا لو ہی ہی زور زور سے وہ رونے لگی۔

قارئین کرام یہ کیسا منظر ہوگا ایک ماں کی گود میں اس کا یتیم بچہ رو رہا ہو دوسری طرف بیٹی کی طرح پکارنے والی محبت رو رہی تھی تو اس ماں کا کیا حال ہوگا یہ ماں بھی اتنی ہی رو رہی تھی کہ جتنے اقبال اور شبنم رو رہے تھے شگفتہ ماں سے فون لیا اور کمرے سے باہر نکل گئی۔

ایسی ماں اور بہن شگفتہ کے لیے آپ کیسی دعا کریں گے یہی ناں کہ خدا ہمیں بھی ایسی ماں

اور ایسی ہی بہن دے قارئین کرام شگفتہ کو اقبال کی کوششوں سے ہی آرمی میں کمشنڈ دلا تھا شگفتہ کے ساتھ بچپن سے ہی اچھی دوستی تھی پھر شبنم اور شگفتہ میسج بھی کرتے تھے بڑی مشکل سے شبنم نے اقبال سے ملنے کا وعدہ کرلیا۔

شبو نے جمعرات کے دن ملنے کا وعدہ کیا شبنم کے بتائے ہوئے مقام پر اقبال اس کا شدت سے اس کا انتظار کررہا تھا آج اقبال کی عید کا دن تھا بہت بے تاب روڈ پر کھڑا تھا ہر گاڑی رکشہ کو بہت گھور گھور کر دیکھ رہا تھا خیر وہ وقت آگیا کہ شبنم ٹھیک گیارہ بجے آگئی۔ وہ کالے برقعے میں تھی برقع کے نیچے سفید لمبی چادر تھی کمر میں پرس ڈالا ہوا تھا گاڑی سے اتری تو اقبال کا جسم کانپ رہا تھا وہ دونوں اس سٹاپ سے پیدل چل کر وی آئی پی ہوٹل میں آگئے اقبال آگے آگے چل رہا تھا طورہ اس کے پیچھے چل رہی تھی وہاں وی آئی پی کمرے میں بیٹھ گئے اقبال کو انتظار تھا کہ کب اپنا مبارک چہرہ دکھائے گی نقاب کب اتارے گی سلام دعا کے بعد شبنم نے اپنا نقاب اتار دیا۔ مت پوچھو کہ وہ کیسے لگ رہی تھی اس کے حسن کی تعریف کیسے کروں اتنا کہوں گا کہ لگ رہا تھا کہ اللہ نے خود اپنے ہاتھ سے اس کی ہر چیز بنائی ہو اگر تعریف لکھنا شروع کردوں تو جواب عرض کے صفحے ختم ہوجائیں گے شبنم نے کہا۔

تم بہت ضدی ہو پوری کرلی ناں اپنی ضد تمہیں یقین نہیں آتا تھا کہ میں شادی شدہ ہوں دیکھو مجھے پھر اس نے برقعہ ہٹایا اپنی ضد پوری کرلو آجاؤ مجھے دیکھ لو میں تمہیں کس طرح ثابت کرکے دکھاوں کہ میں شادی شدہ ہوں ہاں جلدی بتاؤ اس نے مجھے دونوں بازو سے پکڑ کر زور زور سے جھٹلایا وہ مسلسل رو رہی تھی تم مجھے کیوں نہیں چھوڑتے کیوں مجھے جینے نہیں دیتے آخر میرا قصور کیا ہے میرے منہ پر چار پانچ تھپڑ رسید کیے وہ تھپڑ غصہ کے نہیں پیار کے تھے

میں زندہ لاش کھڑا تھا میری آنکھوں سے آنسو گر گر زمین کی زینت بن رہے تھے پھر میں نے اس کا ٹوپی والی برقعہ اٹھا اس کے سر پر پہنا دیا اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

شبنم تم بہت اچھی ہو تم واقعی ماں ہو ماں ہو مجھے معاف کردو پلیز میں نے شبنم کے پاؤں کو ہاتھ لگا کر معافی مانگی۔

اس نے مجھے اٹھایا اور ہم کرسیوں پر بیٹھ گئے بریانی اور چائے منگوائی بریانی کسی نے بھی نہیں کھائی چائے دونوں نے ہی پی لی۔

قارئین کرام زیادہ ٹائم ساتھ میں اس لیے نہیں گزارا کہ شبنم کے ساتھ وقت کم تھا اس کو گھر کی فکر تھی یہ محبت ایک چیز ہے کہ جب کسی کے ساتھ محبت میں انسان گرفتار ہوجاتا ہے تو یہ نہیں دیکھتا کہ یہ شادی شدہ ہے یا کنواری ہے انسان محبت میں خود کو پھر قابو نہیں پا سکتا ہے محبت کی کشش اسے پاگل کردیتی ہے اور پاگل پن خوشیوں کے جھونکوں سے شروع ہوتا ہے اور دکھوں کی دہلیز پر ختم ہوجاتا ہے۔

عجیب بات ہے کہ بہت سارے لوگوں کو محبت حاصل نہیں ہوتی اور جسے مل جائے وہ بھرم نہیں رکھتے اپنی محبت کا کبھی کبھار محبت کو محبت کے نام سے نفرت ہوجاتی ہے پھلو محبت کو آسمان کی بلندیوں پر لے جاتے ہیں اور کچھ

لوگ محبت کو خاک میں ملا دیتے ہیں کچھ لوگ محبت کے سر پر تاج پہنا دیتے ہیں اور کچھ لوگ محبت کے ماتھے پر کیچڑ اچھالتے ہیں۔ آج کے دور میں محبت کی سچی پہچان کرنا مشکل ہو جاتی ہے خیر زمانہ لاکھ کوشش کرلے لیکن محبت کو نہیں مٹا سکتے

محبت نے وفائی میں دینا میں بہت سے نام چھوڑے ہیں جیسے کہ لیلیٰ مجنوں ہیر را نجھا۔ شریں فرہاد یوسف زلیخا۔ اور خدا رسول ﷺ کا عشق اور مسلمانوں کا عشق خدا اور رسول ﷺ اور سب سے دل ہلا دینے والا ایسا عشق جو ہم آج بھی زندہ ثبوت دیکھتے ہیں جو حضرت حسین کے عشق میں دیوانے ہیں ہمیں اس بات کا اقرار ہے کہ محبت کبھی مٹ نہیں سکتی خود ایسی نہ مٹنے والی محبت کا نام لیں اقبال اور شبنم کو بھی دیتا ہوں کیونکہ ہر جواب عرض کا دیوانہ اس عشق کو ہمیشہ یاد رکھے گا

شبنم بے حد مجبور تھی اس کی ہمدردیاں ضرور تھیں اقبال کے ساتھ لیکن ایک وفادار شوہر کے ہوتے ہوئے وہ کسی صورت محبت نہیں کرسکتی تھی نہ ہی اسلام اس چیز کی اجازت دیتا ہے۔ وہ مشرقی لڑکی ہونے کے ناطے ایسا کچھ بھی ناممکن نہیں تھا وہ لیکچرار تھی پڑھی لکھی تھی وہ غلط اور صحیح کو اچھی طرح سمجھ رہی تھی یہ۔

قارئین یہ محبت اور دل لگی ایسی چیز ہے کہ جب ہوتی ہے تو اس کے سامنے کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا ہے سوائے اپنی محبت کے محبت انسان سے ہر چیز خطا کر دیتی ہے محبت انسان سے اپنی پہنچان بھول جاتی ہے کہانی کی طرف آتے ہیں۔

قارئین کرام اقبال اس کے قریب ہونا چاہتا تھا لیکن شبنم نے کہا کہ پلیز تم وعدہ خلافی نہیں کرو گے اور میں ماں ہوں پلیز کسی ماں کے ساتھ تم ایسی زیادتی نہیں کرو گے میں تمہارے بھروسے پر آئی ہو میری عزت اس وقت تمہارے ہاتھ میں ہے حفاظت خدا کے ہاتھ میں ہے

اقبال اس کے قریب سے قریب ہوتا جا رہا تھا شبنم کا دل دھک دھک کر رہا تھا اس کو اپنی عزت کی فکر ہوگئی تھی لیکن اقبال قریب ہوتے ہی اچانک رک گیا۔

دیکھو شبنم جانی میں جانتا ہوں کہ تم ماں ہو لیکن تم میری محبت ہو۔

اقبال اس کے پاؤں میں دوبارہ گر گیا اور کہا کہ میں تمہارے پاؤں میں گر کر یہ بھیک مانگتا ہوں کہ تم مجھ سے ماں بن کر بات کیا کرو مجھ سے میسج کیا کرو میں تمہارے میسج اور تمہاری باتوں کے سہارے باقی زندگی گزاروں گا میں تمہاری عزت کی حفاظت کرنے کی قسم کھاتا ہوں مجھے کبھی تنہا مت چھوڑنا میں ٹوٹ جاؤں گا مر جاؤں گا مجھے ایک ایسی بیماری ہے کہ تمہاری نفرت کیوجہ سے میری جان چلی جائے گی آخر میں بھی کسی اولاد ہوں تمہیں اپنی اولاد صدام ساحر کی قسم تمہیں تمہاری بیٹی کی قسم پلیز بس تم ایک بار مجھے آئی لو یو بول دو صرف ایک بار۔

شبنم نے کہا۔ پلیز اقبال اٹھ جاؤ تم ایک میچور آدمی ہوا اور تم ایسی حرکت کر کے مجھے اور خود کو شرمندہ کر رہے ہو۔

شبنم کے آنسو اقبال کے سر پر گر رہے تھے

شبنم کو غصہ بھی آیا وہ دل برداشتہ ہوگئی ایک جھٹکے سے اپنے پاؤں پیچھے کی طرف کیے جس پاؤں پر اقبال نے اپنا سر رکھا ہوا تھا اپنا پرس اٹھایا اور پرے سے باہر نکل گئی اقبال گھٹنو کے بل بیٹھ کر اس کو باہر جانے کے لیے دیکھ رہا تھا کہ وہ نکل کر ہائی وے روڈ کی طرف جارہی تھی اقبال نے کچھ دیر دیکھا پھر اٹھ کر کھڑا ہوا۔ اس نے اپنے آنسوؤں کو صاف کیا اور اس کے پیچھے نکل گیا شبنم روڈ کے کنارے کھڑی تھی۔

دیکھو شبنم اگر تم مجھے صرف ایک بار آئی لو یو نہیں کہو گی تو سامنے جو گاڑی آرہی ہے جو بہت بڑا ٹریلا تھا میں اس کے سامنے آگے کھڑا ہو کر تمہاری آنکھوں کے سامنے اپنی جان دے دوں گا مجھے اپنی محبت کی قسم لیکن وہ بت کی طرح خاموش تھی اقبال روڈ کے درمیان کھڑا ہو گیا روڈ کے دونوں طرف سے گاڑیوں کی طرف سے ٹیں ٹیں ہارنوں کی آوازیں شروع ہوگئیں ٹریلا اسکے قریب آرہا تھا آج اس کا عاشق اس کے سامنے جان دے رہا تھا شبنم بھی اس بات کا تصور نہیں کرسکتی تھی کہ محبت ان کو ایک ایسے موڑ پر لا کھڑا کردے گی۔

آخر یہ بھی کسی کی اولاد ہے اور ایک ماں سے اس کا بیٹا میں نہیں چھین سکتی اگر یہ مر گیا میں خود کو کبھی بھی معاف نہیں کروں گی گاڑی اور قریب آرہی تھی اقبال صرف شبنم کی طرف پیار بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا شبنم کے دماغ میں ہزاروں سوچیں جنم لے رہی تھیں موت اقبال کے سر پر کھڑی تھی صرف چند منٹ کے فاصلہ پر اقبال کی موت تھی تھوڑی دیر یہ محبت اس دنیا سے فانی ہو جائے گی۔

قارئین آپ یقین کریں یہاں لکھتے وقت میرے آنسو نکل آئے ہیں ہم اس محبت کو کیا نام دیں شبنم نے لیک کر جمپ کر کے اقبال کو گریبان سے پکڑ کر روڈ کے کنارے لے آئی اور گریبان سے پکڑ کر پھر زور زور سے رو رو کر تھپڑوں کی بارش کے ساتھ آئی لو یو۔ آئی لو یو ۔آئی لو یو۔ کہا تم مجھے بھول جاؤ میں خود اپنے ہاتھوں سے تمہاری جان لے لوں گی میری زندگی تباہ مت کرو غصہ سے اس کا چہرہ لال سرخ ہو رہا تھا شبنم کے تھپڑوں سے اس کی چوڑیاں بھی ٹوٹ گئیں مکمل ٹریفک جام ہو گیا تھا لوگ اپنی اپنی گاڑیوں سے اتر کر تماشہ دیکھنے لگے کسی نے گاڑی میں گانا بھی لگایا تھا۔

اگر تم مل جاؤ زمانہ چھوڑ دیں گے ہم۔

یہ گاڑی والا بھی کوئی عاشق تھا اقبال کی محبت کو جلدی جان گیا پھر گاڑی کے ٹیپ کو فل والیم میں گانا دوبارہ چلا دیا لوگوں نے موبائل نکالے پر کوئی ویڈیو کر رہا تھا کوئی کچھ کراچی کی کوسٹر ضیا الدین کوچ شاہد کوچ والوں نے تو پشتو گانے لگا دیئے تھے دونوں گاڑیوں سے مسافر نیچے اتر کر تماشہ دیکھنے لگے پورا روڈ ان دو گاڑیوں کی وجہ سے بلاک تھا گاڑیوں کی لمبی لائن لگی ہوئی تھی عین اس وقت پولیس بھی پہنچ گئی پولیس تو بڑی رعب سے اقبال کو گرفتار کرنے کے لیے بڑھ رہی تھی کہ قریب پہنچتے ہی اقبال نے پولیس ایس ایچ او کو کہا آئی ایم میجر۔ اقبال نے جلدی سے اپنا کارڈ دیکھایا انہوں نے پاؤں اٹھا کر سلوٹ کیا اور سب تماشایوں نے تالیاں بجائیں کوئی مسافر سیٹیاں بجا رہا تھا کوئی مل کر زور زور سے نعرے بازی کر رہا تھا ایس

ایچ او نے اپنی گاڑی کے لاوڈ اسپیکر سے آواز دی۔

یہ عاشقوں کا آپس میں معاملہ ہے یہ اس کی بیوی ہے شبنم نے غصہ بھرے لہجے میں پہلے اقبال کو پھر ایس ایچ او کی طرف دیکھا لیکن اپنی عزت کی خاطر چپ رہی لیکن اقبال ایس ایچ او کی گاڑی کے پاس گیا اور اسپیکر میں اعلان کر دیا کہ میرے عزیز دوستو تماشائیو میں اس سے محبت کرتا ہوں یہ مجھ سے نفرت کرتی ہے آپ سب کیا کہتے ہیں۔

سب لوگوں نے زور زور سے تالیاں اور شور مچانا شروع کر دیا خیر پھر اقبال نے لوگوں کو ہدایت کی کہ برائے مہربانی اپنی اپنی گاڑیوں میں بیٹھ جائیں اور روڈ بلاک ہے لوگوں کو تکلیف ہے روڈ خالی کریں شکریہ۔ پولیس نے لوگوں پر لاٹھی چارج بھی کیا کیونکہ ہر کوئی آرہا تھا پریمیوں کی یا تصویر اتارتا یا پھر ویڈیو کرتا عین اس ٹائم اقبال نے ایک ٹیکسی کو اشارہ کیا اور شبنم کو ٹیکسی میں بیٹھنے کو کہا پھر شبنم کے سٹاپ کی طرف گھر روانہ ہوگئے روڈ پر موجود تمام لوگوں نے اپنی اپنی گاڑیوں سے اپنے سر نکالے تھے تاکہ ان پریمیوں کو دیکھ سکیں۔

شبنم یہ سب دیکھ کر بے ہوش تھی اس نے ٹیکسی میں گھر تک اقبال کے کندھے پر سر رکھا ہوا تھا اسکے سر میں شدید درد تھا پورے راستے میں شبنم کی طبیعت خراب تھی اس کا گھر آیا اقبال نے دھیمے لہجے میں کہا۔

شبو اتر جاؤ تمہارا سٹاپ آگیا ہے۔

عورت کا دل کمزور ہوتا ہے وہ ہر کسی پر ترس کھا کر خود کو مدہوش کر دیتی ہے۔

او کے اقبال بائے او کے شبنم بائے جو ہوا بھول جاؤ۔

یوں دونوں کی پہلی حسین اور دردناک ملاقات ختم ہوگئی۔ ہاں چائے پینے وقت شبنم۔ نے اقبال کو باڈی پرفیوم بھی دیا تھا اقبال اس کے نام کا لاکیٹ پرس بنایا تھا وہ بھی شبنم کو ایک ایک چین بھی تھی اقبال بہت سی چیزیں دینا چاہتا تھا لیکن یقین نہیں تھا کہ شبنم آپائے گی کہ نہیں لیکن آج تک افسوس ہے کہ زیادہ تحفے تحائف نہیں تو خرید سکا محبت میں تحفے فرض کا رول ادا کرتے ہیں۔ محبت کی یاد دلاتی ہے محبت کو مضبوط کرتی ہے محبت کو بڑھاتی ہے۔

قارئین کرام پھر گھر تک اسی ٹیکسی میں واپس آگیا لیکن پورے راستے میں بے ہوش تھا اس کا بدن ٹوٹ چکا تھا پورے جسم میں درد تھا گھر پہنچتے ہی ماں نے کہا۔

بیٹا وہ آئی تھی۔

میں نے کہا۔ ہاں ماں وہ آئی تھی۔

ماں نے کہا۔ وہ کیسی تھی۔

میں نے کہا۔ ماں وہ بہت ہی اچھی تھی

اقبال اپنی ماں کے گلے لگ کر رو دیا ماں بھی اداس ہوگئی ماں بھی جانتی تھی کہ وہ شادی شدہ ہے پھر ماں نے تسلی دی اور کہا۔

بیٹا اب اگر تو اسے محبت کرتا ہے تو اپنی محبت کی خاطر اس کو بھولنا پڑے گا اب بھی اگر تو اسے محبت کرے گا تو اسے زیادتی کرے گا۔

اقبال نے کہا ماں یہ تم کیسی باتیں کر رہی ہو ماں تم ایسا نہیں کہہ سکتی ہو خیر ماں تو ماں ہوتی ہے کاش محبت کی بھی کوئی ماں ہوتی۔

ماں نے کہا بیٹا میں نے اصل میں شبنم سے

وعدہ کیا تھا کہ ملاقات کے بعد اقبال تمہیں بھول جائے گا۔ اب تجھے تیری یہ ماں حکمدیتی ہے کہ تو اسے بھول جا تجھے ماں کی قسم نبھانے کا تمہارا فرض بنتا ہے۔ میں غمگین نظروں سے ماں کو دیکھ رہا تھا ماں بھی کمرے سے چلی گئی بہن آ گئی اس کو میں نے ساری بات تفصیل سے بتادی اس نے بھی یہی مشورہ دیا کہا۔

اس کو چھوڑ دو۔

میں نے کہا یہ ناممکن ہے۔

شگفتہ بھی اٹھ کر چلی گئی میں پوری رات کمرے میں رو کر گزاری پھر میری چھٹی ختم ہو گئی اور میں رزمک وزیرستان کے لیے روانہ ہو گیا۔ میری یونٹ دوبارہ وزیرستان دوستوں کے ساتھ جا ملا۔

صبح گھر سے روانہ ہو گیا راستے میں سوچا کہ طورے کا حال احوال کرلوں پھر طورے نے بتایا کہ میں ایک ہفتے سے بیمار تھی اور ساتھ طورے نے یہ کہا۔

اقبال تم بہت اچھے انسان ہو اور تمہاری امی اور بہن اور تمہارے ساتھ معاہدے کے مطابق میرا اور تمہارا ہر قسم کا تعلق ختم اگر تم مجھے زیادہ تنگ کرو گے میں خودکشی کرلوں گی اور میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں تمہیں اپنے بچوں اور خاوند کی خاطر قربان کردوں پلیز آئندہ مجھے ڈسٹرب مت کرنا۔ اگر پھر میری زندگی عذاب بنائی تو میں خودکشی کر کے خود کو قربان کردوں گی اور مجھے بھول جاؤ۔

اس کی یہ باتیں سنتے ہی میرے ہوش اڑ گئے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اس کے ساتھ کیا کروں۔ پھر میں نے کہا۔

شبنم مجھے آج تک تمہارے دین مذہب کا کچھ پتہ نہیں چلا کہ تم کس مٹی کی بنی ہوئی ہو۔ تم مجھے بھول جاؤ یہ ممکن ہے لیکن میں تمہیں بھول جاؤں یہ ناممکن ہے۔

اس نے میری کچھ سننے سے پہلے ہی مجھ سے ایک بار پھر کال ڈراپ کردی میرے ہوش وحواس اڑ گئے میرے دماغ میں اور سر میں پھر آہستہ آہستہ درد شروع ہو گیا جو لحہ بہ لحہ بڑھتا جا رہا تھا بڑی مشکل سے بنوں پہنچ گیا ہوں۔

قارئین کرام ہماری گاڑی بنوں سے کنواتی کی شکل میں ہم زرمک جاتے ہیں میں نے جس گاڑی میں سفر کرنا تھا گاڑی کے مالک کو میں نے کہا۔

گاڑی میں چلاؤں گا تم پیچھے بیٹھ کر آرام کرنا۔

ڈرائیور نے گاڑی چلانے کے لیے میرے حوالے کردی میری گاڑی میں دس افراد سوار تھے میں نے گاڑی میں ہلکی ہلکی غمگین میوزک بھی لگائی تھی عطا اللہ خان عیسیٰ خیلوی یہ گانا گا رہا تھا۔

عشق کو درد سر کہنے والو سنو
کچھ بھی ہو ہم نے یہ درد سر لے لیا
وہ نگاہوں سے بچ کر کہاں جائیں گے
اب تو ان کے محلے میں گھر لے لیا
آئے بن ٹھن کے شہر خاموشاں میں وہ
قبر دیکھی جو میری تو کہنے لگے
ارے آج تو اتنی اس کی ترقی ہوئی
اس بے گھر نے اچھا سا گھر لے لیا

قارئین کرام ظہر کی نماز کا وقت تھا میں نے

اور ساتھ کے ساتھیوں نے نماز ادا کی میں نے خدا سے دعا کی کہ اے میرے رب تو بہت غفور ہے رحیم ہے میری مجبوری کی غلطی کو معاف کر دینا شبنم کی ہمیشہ حفاظت کرنا میری ماں کا ہمیشہ خیال رکھنا نماز دعا پڑھ کر پھر گاڑی روانہ ہوگئی سب گاڑیاں قطار میں چل رہی تھیں۔

ہمارا گزرنا ایک اونچے پہاڑ سے گزرنا ہوا مجھے شبنم کے انکار اور قربانی کی بات یاد آگئی میں پاگل ہو رہا تھا میں اس کے کسی قسم کی زبردستی نہیں کر سکتا تھا میں نے اپنی گاڑی جو میں ڈرائیونگ کر رہا تھا اس کا سٹرنگ وادی کے نیچے کی طرف فل کٹ سے گھمایا میں اور میرا ساتھی گاڑی میں کٹلیاں پلٹتے پلٹتے ہم سب نیچے گہرے گڑھے میں گر گئے وہاں ایک کہرام مچ گیا پوری گاڑیوں کا قافلہ رک گیا سارے اوپر سے ہمارا خونی منظر دیکھ رہے تھے گاڑی بری طرح تباہ ہوگئی تھی لوگوں نے ہماری طرف بھاگنا شروع کر دیا ہمیں اٹھایا لیکن دو ساتھیوں کی شہادت ہوگئی تھی آٹھ زندہ بچ گئے تھے لیکن شدید زخمی ہوگئے تھے صوبیدار اصل مردین اور نائب صوبیدار حیات خان شدید زخمی ہوگئے تھے وائرس سیٹ پر ہیڈ کوارٹر اطلاع دی گئی فوراً دو ہیلی کاپٹر آگئے ہمیں پشاور سی ایم ایچ لے گئے وہاں پر صوبیدار اصل مردین زخموں کی تاب نہ لا سکا اس نے جام شہادت نوش کیا مجھے کئی دن تک ہوش نہیں آیا تھا جب ہوش آیا تو میں زندہ تھا یقین نہیں ہو رہا تھا کہ میں زندہ ہوں خود کو قربان کرنے کے بجائے میں نے تین سپاہیوں کو قتل کر دیا تھا یہ میں نے کیا کر دیا تھا جیل کی سلاخیں میری قسمت تھیں بس سرکار کو میری صحت یابی کا انتظار تھا قانونی طور پر میں سرکار کا مجرم تھا کیونکہ سرگاڑی میں دو ہونگ کر رہا تھا جو پاکستان کے قانون کے مطابق آفیسر گاڑی نہیں چلا سکتا تھا یہ سب میری وجہ سے ہوا لوگوں کی نظر میں تو یہ حادثہ تھا لیکن حقیقت میں تو میں ان سب کا قاتل تھا اور سپاہی دین الرحمٰن خٹک جو بہادر خیل کا رہنے والا تھا وہ تو ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا اس کے وارث میں بھی ایک بیوی ایک بیٹا چھوڑ کر چلا گیا تھا خدایا یہ سب کیا ہوگیا میں ان سب بندوں کا قاتل ہو سکتا ہوں میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا اتنی بڑی غلطی پھر حکومت نے مجھے علاج کے دوران ہی نوکری سے فارغ کر دیا۔ اب پنڈی میں اقبال زندگی کے باقی دن گزار رہا ہے اقبال کا دماغ مکمل طور پر خراب ہو چکا ہے وہ اگر صحت یاب ہوگیا تو دو سال سول جیل جائے گا کیونکہ فوج سے کورٹ مارشل ہوگیا ہے سزا ہوگئی ہے۔

ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ یہ اس وقت تک صحت یاب نہیں ہو سکتا کہ جب تک شبنم نامی خاتون اسے ملنے نہیں آجاتی کیونکہ یہ سارا وقت بے ہوش ہوتا ہے جب تھوڑا ہوش میں آجائے تو شبنم شبنم شبو شبو کہہ کر پھر بے ہوش ہو جاتا ہے اس کی بیماری کافی خطرناک ہے حکومت کو شبنم کی تلاش ہے کہ شبنم کون ہے کہاں رہتی ہے یہ سب تو اقبال ہی جانتا ہے لیکن اقبال ٹھیک ہوگا تو شبنم کے بارے میں بتائے گا ناں شاید وہ کبھی ٹھیک نہیں ہوگا۔

قارئین کرام اس کی ماں بہت اداس ہے گھر والے بھی غمگین ہیں ماں بھی کچھ نہیں بتاتی ہے دعا کریں کہ اقبال صحت یاب

ہوجائے۔ اقبال کی ماں کیوں خاموش ہے وہ
شبنم کو لاسکتی ہے اس کا بیٹا پھر سے صحت یاب
ہوسکتا ہے لیکن ماں تو شبنم ماں کی عزت کا خیال
رکھتی ہے عظیم ماں کا کہنا ہے کہ میرا بیٹا مر جائے
لیکن شبنم کی عزت پھر کوئی داغ پر لگے اقبال کی
ماں پر اس فوجی کے گھر گئی ہے جو گاڑی میں
اقبال کے ساتھ سفر کررہے تھے ان تین شہدا کے
گھر بھی گئی ان کے غم درد میں شریک ہوئی
قارئیں سلام ان زخمیوں کو جن نے اقبال کی ماں
کو سلوٹ کہہ کر کہا کہ خٹک صاحب ہمارے پہلے
بھی جان تھے اب بھی جان ہیں ہمیشہ رہیں گے
خٹک صاحب نے ہمارے ہی وجہ سے سیاہ چین
کی محاذ پر بیمار ہوئے تھے ہماری محبت میں ہی
اس نے سپاہی راشد دل جلے کی جان بچائی تھی
خٹک صاحب نے ہر موڑ پر ہم جیسے جوانوں کا
ساتھ دیا وہ بھی آفسر نہ تھا وہ ہمارا بھائی تھا یہاں
پر افواج پاکستان کے تمام بہادر حوصلے والے
نوجوانوں کو افواج پاکستان کے ساتھ ساتھ بحری
فضائی کے جوانوں کو فرنٹیر کور فرنٹیر کنٹیلری ایف
سی پولیس کے جوانوں کو جواب عرض کے تمام
دیوانے عاشق دکھی دلوں والوں کی طرف سے
میں سلوٹ پیش کرتا ہوں سلام جوانو سلامت
رہو۔

قارئین کرام شبنم کا نمبر میرے پاس ہے
اگر آپ لوگ شبنم یا اس کے خاوند سے اقبال کی
صحت یابی کے لیے بھیک مانگنا چاہیں تو میرے
موجودہ نمبر پر اطلاع کردیں یا اگر میڈم شبنم
ناہید صاحبہ خود یہ کہانی پڑھیں تو خود سوچ سمجھ کر
یہ فیصلہ کریں کہ آپ کو کیا کرنا چاہیے۔ لیکن ہم
تمام جواب عرض اور خوفناک ڈائجسٹ والوں
دیوانوں کی طرف سے آپ سے گزارش ہے کہ
آپ ایک ماں ہیں ایک ماں کا دل بہت ہی نرم
ہوتا ہے وہ بھی کسی کا بیٹا ہے بنی نوع انسان ہے
آج آپ دوستی محبت نفرت کو ایک پل کے لیے
بھول جائیں انسانی ہمدردی کے ناطے ہم سب
آپ سے بچوں کی طرح ہاتھ جوڑ کر میجر اقبال
کی صحت یابی کے لیے آپ سے رحم کی اپیل
کرتے ہیں۔ آج بھی کچھ نہیں بگڑا ہے آپ کی
تعلیم ہے شعور ہے اور سب سے بڑی بات قوت
ہے اس وقت کو بدل ڈالو اقبال کی قربانی کو بچالو
ایک وقت ایسا ہوگا کہ آپ کے پاس وقت نہیں
ہوگا پھر وقت آپ کو ایسا بدل دے گا کہ آپ کو
جیتے جی چین سکون نہیں آئے گا اگر خودکشی کرنا
قربانی دینا ہی محبت ہے تو کیسے کوئی باپ اس
بات کو ماننے پر تیار ہوگا کہ اس کا بیٹا یا بیٹی کسی
سے سچی محبت کرتے ہیں وہ اپنے مرتبے
اور شان وشوکت ایک طرف رکھ کر اپنا سب کچھ
اولاد پر قربان کیا قربان کرے گا۔

معاف کرنا میرے جواب عرض کے دوستو
جب میں لکھنے لگتا ہوں تو میرا قلم ایک بھی نہیں
سنتا ہے اور ان باتوں کو لکھنے پر مجھے شدت سے
مجبور کردیتا ہے جو ہمیشہ سچ ہوتا ہے لیکن میرے
قلم کے آگے اقبال اور شبنم جیسے عظیم لوگوں کی
جانوں کی قیمت ہے اور میرا قلم اسی طرح
ایماندار لوگوں کی سچی محبت کے لیے ہمیشہ لکھتا
رہے گا۔ جب تک زندگی ہے۔

قارئین کرام قرآن مجید پہلی امتوں کی
تباہی کے قصے سنا تا رہا ہے ہم یہ بھی جانتے ہیں
کہ حضرت آدمؑ کو جنت سے کیوں نکالا تھا
حضرت نوحؑ نے کیا غلطی کی تھی اور حضرت داؤدؑ

کی قوم پر پتھروں کی بارش آسمان سے برسائی آسمان سے آگ برسی لیکن میں اور میرے ماں باپ قربان ہو جائیں دنیا کی اس عظیم ہستی پر جس نے سجدے میں خدا سے رو رو کر اگر مانگا تو بھی تو صرف اپنی امت کی خیر مانگی امت کی بخشش مانگی کیا ہم حضرت محمد ﷺ کا کسی ایک احسان کا بدلہ چکا دیں جنہوں نے اپنا سارا خاندان ہمارے لیے قربان کر دیا جنہوں نے اپنے نواسے حضرت حسینؓ کو قربان کر دیا ہمیں ذرا بھی ہوش نہیں کہ نبی پاک ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہوں تو آج اس دنیا میں کبھی درد نہ دیکھا پڑتا۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے کہتا ہے کہ تم ایک بار رحم کرو میں تم پر دس بار رحم کروں گا تو میڈم شبنم صاحبہ خدارا فیجر اقبال کی زندگی پر ایک بار پلٹ کر رحم کر کے تو دیکھو خدا کی قسم تمہیں کتنی عزت دے گا تم سوچ بھی نہیں پاؤں گی مانتے ہیں کہ تم شادی شدہ ہو ایک عظیم ماں ہو ہم آپ سے یہ کہتے ہیں کہ اقبال کو ایک ماں جیسا پیار دے دو اس کی زندگی بچالو خدا تمہیں اس کا اجر دے گا تمہارا انکار نفرت کی وجہ سے تین فوجی شہید ہو گئے سات فوجی زخمی ہو گئے اور اقبال خود مرنے کے قریب ہے تم ایک زندگی بچالو خدا کی قسم خدا تمہارے اعمال میں رحم کے پہاڑ نیکیوں سے کھڑے کر دے گا لوٹا دو اقبال کو اپنی زندگی کر دو میرے جواب عرض کے دیوانوں کا ارمان پورا صرف ایک بار اپنے گھر والوں کے ساتھ اسے دیکھنے ہسپتال چلی جاؤ پلیز پلیز پلیز۔

میری وجہ سے اگر کسی کا دل دکھا ہو تو معافی چاہتا ہوں انسان غلطیوں کا پتلا ہے آخر میں دعاؤں کی اپیل اور تمام جواب عرض کے پڑھنے والوں کو میرا محبت بھرا اسلام آخر میں ایک گزارش کہ پائلٹ آفیسر ساحل اور ڈاکٹر ذرا بہن کے ملن کے لیے تہہ دل سے اقبال کی صحت یابی کے لیے دعا کریں پیارو جواب عرض والو اپنی آرا سے میرے اس نمبر پر ضرور نوازنا میں شدت سے انتظار کروں گا۔ الیکٹریکل میکینکل انجینئر ناصر اقبال خٹک۔ ضلع کرک۔

رابطہ نمبر۔ 0348.9153581

غزل

کبھی نظریں ملانے میں زمانے بیت جاتے ہیں
کبھی نظریں چرانے میں زمانے بیت جاتے ہیں
کسی نے آنکھ کھولی تو سونے کی گھڑی میں
کسی کو گھر بنانے میں زمانے بیت جاتے ہیں
کبھی کالی سیاہ راتیں، اک پل کی لگتی ہیں
کبھی اک پل بتانے میں زمانے بیت جاتے ہیں
کبھی کھولا گھر کا دروازہ تو سامنے تھی منزل
کبھی منزل کو پانے میں زمانے بیت جاتے ہیں
اک پل میں ٹوٹ جاتے ہیں عمر بھر کے رشتے
وہ جن کو بنانے میں زمانے بیت جاتے ہیں

☆ ---------- انتخاب: [illegible] -فیصل آباد

قبر تے آ کھڑیس

ایڈا سخت مزاج نہ بنڑ ماہی
ہک مخلص یار وی [illegible]
دل روسیں لوبیاں بہ بختیں [illegible]
جداں ہتھوں باز اڈا کھڑیسا
اے ویلے دل ہتھ آنوڑیں نی
افسو اج نیر وہا کھڑیس
اساں کملی آکھاک ال لگ ونجواں
ماہی دل سازی قبر تے آ کھڑیس

☆ ---------- محمد سلیم عباسی۔ حاصل پور

بے گناہ پھانسی

تحریر۔۔۔ساحل اقبال خٹک۔شکر درہ۔۔۔

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں ایک کہانی بے گناہ پھانسی کے ساتھ حاضر خدمت ہوں امید ہے کہ جلد اس کو شائع کردیں گے یہ کہانی ان لوگوں کے لیے عبرت ہے جو کسی پر الزام لگاتے ہیں اور انکو موت کے منہ میں دھکیل دیتے ہیں وہ یہ نہیں سوچتے کہ ان کا آخر قصور کیا ہے قصور یہ ہے کہ انہوں نے آپ پر اعتماد کیا ہوتا ہے۔اے کاش جو کہانی میں لکھ رہا ہوں ایسی کہانیاں دوبارہ ہمارے معاشرے میں جنم نہ لیں کہانی لکھتے ہوئے مجھ پر کیا بیتی ہے یہ میرا دل ہی جانتا ہے میرے سامنے کئی معصوم چہرے آئے جن کی آنکھوں میں آنسو تھے۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

یوں تو جواب عرض میں ہم نے ہمیشہ سے محبت کی داستانیں سنی ہیں اور اب بھی بہت شوق سے سنتے ہیں قارئین کرام میرا تعلق شکر درہ سے ہے ایک دن میں اپنے کمرے کے آگے بیٹھا ہوا تھا جواب عرض کا ہی مطالعہ کر رہا تھا کہ مجھے میرے جگری دوست محمد ارشد عباسی کی کال آئی میرا جگری دوست ارشد عباسی پاکستان کی حسین وادی نیومری کے ایک نواحی گاؤں کا رہنے والا ہے میرا دوست میری جان میرا دل کا ٹکڑا ہے لوگ لڑکیوں سے محبت کرتے ہیں لیکن میں اپنے دوست محمد ارشد عباسی سے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے محبت کرتا ہوں ہماری ملاقات 1991 میں کراچی کی ایک کنٹین میں ہوئی تھی جو آج تک قائم دائم ہے انشاء اللہ مرتے دم تک قائم رہے گی۔مجھے ارشد نے کہا۔

ساحل یار ایک لڑکی نے مجھے کال کی ہے کہ ساحل کا نمبر چاہیے اور وہ مسلسل رو رہی ہے۔۔
میں نے کہا۔وہ کیوں رو رہی ہے
ارشد نے کہا۔وہ کہہ رہی ہے کہ بس ایک بار ساحل بھائی سے میری بات کروا دیں۔
حیرت والی بات ہے کہ وہ مجھ سے بات کرنا چاہتی ہے۔میں نے حیرانگی سے کہا۔
ہاں ساحل بھائی۔وہ بضد ہے اس نے ایک اخبار میں آپکی سٹوری پڑھی تھی اس نے مجھے یہی بتایا تھا کہ اس نے آپ کی سٹوری پڑھی تو بہت روئی تھی۔میں سمجھ گیا کیونکہ میں اخبارات میں رسائل میں لکھتا رہتا ہوں اس لیے اس نے مجھے یاد کیا تھا۔
میں نے کہا۔اس کا نمبر مجھے میسج کردو۔
ہاں میں ابھی کرتا ہوں۔اس نے کہا

کال بند کردی اور اس لڑکی کے بارے میں سوچنے لگا کہ وہ مجھ سے کیوں کر رابطہ کرنا چاہتی ہے اس کے ساتھ آخر کیا مسئلہ ہے میں ابھی سوچوں میں گم تھا کہ کچھ ہی دیر میں اس کا نمبر ارشد نے مجھے میسج کر دیا جب میں نے کال ملائی تو جب کال اس نے اٹینڈ کی تو نہایت ہی معصوم آواز بے حد پیاری آواز کوئل جیسی آواز مجھے سنائی دی میں نے سلام کیا پھر اپنا تعارف کروایا۔

اس نے کہا۔ بھائی ایک اخبار میں آپ کی کہانی پڑھی تھی اس کو پڑھ کر میں بہت روئی تھی تب سے آپ سے بات کرنے کو دل چاہ رہا تھا۔ میں نے کہا۔ شکریہ

اس نے کہا۔ بھائی میرا نام دل آویز ہے میں خوشاب سے بات کر رہی ہوں بھائی ہم بھی آپ کے درد کی طرح ایک درد سے گزرے ہیں جب آپ کا درد ہم نے پڑھا تو اپنا درد یاد آ گیا ہے۔

میں نے کہا۔ وہ کیسے بہن۔

وہ بولی۔ بھائی ہمارے ابو کو پھانسی ہو گئی ہے۔ حالانکہ ان کا کوئی قصور بھی نہ تھا۔ اس کی بات سن کر مجھے شدید جھٹکا لگا میں نے کہا۔ وہ کیسے۔

پھر وہ رونے لگی میں نے بڑی مشکل سے چپ کروایا۔ پھر وہ داستان مجھے سنائی جس کی وجہ سے ایک عظیم باپ ایک بہادر انسان کو پھانسی ہوئی یہ پھانسی کیوں ہوئی کس وجہ سے ہوئی کس نے الزام لگایا۔

قارئین کرام یہ تو آپ اس کہانی کو پڑھیں گے تو پتہ چلے گا ناں ہم جواب عرض کے دیوانے تو صرف عشق معشوقہ پیار محبت سے واقف ہیں لیکن میں آپ سب دوستوں کو بتا دوں کہ ہمارے معاشرے میں بہت سے لوگ دھوکہ باز ہیں ہر کوئی دوسرے کو دھوکہ دینے کی جدوجہد میں لگا ہوا ہے بعض دفعہ انسان کسی کو پہچان نہیں پایا اور اس چنگل میں پھنس کر بہت کچھ کھو دیتا ہے آج کل دوستی جیسے پاک رشتے کو مذاق بنا رکھا ہے دوستی کے نام پر لوگوں کی زندگیوں سے کھیلا جاتا ہے اور ان کے دل توڑ دیئے جاتے ہیں جس میں اللہ بستا ہے پتہ نہیں ان ظالم لوگوں کو کسی کا دل توڑ کر احساس کیوں نہیں ہوتا یا پھر ایسی حرکت کرنے سے پہلے سوچتے کیوں نہیں زندگی میں ہمیشہ نشیب و فراز آتے رہتے ہیں اور وہ لوگ منزل پا لیتے ہیں جن کے اندر ثابت قدمی ہو اور حالات کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت ان میں موجود ہو بزدل اور کاہل لوگ ہمیشہ اپنے نصیب کا رونا روتے ہیں محنت کرنا بھی کامیابی کی دلیل ہے دوستی کرنا کوئی جرم نہیں مگر پاکیزہ دوستی ہی انسان کو منزل تک لے جاتی ہے اور ایسی دوستی جہاں ہوس اور لالچ کا عمل شامل ہو جائے وہ پائیدار نہیں ہوتی بلکہ لوگ مطلب پورا کرتے ہی کنارہ کشی کر لیتے ہیں اور زندگی تباہ ہو جاتی ہے۔ اور بقیہ زندگی رونے دھونے میں گزر جاتی ہے دوستی کا لفظ پاکیزگی کے زمرے میں آتا ہے دوستی نہ ہو تو رنگ روپ بدلتی ہے اور نہ ہی دوستی کے مفہوم کو بدلا جا سکتا ہے ہزاروں سال کا صدمہ بیت گیا نئی نئی کہانیاں معرض وجود میں آئیں مگر آج جو کہانی آپ پڑھیں گے نہ کبھی ایسی کہانی دیکھی

ہوگی اور نہ ہی پڑھی ہوگی۔ یہاں ایک شاعری جو مجھے نگینہ اور نازیہ نے مجھے ارسال کی تھی زیر قلم ہے۔

ایک خوشی ملنی تھی تیرے آنے سے
چاچو ایک درد اٹھا تیرے جانے سے
چاچو ہر غم کی سیوا کرتے ہیں
کچھ درد ہیں ان میں پرانے سے
چاچو کیوں کرتے ہیں ذکر تیرا
شاید لوگ انجانے سے
چاچو تو اپنے شہر کو چھوڑ گیا
تیرے پاس ہیں لوگ بیگانے سے
چاچو تیرے بن یہ گلیاں سونی ہیں
اور گھر کی دیواریں ویرانے سے

تو آیئے قارئین کرام یہ داستان سنیئے۔ میری زبانی کہ اس میں کتنا درد ہے اور بھروسے میں دوست کی جان چلی گئی کتنے غم سوگ میں چھوڑ گئے۔ قارئین کرام ریاض کی پیدائش خوشاب کے ایک علاقے میں ہوئی ریاض کی پیدائش پر ان کے والد محمد نواز نے بہت خوشیاں منائی انکے والد بھی اپنے دور کے بہت مشہور اور ایماندار آدمی تھے ان کی تین شادیاں ہوئی تھیں ریاض کا ایک سگا بھائی تھا دراز قد چھ فٹ تھا موٹی موٹی براؤن گول آنکھیں تھیں انکے رخسار پر تل کا نشان تھا ان کے ہاتھ چھوٹے بچوں کی طرح چھوٹے چھوٹے تھے۔ ریاض نے اپنی زندگی کے چودہ سال اپنے گاؤں میں ہی اپنے والد کے ساتھ گزارے پھر جب جوانی پر قدم رکھا تو پانچ سال کے لیے کراچی چلے گئے پھر پانچ سال کے بعد وہ پندرہ سال تک افواج پاکستان میں اپنی خدمات سرانجام دے رہے تھے کہ پندرہ سال کے بعد کسی مجبوری کی وجہ سے فوج کو خیر باد کہہ کر اپنے گاؤں آ گئے۔ فوج کے دروان انکی شادی فرزانہ سے ہوئی جس سے دو بیٹیاں پیدا ہوئیں جن کا نام دل آویز اور مہوش تھا ریاض کے شروع سے ہی کہا تھا کہ میں دلو کو جج کراؤں گا اور مہوش کو ڈاکٹر بناؤں گا ریاض اپنی بچیوں سے دل و جان سے بے حد پیار کرتا تھا۔ ایک دن وہ اپنے گھر کے ساتھ ایک کھیت میں بیٹھا تھا کہ ایک آدمی آیا جس کا نام ملنگی تھا ملنگی نے ریاض کو سلام کیا ریاض نے سلام کو جواب دے کر کہا۔ بھائی آپ کون ہیں اور کس جگہ سے آئے ہیں۔ میں نے آپ کو پہچانا نہیں ہے۔

ملنگی نے کہا۔ میں بھی آپ کو پہلی بار دیکھ رہا ہوں اور مل رہا ہوں دراصل مجھے آپ کے کزن یوسف نے بھیجا ہے۔ کزن یوسف کا نام سن کر ریاض کی خوشی کی انتہا نہ رہی کیونکہ کافی عرصہ بعد اس کی کوئی اطلاع ملی تھی وہ ایسا گم ہوا تھا کہ دوبارہ گاؤں کا رخ نہیں کیا تھا۔

اچھا یوسف نے بھیجا ہے۔ ریاض خوش ہوگیا اور اس کی خوب خاطر تواضع کی ملنگی کو ٹھنڈی لسی بھی پلائی پھر اچانک ملنگی نے کہا آپ کو میرے ساتھ جانا ہوگا۔ کوئی ضروری کام ہے اگر آپ ہمارے ساتھ گئے تو یہ کام ہو جائے گا لیکن کام کی نوعیت نہیں بتائی ریاض بھی تو بادشاہ انسان تھا ہر کسی پر اعتبار کرنا اس کی فطرت تھی ہر دفعہ ریاض کی ماں ریاض کو کہا کرتی تھی۔

بیٹے ہر کسی پر اعتبار نہیں کرتے ہر ہاتھ

ملانے والا دوست نہیں ہوتا ہے لیکن ریاض تو بہت شریف. بہت محبت کرنے والا انسان تھا رحم کرنا ترس کرنا بھی اس کی فطرت میں شامل تھا۔ خیر وہ بغیر سوچے وہ اس کے ساتھ چل دیا ملنگی اس کو مطلوبہ جگہ پر لے گیا۔ مذکورہ جگہ پر پہنچ گئے جہاں ملنگی کے چند دوست بھی تھے ریاض نے یوسف کو دیکھ کر مسکرا کر کہا۔

یوسف تو کیسا ہے۔

میں ٹھیک ہوں ریاض تم اپنی سناؤ۔ گھر میں سب خیریت تو ہے ناں۔ چل تو آرام کر کل بات کریں گے تو نے کافی سفر کیا ہے تجھے آرام کرنا چاہیے ریاض کو آرام کے لیے کمرے میں بھیج دیا۔

خیر شام کو جب وہ اٹھ گیا تو سب دوستوں نے مل کر کھانا کھایا یوسف نے سب کا تعارف کروایا یہ علیشان کوٹھی ملنگی کی تھی ریاض نے بھی دوست کا ہاتھ ضرور دیا لیکن یوسف کی وجہ سے ہاتھ بڑھایا یہ دوستی پروان چڑھتی گئی۔ وہ وہاں کچھ دن رہا پھر واپس آ گیا ایک روز پھر ملنگی نے ریاض کو دعوت پر بلایا جب ریاض ان سے ملنے گیا تو عین اس وقت ان دوستوں کا سامنا پولیس سے ہوا ریاض اس واقعہ سے ناآشنا تھا کہ یہ کیا ماجرہ ہے۔ کہ ان کے پاس پولیس کا کیا کام پولیس ان سب کو پکڑنے کے لیے کیوں آئی ہے اور یہ پولیس سے چھپنے کیوں لگے ہیں کیا راز ہے ان سب کے درمیان۔ پولیس نے ان سب کو پکڑ لیا جن میں ریاض بھی شامل تھا۔ ریاض کو معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ ٹھیک نہیں ہیں غلط کام کرتے ہیں لیکن وہ اب کیا کرسکتا تھا۔ پولیس نے الزام لگایا کہ آپ نے بنک ڈکیتی کے وقت ایک شخص افضل کو قتل کیا تھا۔ اور کئی بنک بھی لوٹے ہیں ریاض کے ہوش وحواس اڑ گئے تھے کہ میں نے قتل نہیں کیا ہے۔

جب پہلی دفعہ ملنگی کو یوسف نے ریاض کے پاس بھیجا تھا یہ قتل اس دن ہوا تھا اور یوسف نے اپنے کزن پر تمام الزام لگا دیا تھا ریاض حیران کن نظروں سے کبھی ملنگی کو دیکھتا تو کبھی یوسف کو سب کو اپنی پڑی ہوئی تھی لیکن ہر شخص تمام ثبوت ریاض کے خلاف ہی جا رہے تھے اس وجہ سے اس کو جیل بھیج دیا گیا۔ ہر تاریخ پر تمام دوست صرف ریاض کے بارے میں یہی کہتے تھے کہ یہ قتل ریاض نے ہی کیا ہے۔ ریاض کی آنکھوں میں دوستوں کی بے وفائی کا غصہ تھا۔ لیکن وہ بے بس تھا کوئی بھی اس کی مدد نہیں کر رہا تھا سب کچھ اس کے خلاف ہی جا رہا تھا جب بھی اپنا یا پرایا کسی مصیبت میں گرفتار ہو تو اپنے ہی دشمن بن جاتے ہیں جیسے کہ ریاض کا ایک سوتیلا بھائی جس کا نام ممتاز تھا جس نے خود عدالت جا کر یہ بیان دیا کہ ریاض شروع ہی سے چوری ڈکیتی میں ملوث رہا ہے۔ لیکن ریاض کو اس بات کی خبر نہ تھی کیونکہ وہ ایسا بیان دینے سے پہلے وہ ریاض کے پاس گیا تھا اور جا کر کہا تھا کہ بھائی دل آویز اور مہوش کا رشتہ مجھے دے دو بچوں کے لیے بھائی نے کہا۔

میرے بھائی ممتاز میری بچیاں بہت ہی چھوٹی ہیں اور میں خود جیل میں ہوں اور میں اس وقت تک اپنی بچیوں کی شادی نہیں کرسکتا ہوں جب تک مہوش ڈاکٹر نہ بن جائے۔

اور دل آویز جج نہ کرے۔ لہذا بھائی یہ رشتہ میں نہیں دے سکتا۔ بس اس انکار پر ممتاز نے بھری عدالت میں ریاض کے بارے میں ایسے الفاظ کہے تھے۔ اس نے ایک پل کے لیے بھی یہ نہ سوچا تھا کہ میرے بھائی کی جان بھی جا سکتی ہے جیسے بھی ہو میرے ابو کی پیداوار ہے لیکن اس ظالم بھائی کو ایک پل بھی کسی کا احساس نہیں ہوا نہ بھائی کا نہ بھتیجوں کا نہ ماں نہ باپ کا نہ بھابھی کا اس کا ایسا کرنے سے اس کی زندگی کو کتنا خطرہ ہو سکتا ہے یہ اس نے ایک پل بھی نہ سوچا تھا کاش ممتاز یہ سب سمجھ سکتا ہو سکتا ہے پھر ایسا وہ بھی نہ کرتا لیکن یہ تو سوچ کی بات ہوتی ہے ناں۔

قارئین کرام اس عظیم ماں اور بہادر ماں کو سلام کرتا ہوں جس نے لوگوں سے قرض لیے غربت میں بھی اپنے لخت جگر کو جیل میں جنت جیسی زندگی عطا کی وہ ہر ماہ ملاقات کرنے کے لیے جاتی اور بہت سا سامان ساتھ لے جاتی اور نقدی بھی دے کر آتی تا کہ اس کا بیٹا صحت مند رہے۔ ان کے تمام خاندان والے خصوصی دعا کرواتے تھے۔ وہ بزرگوں کے پاس جاتی دعا کرواتی کہ اس کا بیٹا ریاض رہا ہو جائے ماں نے کافی سفر طے کیا اس کی رہائی کے لئے بہت سفر طے کیا بہت دھکے کھائے لیکن بدقسمتی سے ایک دن وہ گھر میں گر گئی جو دونوں ٹانگیں سے معذور ہو گئی۔

قارئین کرام یہاں ریاض کی قسمت کو ایک اور دھچکا لگا۔ کہ ماں کا ساتھ بھی چھوٹ گیا لیکن ماں ہر عبادت میں اس کی رہائی کے لیے دعا کرتی صدقے خیرات کرتی۔ ماں تو ماں ہوتی ہے اور پھر ساتھ بیگم کا ذکر تو ان ماؤں میں ہوتا ہے جو اپنے بچے کے لیے دنیا کی گلیاں چھان لیتی ہیں مگر اپنے بچے کے چہرے پر شکن نہیں دیکھتیں۔ ہونٹ خشک نہیں دیکھ سکتی۔ ماں ایک غریب گھر کی تھی لیکن اپنے بچے کو جیل میں ہمیشہ خیال رکھتی تھی جس کی ماں زندہ ہو ماں کا سایہ ٹھنڈی چھاؤں ہے لیکن ریاض کی ماں خود معذور ہو گئی لیکن اس کے باوجود وہ ہر وقت ریاض کے لیے فکر مند رہتی۔ ماں کے بعد سب سے زیادہ ریاض کا ساتھ اس کے کزن منصب نے دیا تھا پھر ریاض کی فیملی نے مقتول کے خاندان سے رابطہ کیا لیکن وہ ہمارے بے گناہ مجرم کو معاف کروا کر جیل سے نکال دیں جب افضل کے گھر گئے لیکن وہاں بھی کچھ حاصل نہ ہوا۔ کوئی بھی گواہی ریاض کے حق میں نہ جا رہی تھی سب ہی گواہیاں ریاض کو دہشت گرد ثابت کر رہی تھیں اور عدالت گواہیاں ہی دیکھتی ہے لہذا ریاض کو پھانسی کی سزا ہو گئی۔ ایک طویل عرصہ ریاض جیل میں رہا تھا سب پر عجیب کیفیت طاری ہو گئی دن کو اندھیرا ہو گیا وقت رک گیا تھا ایک بے گناہ کو پھانسی کیسے ہو سکتی ہے سب رو رہے تھے اپنے بھی پرائے بھی۔ یا خدا یہ کیسا ماجرہ ہے میرے پاپا تو سب چیزوں سے ناآشنا تھے اے خدا یہ درد ہمیں کیوں دیا۔

برے وقت کا ساتھی اچھا نہیں اے دوست

•

ڈوبتی کشتی کو ملاح بھی چھوڑ جاتے ہیں

قارئین کرام ریاض کو زیادہ دکھ اپنے بھائی پر تھا کہ اس کی وجہ سے اس پر ایسی کیفیت

ہوئی۔ بھائی ایسا کیسے کرسکتا ہے۔ جب ہم اولاد مانگتے ہیں تو خدا سے دعا کرتے ہیں کہ اے خدا ہمیں نرینہ اولاد دے ہمیں نیک لڑکا دے قارئین کیا خیال ہے ایسے بھائی اگر پیدا نہ ہی ہوتا اس کی جگہ حوا کی بیٹی جنم لے لیتی تو زیادہ بہتر ہوتا۔ خدا ممتاز جیسا نہ کسی کو بیٹا دے نہ بھائی۔

وہ بھائی ہی کیا جو بھائی ہونے میں ساتھ نہ نبھائیں

وہ زندگی ہی کیا جو بھائی ہونے میں کام نہ آئے

قارئین کرام زندگی میں انسان بڑے دکھ برداشت کرتا ہے ان دکھوں کے باوجود بھی وہ دنیا میں زندہ لاش بن کر رہ جاتا ہے۔ یہ دنیا سچ مچ کی بڑی ظالم ہے کسی کے دکھ کو کیا جانے اگر کوئی کسی کو اپنا درد بیان کرتا ہے تو اگلا مذاق سمجھتا ہے اس دنیا میں بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کسی کے دکھ کو سمجھتے ہیں میری زندگی میں بھی اگر کچھ یہ دکھ نہ ہوتے تو شاید۔

اگر ہوتی خون کے رشتوں میں محبت

تو یوسف نہ بکتا مصر کے بازاروں میں

خیر دکھ ہر انسان کو ضرور ملتے ہیں اور کچھ لوگوں کی زندگی دل آویز مہوش کی طرح سے بھری ہوتی ہے لیکن کچھ لوگوں کی زندگی میں دکھ سکھ برابر ہوتے ہیں کبھی خوشی کبھی غم۔ ویسے یہ دنیا والے سب ساتھ چھوڑ جاتے ہیں مگر دکھ وہ ساتھی ہیں جو پل پل ساتھ نبھاتے ہیں یہ دکھوں کے درمیان زندگی کٹ رہی ہے نجانے یہ دکھ کب ختم ہوں گے۔ پھر ریاض کو پھانسی ہوگئی۔

تیرے شہر دی اک اک مسجد وچ

میڈی موت دا کل اعلان ہوسی

کئی اکھیاں رون میں وانگو

کینڈا او سدا گھر ویران ہوسی

میکو علم اے میڈا دشمن وی

اے سن کے بہوں پریشان ہوسی

اے دنیا چھوڑ کے اج ویساں

ہر لب تے ریاض داناں ہوسی

یہاں پر ایک اردو میں نادیہ سے خود سے شعر بنایا زیر قلم ہے۔

جا چوا اپنا روئے گا

پاگل من کو کون سمجھائے گا

کہ اب لوٹ کے وہ نہ آئے گا

آخری ملاقات میں وہ اپنی بیوی بچیوں سے ملا تھا اس نے کہا تھا۔

فرزانہ میری بچیوں کا بہت خیال رکھنا دلو کو حج کروانا مہوش کو ڈاکٹر بنانا۔ تم بھی خفا نہ ہونا۔ کل بچیوں کو مت لانا ان کو بہت دکھ ہوگا۔ میری ماں کا بھی خیال رکھنا بھیگی پلکوں سے فرزانہ نے جواب دیا تھا۔

ریاض میں خفا نہیں ہوں کل تم ہمارے پاس نہیں رہو گے اور تم خدا کے پاس چلے جاؤ گے میں وعدہ کرتی ہوں کہ تمہارا ہر سپنا پورا کروں گی ہم تمہیں کبھی بھی بھول نہیں پائیں گے ہماری نیک دعائیں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیں گی۔

قارئین کرام مجھے رونا آ گیا۔ کتنا حوصلہ تھا ان کی زوجہ حیات کا آخر کل اس کے خاوند نے اس کے پاس نہیں ہونا تھا اس کو پتہ تھا کہ یہ اس کی اس کے خاوند کے ساتھ آخری

ملاقات ہے کل وہ اس کو زندہ نہیں دیکھ نہ پائے گی اور پھر دوسرے دن ریاض کی لاش کو انکے حوالے کر دیا گیا۔ جب لاش ان کے گھر پہنچی تو ہر کوئی رو رہا تھا چاہے وہ دشمن تھا چاہے کوئی اپنا تھا سب ہی رو رہے تھے بہت سارے لوگ اس کے جنازے میں شریک ہوئے تھے پھر اس کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

نجانے اس دنیا میں وفا کیوں نہیں ہے اپنے بیگانے بن جاتے ہیں اپنی خوشیوں کی خاطر دوسروں کو کیوں دکھ دیتے ہیں دکھ اگر غیر دیں تو پھر بھی اتنا غم نہیں ہوتا ہے جتنا اپنوں کے دکھ دینے کا ہوتا ہے جیسے ممتاز نے ہی اپنے بھائی کو دکھ دے کر دنیا سے رخصت کیا دنیا مطلب کی ہے مطلب کے بغیر انسان خدا کو بھی یاد نہیں کرتا ہے۔ آج کا انسان اوپر سے کچھ اور اندر سے کچھ اور ہے ہر ایک نے اپنے اوپر ایک خول چڑھا رکھا ہے مانتے ہیں کہ دوستی کے بغیر انسانی زندگی ادھوری ہے اچھے دوست بہت کم ملتے ہیں میرا سب بہن بھائیوں کے لیے پیغام ہے کہ خود چاہے بیشک دھوپ میں جل جاؤ مگر دوسروں کو سکون فراہم کر کے ہمیشہ خوش کر دا اپنی خوشی کو دوسروں کی خوشی پر قربان کر دو یہی انسانیت ہے خصوصی پیغام انکے لیے۔

محترمہ امی فرزانہ اینڈ بہن دل آویز نادیہ مہوش نگینہ تم لوگ مجھے ایک اخبار کی بدولت ملے ہو تم لوگوں نے مجھے سچے دل سے بھائی مانا ہے ماں نے بیٹا مانا ہے میں عہد کرتا ہوں کہ میں ہمیشہ آپ لوگوں کا بھائی بن کر ساتھ نبھاؤ نگا۔ اور اپنے ابو کا دکھ مجھے اور میری بیوی ذرا کو بہت ہے لیکن میں انشاء اللہ آپ کے ابو کی آخری خواہش کو ضرور پورا کروں گا میں جواب عرض کے تواسط سے یہ پیغام دیتا ہوں کہ دل آویز بہن آپ عمرے کی تیاری کریں۔ تمہارے سارے اخراجات میں برداشت کروں گا اور مہوش کے لیے میری بیگم ڈاکٹر زرا کا یہ پیغام ہے کہ تمہیں ضرور ڈاکٹر بناؤں گی اور میں تم سب کے پیغام زرا کو ٹائم ٹو ٹائم دیتا رہا ہوں بس آپ لوگ ہمارے لیے دعا کریں ہماری زندگی بن جائے۔ قارئین کرام میری منہ بولی ماں ام کلثوم کا آپریشن ہوا ہے انکی صحت یابی کے لیے دعا کریں ام کلثوم صاحبہ آپ نے مجھ سے غداری بہت کی ہے اسکی سزا خدا آپ کو دے گا لیکن میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔

قارئین کرام کیسی لگی میری یہ کاوش مجھے اپنی رائے سے نوازیئے گا۔ کاش میری کہانی کو پڑھ کر کوئی ایک بھی عمل کرے تو میں سمجھ جاؤں گا کہ میرا کہانی لکھنے کا مقصد پورا ہو گیا ہے اپنی خوشی کے لیے کبھی بھی کسی کو دکھ میں مبتلا نہ کریں اداور نہ ہی کسی کی زندگی کے ساتھ کھیلیں۔ موت تو ایک دن سب کو ہی آنی ہے آج نہیں تو کل ہم سب نے ہی مرنا ہے پھر اپنے عملوں کا حساب خداتعالیٰ کو دینا ہے کسی کے ساتھ زیادتی کرنے کے بعد ہم خدا کے ساتھ کیسے پیش ہوں گے کبھی سوچا ہے آپ نے نہیں سوچا تو آج سے سوچنا شروع کر دیں خداتعالیٰ آپ کا اور میرا حامی وناصر ہو۔ آمین۔

محبت خزاں کے موسم میں

۔۔تحریر۔انتظار حسین ساقی۔تاندلیانوالہ۔

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں آج پھر اپنی ایک نئی تحریر محبت کے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں میری یہ کہانی محبت کرنے والوں کے لیے ہے یہ ایک بہترین کہانی ہے اسے پڑھ کر آپ چونکیں گے کسی سے بے وفائی کرنے سے احتراز کریں گے کسی کو بیچ راہ میں نہ چھوڑیں گے کوئی آپ کو بے پناہ چاہے گا مگر ایک صورت آپ کو اس سے مخلص ہونا پڑے گا وفا کی وفا کہانی ہے اگر آپ چاہئیں تو اس کہانی کو کوئی بہترین عنوان دے سکتے ہیں ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

وقت کی رفتار کے ساتھ گزرتا جا رہا ہے پتا نہیں چلتا دن رات مہینے اور سال گزر رہے ہیں انسان کتنا بے بس ہے وقت کی ایک گھڑی ایک ساعت اور ایک پل کو بھی نہیں روک سکتا ہے وقت اس کا انتظار نہیں کرتا وقت گزرتا جاتا ہے اور انسان وقت کے ساتھ ساتھ بوڑھے ہوتے جاتے ہیں مگر جذبات احساسات اور محبت کبھی بوڑھی نہیں ہوتی محبت کے موسم میں کوئی خزاں کا موسم نہیں ہوتا ہے۔

محبت صرف اور صرف بہاروں کا موسم ہے محبت زندہ رہتی ہے محبت کبھی مرتی نہیں محبت انسان کے ساتھ ساتھ چلتی ہے محبت انسان کو کسی موسم میں کسی عمر میں بھی ہو سکتی ہے ہر انسان آج کل بہت مصروف ہوتا ہے کسی کے پاس ٹائم نہیں ہوتا ہے مگر انسانوں کی خوشی اور محبت کے لیے ٹائم دینا پڑتا ہے بہت سی چیزوں کو قربان کر کے۔

قارئین میں صبح اپنے دفتر جاتا ہوں اور وہاں پہ سارا دن کام شام کر جب تھکا ہوا بدن لے کر آتا ہوں تو اپنے گھر والوں سے ملکر ساری تھکن دور ہو جاتی ہے جب دہلیز پر میری ماں پھر میری چھوٹی سی پیاری سی بیٹی اور پھر بیٹا جب میرے گلے میں باہیں ڈال دیتے ہیں اور میری ہمسفر جب چائے کا کپ پیش کرتی ہے تو بہت مزہ آتا ہے بھائی بہن بھابھیاں سب جب ملکر بیٹھتے ہیں تو بہت اچھا لگتا ہے۔

وقت کا پتا ہی نہیں چلتا احساس نہیں ہوتا کہ وقت کتنا گزر گیا ہے میں دفتر سے گھر واپس آتا ہوں تو امی ابو بچوں کو ٹائم دے کر کاغذ قلم کو ٹائم دیتا ہوں کیونکہ میرا قلم ہی میری زندگی ہے اس کے بغیر میں کچھ بھی نہیں میرا قلم ہی میری زبان ہے اور میرا قلم ہی میری محبت میری چاہت کی سچی گواہی ہے۔

کاغذ قلم اور میری تحریروں کو پڑھنے والے سب لوگ ایسے ہیں جیسے میری فیملی کا ایک حصہ ہوں۔ جیسے میرے اپنے ہوں جیسے ان کے بن میں ادھورا ہوں تو میں اپنے قارئین کے لیے ضرور ٹائم دیتا ہوں اور میرا لکھنے کا اندازہ بھی ذرا عجیب سا ہے میں اس وقت لکھتا ہوں جب تاروں کو بھی نیند آنے لگتی ہے جب چاندنی مانند ہونے والی ہوتی ہے جب ہر طرف سکوت ہو خاموشی ہوسناٹا ہو میں اکثر اس وقت اپنے اور دوستوں کے اور معاشرے کے دکھ لکھتا ہوں اور پھر وہ دکھ سٹوری کی شکل میں آپ لوگوں کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

آج بھی میں جب سونے لگا تو کمرے کی کھڑکی سے باہر دیکھا تو موسم بڑا خوبصورت تھا بادل گھرے تھے ساتھ بادل گرج بھی رہے تھے زور زور سے تیز ہواؤں کے جھونکے شیشے کی کھڑکیوں کو بار بار دیوروں سے ٹکرانے پر مجبور کر رہے تھے ٹھنڈی اور سرد ہوا تھی اس لیے میں نے کھڑکی بند کر دی اور اپنے بیڈ پر سونے کی ناکام کوشش کرنے لگا اتنے میں میرے فون پر کسی کی کال آئی کوئی لڑکی بول رہی تھی اس نے کہا میرا نام خالدہ محمود ہے اور میں رائے ونڈ لاہور میں رہتی ہوں میں آپ کی بہت بڑی فین ہوں آپ کی تحریروں کو کافی عرصہ سے پڑھتی آرہی ہوں بلکہ یوں کہنا اچھا ہوگا کہ میں آپ کی تحریروں اور لفظوں کی دیوانی ہوں کافی عرصہ سے آپ کی تحریروں کو پڑھ رہی ہوں مگر آپ سے بات آج کر رہی ہوں آپ سے اظہار آج کر رہی ہوں کہ آپ بہت اچھا لکھتے ہیں۔

مجھے آپ سے ایک سٹوری لکھوانی ہے کیا آپ لکھیں گے۔ میں نے کہا میرا کام تو لکھنا ہے یا پیپر لکھ کر مجھے ارسال کر دینا میں لکھ دوں گا۔ نہیں انتظار صاحب ایسے نہیں سٹوری کے لیے آپ کو ہمارے گھر آنا پڑے گا۔ اور پہلے آپ کو میری پوری فیملی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانا ہوگا پھر میں آپ کو اپنی سٹوری بتاؤں گی۔ مجھے پتا ہے آپ کے پاس ٹائم نہیں ہوگا مگر آپ کو ہمارے گھر لیے آنا ہوگا ہماری فیملی کے لیے آنا ہوگا اس نے اتنی شدت اور محبت سے کہا میں انکار نہ کر سکا اور میں نے کہا ضرور میں آپ کے گھر آؤں گا اور آپ کی سٹوری بھی لکھوں گا مجھے شدت کے ساتھ انتظار ہوگا۔ یہ کون ہے اور اس لڑکی کی سٹوری کیسی ہوگی میں نے ایک دن فون کر کے کہا کہ میں آپ اور آپ کی فیملی سے ملنے اور سٹوری لکھنے آرہا ہوں اور میں دوسرے دن ان کے شہر چلا گیا وہاں جا کر میں نے ان کو فون کیا میں آ گیا ہوں کچھ دیر بعد ایک گاڑی والا شخص آیا اور میرا نام پوچھا اور اپنا نام بتایا کہ مجھے ساتھ لے کر ایک خوبصورت اور عالی شان گھر میں لے آیا گھر کے اندر داخل ہوتے ہوئے ایک میڈم پر نظر پڑی جس کی عمر تو کافی تھی مگر بہت ہی دلکش اور خوبصورت شکل صورت کی مالک تھی اس نے مجھے آگے بڑھ کر سلام کیا اور کہا سر میں خالدہ محمود ہوں اور یہ میرے شوہر محمود صاحب ہیں یہ میرے تین بیٹے ہیں۔ رضوان اور فرحان اور ہاشم محمود صاحب کی شخصیت بھی بہت سندر اور پرکشش تھی وہ بھی بوڑھے نہیں مگر ان کے بالوں میں ہلکی ہلکی چاندنی اتر آئی تھی سب لوگ مجھ سے ایسے مل رہے تھے جیسے میں کوئی بہت ہی بڑی شخصیت ہوں مگر ان کا اخلاق اور گفتگو کرنے کا انداز انتہائی شاندار اور قابل احترام تھا پھر بہت

شاندار قسم کے کھانے کا اہتمام کیا گیا تھا کھانے سے فارغ ہو کر میڈیم خالدہ نے تعارف کرایا کہ محمود صاحب سعودیہ میں ہوتے ہیں یہ میرا بیٹا بڑا رضوان ہے سٹوڈنٹ ہے اس سے چھوٹا فرحان ہے یہ بھی سٹوڈنٹ ہے اس سے چھوٹا ہاشم بھی سٹوڈنٹ ہے مجھے ان لوگوں کے درمیان میں بیٹھ کر ذرا بھی احساس نہیں ہو رہا تھا کہ میں ان لوگوں میں اجنبی ہوں میں بہت سے لوگوں سے مل چکا تھا مگر ایسے لوگوں ایسی فیملی سے کبھی نہیں ملا تھا آہستہ آہستہ ان کے بیٹے اپنے اپنے روم میں چلے گئے اور محمود صاحب اور میڈیم خالدہ رہ گئے تھے پھر میڈیم خالدہ اور ان کے شوہر محمود صاحب نے ملکر جو سٹوری سنائی تھی وہ آپ تمام لوگوں کی نظر کرتا ہوں۔

شہر والے اگر طلب کریں تم سے علاج تیرگی
صاحب اختیار ہو آگ لگا دیا کرو

میڈیم خالدہ نے بتایا کہ ہم شہر قصور میں رہتے تھے میرے گھر والے میرا خاندان زمیندار تھا اپنی زمیں نوکر چاکر گاڑیاں اور اللہ پاک کا دیا ہوا سب کچھ تھا میں اپنے خاندان میں بہت لاڈلی اور سب سے خوبصورت تھی گھر میں سارے لوگ مجھ سے محبت کرتے تھے میری سب فرمائشیں پوری کرتے تھے میں سکول سے کالج پہنچ گئی مجھ پر ایک بھرپور جوانی تھی میں اتنی خوبصورت تھی کہ جو شخص دیکھتا وہ دیکھتا ہی رہ جاتا تھا میری امی اور ابو گھر والے سب مجھے گھر سے باہر نہیں جانے دیتے تھے کیونکہ مجھے اکثر لوگوں کی نظر لگ جاتی تھی اور میں بیمار ہو جاتی تھی میں اتنی خوبصورت تھی کہ میرے گھر والے مجھے کہتے تھے تم تو انڈیا فلموں کی کوئی ہیروئن لگتی ہو اور تھا بھی ایسا ہی میرا خوبصورت سندر سا چہرہ گہری سیاہ آنکھیں لمبے لمبے گھنے سیاہ بال گولڈن وائیٹ رنگ اور لمبا قد میری خوبصورتی میں اضافہ کرتا تھا میں جب کالج جاتی تھی تو خاندان کے بہت سے لوگوں کے رشتے میرے لیے آتے مگر میرے گھر والوں کو کوئی بھی پسند نہیں آتا تھا۔

انسان جب جوان ہوتا ہے تو نجانے کتنے خواب ہوتے ہیں میرا کوئی خواب نہیں تھا میرا خواب صرف اور صرف لوگوں کی خدمت کرتا لوگوں کے دکھ سکھ بانٹنا تھا اور انسانیت کی خدمت کرنا تھا میں کوئی ڈاکٹر انجینئر وکیل نہیں بننا چاہتی تھی میں نوجوان تھی مگر میری شادی اور رشتے کی باتیں تھیں مگر میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی تھی میں پڑھنا چاہتی تھی میں کالج بھی جاتی تھی مگر میرے دل میں کوئی عشق محبت اور پیار کا کوئی چکر نہیں تھا مجھے کسی سے پیار محبت نہیں ہوا تھا اور نہ ہی مجھے کسی لڑکے نے کوئی محبت عشق کی بات کی تھی مطلب مجھے پیار و محبت کا کچھ علم نہیں تھا کیونکہ میں نے بھی کسی سے اتنا زیادہ تعارف وغیرہ نہیں کیا تھا زندگی کا وقت گزر رہا تھا کہ اچانک زندگی نے ہم گاڑی میں لاہور جا رہے تھے رائے ونڈ میں آ کر ہماری گاڑی خراب ہو گئی پھر ہم وہاں سے ایک اور گاڑی میں بیٹھ گئے امی اور ابو اور میں ہم جس گاڑی میں بیٹھے تھے اس کا مالک خود گاڑی کے ساتھ وہ بہت ہی خوبصورت اور جوان تھا وہ بار بار میری طرف دیکھ رہا تھا مجھے بہت عجیب سا لگ رہا تھا خیر اس نے ایک دو بار میری طرف محبت اور حسرت سے دیکھا پھر وہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا ہم لاہور آ گئے لاہور میں ہمارے بہت سے رشتے دار تھے ہم وہاں گئے اور پیچھے سے ہمارا

ڈرائیور ہماری گاڑی ٹھیک کروا کر لے آیا ہم واپس لاہور سے قصور آ گئے۔

بے دعا یاد مگر حرف دعا یاد نہیں
میرے نغمات کو انداز نوا یاد نہیں
میں نے پلکوں سے در یار پہ دستک دی ہے
میں وہ سائل ہوں جس کو کوئی صدا یاد نہیں

میں ابھی پڑھ رہی تھی کہ ایک رشتہ آ گیا میرے گھر والوں نے انکار کر دیا مگر وہ تھے کہ جب سے مجھے دیکھ کر گئے تھے وہ کہتے تھے کہ چاہے جو بھی ہو جائے ہم یہ رشتہ ہر صورت پہ لینا ہے لڑکے کے خاندان والے مجھے اور میرے خاندان کو جانتے تھے مگر ہم لوگ لڑکے کو نہیں جانتے تھے اصل میں جس لڑکے کے لیے میرا رشتہ مانگ رہے تھے وہ رائے ونڈ میں رہتے تھے اور ان کے رشتے دار ہمارے پاس رہتے تھے اس لیے وہ چاہتے تھے کہ اچھے خاندان کی پڑھی لکھی اور اتنی خوبصورت لڑکی ہے اس لیے وہ چاہتے تھے کہ یہ رشتہ ہمارے ہاتھ سے نہ جائے اور یوں میرے گھر والوں نے بھی لڑکے کو دیکھ کر آ گئے لڑکا بھی ان کو پسند آ گیا تھا وہ بھی اچھے خاندان کے لوگ تھے اور لڑکا بھی بہت خوبصورت اور ہینڈسم تھا گھر والوں نے میری رائے پوچھی تو میں نے کہا کہ جو میرے گھر والوں کو اچھا لگتا ہے وہ کریں میری کوئی پسند نہیں ہے جو آپ لوگوں کی پسند وہ میری بھی پسند ہوگی اور پھر یوں ہماری شادی ہوگئی شادی سے پہلے میں نے اپنے ہونے والے شوہر کو ایک نظر بھی نہیں دیکھا تھا اور نہ ہی لڑکے نے مجھے دیکھا تھا مگر ہم خاندانی لوگ تھے جو بڑوں نے کہہ دیا بس اس کے آگے سر جھکا یا کیوں کہ خوشیاں وہی اچھی ہوتی ہیں جو دوسروں کو دی جائیں۔ میری شادی ہوگئی بڑی دھوم دھام سے جب میں اپنے سہاگ رات اپنی مسہری پہ جس پر ہر طرف پھول ہی پھولوں کی پتیاں ہی پتیاں تھیں سہری گلابوں کے گلدستے چاروں طرف لگے ہوئے تھے میں ان خوشبوؤں میں گھونٹ اوڑھے بڑی چپ چاپ سے چور نظروں سے اپنے کمرے کی دیواروں کو دیکھ رہی تھی کہ اچانک میرے شوہر صاحب اندر آئے تو میں اور سمٹ گئی پھر اس نے میرا گھونگھٹ اٹھایا اور کانپتے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ میرا ہاتھ تھام کر مجھے گولڈن کی رنگ گفٹ کی اور میں نے اس وقت دیکھا کہ یہ تو وہی شخص تھا جو گاڑی میں مجھے اس دن گھور گھور کر دیکھ رہا تھا مجھے کیا معلوم تھا کہ زندگی ایسے بھی کھیل کھیلتی ہے جس سے میں اس دن نفرت کر رہی تھی وہ ہی میری زندگی بن جائے گا۔

وہ لمحہ بہت ہی خوبصورت تھا جب ہم دونوں اجنبی ایک بندھن میں ایک ہو چکے تھے کبھی ایک دوسرے کو جانا نہ تھا مگر ایک دوسرے کی زندگی بن جائیں گے یہ سارے قسمت کے نرالے کھیل ہیں اس رات محمود صاحب نے مجھے بتایا کہ آپ ایک دن میری گاڑی سے لاہور گئے تھے اور سب لوگ آپ کی فیملی کے ساتھ تھے تو آپ کو دیکھ کر میں نے اپنے دل میں دعا مانگی تھی کہ اللہ پاک مجھے ایسی لڑکی دینا جس سے میری شادی ہو میرا ہمسفر ایسی ہو اتنی خوبصورت ہو تم کو دیکھا تو ایسا لگا کہ تم میری آئیڈیل ہو میں نے دل میں دعا مانگی تھی میں آپ کو یا آپ کی فیملی کو نہیں جانتا تھا مگر خدا نے میرے دل سے خاموش دعا سن لی اور آپ کو میری زندگی میں شامل کر لیا ہے خدا نے میری دعا بہت قریب ہو کر سنی ہے۔

وہ وقت بہت اچھا تھا کہ میری دعا قبول ہو گئی میرا آپ سے رشتہ میرے والدین نے اپنی پسند سے کیا ہے مگر مجھے یہ کب معلوم تھا کہ جس لڑکی کو جس پری پیکر کو میں نے کبھی اپنا خواب سمجھا تھا وہ میرا خواب پورا ہو جائے گا اس رات محمود صاحب نے مجھے بتایا کہ میرا بزنس گاڑیوں کا ہے ٹرانسپورٹ کا کاروبار ہے میرا ہمارا اپنا سٹینڈ ہے گاڑیوں کا اور شہر میں ہماری بہت سی دکانیں بھی ہیں ہم ہیں تو زمیندار مگر بزنس گاڑیوں کا کرتے ہیں بس وہ رات ہم نے بہت سارے عہد پیماں کیے اور مستقبل کے لیے بہت خوبصورت خوابوں کو تشکیل دیا رات گزر گئی مگر اپنے ہمسفر کو پہلی بار دیکھ کر اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ کر بہت ہی اچھا لگا تھا۔ محمود صاحب بہت ہی عیاش انسان تھے مٹنے بہت تھے کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق تھا محمود کے دوست بہت تھے ہر روز دوپہر کو چار پانچ لوگوں کو کھانا ہوتا تھا ہمارے گھر میں کھانا بہت پیارا بناتی تھی اس لیے محمود صاحب روز کوئی نہ کوئی فرمائش کرتے تھے ہماری زندگی بہت خوبصورت اور شاندار طریقے سے گزر رہی تھی ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھیں محمود صاحب کے کچھ دوستوں نے مل کر محمود صاحب کے ساتھ دھوکہ کیا اور محمود صاحب کا بزنس بہت کمزور ہونے لگا اتنا مزور ہو گیا کہ ساری گاڑیاں جو لوگ محمود صاحب کے ملازم تھے انہوں نے خرید لی تھیں اور محمود صاحب کو مقروض کر دیا تھا آہستہ آہستہ سب کچھ ختم ہونے لگا۔

مگر محمود صاحب کی عیاشی کم نہ ہوئی کیونکہ نوابی طبیعت تو ان کی پہلے سے ہی تھی اور پھر اوپر سے میں نے آ کر ان کو ایسی محبت اور توجہ دی کہ وہ اور نواب ہو گئے کام میں توجہ نہیں کرتے تھے جس کی وجہ سے سارا کاروبار تباہ ہو گیا پھر خاندان میں کچھ لڑائی جھگڑے شروع ہو گئے محمود صاحب کو تو کوئی پرواہ نہیں تھی پھر میں نے عملی زندگی میں قدم رکھا میں بزنس اور کاروبار کو خود دیکھنے لگی محمود صاحب بہت اچھے اور نیک انسان تھے محمود صاحب نے میرے ساتھ جب سے جیون کا آغاز کیا تھا کبھی کسی چیز کی کمی نہیں ہونے دی تھی محمود صاحب مجھ سے بے پناہ پیار کرتے تھے ایک وقت ایسا بھی آ گیا تھا کہ گھر والوں نے بہت سی لڑائیاں شروع کر دی تھی کیوں نہ ہماری شادی کو چھ سال کا عرصہ ہو گیا مگر ہمارے پاس ابھی تک اولاد نہیں تھی محمود صاحب کے گھر والے سب لوگ مختلف باتیں کرتے تھے کہ اس لڑکی سے اولاد نہیں ہوتی وغیرہ وغیرہ مگر محمود صاحب نے کبھی ان کی باتوں پہ توجہ نہیں دی تھی اور نہ کبھی مجھے اس بات کا احساس ہونے دیا تھا کہ میرے پاس اولاد نہیں ہے لیکن مجھے بہت دکھ ہوتا تھا جب میں ایسی باتیں سنتی تھی مگر اس میں میرا کیا قصور تھا یہ تو اللہ پاک نے عطا کرنی تھی میں گھر والوں کی باتیں سن سن کر بہت مایوس ہوتی تھی اور تنگ آ گئی تھی اور پھر ایک دن میں نے محمود صاحب سے صاف صاف کہہ دیا کہ محمود صاحب آپ لوگوں کی روز روز کی باتیں نہیں سنی جاتی تم ایسا کرو دوسری شادی کر لو میری طرف سے تمہیں اجازت ہے محمود صاحب نے بڑے غصے بھرے انداز سے کہا خالدہ تم نے ایسا سوچا بھی کیسے کہ دوسری شادی کروں گا آپ کے ہوتے ہوئے اولاد کا دینا اللہ پاک کی مرضی ہے وہ جب چاہے گا دے گا مگر میں آپ کو کبھی خود سے جدا نہیں کر سکتا اور نہ ہی

مرتے دم تک کروں گا تم میری محبت ہو تم میری چاہت ہو میری، آخری منزل ہو گھر والے جو مرضی کہیں میں کبھی آپ کو نہ چھوڑوں گا اگر مقدر میں اولاد ہوئی تو ٹھیک ہے ورنہ کوئی بات نہیں مگر آج کے بعد ایسی بات نہ کرنا یہ محمود صاحب کی سچی محبت کی سچی بات تھی۔

محمود صاحب کا کوئی بزنس کا مسئلہ بنا ہوا تھا لاہور میں خود لاہور جاتی اور مسئلہ کے لیے بھاگ دوڑ کرتی یعنی میں مردوں کی طرح خود کام کرنا شروع کر دیا تھا بہت سارے لوگوں نے مجھ سے دوستی کرنا چاہی نیت کے دعوے کیے مگر میں سب ناکام رہے کیونکہ میں محمود صاحب کی تھی اور آخری دم تک بھی اسی کی رہنا چاہتی تھی میں دن کو کہیں جاؤں یا رات کو مجھے کبھی محمود صاحب نے نہیں پوچھا تھا تم کہاں گئی تھی محمود صاحب کو مجھ پہ اور اپنی محبت پہ اعتبار تھا اور بھرپور یقین تھا بھروسہ تھا اور میں نے کبھی ان کے یقین اور بھروسے کو ٹھیس نہیں آنے دی تھی۔

وقت گزرتا گیا ہمارے حالات ایک بار پھر ٹھیک ہونے لگے۔

سب سے بڑی خوشی تب ہوئی جب چھ سال بعد ہمارا بیٹا رضوان پیدا ہوا میرا بیٹا رضوان محمود پیدا ہوا سارے لوگوں کی زبانیں بند ہو گئیں اللہ پاک نے ہماری سن لی تھی پھر فرحان پیدا ہوا اور پھر ہاشم زندگی گلزار کی مانند ہو گئی ہر طرف پھول ہی پھول کھل گئے تھے ہم نے اپنا الگ گھر بنا لیا تھا بزنس اور ساری دولت تو محمود صاحب کی عیاشی اور دوستوں کی نظر ہو گئی تھی اور پھر محمود صاحب کو دولت کمانے کے لیے سعودی عرب جانا پڑا مجھے ہاتھوں کی لکیروں کے علم کا بہت شوق تھا میں اکیلی لاہور میں جاتی تھی پڑھنے کے لیے اور اکیلی ہی واپس آتی تھی اور میں نے ہاتھوں کی لکیروں کا علم سیکھا ہماری محبت اس وقت بھی جنون کی حد تک تھی اور آج بھی ہماری محبت میں کوئی کمی نہیں آئی۔

ہماری زندگی میں بہت سے اتار چڑھاؤ آئے مگر کبھی ہم ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوئے تھے کبھی آج تک ایک دوسرے سے ناراض اور خفا نہیں ہوئے ہیں۔

تو قارئین یہ تھی خالدہ کی کہانی اور ان کے شوہر محمود صاحب کی کہانی جو میں نے آپ کی خدمت میں پیش کی ہے اور سچ میں زندگی ایسی ہونی چاہئے کبھی ناراض نہیں ہونا چاہئے محبت اپنی شریک حیات سے کرنی چاہئے جس کے ساتھ آپ نے زندگی گزارنی ہوتی ہے اور محبت میں شک اور بے یقینی نہیں ہونی چاہئے کیونکہ اصل رشتہ تو اعتماد کا ہوتا ہے۔

خالد محمود صاحب کے تین بیٹے جوان ہیں مگر خالدہ اور محمود صاحب اور ان کے بچے ساتھ ہوں تو ایسا لگتا ہے کہ جیسے کوئی دوستوں کی محفل ہے بہت ہی سلیقہ مند اور اچھے اخلاق والے بچے ہیں اور خالدہ اور محمود صاحب تو اخلاص کی اعلیٰ منزل پر فائز ہیں میں بہت سے لوگوں سے ملا ہوں مگر اس فیملی سے ملنے کے بعد ایسا لگتا ہے کہ اس دنیا میں ابھی تک بہت خوش اخلاق اور اچھے مزاج لوگ ابھی زندہ ہیں۔

قارئین یہ تھی میری کاوش امید ہے کہ آپ تمام لوگوں کو پسند آئی ہو گی میری اور تحریریوں کو جو لوگ پسند کرتے ہیں ان کا دل کی اتھا گہرائیوں سے شکر گزار ہوں اور ہمیشہ ان کے لیے نیک دعا گوں رہتا ہوں میری طرف سے تمام لوگوں اہل

سلام اور جان سے عزیز لوگوں کو دل سے سلام خاص کر میری سویٹ سی کزن مس ماریہ شمائل پھنڈی گھیپ کو دل سے سلام اور قراۃ العین عینی ۔شاویز حیدر ۔رخسانہ ملک ۔اور تمام دوستوں کے نام یہ شعر کرتا ہوں آپ لوگوں کو میری یہ سٹوری کیسی لگی اپنی رائے ضرور دیجئے گا مجھے آپ لوگوں کی قیمتی رائے کا شدت سے انتظار رہے گا۔

جس دن کوئی قتل شہر میں نہ ہو

اسی دن کو عید کہتے ہیں

انتظار حسین ساقی۔

ریاض احمد کے نام شعر

نہ قسمت سے شکوہ نہ دوش نصیبوں کا

چھین لے گئے دولت والے پیار غریبوں کا

-----ناصر اقبال ساحل ۔کرک

میرا پسندیدہ شعر

میں نے چاہا تجھے تو نے چاہا کسی اور کو

خدا کرے تو چاہے جیسے وہ چاہے کسی اور کو

-----شبنم ساحل ۔کرک

میرا بہترین دوست

میرا بہترین دوست محمد ارشد عباسی ہے وہ غریب ہے وفادار ایماندار اور سمجھدار ہے کبھی کسی کو دکھ نہیں دیتا بہت حوصلے والا ہے۔

-----ناصر اقبال ساحل ۔کرک

میرا پسندیدہ شعر

رہے گی یاد تیری میرے ساتھ زندگی بن کر

یہ اور بات ہے کہ میری زندگی وفا نہ کرے

-----ناصر اقبال کرک

شبنم کے نام

ایک بے وفا سے دل لگایا تھا میں نے اسے اپنا ہمسفر بنایا تھا میں نے یا تھا میں نے اتنا بھولا تھا میں اپنی دنیا کو اسے صرف اپنی دنیا بنانا چاہتا تھا اتنے گھاؤ دیئے اس نے کہ میں مرہم نہ کر سکا مرہم کی جگہ اس کے نام کو دل میں سجایا تھا میں نے جا ارے ظالم اب نہ یاد کریں گے تجھے عمر بھر کہ کسی بے وفا سے دل لگایا تھا میں نے

-----ناصر اقبال ساحل کرک

میں تنہا ہوں

جب آنکھ کھلی تیری یاد میں تو سوچا میں تنہا ہوں

جب تارے ہوئے فلک سے جدا سوچا میں تنہا ہوں

جب پھول ہوا آغوش سے جدا سوچا میں تنہا ہوں

جب دل ٹوٹ کے چکنا چور ہوا سوچا میں تنہا ہوں

جب دیکھا ڈھلتے سورج کو تو سوچا میں تنہا ہوں

جب دیکھا جھیل کی کشتی کو تو سوچا میں تنہا ہوں

جب دیکھا گرتے پتوں کو تو سوچا میں تنہا ہوں

جب دیکھا بھیگی آنکھوں کو تو سوچا میں تنہا ہوں

جب دیکھا تیرے گھر کی گلی کو تو سوچا میں تنہا ہوں

-----پرنس بابر علی خاں بلوچ ساہیوال

قدر پوچھو

آنکھوں کی قدر کسی نابینا سے پوچھو

کاروبار کی قدر کسی بیروزگار سے پوچھو

تعلیم کی قدر کسی ان پڑھ سے پوچھو

پانی کی قدر کسی پیاسے سے پوچھو

روٹی کی قدر کسی بھوکے سے پوچھو

مکان کی قدر کسی کرائے دار سے پوچھو

صحت کی قدر کسی بیمار سے پوچھو

والدین کی قدر کسی یتیم سے پوچھو

پرنس بابر علی بلوچ بھولے دی جھوک

محبت کے زخم

۔۔تحریر۔۔یاسر ملک مسکان۔جنڈ اٹک

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں آپ کی نگری میں ایک بار پھر ایک کہانی کے ساتھ اس دکھی نگری میں قدم رکھا ہے امید کرتا ہوں کہ اس کو قریبی شمارے میں جگہ دے کر میری حوصلہ فزائی کریں گے تاکہ میں اور بھی بہتر کہانی لکھ سکوں میں نے اس کہانی کا نام ہے محبت کے زخم۔رکھا ہے امید ہے کہ سب قارئین کو پسند آئے گی میں اسے لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں اپنی رائے سے ضرور نوازیئے گا جو لوگ میری تحریروں کو پسند کرتے ہیں میں ان کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

محبت سچے جذبات اور روح کی پاکیزگی کا نام ہے محبت ہر کوئی کرتا ہے لیکن نبھاتا کوئی کوئی ہے محبت کرنا بھی ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے دو دلوں کے احساسات ملنے کا نام محبت ہے مگر یہاں تو ایک اگر سچی محبت کرتا ہے تو دوسرا اس کے ساتھ دھوکہ ضرور کرتا ہے۔
قارئین میں اپنی کہانی شروع کرنے سے پہلے آپ کو صرف یہ کہنا چاہتا ہوں جو لوگ بے گناہوں سے چھوٹے پیار محبت کے ڈرامے کرتے ہیں ان کو دھوکہ دے کر پھر چھوڑ دیتے ہیں ناجانے ان لوگوں کو کیا ملتا ہوگا دوسروں کی زندگیاں برباد کر کے ان سے ان کی خوشیاں چھین کر انہیں غم دے کر پلیز میری ریکویسٹ ہے کہ خدا کے لیے ایسا مت کریں کسی سے اس کی خوشیاں چھینی اور اس کی زندگی برباد کر دی ہو سکتا ہے کہ آپ کی نظر میں پیار محبت کا کھیل تماشہ کر دے اور وہ پوری زندگی روتا رہے اپنی زندگی برباد کر لے گا۔

ضروری تو نہیں کہہ دوں لبوں سے داستاں اپنی
زباں ایک اور بھی ہوتی ہے اظہار تمنا کی

میں اپنی کہانی کی طرف آتا ہوں یہ میرے ایک دوست کی کہانی ہے اور اس نے کہ پلیز ضرور لکھنا اسے اس کی زبانی سنتے ہیں۔
میرا نام علی ہے میں نے جب سے آنکھ کھولی کبھی کوئی مایوسی نہیں دیکھی دیکھنا بھی نہیں چاہتا تھا ہم چار بھائی ہیں اور میں سب سے چھوٹا ہوں سب گھر والے مجھ سے بہت پیار کرتے تھے ہماری کوئی بہن نہیں ہے۔
محبت کے تار آپس میں جب جڑتے ہیں تو کبھی صحیح کبھی غلط لیکن وہاں تو غلط ہی جڑتے تھے وہ ایک سکول کی ٹیچر تھی لائبہ پرائیویٹ سکول کی پرنسپل اور علی اس کا شاگرد تھا۔

وہ میٹرک کے پاس پڑھتا تھا اس سکول میں لڑکے لڑکیاں ایک ساتھ ہی پڑھتے تھے لیکن علی ساتویں میں لائبہ کو اپنی ہمدرد اور دوسروں سے مختلف حساس معلوم ہوتا تھا چنانچہ اس نے صبح کے وقت لڑکیوں اور بچوں کے درمیان پڑھنا شروع کر دیا علی ایک معصوم طبیعت اور گم سم رہنے والا بچہ تھا جو ہر وقت اپنے آپ میں ہی مگن رہتا تھا اور صرف اپنی پڑھائی پر توجہ دیتا اور اس کی کبھی سکول میں بھی کسی سے غیر اخلاقی حرکت نہ کی اور نہ ہی کبھی کوئی غیر حاضری کی روز ہی سکول میں حاضر ہوتا اور مزید اعتماد حاصل کر لیا۔

سکول کی پرنسپل لائبہ بھی علی کا بہت خیال رکھتی تھی لائبہ تین بہنیں تھیں مگر ان کا بھائی نہیں تھا لائبہ کی والدہ ایک شریف اور سلیقہ دار خاتون تھی وہ کبھی ناشکری نہیں ہوئی کہ اللہ پاک نے ہمیں بیٹا نہیں دیا اپنی تینوں بیٹیوں سے بہت محبت کرتی تھی وہ تینوں اس کی آنکھوں کا تارا تھیں وہ علی کو بھی اپنے بیٹوں کی طرح ہی سمجھتی تھی لائبہ کی دونوں بہنیں بھی سکول میں ہی پڑھاتی تھیں لائبہ کے والد پرائیویٹ کمپنی میں ملازمت کرتے تھے ملازمت کے بعد اب وہ سکول میں ہی پڑھاتے تھے وہ سکول کے پاس ہی ایک کرائے کے مکان میں رہتے تھے۔

لائبہ کافی رومنٹک اور شغل پسند تھی اور نرم دل تھی اگرچہ وہ دوسرے سٹوڈنٹ کے ساتھ اچھے اور نرم برتاؤ کے ساتھ ساتھ کبھی کبھی سخت بتاؤ بھی کرتی لیکن علی کے ساتھ کبھی اس نے سخت برتاؤ نہیں کیا تھا علی کے اس کا پیار ہمیشہ ہی پرستار رہتا تھا وہ تھا بھی نرمی کے ہی قابل گھر میں بھی کبھی اس کے ساتھ بھائیوں نے والدین نے سخت رویہ نہیں

اپنایا تھا سب ہی اس سے پیار کرتے تھے اور نہ ہی کبھی کسی نے اس پہ ہاتھ اٹھایا تھا اس پر وہ سب کی آنکھوں کا تارا تھا لائبہ نے بھی اس کے ساتھ یہی کیا علی کی دلچسپی بھی لائبہ کی شخصیت میں تھی۔

ایک دن علی لائبہ کے والد سے انگریزی پڑھنے کے بعد نیچے ٹیچر لائبہ کے پاس ہی ٹیبل پر بیٹھ کر پڑھ رہا تھا اس نے دو تین رسمی باتیں کیں پھر کچھ کہتے کہتے رک گئی پھر وہ عورت علی کی طرف دیکھ کر بولی کہ آپ نے نوجوان لڑکے کو پاس بٹھا رکھا ہے اس کے سامنے ہی بتا دوں لائبہ نے ہنستے ہوئے کہا ہاں اس کے سامنے ہی کہہ دو بے چارے کے کان خراب ہیں سن نہیں سکتا اس عورت کا اطمینان تو ہو گیا لیکن علی کو ہنسی ضبط کرنی مشکل ہو گئی اس عورت نے خون کی کمی کا مسئلہ ڈسکس کیا۔

لائبہ نے اس کو مشورہ کیا کہ اچھی طرح کھایا پیا کرو نیا خون جلد از جلد بنتا رہے گا۔

ہم غلط تھے چلو اتنا تو مان لیتے ہیں ملک
کیا وہ شخص ٹھیک تھا جو بدل گیا اتنا قریب آنے کے بعد

دن گزرتے گئے اور میری محبت دن بدن پران چڑھتی رہی بس ہر وقت ہی میرے خوابوں خیالوں میں آنے لگی تھی مجھے اس کے سوا کسی بھی چیز کا ہوش نہ رہتا تھا ان کے بغیر میرا رہنا مشکل ہو گیا اب انہیں بتانے سے بھی ڈرتا کہ ٹیچر ہمیں کیا سمجھیں گی برا نہ مان جائیں سکول سے نہ نکال دیں اس طرح کے خیال آتے رہتے۔

اب تو ایک ایک پل ان کے بغیر مشکل ہونے لگا نہ دن کو چین نہ رات کو سکول پوری پوری رات انہیں سوچتے ہوئے ان کی یادوں میں گزر

جاتے جب صبح کی اذان کی گونج کانوں میں پڑتی
تو معلوم ہوتا رات گزر گئی ہے پھر اٹھتا نہا دھو کر
نماز پڑھتا اور اللہ پاک سے رو رو کر دعا کرتا اور صبح
کی کرنیں نمودار ہو جاتیں سکون نہ ہونے کی وجہ
سے میری حالت غیر ہونے لگی آنکھیں سرخ ہو گئیں
طبیعت بھی بگڑنے لگی اس طرح ہی رات جاگتے
جاگتے ہوئے گزر جاتی تھی نیندیں بھی حرام ہو چکی
تھیں ایک دن رات نہ سویا اور صبح سکول گیا اور
جب ٹیچر لائبہ کی کلاس شروع ہوئی رات کو سو جو
نہیں پایا تھا تو اس کی کلاس میں ہی سو گیا تھا تھوڑی
دیر ہی گزری ہوگی کہ کسی نے میرے سر پر ہاتھ رکھا
مجھے ایسا لگا جس طرح میری ماں میرا سر اپنی گود
میں رکھ کر انتہائی شفقت اور محبت کا اظہار کر رہی
ہو آنکھیں نیند سے بوجھل تھیں اور دل چاہ رہا تھا کہ
اسی طرح ہی بہت سکون مل رہا تھا جب پیچھے مڑ کر
دیکھا تو ٹیچر لائبہ تھی جو مجھے کب سے پکار رہی تھی
اور میں اپنے ہی خیالوں میں کھویا ہوا تھا انہوں
نے انتہائی پیار و محبت کا اظہار کرتے ہوئے مجھ
سے کہا کہ علی تمہیں کیا ہو گیا ہے آنکھوں کو دیکھو
سرخ ہو گئی ہیں اور اپنی کیا حالت بنا رکھی ہے میں
دل ہی دل میں ان کے سوالوں کے جواب دے
رہا تھا اور خوش بھی ہو رہا تھا کہ وہ مجھ سے کتنی محب
ت کرتی ہے اور کتنے پیار سے بلا رہی ہیں۔

تیری آنکھوں میں جھلکتے ہوئے غم کی قسم
درد کا رشتہ بہت گہرا ہے ملک

میرا ایک بہت اچھا دوست تھا جو میرے
ساتھ میٹرک میں پڑھتا تھا ہم شروع میں اکٹھے
پڑھتے رہے تھے اور آپس میں دکھ درد پریشانیاں
بھی ایک دوسرے سے شیئر کرتے تھے محسن علی نے
جب یہ حالت دیکھی تو بہت پریشان ہوا کہ اسے
کیا ہوتا جا رہا ہے وہ علی سے پوچھتا تو نہ اسے کچھ
نہ بتاتا بس کہتا کہ کچھ نہیں ہوا ٹھیک ہوں محسن
سوچتا کہ یہ وہ علی نہیں رہا جو ہر وقت مسکراتا ہنستا
رہتا تھا اور اپنے دکھ درد مجھ کو شیئر کرتا تھا کوئی
پریشانی ہوتی ہوتی تو سب سے پہلے مجھے ہی بتاتا
تھا اور دونوں مل کر اسکا حل سوچتے تھے اور اب وہ
ہی علی اتنا خوش رہنے والا آج اتنا کیسے بدل گیا
ہے مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا۔

ایک دن دوپہر کا وقت تھا اور سکول بھی چھٹی
تھی میں ٹیچر لائبہ کے ہی خیالوں میں کھویا ہوا
تھا اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے سب گھر والے
پاس تھے میں اٹھا اور باہر آیا اور موبائل پہ سانگ
سننے لگا۔

پیار کے موڑ پہ دل میرا توڑ دیا کہ تم کہاں
چل دیے ہمنوا

اس طرح ہی روڈ کے کنارے پر چلتے چلتے
میں بہت دور نکل آیا گھر سے یہاں ایک پارک تھی
میں بیٹھ کر جی بھر کے رویا آنکھیں رو رو کر سوج گئی
تھیں اور تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد پتہ نہیں محسن
کہاں سے آ گیا جب اس نے مجھے یہاں بیٹھے
ہوئے دیکھا اور میری حالت دیکھی اور کہنے لگا علی
یار تم یہاں اکیلے اور یہ حالت کا کی بنا رکھی ہے اور
تمہاری آنکھیں بتا رہی ہیں کہ تم روتے رہے ہو
میری آنکھوں سے پھر آنسو نکل پڑے تھے اور میں
نے صاف کیے اور مجھے چپ کروانے اور دلاسہ دیا
کہ آج میں پوچھ کے ہی رہوں گا کہ کیا ہوا ہے اور
کیا بات ہے تم نے کسی کی وجہ سے یہ حالت بنالی
ہے۔

مت کر کسی سے اتنا پیار کہ وہ تیری زندگی
بن جائے

تو کیسے بھول گیا کہ زندگی کبھی کسی سے وفا نہیں کرتی

پھر اس نے مجھے شروع سے آخر تک سب کچھ بتایا میں بھی بہت پریشان ہوا میں نے اسے دلاسہ دیا کہ علی یار تم میرے بھائی بھی ہو اور جگری یار بھی میں تمہیں اس حالت میں نہیں دیکھ سکتا اگر تمہیں ٹیچر لائبہ اچھی لگتی ہے تو پھر دیر نہ کرو اور اپنے پیار کا اظہار کر دو یہ نہ ہو پھر وقت ہاتھ سے نکل جائے تم ٹیچر لائبہ کے دل میں اپنے لیے جگہ بنا لو اور پھر اپنے احساسات انہیں بتا دو علی کے چہرے پر تھوڑی سی خوشی کے آثار نظر آئے۔

پھر ہم اس پارک سے اٹھے اور گھر کی طرف چل دیئے راستے میں ایک جگہ رک کر ہم دونوں نے اپنی پسند کی آئس کریم لی جو ہم دونوں بچپن میں مل کر کھاتے تھے اور کھاتے ہوئے باتوں باتوں میں گھر پہنچ گئے میں نے اسے گھر چھوڑا اور کہا آج کے بعد مجھے تم خوش نظر آؤ بس۔

وقت گزرتا تھا لیکن علی اپنے پیار کا اظہار نہ کر سکا اور اپنے جذبات اور احساسات ٹیچر لائبہ تک نہ پہنچا سکا۔

کاش کہ تم جذبات کو سمجھ جاتے ملک
منہ سے اچھا نہیں لگتا مجھے اظہار کرنا

ایک دن جیسے میں صبح کے وقت سکول میں داخل ہوا تو لائبہ نے اسے خوشگوار لہجے میں کہا رات کو میں نے اپنے ہاتھوں سے کسٹرڈ بنایا تھا کھاؤ گے علی نے مسکراتے ہوئے اگر آپ نے بنائی ہے تو ضرور کھاؤں گا لائبہ ایک کٹورے میں کسٹرڈ لے کر آئی۔

دو دن بعد جب پھر آمنا سامنا ہوا تو لائبہ آج بھی خوشگوار موڈ میں تھی علی نے مسکراتے ہوئے کہا آپ نے ڈبے کی ساری چینی کسٹرڈ میں ڈال دی تھی میں میٹھے کا شوقین ہوں لیکن پھر بھی میٹھا تیز ہے۔

ایک دن دوپہر کے وقت مجھے چھٹی تھی اور ٹیچر لائبہ بہت یاد آ رہی تھی اور ان سے ملنے کو جی کر رہا تھا میں ان کے گھر چلا گیا تھوڑی دیر بیٹھا اور باتیں ہوئی تو لائبہ مجھے کہنے لگی ایک نئی فلم آئی ہے آج اس کا پہلا شو ہے دیکھنے چلیں میں نے کہا ٹھیک ہے چلو وہ تینوں بہنیں باہر نکلی میرے ساتھ تو برابر کی چھت پر اکثر ایک لڑکی پھرتی رہتی تھی اس نے انہیں ٹوک دیا۔

آپ لوگ کہاں جا رہے ہیں لائبہ نے سب کو خاموش رہنے کے لیے کہا اور خود سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ایک مرگ ہو گئی ہے گھر کسی کے گھر وہاں جا رہے ہیں تم نے چلنا ہے لڑکی کچھ شرمندہ سی ہو گئی۔

دن گزرتے گئے اور اندر ہی اندر محبت بڑھتی گئی لیکن میں لائبہ کو اپنے احساسات نہ بتا سکا پرانہ مسئلہ لاحق ہو چکا تھا لائبہ کی شادی ہو رہی تھی اور علی کی حالت خراب سے خراب ہوتی جا رہی تھی نہ کھاتا تھا نہ پیتا تھا میں لائبہ کی یادوں میں کھویا کھویا سا رہنے لگا تھا لائبہ بھی علی کے جذبات کو نہ سمجھ سکی علی کی رگ رگ میں زہر سا دوڑنے لگا تھا محبت کے شیش محل کی دیواریں ٹوٹ کر کرچی کرچی ہو رہی تھیں دل تو صرف اسے یاد کرنے کے علاوہ کچھ کام میں نہ لگتا تھا اور ہر وقت ہی اداس رہتا تھا پریشان رہتا سب گھر والے پریشان تھے کہ اسے کیا ہو گیا ہے اچانک پہلے تو ٹھیک ٹھاک تھا نہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے ہر وقت پاگلوں کی طرح کھویا کھویا رہتا ہے۔

تم سے محبت تھی تو تیری بے وفائی برداشت
کر گئے جانی
ورنہ تیرے سینے سے وہ دل نکال لیتے جو
محبت کے قابل نہیں تھا

کچھ دن بعد لائبہ کی شادی ہو گئی اور علی بالکل بکھر کر رہ گیا علی کو اس کے دوست محسن سنبھالا اور اسے دلاسے دیتے دن بھر ہر جگہ سیر کرواتے تھے لیکن وہ گم سم رہتا کسی سے بات نہ کرتا بس اسے ایک چپ سی لگ گئی تھی دوست اسے تسلیاں دیتے اور والدین بہت پریشان تھے کیونکہ وہ علی سے بہت زیادہ پیار کرتے تھے خصوصا اسی کی ماں علی جب تک ان کے سامنے نہ آتا انہیں سکون نہ ملتا کھانا بھی کھلاتی کہ علی کے ساتھ کھاؤں گی لائبہ کی ماں علی کا انتظار کرتی رہتی لیکن وہ ہی علی اب ٹوٹ کر بکھر چکا تھا پھر رفتہ رفتہ اس کی طبیعت سنبھلنے لگی لیکن کبھی کبھار اچانک ہی دل کے کسی دراخ سے خون ابلنے لگتا اور اسی کشمکش میں کئی سال گزر گئے۔

ایک روز علی غصے سے لائبہ کے گھر کی دیوار پھلانگ کر داخل ہو گیا تھا رات کا وقت تھا اس نے چہرے سیاہ نقاب میں چھپا رکھا تھا اس کے ہاتھ میں پستول تھا آگے بڑھتا گیا اور لائبہ کے سسرال میں موجود تمام افراد کو موت کے گھاٹ اتارتے چلے گئے آخر میں میں علی نے خون اگلتی لاشوں کے درمیان لائبہ کے سامنے اپنے چہرے پر نقاب ہٹا کر اس وقت اس کی آنکھ کھل گئی وہ خواب کو یاد کرتا ہوا بڑبڑانے لگا اس نے تو کبھی چڑیا کا بچہ بھی ہلاک نہیں کیا تھا وہ کس طرح اتنی لاشیں گرا سکتا تھا

تیری محبت میری زندگی ہے
تیرا پیار میری آرزو ہے
تیری یاد میری عبادت ہے
تجھ کو پانا میرا مقصد ہے
تیری راہ میرا سفر ہے
تیرا راستہ میری منزل ہے
تیری چاہت میری زندگی ہے
تیری جدائی میری موت ہے

علی اب پاگلوں جیسی باتیں کرتا ہے بڑی ہوئی شیو بڑے بڑے لمبے بال ارگالیاں گلیوں میں دیتا پھرتا ہے بس اس کی زبان پہ ایک ہی لفظ ہوتا ہے لائبہ وہ بالکل پاگل ہو چکا ہے اور اپنی زندگی بتاہ و برباد کر چکا ہے کوئی کھانا دے تو کھالیتا نہیں تو پورا پورا دن بھوکا ہی رہتا ہے۔

پلیز اس کے لیے دعا کیجئے گا کہ وہ اپنی پہلے والی زندگی میں واپس آجائے یہ کہانی مجھے اس کے ایک دوست نے سنائی تھی کہ بھائی تم ضرور لکھنا اسے اب اپنا ہوش ہے نا اپنے رشتے داروں کا علی کے والدین اس کے لیے بہت پریشان ہیں مگر وقت سب سے بڑا مرہم ہوتا ہے مجھے یقین ہے کہ ایک نہ ایک دن وقت علی کا بھی زخم ضرور بھر دے گا زخم تو بھر جاتے ہیں لیکن نشان باقی رہ جاتے ہیں اس طرح ہی علی لائبہ کو فراموش تو کر سکتا ہے مگر بھلا نہیں سکتا آخر پہ ایک شعر کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔

تم مت کھولنا میرے ماضی کی کتابوں کو
ہر اس شخص نے دل توڑا ہے جس پر ہم ناز کرتے تھے۔

قارئین آپ کی قیمتی رائے کا شدت سے انتظار رہے گا کسی لگی میری کہانی یہ فیصلہ آپ نے کرنا ہے اور تنقید یا تعریف آپ پر ہے۔

محبت بدلی زندگی بدلی

۔۔تحریر۔ سیدہ امامہ علی۔ راولپنڈی کہوٹہ۔

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
خدا تعالیٰ سے دعا ہے آپ کو ہمیشہ صحت وتندرستی عطا فرمائے اور زندگی میں ڈھیروں خوشیاں وکامیابیاں دے جناب میں آپ کی شکرگزار ہوں کہ جو مجھے اپنے ادارے کا حصہ بنا کر معتبر کرتے ہیں میری تحریروں کو اپنے پرچے کی زینت بناتے ہیں اس کے لیے آپ کا بہت بہت شکریہ امید ہے اب یہ رشتہ کبھی نہ ٹوٹے گا میں ہمیشہ لکھتی رہوں گی بس آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے میں ان تمام لوگوں کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گی جو میرا لکھنا پسند کرتے ہیں خاص کر سینئر حضرات کا بہت بہت تھینکس۔ محبت بدلی زندگی بدلی۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

بہت بری بات ہے بیٹا خوابوں سے نفرت نہیں کیا کرتے خواب تو آس امید ہوتے ہیں آگے بڑھنے کی یہ تو انسان کی جستجو کو تحریک دیتے ہیں خواب تو بیٹا زندگی کی علامت ہوتے ہیں اور خوابوں سے منہ موڑنا مایوسی ہے اور مایوسی گناہ پھر گناہ تو کمزور اور بزدل لوگ کرتے ہیں بہادر لوگ نہیں۔

اور میں تمہیں ہر طرح سے بااعتماد اور بہادر دیکھنا چاہتی ہوں فقط منگنی ٹوٹ جانے سے اس طرح زندگی سے مایوس نہیں ہونا مجھے گوارہ نہیں ہے میں تمہیں زندگی کے کسی مقام پر بھی بزدل اور کمزور نہیں دیکھ سکتی اور پھر مجھے تم پر پورا اعتماد ہے تم یہ سفر طے کرو گی اور منزل بھی پاؤ گی تبھی امی حجاب کو پیار سے سمجھانے لگی تو وہ بے اختیار پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی پھر ان کے گلے لگ گئی اور ابھی کچھ دیر پہلے وہ سمجھی تھی کہ جس گہرے کنویں میں وہ گری ہے وہاں سے کبھی باہر نہیں آ سکے گی اور خود کو کوسنے لگی کہ آخر اس نے ایسے خواب دیکھے ہی کیوں جو آج اسے بری طرح دلدل میں دھکیل چکے تھے مگر امی کے لفظوں کا اس پر خاطر خواہ اثر ہوا پھر ایک دم پیچھے ہٹ گئی امی آپ ٹھیک کہتی ہیں میں ہرگز ماتم نہیں کروں گی اور کیوں کروں میں ماتم وہ بھی اس انسان کے لیے جسے نہ تو انسان کی قدر ہے اور نہ ہی انسان سے جڑے جذبات احساسات کی ایسے خود غرض انسان کے لیے ایک آنسو بھی بہانا حرام ہے آپ فکر نہ کریں میں ٹھیک ہوں امی۔۔

اس نے ایک پل سوچا پھر فیصلہ کیا امی آپ ابھی ہاں کہہ دیں مجھے آپ کا فیصلہ منظور ہے امی حجاب کی رضامندی سن کر بہت خوشی سے نہال ہو گئی اور بے اختیار آگے بڑھ کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

خوش رہو ہمیشہ دنیا کی بھر کی کامیابیاں تمہارے قدموں میں ہوں وہ دعائیں دیتی وہاں سے چلی گئی نہیں مسٹر عدن میں اب تمہاری وجہ سے آنسو نہیں بہاؤں گی بے وفائی تمہاری طرف سے ہوئی ہے میری طرف سے نہیں اگر وفا کی لاج نبھانی ہی نہ تھی تو مجھے اپنے ساتھ اتنا گھسیٹا کیوں تھا اور پھر چلتے چلتے جب میرے پاؤں میں چھالے پڑ گئے تو تم اپنا ہاتھ چھڑا کر کسی اور رستے چل پڑے نہیں منزل کی تمنا میں۔

جس طرح تم نے میری اور میری محبت کی توہین کی ہے اب تمہیں بھی اسی کرب سے گزرنا پڑے گا ہر روز ہر شب ہر پل حجاب نے سوچتے ہوئے اپنے ارادوں کو اور پختہ کر لیا۔

میرے چہرے پر سختی کے نقوش مزید گہرے ہو گئے

ایک نگاہ برفیلی ایک بول پتھر سا
آدمی نہیں مرتا صرف خون بہنے سے
بہت سوچا سمجھا بہت ہی دیر تک پرکھا
تنہا ہو کر جی لینا محبت سے تو بہتر ہے

حجاب کیا تم دل سے رشتہ پر راضی ہو دل سے راضی ہونا کیا ہوتا ہے آپی۔

آپی نے جب حجاب سے پوچھا تو اس نے خلاف توقع جواب دے دیا مجھے تو یقین ہی نہیں ہو رہا کہ تم عاصم سے شادی کرنے پر راضی ہو گئی ہو آخر ایسا کیا فیصلہ کیوں تم نے حجاب۔

آپی نے فکر مندی سے اس سے استفار کا کچھ فیصلے وقت و حالات کی نزاکت کے مطابق لینے پڑتے ہیں آپی کیوں جو فیصلہ ہماری دل کرتا ہے دماغ اسے قبول نہیں کرتا اور جو فیصلہ ہمارا دماغ کرتا ہے دل اس سے مطفق نہیں ہوتا پھر اس جنگ میں کسی ایک کو تو ہار ماننا پڑتی ہے تو اس وقت دماغ کا وقت چل رہا ہے اس لیے وہ دل حاوی آ گیا ہے بس کچھ نہیں۔

حجاب نے مطمئن ہو کر آپی کو دیکھا جن کے چہرے پر تشویش اور فکر مندی کے سائے ابھی بھی نمایاں تھے۔

ہاں تلخی ایام ابھی اور بڑھے گی
ہاں اہل ستم مشق ستم کرتے رہیں گے
مختصر محبت کا مختصر انجام
تم بچھڑے ہو ہم بکھرے نہیں

نہ گھر میں ڈھولک بجی نہ شہنائیاں گھونجی اور نہ ہی گیت گائے گئے ہاں مگر ایک چیز ضرور ہوئی حسرتوں اور آرزؤں کی مہندی حجاب کے ہاتھوں میں خوب رنگ دار رچی جیسے اس نے رگڑ رگڑ کر ہلکا کرنے کی کوشش کی وہ اندر سے جتنی ٹوٹی بکھری تھی باہر سے اتنا ہی سخت اور مضبوط آنے کی کوشش کر رہی تھی۔

وہ ہرگز نہیں چاہتی تھی کہ اس کا درد عیاں ہو وہ کسی لمحہ کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی وہ جانتی تھی کہ اگر وہ ایک دفعہ کمزور ہوئی یا بکھر گئی تو پھر شاید زندگی میں کبھی بھی نہ جڑ پائے گی اس کے بکھرے ذرے ہوا میں کہیں تحلیل ہو جائیں گے۔ کیوں کہ جب ساتھ چلنے والے ساتھ چھوڑ جاتے ہیں تو وقت تھم نہیں جاتا اور نہ ہی کوئی مر جاتا ہے پھر مر بھی جائے تو زندگی نہیں رکتی راستوں کو چلنا پڑتا ہے زخم وقت کے ساتھ ساتھ سیل جاتے ہیں اور عمر یونہی کٹ جاتی ہے اگر رہتی ہے تو صرف کچھ یادیں کچھ پل یا پھر شاید کچھ لمحے جو دل میں کسک بن کر دفن ہو جاتی ہیں بالکل اسی طرح جس طرح عدن کی محبت حجاب کے دل میں کسک بن کر ہمیشہ

ہمیشہ کے لئے دفن ہو گئی تھی۔

جسے عدن کی بدلتی ہوئی محبت نے پتھر کر دیا تھا نرم حساس معصوم اور پیار کرنے والی حجاب کو کٹھور کر دیا تھا وہ حجاب جو ہمیشہ دل کی مانتی تھی دل کی سنتی تھی آج اس نے دل سے نکلی ہر آواز کو کچل ڈالا تھا روند دیا تھا مگر ایک قدم بھی ڈگمگانے نہ دیا تھا۔

جسم کی درازوں سے نظر آنے لگی روح راج
بہت اندر تک توڑ گیا مجھے عشق اس کا

ہمارا تذکرہ چھوڑو ہم ایسے لوگ ہیں جن کو
محبتیں کچھ نہیں کہتی وفا میں مار دیتی ہیں

آج حجاب کی شادی کو تیسرا دن تھا مگر اس نے عدن کو کہیں اور نہیں دیکھا وہ نظر آتا بھی تو کس منہ سے ایسا جواب تو اس نے کبھی خواب میں بھی نہ سوچا ہوگا اسے کیا لگا کہ میں رو دھو کر اس کی محبت کا ماتم مناؤں گی اور پھر چپکے سے اس کی زندگی سے روپوش ہو جاؤں گی۔ نہیں عدن نہیں تم نے تو بے وفائی کا خنجر مجھے مارا تھا نہ مگر میرا یہ طمانچہ تم پر روز کھاؤ گے اور زندگی بھر روز یہ منظر دیکھو گے حجاب نے نفرت سے یہ سوچا اور پھر اٹھ کر باہر آ گئی تائی سامنے ہی بیٹھی تھی سبزی کاٹ رہی تھی تائی میں ذرا امی کے گھر جا رہی ہوں۔

ہاں ہاں بیٹا جاؤ یہ کوئی پوچھنے والی بات ہے میکہ اتنا قریب ہو تو ایک ہی بات لگتی ہے۔

انہوں نے حجاب کے پوچھنے پر جھٹ رضا مندی دے دی اتنے میں عاصم بھی آ گیا تھا۔

حجاب کہاں جا رہی ہو اس نے حجاب کو تیار کھڑے دیکھا تو پوچھ لیا جیسے دن کو اس کے تن میں جیسے آگ لگ گئی ہو کیوں اب تم سے بھی باہر آنا پڑے گا تو اجازت لینی پڑے گی میں سسرال میں کھڑی ہوں یا عدالت میں حجاب بغیر کسی لگی بٹی کے تڑخ کر جواب دیا تو تائی اور عاصم حیران ہی رہ گئے وہ کچھ نہیں بولا تھا اور غصے سے کمرے میں آ گیا حجاب بھی امی کے گھر آ گئی دو دن رہنے کے ارادے سے مگر یہاں بھی اسے ایک پل بھی چین نہیں آ رہا تھا آج اسے امی کے گھر بھی دوسرا دن تھا تائی دو دفعہ آ چکی تھی اس سے ملنے مگر عاصم ایک بار بھی نہیں آیا تھا بقول تائی کے اس کی چھٹیاں ختم ہو گئی تھیں اور وہ دیر سے گھر آتا تھا مگر جیسے ہی اسے پتہ چلا کہ عدن واپس آ گیا ہے تو اس نے ایک پل بھی دیر نہ کی اور ضروری سامان لے کر واپس آ گئی شام کو جب عاصم گھر آیا تو اسے دیکھ کر حیران رہ گیا تھا اسے بھی امی نے بتا دیا تھا کہ عدن واپس آ گیا ہے اور وہ اس سے نہ الجھے جیسے اس نے سر تسلیم کر لیا تھا۔

کیونکہ جو بھی تھا نہ تو اس میں عدن کا قصور تھا نہ حجاب کا اور نہ اس کا قصور تھا تو صرف تقدیر کا جو تینوں کو اپنے گرد گھما رہی تھی بے نشان منزل کی طرف دھکیل رہی تھی کوئی نہ جانتا تھا کہ اس کی منزل کیا ہے۔

بس شرط یہ تھی کہ سفر مسلسل
ہر غم پر ہے ایک الجھن کا سامنا
ہم آئے ہیں عجیب مقدر لیے ہوئے

حجاب اور عدن دونوں کزن تھے عدن کے ابو حجاب کے ابو سے بڑے تھے اور دونوں بھائیوں کے گھر بھی ساتھ جڑے ہوئے تھے بس درمیان میں ایک دیوار کا فاصلہ تھا عدن دو بھائی اور ایک بہن تھے جبکہ حجاب کا ایک بھائی تھا۔

دونوں بھائیوں میں مثالی محبت تھی پھر ان کی بیویوں نے بھی اس پرم پرا کی تائید کی گھروں کا بٹوارہ ضرور ہوا مگر دل نہ بٹ سکے۔

ماں باپ کی طرح ان بزنول میں بھی بے مثال پیار تھا ساتھ کھیلتے کھاتے مگر کبھی لڑائی نہ ہوتی پھر جب لڑکپن سے نکل کر جوانی کی دہلیز پر قدم پڑے تو بچوں کی بھی رضا مندی سے انہیں ایک ساتھ جوڑنے کا فیصلہ کرلیا گیا۔

عدن کے ساتھ حجاب کی منگنی اور عدن کی بہن یاسمین کی منگنی حجاب کے بھائی سے طے پائی تھی خاندان میں پہلا فنکشن تھا اس لیے دھوم دھام سے سیلیبریٹ کیا گیا تھا۔

سب بہت خوش تھے اس نئے رشتے کے جڑنے سے بھی کوئی فرق نہیں آیا تھا لے جیسا ماحول تھا بدلا تھا تو صرف محبت کی جڑیں جو خود بخود ہی جگہ بنالیتی ہیں اور یہ رشتے مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا گیا تھا شادی کا فیصلہ بچوں کی پڑھائی ختم ہونے کے بعد طے پایا گیا جس کے لیے ابھی کافی ٹائم تھا وقت پر لگا کر اڑتا چلا گیا سب اپنے اپنے کاموں میں بے حد مصروف ہوتے چلے گئے کوئی کسی کے پہلے جیسا وقت نہ دے پارہا تھا پھر منگنی کے تین سال بعد جب شادی کا وقت آیا تو عدن نے انکار کر کے جیسے سب کے اوپر بجلی گرادی ہو۔

بقول عدن کے حجاب بہت اچھی لڑکی ہے مگر وہ کسی اور سے پیار کرتا ہے اور حجاب کو کبھی کوئی خوشی نہ دے پائے گا اس لیے بہتر ہے وہ اپنے راستے جدا کرلیں ابو تایا سب بہت پریشان تھے کسی کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کریں کہ خاندان کا شیرازہ بکھرنے سے بچ جائے ایسے میں بھائی نے بھی یاسمین سے شادی کرنے سے انکار کردیا تو بھونچال آگیا رہی سہی کسر بھی پوری ہوگئی کوئی اپنی ضد سے ہٹنے کو تیار نہ تھا۔

سب کچھ ہاتھوں سے ریت کی طرح پھسل رہا تھا ایسے میں جب عدن گھر چھوڑ کر چلا گیا تو تائی نے حجاب کے لیے عاصم کا رشتہ دے دیا کہ وہ بھائی کو منع کریں کہ شادی سے انکار نہ کرے ورنہ ایک نہیں بہت سی زندگیاں برباد ہوجائیں گی۔

سب کے دل میں خوف تھا کہ حجاب انکار کردے گی کیونکہ سبھی بخوبی واقف تھے کہ وہ عدن سے بہت پیار کرتی ہے چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی وہ عدن کی مرضی اور پسند کی لیتی ہے کہ اسے کھونے کا فیصلہ مگر حجاب نے شادی کی ہامی بھر کر سب کو حیران کردیا ہر کوئی خوشی سے پھولے نہ سمایا تھا عاصم حجاب سے دو سال چھوٹا تھا مگر جب خاندان ٹوٹنے کی آجائے تو سب کچھ نظر کردیا جاتا ہے اور یہاں تو نہ صرف خاندان بلکہ وٹے سٹے کی شادیوں سے کئی زندگیاں داؤ پر لگی ہوئی تھی۔

یاسمین آپی ایک بار پھر حجاب سے اس کی مرضی پوچھنے آئی تھی کہ جو فیصلہ اس نے کیا ہے کیا ہو مجبوری ہے یا سمجھوتہ اور اسے یقین دلانے کہ وہ کوئی بھی فیصلہ دباؤ میں آکر نہ کرے مگر حجاب کے اطمینان بھرے چہرے کو دیکھ کر وہ چپ ہوگئے پھر آنا فانا دونوں شادیاں ہوگئی سب کچھ نارمل ہوگیا پہلے جیسا شیرازہ بچ گیا منگنیں ٹوٹ گئیں خاندان پھر سے جڑ گیا مگر دل نہ جڑ سکے عاصم سے شادی بے شک حجاب کا انتقام تھا کہ وہ عدن کے بھائی کی دلہن بن کر اس کے سامنے رہے گی تاکہ اسے احساس ہو کہ اس نے کیا کھویا ہے۔

مگر محبت تو ان سب چیزوں سے بے نیاز

ہوتی ہے حسب نفرت کینہ ور سے بالاتر۔ بے شک وہ دونوں بہت اچھے دوست تھے حجاب اس سے محبت بھی کرتی تھی مگر اسے پسند کرتا تھا پھر لاکھ کوشش کے باوجود بھی وہ اپنی پسند کو محبت میں نہ بدل سکا وہ جانتا تھا کہ اس کے اس فیصلے سے بہت سی زندگیاں برباد ہو جائیں گی مگر کھوکھلی زندگی گزارنے سے بہتر تھا کہ وہ سمجھوتہ کرلیں اور صحیح زندگی کا انتخاب کریں اور اب وہ حجاب کو عاصم کے ساتھ اس طرح کا برتاؤ کرتے دیکھ کر اس کے دل کو ٹھیک پہنچ رہی تھی کیونکہ وہ جانتا تھا جو راز اس کے دل میں دفن ہے وہ کوئی اور نہیں جان سکتا اور اگر حجاب کے سامنے وہ راز آشکار ہو جائے تو وہ اپنے آپ پر رشک کرے یہ بات صرف وہ جانتا تھا کہ عاصم بھی حجاب سے محبت کرتا ہے اور بہت زیادہ کرتا ہے مگر اپنے جذبے اپنی محبت اپنے اندر دفن کر لیتا ہے صرف اس کی وجہ سے کیونکہ بچپن سے اس نے کبھی اختلاف نہیں کیا جو پکا کھالیا جو دیا پہن لیا پھر حجاب اور عدن کی منگنی کے بعد وہ اور بھی محتاط ہو گیا وہ کوشش کرتا کہ حجاب کے سامنے کم سے کم جائے۔

سب کہتے ہیں کہ محبت کو بیان کرنے کے لیے زبان کا سہارا ضروری نہیں ہوتا وہ تو بن کہے ہی محسوس ہو جاتی ہے۔ عدن پھر بھی سمجھوتا کر لیتا ہے بے شک وہ اپنی کلاس منٹ میں انٹرسٹڈ تھا مگر عاصم کے دل میں چھپی حجاب کی محبت کو دیکھ کر اسے انتہائی قدم اٹھانا ہی پڑا۔

اور اب جب وہ سب کچھ ہو گیا جو ہونا چاہئے تھا تو اس پاگل لڑکی کو وہ کیسے سمجھائے کہ وہ کس ہیرے کی بے قدری کر رہی ہے کیوں اسے اتنا تڑپا رہی ہے وہ بھی بے زبان گائے کی طرح اس کی محبت میں تڑپنے کو بیقرار رہتا تھا عدن اب بھی وہی پر بیٹھا ہوا تھا جہاں پر اس کے سامنے یہ راز کھلا تھا اور اب بھی اس کے ہاتھوں میں عاصم کی ڈائری موجود ہے جس کے ورق پر جگمگاتی نظم اسے سہنے پر مجبور کر رہی ہے۔

تمہیں اس طرح چاہوں
کہ تمام چاہتیں تم پر ختم ہوں جان
کوئی حسرت وصال کی
کوئی لمحہ تشنگی کا
کوئی پھول بھی غم کا
تیری راہ میں نہ کھل پائے
صرف تیرا صرف تیرا صرف تیرا عاصم۔

حجاب تم سہی نہیں کر رہی ہو تم میرا بدلہ عاصم سے لے رہی ہو۔ آج اس نے طے کر لیا تھا کہ وہ حجاب سے دوٹوک بات ضرور کرے گا یہ سب وہ مزید برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

اچھا جو تم نے کیا وہ سہی تھا اور جو میں کروں وہ غلط حجاب غصے سے ایک دم بھڑک اٹھی۔

تم نہیں جانتی کہ کتنی بڑی غلطی کر رہی ہو کیا بھول رہی ہو تم حجاب اب بس کرو پلیز اس نے منت بھرے انداز میں کہا۔

اچھا حجاب نے طنزیہ اسے دیکھا۔۔ تمہیں تکلیف ہو رہی ہے اس سب سے اس نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا اور اگر ہو رہی ہو تو آنکھیں بند کر لو سمجھے کیوں کہ تم جس حجاب کو جانتے تھے وہ مرگئی تھی اس دن جب اسے تم نے ٹھکرایا تھا اور یہ جو تمہارے سامنے کھڑی یہ اس کی ہم شکل ہے مسٹر عدن ان دونے نفرت سے کہہ کر رخ موڑ لیا تم نہیں جانتی نہ ہی جان سکتی ہو کہ عاصم

کتنی محبت کرتا ہے تم سے اگر تم نے سچی محبت کی ہوتی تو نہ تو تمہیں اس کی محبت نظر ضرور آتی "جھی بے وقوف لڑکی عدن کہہ کر بلدی سے نکل گیا بنا پیچھے دیکھے۔

اگر دیکھ لیتا ایک بار بھی تو جان لیتا کہ اگر وہ محبت کو نہ جانتی تھی کہ اس کا شوہر اس سے کتنی محبت کرتا ہے جبھی تو اس کا ہر ستم ہنس کر سہہ جاتا ہے بنا ماتھے پر کوئی شکن لائے۔

اور اب تو وہ خود لڑتے لڑتے تھک گئی تھی وہ تو اتنا بھی نہیں جانتی تھی کہ آخر وہ انتقام کس سے لے رہی ہے عدن سے خود سے عاصم سے یا اپنے آپ سے وابستہ لوگوں سے آج صبح جب آپی اسے سمجھا رہی تھی تو وہ عدن کو معاف کر دے کیونکہ معافی سب سے اچھا انتقام ہے غصے اور انتقام کی آگ انسان کو کسی پل چین نہیں لینے دیتی تم جتنا اس سے نفرت کرو گی اس کی زیادتی تو سوچتی رہو گی اتنا ہی سوچ کر کڑھتی رہو گی پھر تمہاری زندگی بے سکون اور منتشر ہی رہے گی ایک بار اسے معاف کر کے اور عاصم کو اپنا بنا کر دیکھو پھر دیکھنا کیسی ٹھنڈک کیسا سکون تمہاری روح میں اترے گا جو تمہارے دل کو سیراب کر دے گا۔

اور جو آنسو جو تکلیفیں درد اس نے مجھے دیا اس کا کیا آپی۔۔

اس نے میرے دل کو چوٹ پہنچائی میری روح کو زخمی کر دیا وہ سب میں کیسے فراموش کر دوں حجاب کی آنکھوں میں ڈھیر سارا پانی جمع ہو گیا تھا جس کے آگے بندھ باندھنا بھی مشکل ہو گیا تھا آپی نے اسے گلے لگا لیا۔

حجاب خدا بہترین منصف ہے وہ تمہارے ساتھ کبھی برا نہیں ہونے دے گا جو اذیت جو آنسو تم نے برداشت کیے ہیں وہ بلاشبہ رائیگاں نہیں جائے گا خدا تمہیں اس کا بہترین صلہ عطا فرمائے گا تم دیکھنا وہ تمہاری جھولی محبت سے بھر دے گا اور تمہارے لیے سمیٹنا مشکل ہو جائے گا بس ایک دفعہ تم اس پر بھروسہ کر کے دیکھو۔

عاصم کے لیے اپنے دل میں تھوڑی سی گنجائش تو نکالو بولو کرو گی نہ ایسا۔ آپی نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ جواب میں اس نے سر نفی میں ہلا دیا اور اب عدن کی باتیں وہ جتنا سوچتی اتنا ہی بڑھتی۔ اے میرے خدا آخر کروں بھی تو کیا کروں۔ میرے مالک مجھے سیدھی راہ دکھا کہ کیا میرے حق میں بہتر ہے آنکھیں موند کر وہ اپنے رب سے ہم کلام ہوئی۔

محبت میں نہیں ہے شرط ملنے اور بچھڑنے کی
یہ ان بے غرض لفظوں سے بہت آگے کی دنیا ہے

آج حجاب کافی دنوں بعد باہر باغیچہ میں آ کر بیٹھی تھی وہ بھول چکی تھی کہ ڈھلتی شام کے سائے اور یہ منظر اسے کتنا پسند تھا۔ ابھی اسے بیٹھے ہوئے تھوڑی دیر ہی گزری ہو گی کہ عاصم بھی چائے کا کپ لے کر اس کے برابر والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

دونوں چپ تھے الفاظ بہت تھے مگر پھر بھی انہیں کہنے کو زبان کا سہارا لینا ہی پڑتا ہے حجاب میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں آخر عاصم کو ہی پہل کرنی پڑی۔ ہوں وہ ایک دم چونکی میرا یقین مانو میری نیت میں کبھی کوئی کھوٹ نہیں تھا میں نے کبھی تمہیں پانے کی دعائیں کی تھیں مگر کچھ دعائیں مانگے قبولیت کا درجہ پا لیتی ہیں شاید میری

دعا بھی بن جائے قبول ہوگئی حجاب گم سم سانس روکے اسے دیکھ رہی تھی اس کی سماعتوں نے جو سنا کہا وہی سچ تھا میرا یقین کرو حجاب جب سے تم میری زندگی میں آئی ہو ہمیشہ تمہارے دائمی ساتھ کی التجائیں کی ہیں اپنے رب سے تمہارا ساتھ مانگا ہے، عاصم نے حجاب کا ہاتھ تھام کر اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ میری محبت کو امر کردو حجاب میری خالی جھولی میں اپنی محبت کے کچھ سکے ڈال دو میں اس میں بھی خوش رہوں گا کچھ تو بولو حجاب عاصم نے حوث بھری نظروں سے اسے دیکھا حجاب کے دل میں ایک دن جیسے اتھل پتھل پڑ گئی ہوں عاصم کے ہاتھ میں دیا اس کا ہاتھ پسینے سے جیسے نم ہوگیا تھا اس نے مخمور نگاہوں سے عاصم کو دیکھا مجھے یقین نہیں آرہا تھا عاصم کہ کبھی آپ مجھ سے ایسا بھی کہیں گے تم سے آپ تک کا سفر کیسے طے ہوگیا یہ تو وہ خود نہیں جانتی تھی جانتی تو صرف اتنا کہ محبت ایک دفعہ پھر بیکاری بن کر اس کے دل کے دروازے پر دستک دے رہی ہے اگر آج اس نے دروازہ بند کرلیا تو شاید کبھی نہ کھل سکے اور وہ ہمیشہ کے لیے خالی اپنے دل کا خالی کشکول لیے بھٹکتی رہے گی حجاب نے عاصم کے ہاتھ کے اوپر اپنا ہاتھ رکھ کر دائمی ساتھ محبت کو دم کرنے کا فیصلہ دے دیا آنسو اس کی پلکوں کی باڑ روڑ کر گرنے لگے جنہیں عاصم نے ہاتھ بڑھا کر اپنی انگلیوں کی پوروں سے چن لیا تھا،

سرما کی خنکی لیے یہ شام اس قدر خوبصورت بن جائے گی اس کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا محبت کی جڑیں دل کے آنگن میں گھر کرگئی کیونکہ ان کی محبت میں کوئی کھوٹ نہ تھی ہمیشہ یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہئے کہ ہماری بھلائی پوشیدہ ہوتی ہے اور آزمائش انسان کو کندن بنا دیتی ہیں اور انسان کو اس کی اوقات سے بڑھ کر نوازتی ہے۔

باتوں میں تمہاری سمٹ گئی حیات میری
جب کہا تم نے میری زندگی ہو تم

امید واثق ہے کہ قارئین کو میری یہ تحریر پسند آئے گی اور اگر نہ بھی آئے تو آگاہ ضرور کیجئے گا تاکہ میں معیار اور بہتر کرسکوں اپنی تحریروں کا سیکا بہت بہت شکریہ میری تحریریں پسند کرنے کا سب کو سلام اور شاہد بھائی کو آپ کی بہن امامہ کا ڈھیروں سلام آپ کا لکھا ہر تحریر میری بہت پسند ہوتی ہے کیونکہ حساس موضوع پر لکھنا مجھے خود بھی اچھا لگتا ہے۔ جس سے کسی کو کچھ سیکھنے کو ملے سب کی دعاؤں کی طلب گار۔۔ سیدہ امامہ علی۔

روز ڈوبتا ہوا سورج یہ درس دیتا ہے اقبال
کہ مغرب کی طرف جاؤ تو ڈوب جاؤ گے
چکنا چور ہو جاتا آئینہ وفاؤں کا
کنکر بے یقینی کا جو ایک بار لگ جائے

ترکی بہ ترکی

کیا ہماری قسمت میں اندھیرا ہی رہے گا۔
جی نہیں بجلی کا بل ادا کرلو تو لائٹ پھر لگ سکتی ہے
رشوت کی لعنت ختم کرنے کا کوئی آسان طریقہ بتائیں
ہم بتا تو دیں لیکن ہمارا اندرانہ۔
پردے کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے
کون سے پردے کی بات کر رہے ہیں آپ
ایس امتیاز احمد کراچی۔

ناکام محبت

تحریر۔۔ثانیہ۔جہلم

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین میں ایک کہانی آپ کی خدمت میں پیش کر رہی ہوں جو جو کہ آپ کو بہت پسند آئے گی اور مجھے امید ہے کہ ضرور میری حوصلہ افزائی کریں گے اور اگر ایسا ہوا تو میں آئندہ بھی ضرور لکھوں گی میں نے اس کہانی کا نام۔ناکام محبت۔رکھا ہے یہ کہانی ایک دکھی کہانی ہے۔جس سے پیار کیا جس کو اپنا بنایا جو کے لیے اپنی زندگی برباد کردی اس کو ابھی تک میری کوئی پرواہ نہیں ہے اور میں دعا کرتی ہوں وہ جہاں بھی ہے جیسا بھی ہے خوش رہے اور اگر لوٹ آئے تو اس کا میری زندگی پر احسان ہوگا۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

انسان کی زندگی میں بہت سی یادیں وابستہ ہوتی ہیں جنہیں انسان کبھی بھی نہیں بھلا سکتا یہ بھی سچ ہے کہ یادوں کے بنا زندگی بے کار اور بے معنی ہے اس یاد کے بھی دو رنگ ہیں ایک وہ یاد جس میں انسان کے حسین لمحے میں پل پل گزرے ہوں جنہیں یاد کر کے روحانی سکون لے دوسری یاد وہ جیسے یاد کر کے دل خون کے آنسو روئے جسم لرزے تڑپے ترسے سسکے مگر وہ یادیں اذیت دیں تو ایسی یادیں یاد کر کے انسان ایک زندہ لاش بن جاتا ہے اور انہیں یادوں میں تڑپ کر انسان کو اس کے ذہن کو اور اس کے دل کو گھن یعنی دیمک کا گھم لگ جاتا ہے لیکن اف یہ یادوں کا تسلسل تو اول سے ابد تک امر رہے گا یادوں کو یاد کرنا یا اس کو ذہن سے جھٹک دینا تو کسی کے بس میں نہیں اور انہیں ساتھ کے ساتھ لحد میں قبر میں اتر جاتا ہے اف یہ یادیں بھی کتنا رولاتی ہیں خیر اگر میں یاد کے بارے میں بات کرتی رہی تو میرے کزن کی کہانی بیچ رہ جائے گی چلیں میرے کزن کی کہانی اسی کی زبانی سنتے ہیں۔

میرا نام ساحل ہے اور ہم تین بھائی اور تین بہنیں ہیں میرا نمبر چار ہے ایک بڑا بھائی دو بہنیں ہیں اور ایک بھائی بھائی اور بہن چھوٹے ہیں آج سے آٹھ سال پہلے کی بات ہے میں جہلم اپنی خالہ کے گھر رہتا تھا میں نیم کلاس کا طالب علم تھا پہلے میں اپنے گاؤں میں پڑھتا تھا لیکن جب گھر والوں نے دیکھا کہ مجھے پڑھنے کا بہت شوق ہے تو انہوں نے مجھے خالہ کے گھر بھیج دیا وہاں میں نے دل لگا کر پڑھنا شروع کر دیا۔

ایک ماہ بعد میں گاؤں آتا تھا ایک دفعہ میں گاؤں آیا ہوا تھا تو ہمارے گھر ہمسایوں کی چھوٹی سی بچی آئی اور بولی بھائی آپ کو میری امی بلا رہی ہیں میں نے کہا کہ تم چلو میں آتا ہوں۔

میں ان کے گھر گیا تو آنٹی نے کہا سائل بیٹا
یہ چیز بازار سے لا دو ہمارے مہمان آنے والے
ہیں تو ان کا بیٹا میرا بہت اچھا دوست تھا وہ اس
وقت ہیں کام گیا ہوا تھا میں بازار گیا ان کو چیزیں
لا کر دیں تو میں گھر آنے لگا آنٹی نے کہا بیٹا گھر
نہیں جانا میں نے کہا کیوں آنٹی بولیں بیٹا شربت
پی کر جانا۔ میں نے کہا آنٹی اس کی کوئی ضرورت
نہیں ہے لیکن انہوں نے مجھے زبردستی پکڑ کر
کمرے میں بٹھایا اور خود باہر چلی گئی ان کی
دو بیٹیاں اور دو بیٹے ان کا ایک بیٹا میرا دوست تھا
دوسرے کو میں ہمیشہ بھائی کہتا تھا۔

ایک بیٹی مجھ سے عمر میں کافی چھوٹی تھی
اور دوسری میری ہم عمر تھی اس کا نام نائلہ تھا میں
کمرے میں بیٹھا تھا تو اتنے میں نائلہ میرے لیے
شربت لے کر آگئی اس نے میری طرف بڑی غور
سے دیکھا اور کہا۔ جی یہ لیں شربت میں نے کہا
اس کی کیا ضرورت تھی اس نے کہا کہ کوئی بات
نہیں ہے۔ میں شربت پی کر جانے لگا تو نائلہ
میرے سامنے کھڑی ہوگئی اور کہنے لگی سائل اتنے
دنوں بعد گاؤں آتے ہو کبھی ہمارے گھر بھی چکر
لگا لیا کرو میں نے کہا دو دن ہوتے ہیں چھٹی کے
پتہ نہیں چلتا اتنے جلدی گزر جاتے ہیں میں کل
آؤں گا دوسرے دن میں اپنی چھت پر کھڑا تھا تو
ادھر سے نائلہ اپنے صحن میں جھاڑو دے رہی تھی
نائلہ نے میٹرک پاس کیا تھا اور اب وہ گھر میں
یہی رہتی تھی میں نے نائلہ سے کہا آنٹی گھر میں تو
بولی نہیں ابھی باہر گئی ہیں کام تھا کوئی میں ان کے
گھر چلا گیا۔ میں نے جا کر نائلہ کو سلام کیا نائلہ
نے کہا آج تو آپ نے قسم توڑ دی ہے تم نے
ہمارے گھر آ کر میں نے کہا پہلے بھی تو میں آتا تھا
میری طرف بڑی عجیب انداز میں دیکھنے لگی
میں نے کہا کہاں کھو گئی ہو تو بولی سائل تم سے ایک
بات کرنی ہے میں نے کہا ہاں بولو۔ کیا بات ہے
اس نے کہا میری دوست ہے وہ تم سے دوستی کرنا
چاہتی ہے یہ تم کیا کہہ رہی ہو نائلہ وہ تم کو بہت
پسند کرتی ہے وہ کون ہے تو نائلہ بولی کہ تم
اپنا موبائل نمبر دے دو وہ شام کو تم سے رابطہ کرے
گی میں نے کہا چلو ٹھیک ہے میں نے نمبر دیا
اور گھر آ گیا۔ سوچنے لگا یہ کون ہو سکتی ہے جس نے
میرا نمبر مانگا ہے خیر میں نے دن کا کھانا کھایا
اور سو گیا شام چار بجے اٹھا غسل کیا اور باہر نکل گیا
لڑکوں کے ساتھ مل کر کرکٹ کھیلی شام کو نماز
مغرب پڑھی اور گھر آ گیا امی ابو کے پاس بیٹھا رہا
کافی دیر ان سے باتیں کرتا رہا۔ پھر باجی کھانے
لے کر آ گئی ہم سب نے مل کر کھانا کھایا میں اپنے
ایک دوست سے ملنے گھر سے باہر گیا کہ میرے
موبائل پر کسی کی کال آ گئی نمبر نیا تھا میں نے کہا کہ
اللہ خیر کرے میں نے کال ریسو کی سلام کیا تو
آگے سے لڑکی کی آواز سنائی دی میں نے پوچھا
کون ہے اور کس سے بات کرنی ہے وہ بولی آپ
سے ہی بات کرنی ہے میں نے کہا آپ کون
ہیں۔ اپنا تعارف کروائیں تو وہ بولی میں نائلہ ہی
ہوں سائل تم مجھے بہت اچھے لگتے ہو میں تم سے
دوستی کرنا چاہتی ہوں تم بھی مجھے بہت اچھی لگتی
ہو۔ نائلہ مجھے پہلے بھی بہت اچھی لگتی تھی لیکن کبھی
اس سے کہا نہیں مجھے ڈر لگتا تھا کہ نائلہ کو بھائی میرا
دوست ہے اگر اسے پتہ چل گیا تو بہت برا ہو گا
خیر آہستہ آہستہ ہمارا فون پر رابطہ شروع ہو گیا میں
واپس جہلم چلا گیا۔ وہاں جا کر مجھے احساس ہوا
کہ مجھے تو نائلہ تو بہت برا ہو گا خیر آہستہ آہستہ ہمارا

فون پر رابطہ شروع ہوگیا۔ میں واپس جہلم چلا گیا وہاں جا کر مجھے احساس ہوا کہ مجھے تو نائلہ سے محبت ہوگئی ہے میں نے اس بات کا اظہار نائلہ سے بھی کر دیا نائلہ نے کہا پاگل میں بھی تم سے بہت پیار کرتی ہوں۔

مجھے کچھ علم ہے کہتی ہے دنیا
مجھے تم سے محبت ہوئی ہے

ہم روزانہ فون پہ بات کرتے تھے بلکہ میرا پڑھائی سے دھیان ہٹ گیا تھا میرے نہم کے پیپر شروع ہوگئے تھے میں پیپر دے کے گاؤں آ گیا تھا نائلہ سے ملا وہ بہت خوش تھی نائلہ واقعی اتنی خوبصورت تھی کہ اسے دیکھ کر سب کچھ بھول جاتا تھا اور دل کرتا تھا کہ میں بس اسی کے پاس ہی بیٹھا رہوں خیر میرا رزلٹ آ گیا اور پتا چلا کہ میں سائل صاحب فیل ہوگیا ہوں یہ تو ہونا ہی تھا اور اس کی وجہ نائلہ کا پیار تھا وہ بہت غصہ ہوگئی اس نے مجھے سمجھایا کہ یہ ٹھیک نہیں ہے تمہیں پڑھائی پہ دھیان دینا چاہئے میں پڑھائی کی طرف توجہ دی اور محنت کر کے تو میں نہم پاس کر کے دہم میں چلا تھا میں پاس ہوگیا ہوں تو وہ بہت خوش ہوئی اس نے مجھے مبارکباد دی اس کے بعد میں گاؤں واپس آ گیا کیونکہ اب میں نائلہ کے بغیر نہیں رہ سکتا تھا میں گاؤں آ کے دہم میں داخلہ لے لیا۔

ایک دن نائلہ کا بڑا بھائی جو کہ سعودی عرب میں جاب کرتا تھا وہ چھٹی پر آیا تھا میں اس کو ملنے گیا تو وہ گھر میں تھا نائلہ اس کی چھوٹی بہن تھی نائلہ نے مجھے ایک بہت اچھی پرفیوم گفٹ دی اور بھی بہت سی چیزیں دی میں اور نائلہ کافی دیر باتیں کرتے رہے اتنے میں اس کی امی اور بھائی بھی آ گئے میں ان سے ملا کافی دیر باتیں ہوئی پھر گھر واپس آیا۔

میں سکول جاتا تو تھا مگر سارا دن کینٹین پر بیٹھ کر نائلہ کی باتیں کرتا رہتا تھا وہ مجھے بہت سمجھاتی تھی کہ سائل پڑھا کرو اپنا وقت ضائع نہ کرو ایک دن میں سویا ہوا تھا رات کے گیارہ بجے میرے موبائل کی گھنٹی بجی میں نے جب موبائل دیکھا تو نائلہ کی کال تھی میں پریشان ہوگیا کہ نائلہ نے اس وقت کیا بات کرنی ہے میں نے کال ریسو کی تو نائلہ نے رونا شروع کر دیا کیا ہوگیا ہے نائلہ کچھ بولو بتاؤ کیا ہوا ہے کیوں رو رہی ہو پلیز کچھ تو بتاؤ تو نائلہ نے کہا کہ میرے گھر والے میری شادی کے دن مقرر کر دیئے ہیں میری دو تاریخ کو شادی ہے میرے تو ہوش و حواس ہی کھو گئے میں رونے لگا اس رات میں بہت رویا تھا نائلہ سے پوچھا کہ یہ سب اتنی جلدی کیوں ہو رہا ہے۔

اس نے کہا کہ بھائی کی چھٹی تھوڑی ہے تو وہ اپنی چھٹی میں ہی میری شادی کرنا چاہتے ہیں نائلہ کی منگنی بچپن میں ہی اس کے پھوپھو کے بیٹے سے ہو چکی تھی اور یہ بات نائلہ نے مجھے نہیں بتائی تھی آج بھی جب مجھے وہ رات کو یاد آتی ہے تو میں اپنی رو رو کے حالت خراب کر لیتا ہوں اس رات کو ہم ساری رات بات کرتے رہے اور روتے رہے۔۔

میں کسی اور کی ہوں اتنا بتا کے روئی
وہ مجھے مہندی لگے ہاتھ دکھا کے روئی
عمر بھر کی جدائی کا خیال آیا تھا شاید
وہ مجھے پاس اپنے بٹھا دیر تک روئی
خط دکتابیں وہ پیار کے تحفے
محبت کی سب نشانیاں جلا کر روئی

مجھے خالہ نے بلا لیا میں ادھر ادھر چلا گیا اس

کے تین دن بعد ہی نائلہ کی شادی ہوگئی میں نائلہ
کی شادی میں شریک نہ ہوسکا شاید ایک طرح سے
اچھا ہی ہوا اگر میں وہاں ہوتا تو نائلہ کو کسی
اور کے ساتھ دیکھ کر میں پاگل ہو جاتا اور کچھ الٹ
پلٹ کر دیتا نائلہ کا شوہر دو ماہ بعد واپس چلا گیا
وقت گزرتا تھا اور نائلہ کی شادی کو ایک سال ہوگیا
تھا نائلہ ایک بچی کی ماں بن گئی۔

نائلہ میں پھر بھی انتظار کرتا تھا ایک دن
نائلہ کے کزن کی شادی تھی میں بھی اس شادی میں
[illegible]
[illegible]
نائلہ اب میری شادی ہوئی ہے میں اب کسی اور
کی امانت ہوں تو میں نے کہا کہ نائلہ میں
تمہارے گھر برباد نہیں کرنا چاہتا مگر تم میرے دکھ کم
تو کر سکتی ہو۔ نائلہ نے مجھے اپنا نمبر دیا میں نے
نائلہ سے بات کی تو اس نے مجھے کہا کہ سائل اب
تمہیں مجھے بھول جانا ہوگا لیکن میں تمہیں بھول
نہیں سکتا نائلہ نے مجھ سے روزانہ بات
کرنا شروع کر دی نائلہ نے مجھے بتایا کہ اس کے
شوہر اس سے بہت پیار کرتا ہے نائلہ کو مجھ پر بہت
یقین تھا شادی شدہ ہونے کے باوجود بھی اس نے
میرا بہت ساتھ دیا نائلہ کو پتا نہیں کیا ہوا کہ اس نے
مجھ سے رابطہ ختم کر دیا اور پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ چار
سال نائلہ نے مجھ سے رابطہ نہ کیا۔

یہ چار سال جیسے میں نے گزارے تھے مجھے
پتہ تھا یا خدا کو۔ وقت گزر ہی جاتا ہے چاہے اچھا
ہو یا برا یہ وقت بھی گزر گیا۔

ایک دن ایسا ہوا کہ جس کا مجھے انتظار تھا
میری جان نائلہ سے ملاقات ہوئی اور مجھ سے
زیادہ وہ خوش تھی کیونکہ اس کے بھائی کی شادی تھی
نائلہ خوشی میں اور بھی خوبصورت لگتی تھی میں بھی
ان کے گھر جاتا تھا جس طرح عموماً شادی کی رسمیں
ہوتی ہیں دن مقرر ہوئے تھے دلہے والے رات کو
گیت گاتے بہت سی رونقیں لگاتے میں بھی تو
اپنے دل کی رونق لگانے جاتا تھا۔

مہندی سے ایک دن پہلے میں نے نائلہ
سے بات کی کہ مجھے کتنا رلاؤ گی یوں آگ میں
جلا رہی ہو مجھے پیز نائلہ میں تم دیسے بھول پاؤں
نا بتاؤ نا میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا نائلہ نے کہا
تو میں کیا کروں آپ سے بات [illegible] کا انداز غصے
والا تھا میں [illegible]
ساتھ اتنا پیار کیوں کیا مجھے اپنے دل میں کیوں
بسایا تھا اب مجھے کیوں نظر انداز کر رہی ہو نائلہ کی
آنکھوں میں آنسو آ گئے نائلہ نے کہا کہ تم کو نہیں
بھول سکتی میں نے اس سے ناراضگی کی وجہ پوچھی تو
اس نے کہا کہ اس کے سسرال والوں کو مجھ پر شک ہو
گیا تھا اس لیے میں نے رابطہ ختم کر دیا۔

پھر ہم نے خوب دل کی باتیں کی مہندی
والے دن نائلہ کی کال آئی کہ اس نے کہا کہ جب
مہندی کی رسم ختم ہوگی تو تم ادھر رہنا گھر نہ جانا میں
نے کہا کہ ٹھیک ہے شام کو میں نائلہ کے گھر چلا گیا
تھوڑی دیر بہت کام میں مدد کی اور پھر کھانا کھانے
کا ٹائم ہوگیا تھا سب مرد لوگوں کو کھانا کھلانے کے
بعد جب عورتوں کو کھانا کھلانے کی باری آئی تو میں
بھی کھانا کھانے میں شامل ہوگیا میں نے نائلہ
کے پاس جاکے کہا کہ تھوڑا کھانا کھانا مذاق کرنے
کی مجھے بہت عادت تھی نائلہ نے کہا کہ تم بھی
آجاؤ دونوں مل کر کھاتے ہیں میں نے کہا پگلی
سب لوگ سامنے ہیں میں نے نائلہ کو کھانا کھلایا
اور کھانے سے فارغ ہوکر کچھ دیر کے بعد مہندی

کی رسم شروع ہوئی کافی دیر تک یہ سلسلہ چلتا رہا سب شور وغل میں مشغول تھے اتنے میں نائلہ کا ایس ایم ایس آیا کہ جلدی سے چھت پر آجاؤ میں جلدی جلدی چھت پر گیا ادھر ادھر نائلہ نے مجھے اپنے ہاتھوں سے سویٹ کھلائی کیا مزا تھا اس کے ہاتھوں سے کھانے کا ہم نے بہت پیار بھری باتیں کیں پھر کچھ دیر بعد نائلہ نیچے چلی گئی اس کے تھوڑی دیر بعد میں بھی نیچے آیا میں بھی نیچے ہجوم میں شامل ہو گیا اور کسی کو پتا نہ چلا کہ یہ دونوں کہاں تھے جب سب شغل وغیرہ ختم ہوا تو لوگ اپنے اپنے گھر واپس جانے لگے میں نے نائلہ سے کہا کہ میں بھی گھر جا رہا ہوں تو اس نے کہا تھوڑی دیر رک جاؤ میں نے کہا صبح جلدی اٹھنا ہے سمجھا کرو پھر میں گھر آ گیا صبح جلدی اٹھا فریش ہو کر ناشتہ کیا اس کے بعد چھوٹا سا کام تھا ادھر چلا گیا تھا واپس آیا تو نائلہ فون پہ فون کیے جا رہی تھی میں جلدی سے تیار ہو کر ان کے گھر گیا سارا دن نائلہ کو دیکھتے ہی گزر گیا تھا شام کو جب گھر آیا تو نائلہ کی بہت یاد آنے لگی پہلے کبھی بھی ہم نے اتنا وقت ساتھ نہیں گزارا تھا اور شاید آخری لمحے تھے میری خوشی کے اس کے تھوڑے عرصے بعد ہی مجھ پہ نائلہ کی اصلیت کھل گئی۔

ہوا یوں کے نائلہ کے شوہر کو پتا چل گیا تھا جب مجھے معلوم ہوا تو میں بہت پریشان ہو گیا مجھے لگا کے میری وجہ سے اگر نائلہ مجھ سے ایس ایم ایس پہ بات کرتی تھی میں نے کبھی اسے کال نہیں کی تھی مگر وہ بھی لڑکوں سے بات کرتی تھی کال پہ جس کی وجہ سے اس کے شوہر کو اس پہ شک ہو گیا جب انہوں نے موبائل کا ڈاٹا نکلوایا تو اس میں بہت سے نمبر تھے میرا صرف ایک ایس ایم ایس تھا کیونکہ میری خالہ فوت ہوئی تھی تو نائلہ نے افسوس کے لیے آخری میسج کیا تھا نائلہ کی امی کو جب پتہ چلا تو انہوں نے مجھے گھر بلایا میں نے کہا کیا آنٹی آپ پریشان نہ ہوں میری وجہ سے نائلہ کا گھر خراب نہیں ہو گا اور اس کے بعد میں نے اس سے بات کرنی چھوڑ دی تھی کیونکہ اس نے مجھے دھوکہ دیا تھا نائلہ اتنی گر جائے گی میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا میں آج بھی اسے پیار کرتا ہوں مگر میں اب کبھی اسے اپنے دل میں جگہ نہیں دے سکتا۔

میرے گھر والوں نے میرا رشتہ طے کر دیا لیکن میں اس بے وفا کو نہیں بھول سکتا آپ پلیز دعا کریں کہ میں اپنی منگیتر کو پیار دے سکوں اس بے وفا کو میری کوئی پرواہ نہیں ہے تو پھر میں کیوں اس کے لیے اپنی زندگی خراب کروں۔

جی قارئین اگرامید ہے کہ میری کہانی امید کرتی ہوں کہ آپ کو پسند آئی ہو گی میں یہ کہنا چاہوں گی کہ ہم ہمیشہ لڑکوں کو قصور وار ٹھہراتے ہیں جبکہ لڑکیاں بھی ایسی ہوتی ہیں جنہیں کسی کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی وہ ٹائم پاس کے لیے سب کچھ کرتی ہیں میں جانتی ہوں کہ بہت سی لڑکیاں خفا ہوں گی اور سوچیں گی میں خود ایک لڑکی ہو کر یہ بات کہہ رہی ہوں مگر میں نے بہت سے ایسے رشتے کو دیکھا ہے بہت سی ایسی لڑکیوں کو دیکھا ہے جو لڑکوں سے ٹائم پاس کر رہی ہیں لیکن کوئی لڑکا ہو یا لڑکی اتنا ضرور یاد رکھنا کہ آپ کے اس ٹائم پاس سے اگلے بندے پہ کیا گزر رہی ہو سکتا ہے وہ سیریس ہو آپ کا یہ ٹائم پاس اس کی زندگی خراب کر دے اور ویسے بھی میرے خیال میں محبت صرف ایک بار ہوتی ہے۔۔۔

ایک ہم ہزار غم

۔۔تحریر۔محمد عمران علی۔جلال پور پیروالا۔

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں جواب عرض کا بہت پرانا قاری ہوں میں پہلی بار اپنی سٹوری جس کا نام۔۔ایک ہم ہزار غم۔۔۔لے کر آنے کی جسارت کر رہا ہوں وہ بھی اپنی سٹوری انکل جی امید ہے آپ میرا دل نہیں توڑیں گے اور بندہ ناچیز کی اس اپنی دکھی نگری میں جگہ ضرور دیں گے سنا ہے آپ بہت اچھے انسان ہیں کسی کا دل نہیں توڑتے امید ہے آپ میرا دل نہیں توڑیں گے انکل جی پہلے بھی بہت دل ٹوٹ چکا ہے۔۔مجھے امید ہے کہ قارئین میری اس کہانی کو ضرور سراہیں گے
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

بیٹھے تو ہم بھی اس درد بھری دنیا میں ہیں کوئی تو ہے جس کے انتظار میں زندگی گزار رہے ہیں
اپنے ہوتے ہیں مجھے اس سے ہو کوئی پوچھے تو دنیا کے نام ہے میرا بہت دنوں بعد اس کی یاد آتی ہے میری آنکھوں سے آنسو بہنے کا نام بھی نہیں لے رہے تھے نہ جانے کیوں اجنبی رشتے اپنے بن جاتے ہیں جب وہ بچھڑتے ہیں تو دل کو بہت دکھ ہوتا ہے اور دل خون کے آنسو روتا ہے یا اللہ پہلے تو کسی کو کسی پر فدا نہ کرے اگر کرے تو قیامت تک جدا نہ کرے یہ جدائی لفظ دو پیار کرنے والوں کے درمیان نہ آئے یہ جدائی بہت درد دیتی ہے بہت تڑپاتی ہے بہت ستاتی ہے جدائی کے بعد ہر لمحہ قیامت کے برابر ہوتا ہے نہ تو کھانا اچھا لگتا ہے نہ پینا اچھا لگتا ہے صرف اور صرف ایک سوچ ہوتی ہے صرف محبوب سامنے ہو اس کے سوا کچھ نہ اچھا نہیں لگتا پیار بہت عجیب چیز ہوتی ہے اگر اس کے ہجر میں جاؤ تو اپنا عزو بت اس سے ملاپ میں جاؤ تو اپنا عزو بت ہجر تو اس موت سے آگے چھوڑتا ہے بس جانے والے تو چلے جاتے ہیں اور اپنی یادیں چھوڑ جاتے ہیں ان یادوں کے سہارے تو جینا پڑتا ہے یادیں بھی بہت تڑپاتی ہیں میں کوئی کام کاج نہیں چھوڑتی میں بھی ان یادوں کے سہارے ہی جی رہا ہوں۔

اٹھا کر کفن نہ دیکھنا میرا چہرہ اس کو
اسے بھی تو پتہ چلے دیدار یار نہ ہو تو دل پہ کیا گزرتی ہے

قارئین اب آتا ہوں اصل کہانی کی طرف
قارئین میرا نام عمران علی ہے میں ایک درمیانے گھرانے کا افراد ہوں اللہ کا دیا ہوا سب کچھ گھر میں ہے کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔

اللہ پاک کا لاکھ لاکھ شکر ہے اور کرم بھی
قارئین ہم تین بھائی ہیں ایک مجھ سے بڑا ہے اور
ایک چھوٹا ہے میرا دوسرا نمبر ہے ہوا کچھ یوں کہ
میں بہاولپور کالج میں تھا میری ایک دوست لاہور
میں رہتی تھی وہ مجھ سے ایس ایم ایس پہ بات کرتی
تھی اچانک کوئی کام کی وجہ سے وہ چلی گئی موبائل
کو چھوڑ کر وہ کسی کے نمبر سے بات کر رہی تھی میں
بار بار میسج کر رہا تھا کیا ہوا کہاں گم ہو ایسے ہی
اچانک اس نمبر سے کال آئی آپ کون ایس ایم
ایس بھیج رہے ہیں میرے نمبر پر میں چپ چاپ
سن رہا تھا اچانک میری دوست بھی آ گئی۔

ہیلو عمران۔۔۔ میں نے کہا جی آپ نے کیا
کہا آپی نے کچھ کہا تو نہیں میں نے کہا جی نہیں خیر
میں نے پوچھا کہ کون تھی اس نے جواب دیا سمجھ لو
میری آپی ہے میں نے اس کے آگے کچھ بھی نہ
پوچھا پھر میں کالج سے واپس مکان پہ بھائی بھی تھا
پھر میرا دل کر رہا تھا کہ میں اس کے نمبر پر ایس ایم
ایس کروں پھر میں نے سوچا کہ ایک دفعہ کر یار
مکان پہ بھائی بھی تھا پھر میں نے کھانا لگایا کھانا
کھا کر پھر سونے کی تیاری کرنے لگا میری ایک
عادت تھی میں جب بھی سوتا تھا تو گڈ نائٹ کا میسج
سب نمبروں پہ کرتا تھا جب صبح ہوتی تو اٹھتا تو نماز
کے فوراً بعد گڈ مورننگ کا میسج کرتا جب رات کو سوتا
تو میرا دل چاہ رہا تھا کہ اس کو تین چار ایس ایم
ایس کروں اور ارادوں میں دو تین میسج کیے جب سونے
لگا تو نیند بھی نہیں آ رہی تھی اس کی آواز کانوں میں
گونج رہی تھی پتہ نہیں کب نیند آئی پھر صبح ہوئی
نماز کے لیے اٹھا تو میرا بہت زیادہ دل کر رہا تھا
کہ اس کو کال کروں پھر میں نے سوچا کہ وہ سو رہی
ہو گی پھر میں نماز پڑھنے چلا گیا نماز میں بہت
ساری دعائیں مانگیں پھر ایک دفعہ بات ہو پھر
مسجد سے مکان پر آ گیا دل بھی نہیں کر رہا تھا کہیں
جاؤں یا پھر کوئی کام کروں یا پھر کالج پھر ایک
دوست نے کال کی عمران کہاں ہو میں نے جواب
دیا مکان پہ ہوں دوست نے کہا باہر روڈ پر آ جاؤ
میں بھی آ رہا ہوں کام پر جانا ہے میں نے کہا ٹھیک
ہے آ جاؤ دوست بھی کچھ دیر بعد آ گیا میں نے بھی
تیاری کر لی پھر ہم دونوں کام پر چلے گئے ایک
بجے کال آئی اس نمبر سے ہیلو مسٹر آپ نے میرے
نمبر پر ایس ایم ایس کیوں کیے ہیں آپ کون ہیں
میں تو چپ چاپ سنتا رہا بس آواز ہی اتنی پیاری
تھی کہ بس کانوں میں سمائے جا رہی تھی اور دل پر
قبضہ کیے جا رہی تھی آج کے بعد مجھے ایس ایم ایس
نہ کرنا اور کہ اس نے کال ڈراپ کر دی میں بہت
خوش تھا چلو آواز تو سن لی پھر میں نے ایک غزل
سینڈ کی ایک گھنٹے بعد پھر کال آئی میں نے کال
پک کی وہ بھی اب چپ تھی پھر میں نے ہیلو کہا
آگے جواب ملا آپ اتنے ڈھیٹ ایس ایم ایس
کیوں میرے نمبر پر کرتے ہو آپ کا نام کیا ہے تو
میں نے جواب دیا دکھی انسان دکھی ہی ایس ایم
ایس کرے گا۔

اور میرا نام عمران ہے اس نے جواب دیا
کہاں رہتے ہو میں نے کہا کیا کرو گی پوچھ کر اس
نے جواب دیا نہ بتاؤ ویسے بھی مجھے پتہ ہے
میں نے کہا اگر پتہ ہے۔۔۔ تو پوچھتی کیوں ہو پھر
میں نے کہا آپ کا نام کیا ہے اور کہاں رہتی ہو اس
نے اپنا نام فضیلت بتایا اور کہا میں لاہور میں رہتی
ہوں اور اس نے کہا آج کے بعد میرے نمبر پر
ایس ایم ایس نہ کرنا کیونکہ گھر کا موبائل ہے کوئی
مسئلہ نہ بن جائے پھر میں تو اداس ہو گیا میں نے

اداسی میں کہا ٹھیک ہے۔ جی آج کے بعد کوئی ایس ایم ایس نہیں آئے گا اور اگر میری وجہ سے کوئی پریشانی ہوئی تو میں دل سے معافی مانگتا ہوں معاف کر دینا۔ آگے جواب ملا نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے اگر میری وجہ سے آپ کا دل دکھا ہو تو پلیز معاف کر دینا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ جی خوش رہنا اوکے بائے۔۔۔ میں نے کال ڈراپ کر دی اس کے بعد اتنا تو یاد ہے نہ ہی پوچھو بس یہ تو مجھے پتہ تھا کہ خیر دوست کو کہا کہ مجھے مکان پر چھوڑ دو دوست نے کہا خیر تو ہے عمران پریشان ہو میں نے کہا کچھ نہیں بس بھائی بلا رہا ہے میں اب دوست کو کیا بتاتا کہ یہ مسئلہ ہے۔ خیر مکان پر آیا تو بھائی بھی نہیں تھا تو اچانک رونا آ رہا تھا۔

قارئین کرام چھ سال کے بعد مجھے محبت ہوئی تھی وہ بھی اجنبی کے ساتھ پھر شام کا وقت تھا پھر کال آئی ہیلو جی میں بہت اداس بیٹھا تھا میں نے جواب دیا جی بولو اس نے کہا کس کا انتظار ہے آپ کو قارئین میرے نمبر پر جو کال کرتا تھا اس نے پہلے میرا ایس ایم ایس جاتا تھا جو میری کم پر ہوتی تھی اس نے اس ایم ایس کو پڑھ کر کہا تھا میں نے جواب دیا بس کوئی تو ہے اس نے کہا وہ جی اس کا مطلب تم بھی کسی سے پیار کرتے ہو میں نے جواب دیا جی حد سے بھی زیادہ اس نے کہا اچھی بات ہے میں نے پوچھا کیا تم بھی کسی سے پیار کرتی ہو اس نے جواب دیا نہیں میں نے کہا۔ شکر ہے اس نے کہا کیا مطلب آپ کا میں نے کہا جی کچھ نہیں تو پھر میں نے کہا کیا تم مجھ سے دوستی کرو گی اس نے کہا نہیں جی مجھے اچھا نہیں لگتا اداس تو میں پہلے بھی اب تو میری آواز بھی نہیں نکل رہی تھی خیر میں نے کال ڈراپ کر دی پھر رونا شروع کر دیا اور سوچ رہا تھا یا اللہ مجھے بھی اس سے محبت ہوئی جو میری اداسی کو بھی نہ سمجھ سکی خیر اپنی قسمت پر رونا آ رہا تھا اس کے بعد میں ایک میسج کیا کچھ دیر بعد پھر کال آئی عمران میں آپ کا دل نہیں توڑنا چاہتی اور تم نے نہ تو میسج کرنا ہے اور نہ ہی کال کرنی ہے میں خود ہی آپ سے رابطہ کر لیا کروں گی۔ اوکے میں بہت خوش ہوا چلو اسی بہانے بات تو ہو گی فضیلت نے کہا اب میں تھوڑا سا کام کر لوں پھر بات کرتے ہیں میں نے جی اوکے اس کے بعد وہ بھی میسج کرتی اور کال بھی کرتی پھر میں تو بہت ہی خوش تھا۔

جب کالج جاتا تا فضیلت کی کال آتی تو بہانا لگا کر باہر نکل جاتا اور بات کرتا پھر اس نے میری زندگی کے بارے میں پوچھا میں نے سب دکھ درد سنا دیئے اور وعدہ لیا کہ تم نے مجھے کبھی نہیں چھوڑنا اس نے بھی اپنی زندگی کے بارے میں بتایا اور کہا کبھی نہیں چھوڑوں گی آپ سے دوستی کبھی بھی ختم نہیں کروں گی اور کوشش کروں گی میری وجہ سے آپ کو کوئی دکھ نہ ہو میں نے کہا شکریہ جی تین دن ہماری دوستی کے ناطے بات ہوتی رہی میں بھی جب بات کرتا تو یہ سوچ کر کہ اب اسے بتا دوں کہ میں تم سے پیار کرتا ہوں پھر سوچتا ہوں کہیں مجھ سے وہ خفا نہ ہو جائے خیر میں نے کہا آج آپ سے ضروری بات کرنی ہے اس نے کہا خیر تو ہے میں نے جواب دیا جی خیر ہے۔

اتوار کا دن تھا جب میرے کزن مظہر نے مجھے ایس ایم ایس کیا عمران آج میرے پاس آؤ دعوت ہے میری طرف سے میں نے ٹھیک ہے آتا ہوں سو میں تیار ہو کر چلا گیا ایک اور بھی

دوست آ گیا ہم تینوں دوست کے گھر چلے گئے
وہاں گپ شپ کرتے رہے پھر چڑیا گھر چلے گئے
وہاں پر انجوائے کیا پھر تھک ہار کر بیٹھ گیا۔ وہاں پر
کسی لڑکے سے منہ ماری بھی ہوئی خیر پھر سب
چپ ہو گئے اور پھر کشتی پہ چلے جا رہے تھے کہ اوپر
سے فضیلت کی کال آ گئی اس نے پوچھا کہاں ہو
شور بہت ہے سو میں نے بتایا کہ کزن کے ساتھ
چڑیا گھر آیا ہوں اس نے کہا ٹھیک ہے فری ہو کر
میسج کرنا میں نے کہا ٹھیک ہے پر تھوڑی دیر تو بات
کر لو حال احوال پوچھا اور پھر وہ بولی رہی تھی آج
تو بہت خوش نظر آ رہے ہو میں نے کہا تم کیسے دیکھ
رہی ہو اس نے کہا آج آپ کا موڈ ٹھیک ہے
ہمیشہ ایسے ہی خوش رہو میں نے جواب دیا تم بھی
پھر کال ڈراپ ہوئی شام ہو گئی کزن نے کہا کہ میں جا
رہا ہوں الوداع کہہ کے مکان پہ آ گیا پھر ایس ایم
ایس کر کے کال کی اور حال پوچھا [illegible] میں
میں تھا فضیلت نے کہا مکان پہ جاتے [illegible]
میں نے کہا ٹھیک [illegible] مکان [illegible]
[illegible]
فضیلت [illegible]
کی کچھ بات ہوئی [illegible] فضیلت نے پوچھا [illegible]
بھائی بہن ہو میں نے کہا ہم تین بھائی ہیں بہن
نہیں ہے امی اور ابو بھی ہیں اور بھابھی بھی چھوٹی
سی فیملی ہے ہماری تو میں نے بھی پوچھا اس نے
بھی بتایا کہ اور بھی میں نے کہا ایک بات کرنی تھی
اب مجھے بات بتاؤ تو میں نے کہا بتا دوں جواب
ملا جی بتا دو تو ڈرتے ہوئے کہا فضیلت میں آپ
سے پیار کرتا ہوں پلیز مجھے میری محبت کو مت
ٹھکرانا آپ سے بات نہ کروں تو بے چین ہی رہتا
ہوں پلیز میرے پیار کا پیار سے جواب دینا تو

فضیلت چپ ہو گئی اور کہا عمران اتنا بڑا فیصلہ بغیر
سوچے سمجھے تم نے کیسے کر لیا میں نے کہا کہ میں
نے سوچ سمجھ لیا ہے اب تم بھی سوچ لو فضیلت
نے کہا عمران پہلے تو ایسا نہیں ہو سکتا کیوں کہ میرا
نکاح ہو چکا ہے اور میں سوچ کے بتاؤں گی اور
اسے کال ڈراپ کر دی میں نے جلدی سے ایس
ایم ایس کیا جلدی جواب دینا او کے آپ کا ویٹ
کروں گا میں بہت پریشان ہو گیا تھا اب کیا ہو گا
کہیں وہ ناراض ہو گئی تو اسے سوچ ہی رہا تھا کہ
رات کو صرف کمرا ونڈ میں اکیلا ہی تھا اور کوئی بھی
نہیں تھا آٹھ بجے فضیلت کی کال آئی میں نے کہا
ہاں بتاؤ کیا سوچا فضیلت نے جواب دیا کہ عمران
کیا بہاؤ پوری مجبوریاں نہیں ہیں کیا میں نے
جواب دیا نہیں بہت ہیں کیا کروں مجھے تم سے
محبت ہو گئی ہے [illegible] نکاح سے
کچھ عرصہ [illegible] شادی ہو جائے گی میں [illegible]
[illegible] محبت پالنے کا نام نہیں [illegible]
[illegible] فضیلت نے کہا میں [illegible]
آپ کی محبت میں [illegible] ہو گیا ہوں ابھی [illegible]
عمران [illegible] میں نے [illegible]
[illegible] آپ کو بھول جاؤں [illegible] ہاں ایسا بات
[illegible] تب بھول جاؤں تو [illegible]
کہا ہو [illegible] اور اس کے بعد مرنے کی
بات نہ کرنا [illegible] اپنا حال سو میں چپ
ہو گیا اور فضیلت نے کہا عمران وعدہ کرو کہ مجھے
چھوڑو تو نہیں سو گئے میں نے جواب دیا کہ وعدہ کرتا
ہوں کبھی نہیں چھوڑوں گا فضیلت نے کہا عمران
اب میں بھی نہیں رہ سکتی آپ کے بغیر آپ سے
بات نہ کروں تو پتہ نہیں مجھے کیا ہو جاتا ہے آپ
سے بات کر کے بہت خوشی ہوتی ہے تو میں نے

جلدی سے کہا آئی لو یو فضیلت نے جواب دیا آئی لو یو ٹو تو میں بہت خوش ہوا فضیلت نے کہا میں نے تمہاری دوست سے سب کچھ پوچھ لیا ہے آپ کے بارے میں میں نے کہا واہ جی واہ اوپر سے بھائی کی کال آ گئی میں تو بزی تھا ہماری کافی دیر تک بات ہوتی ہی جب بھائی کی کال پک کی تو بھائی نے بہت ڈانٹا اور کہا کم از کم کال تو سن لیا کرو جلدی ہوٹل پہ آؤ میں نے کہا آتا ہوں پھر اپنی جان کو کہا کہ بھائی بلا رہا ہے جان سے اجازت لے کر ہوٹل پہ آ گیا بھائی غصہ سے لال پیلا ہو رہا تھا کہ پھر کہا مجھے کیا پسند ہے بھائی ناراض تھی کھانا پڑا آہستہ آہستہ کھا رہا تھا پھر بھائی کو بول کر سونے چلا گیا پھر کافی دیر میسج سے بات ہوتی رہی پھر میں نے سونے سے پہلے گڈ نائٹ کہا اور پھر سے کہا صبح جگانا نماز کے لیے بدلی تھی آ گیا تھا نیند بھی نہیں آ رہی تھی پتہ نہیں نیند آئی پھر صبح جان نے نماز کے لیے اٹھایا اور میں مسجد تک کال پہ بات کرتا گیا پھر نماز ادا کی اپنی جان کے لیے دعا کی کہ ہم دونوں ہمیشہ ساتھ رہیں نماز ادا کر کے باہر آیا پھر کال پہ بات شروع ہو گئی نو بجے تک بھائی کی کال آ گئی میں نے جلدی سے کال کاٹ دی پھر دوبارہ ایس ایم ایس سے بات ہونے لگی جب مکان پہ آیا تو بھائی نے گالیاں دیں انسان بن جاؤ ورنہ آپ کے ساتھ کچھ کرنا پڑے گا میں چپ چاپ سنتا رہا بھائی تھا آگے سے بولنے کی ہمت بھی نہیں تھی دو دن رہا بہت مشکل ہو رہی تھی بات کرنے میں خیر میں نے کہا بھائی کہ میں گھر جانا چاہتا ہوں اوپر سے میری جان بھی بول رہی تھی عمران گھر جاؤ سو میں نے بھائی کو بول دیا کہ بھائی دو ہزار روپے میں گھر کی

تیاری کرنے لگا میری جان بھی خوش تھی کیونکہ گھر کی اجازت مل گئی تھی کیونکہ ہم نے گھر تو صرف بات ہی کرنی تھی۔

گھر آ کر سب گھر والوں سے مل کر باہر چلا گیا بات ہماری شروع ہو گئی ہماری محبت پروان چڑھتی رہی دونوں طرف سے عروج تھا اور میری جان کا اسرار تھا مجھے ملنے آؤ زندگی کا پتہ نہیں کب ختم ہو جائے میں آپ کو دیکھنا چاہتی ہوں میں بولتا تھا مجھے دیکھ کر تم ڈر جاؤ گی کیونکہ میں کالا ہوں شرارت کر رہا تھا میری جان نے کہا کوئی بات نہیں تیرے حسن سے محبت نہیں کی میں نے آئندہ کے بعد ایسی بات نہ کرنا اور میری جان بھی بھی شرارت کرنے میں بھی کالی ہوں اور موٹی سی ہوں میں گلو کی تا تک ہے میری میں بھی بولتا تھا کوئی بات نہیں چلے گا۔

قارئین لکھنے بیٹھ جاؤں گا بہت لمبی سٹوری ہے ہر مختصر لکھ رہا ہوں میری جان نے کہا عمران مجھے ملنے آؤ خیر میں نے وعدہ کر لیا بہت جلد آؤں گا تو پھر میں نے دوسرے دن فون سے کہا کہ میں لاہور جا رہا ہوں مجھے کوئی ضروری کام ہے ایک ہفتہ بعد آؤں گا گھر میں بات پھیل گئی عمران لاہور جا رہا ہے میں نے اپنی جان کو بتایا کہ میں کل آ رہا ہوں میری جان بھی بہت خوش ہوئی ساتھ میں بھی بہت خوش تھا خوش کیوں نہ ہوتے محبوب کا جو دیدار کرنا تھا رات کو فون پہ بات ہوتی رہی تو پھر گڈ نائٹ کہہ کر سو گیا صبح اٹھا جان کو گڈ مارننگ کا میسج کیا اور کے ساتھ ہی تیاری شروع کر دی دو بجے تک فون پہ بات ہوتی رہی اور شام کو سب گھر والوں سے مل کر میں روانہ ہو گیا جان سے بات ہوتی رہی کبھی میسج سے کبھی کال پہ اور اسکے بعد اس

نے کال کر چار جنگ پہ لگا دیا میں بھی گانے سن رہا تھا صبح لاہور جا کے اترا تو جان کو میسج کیا پھر دوست کو کال کی میں آ رہا ہوں آپ کے پاس تو میں دوست کے پاس چلا گیا وہاں دوست انتظار کر رہے تھے دوست مکان پہ لے گیا وہاں پہ ناشتہ کیا پھر جان کی کال آئی کہاں ہو میں نے بتایا کہ دوست کے گھر ہوں جان نے کہا کچھ دیر سو جاؤ کرو میں نے کہا ٹھیک ہے جناب۔

میں پھر سو گیا دو پہر کو اٹھا اور دوست سے کہا کہ مجھے کوئی کام دلوا دو میں کام کروں گا سو دوست نے فیکٹری میں لگوا دیا میں کام کرنے لگا میری جان نے کہا تو اگر میرے پاس آتا جمعہ کو میں کام پہ گیا بینڈ فری لگا کے کال پہ بات ہوتی رہی جب ہفتہ والے دن کال پہ بات ہوئی تو ہم بس یوں تے رہے صبح بتاؤں گا آپ کو خیر میں نے کہا یار مجھے لگ رہا ہے یہ ملاقات پہلی اور آخری ہوگی کیونکہ مجھے ڈر لگ رہا تھا ملاقات کے بعد تم رابطہ نہیں کرو گی میری جان نے کہا افسوس والی بات ہے عمران خیر صبح آؤ تو یہ بھی دیکھی جائے گی رات کو بہت ساری باتیں ہوئی میں پھر سونے لگا میری جان بھی سو گئی خیر صبح بھی وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا صبح کو میری جان نے کال کی عمران آج میں نہیں آ سکتی کام ہے ضروری میں نے کہا ٹھیک ہے میرے پاس پیسے بھی ختم ہو گئے ہیں میں گھر جا رہا ہوں پھر کبھی ملیں گے اوکے مجھے غصہ آ گیا اور کام بھی بہت مشکل تھا جو فیکٹری میں کر رہا تھا خیر جان نے کہا اچھا عمران میں کچھ کرتی ہوں آپ تھوڑا سا ویٹ کرو میں نے کہا اوکے بارہ بجے نئے نمبر سے کال آئی آگے سے کوئی لڑکا تھا میں چپ رہا سنتا رہا پھر میری جان نے بولا عمران کہاں ہو میں نے

کہا میں ح فلاں سٹاپ پہ ہوں اور میرے پاس پیسے بھی کم ہیں تم یہاں پہ آ جاؤ میری جان نے کہا ٹھیک ہے میں آتی ہوں دو بجے تک ویٹ کرتا رہا میرا کزن مطلب میرا بیسٹ فرینڈ میرے گاؤں گا بھائی جیسا جس کا نام سیف علی ہے میں نے اس کا کول کی ایسی بات ہے وہ بھی سمجھتا رہا او رہماری کال پہ بات ہوتی رہی تین بجے نئے نمبر سے کال آئی مجھے پتہ چل گیا میری جان ہو گی میں نے پک کی عمران کہاں ہو میں نے پوچھا تم کہاں ہو تو جان نے جواب دیا سلم سویٹ کے سامنے پی سی او پہ میں وہاں پہ ہوں خیر میں بھی رہاں کھڑا تھا کیونکہ وین وہاں رکتی تھی میں نے باہر دیکھا تو او رکا رکی کھڑی نظر آئی میں نے جان کو کہا کہ سامنے مسجد ہے تم وہاں پہ آؤ میں اسے پی سی او پہ کھڑا دیکھ رہا تھا ایک لڑکی کال پہ بات کر رہی تھی سو وہ میری جان ہی تھی وہ باہر آئی سامنے مسجد تھی اب وہ میرے سامنے جا رہی تھی میں اس کے پیچھے آ رہا تھا وہ مسجد کے پاس دیکھ رہی تھی ادھر ادھر ڈھونڈ رہی تھی خیر میں پھر آگے چلا گیا سامنے پھاٹک تھا جب اسے کوئی نظر نہ آیا پھر وہ پی سی او کو ڈھونڈ رہی تھی میں آگے چلا گیا سامنے جا کر اشارہ کیا کہ یہاں آ جاؤ خیر وہ پریشان ہو گئی اور سوچ رہی تھی کہ میں رکشے والے سے بات کر رہا تھا ہم نے فلاں سٹاپ پہ جانا ہے اسپیشل کرنا ہے میری جان بھی آ گئی میں رکشے میں بیٹھ گیا اور اسے کہا اس نے کہا کہ تم عمران ہو میں نے کہا جی میں ہوں تم بیٹھ جاؤ ٹائم نہیں ہے اتنا اوکے سو وہ بیٹھ گئی اور میں آگے تھا تو میری جان نے کہا عمران میرے ساتھ آ جاؤ سو میں اپنی جان کے پاس آ گیا وہ نقاب میں بہت پیاری لگ رہی تھی تو مجھ سے ہمت نہیں

ہو رہی تھی بات کرنے میں میں سیف کے ساتھ ایس ایم ایس سے بات کر رہا تھا میری جان مجھے غور سے دیکھ رہی تھی اس نے میرا موبائل چھین لیا اور کہا اب مجھ سے بات کرو میں نے کہا پہلے نقاب اتارو جان نے کہا نہیں ہنس رہی تھی خیر ہوا تیز تھی نقاب اتر گیا قسم سے وہ بہت پیاری تھی جیسے اس کی آواز پیاری اس سے زیادہ وہ پیاری تھی ایک دوسرے سے گپ شپ کرتے ہوئے اپنے سٹاپ پہ پہنچ گئے میرے پاس صرف بیس روپے تھے میری جان نے چار ہزار روپے دیا رکشے والے کو کرایہ دیا پھر اپنے دوست کو کال کی میں اور میری جان واقف تھے نہیں آپ سے مگر وہ پریشان ہو گیا آپ کی واقف میں نے کہا جی خیر ہم اس کے گھر آ گئے وہاں پر میں نے اپنی جان سے کہا کہ گھر کس ٹائم جاؤ گی اس نے جواب دیا جب تم گھر جاؤ گے میں نے کہا کیا مطلب میں آپ کے ساتھ جاؤں گی اب میں گھر نہیں جاؤں گی آپ کے ساتھ جاؤں گی میں نے کہا ٹھیک ہے وہاں پہ کافی گپ شپ ہوئی وعدے قسمیں کھائیں کبھی ایک دوسرے کو نہیں چھوڑیں گے وہاں سے رات گیارہ بجے گھر کی طرف روانہ ہونا تھا۔

قارئین ہماری پہلی ملاقات تھی اور ہم نے کچھ کر دیا بغیر سوچے سمجھے دوست کے گھر سے کھانا کھا کر تیاری شروع کر دی رات کو گیارہ بجے ہم لاہور سے بہاولپور کی طرف روانہ ہو گئے پھر بھی میں نے گھر والوں سے کوئی بات نہیں کی کہ میں کیسا کام کر کے آ رہا ہوں صبح ہم بہاولپور اڈے پر اب سوچ رہے تھے کہاں جائیں گھر تو ہم جا نہیں سکتے تھے پھر ہم اسٹیڈیم میں چلے گئے وہاں پہ جا کر سوچ رہے تھے اب کیا کریں ہمارے گاؤں کا لڑکا جو کالج میں پڑھ رہا تھا میں نے اس کو کال کی وہ میری ہر بات مان جاتا تھا میں نے کہا کہ آپ کا مکان خالی ہے اس نے کہا خیریت ہے پھر میں نے سب کچھ بتا دیا کہ ایسی بات ہے اس نے جواب دیا میرا مکان خالی ہے وہاں پہ لڑکے اور بھی ہیں ہر طرف سے ناکام رہے کہیں بھی جگہ نہیں مل رہی تھی نہ مرا نے پہ نہ دیے اوپر سے کزن مظہر کا نمبر بھی بند تھا اور میری جان بیٹھی ہوئی تھی میں نے اس کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا اور بول رہا تھا جان اب کیا کریں تو جان نے جواب دیا جلدی کو کال کرتے بتا دو کیا تو میں نہیں کر سکتا اور مظہر کا نمبر آن ہوا میں نے جلدی سے کال کی اسٹیڈیم وہ بھی بائیک پہ آ گیا حال احوال ہوا جان نے بھی سلام کیا میں نے کہا یار مکان کا پتہ کرو اس نے گھر بھی نہیں جس سکتے تھے اس نے کہا پتہ کر کے بتاؤں گا پھر میرا ایک دوست ملتان میں تھا میں نے اس کو کال کی میں آ رہا ہوں مجھے مکان چاہئے اس نے کہا آ جاؤ بھائی جان ہم ملتان کی طرف روانہ ہو گئے مظہر کے اڈے چھوڑا ہم ملتان جا رہے تھے آدھا سفر طے کیا پھر بڑے بھائی کی کال آ رہی تھی میں نے نمبر آف کر دیا ہم ملتان پہنچ گئے میں نے نمبر آن کیا بھائی کی پھر کال آ گئی میں نے پک کی بھائی نے کہا عمران کہاں ہوں میں نے جواب دیا میں لاہور جا رہا ہوں بھائی نے کہا اب کہاں ہو میں نے کہا ملتان ہوں تو بھائی نے کہا واپس آ جاؤ میں نے جان سے پوچھا جان نے کہا واپس چلتے ہیں پھر ہم بہاولپور کی طرف روانہ ہو گئے جب ہم بہاولپور اترے تو بھائی ویٹ کر رہا تھا میں بہت ڈرا ہوا تھا پھر بھائی ہم کو گھر لے کر چلا گیا بھائی نے ساری بات گھر میں بتا دی گھر میں

میلا لگا ہوا تھا عورتوں کا بھائی نے ہم کو ہاتھ بھی نہیں دیا کیونکہ ناراض تھا جب ہم گھر آئے تو واقعی میلا لگا ہوا تھا پھر ہم اپنے روم میں چلے گئے امی آئی تو میں نے کہا کہ یہ میری امی ہیں تو میری جان نے امی کو گلے لگایا سب عورتوں سے ملاقات ہوئی پھر جان نے کہا عمران آؤ بھائی کے پاس چلتے ہیں بھائی بہت ناراض ہیں پھر ہم بھائی کے روم میں گئے میری جان نے کہا بھائی ہم سے غلطی ہوگئی معاف کر دو بڑے چھوٹوں کو معاف کر دیتے ہیں بھائی نے کہا میں ناراض نہیں ہوں پھر امی نے بھائی کو سمجھایا کوئی بات نہیں چھوٹا بھائی ہے معاف کر دو بھائی نے معاف کر دیا اور پھر بڑے کزن کو کال کی وہ بھی آ گیا اور میری جان سے پوچھنے لگے کیا عمران نے جھوٹ تو نہیں بولا کہ ہماری کوٹھیاں ہیں ہم بہت امیر ہیں میری جان نے صاف کہہ دیا جیسا میں دیکھ رہی ہوں بالکل ویسا ہی بولا ہے عمران نے بھائی کوئی بات نہیں ایک ٹائم ہم غریب ہیں ہمارا تو ایک ٹائم تو کھانا ہے ایک کا نہیں تو جان نے کہا بھائی کوئی بات نہیں مجھے منظور ہے ہم روڈ پر گزارا بھی کر لیں گے پھر جب سب لوگ چلے گئے تو اب گھر میں سب ہی خوش تھے دو دن بعد ہم فضیلت کے گھر والوں نے تلاش شروع کر دی سب نے کہا یہاں کوئی مسئلہ بن سکتا ہے آپ کہیں چلے جاؤ ہم ہمارے رشتے داروں کے ہاں ملتان چلے گئے پھر بھائی کو کسی نے بھڑکایا بھائی پھر گرم ہو گیا بھائی نے کہا عمران گھر میں ہی رہے گا تو میں نہیں رہوں گا گھر میں امی ابو پریشان ہو گئے مجھے بھی پتہ چلا مجھے بہت دکھ ہوا میری جان کو بھی پتہ چلا اس نے کہا عمران مجھے چھوڑ دو میں کہیں چلی جاؤں گی تو میں نے رونا شروع کر دیا اور میری جان مجھے چپ کروا رہی تھی سوری عمران اب ایسا نہیں بولوں گی چپ ہو جاؤ میں نے کہا فضیلت سب منہ موڑ رہے ہیں تم تو میرا ساتھ دو پھر ہم چپ ہو گئے میری جان نے وعدہ کیا میں آپ کے ساتھ ہی ہوں پھر میں پریشان تھا پیسے بھی نہیں تھے اور وکیل کو بھی دینے تھے ایک سہارا بھائی کا تھا وہ بھی ختم ہو گیا تو میں نے کام کا سوچا ایک مستری سے بات کی صبح میں نے کام پہ جانا تھا میری جان نے ناشتہ بنایا میں کام پہ چلا گیا کام کرتا رہا اتنی گرمی تھی اینٹیں دے دے کر میرے ہاتھوں سے خون نکل آیا پھر ہمت کر کے کام کرتا جسم میں بہت درد تھا جب شام کو آیا تو سب تھکاوٹ دور ہو جاتی اپنی جان کو دیکھ کر میں نے ایک ہفتہ کام کیا ایک ہفتہ میں امی بھی آئی تھی ملنے گھر جا کے اپنی جان کا ہاتھ دیکھتا تو اور میری جان بولتی تھی صبح کام پہ نہ جانا مجبوری تھی کام کرنے کی اور مجھے دکھ ہوتا اور روتا جب اپنی جان کے بارے میں سوچتا ایک بار ہم واپس آ رہے تھے میں نے سوچا ایک بار میں خود بات کرتا ہوں پھر گھر آیا بھائی سے بات کی ساتھ رو بھی رہا تھا پھر امی نے سمجھایا چھوٹا بھائی ہے اس کا ساتھ دو خیر بھائی مان گیا۔

تین دن بعد شادی تھی چاچو کی امی نے میری جان کو کپڑے لے کر دیئے شادی کے لیے میں بھی کام کرنے لگا دو دن بعد ہماری خوشیوں کو کسی کی نظر لگ گئی تھی میں کام پہ تھا سامنے ایک کار جا رہی تھی مجھے بھی ڈر لگ رہا تھا اوپر سے بھائی کی کال آئی عمران کہاں ہو میں نے جواب دیا کام پہ بھائی نے کہا فضیلت کے ابو وغیرہ آئے ہیں میں تو پریشان ہو گیا بھائی نے گھر میں کال کی

گھر والے سائیڈ پہ ہو گئے چودہ بندے ہمارے گھر آ گئے گھر میں کوئی بھی نہیں تھا میں بھائی کے پاس پلا گیا بھائی میں بیک پہ آئے فضیلت کو لے کر میں پھر ملتان چلا گیا وہ کال ڈائٹہ کے ساتھ ہمارے گھر کھڑے تھے میرا نام کا بھی پتہ نہیں تھا وہ بھائی کی سم بھائی کے نام تھی اور تصویر بھی بھائی کی تھی ان کے پاس بھائی نے شاپ پہ چھوڑا ہم ملتان چلے گئے ہمارے اپنے ہی تھے سب، کچھ بتانے والے ان کے نمبر وغیرہ بھی لے لیے اور سب کچھ بتا دیا کہ فلاں آدمی کے پاس جاؤ وہ واپس کروا دے گا لڑکی پھر وہ اس کے پاس گئے اوپر سے سفارش بھی آئی ہوئی تھی دوسرے دن بھائی کار پہ ملتان آ گیا ساتھ کزن بھی تھا وہاں پہ بھائی نے کہا واپس کرتے ہیں میں بھائی سے معافی مانگی میں رونے لگا ایک طرف جان تھی دوسری طرف بھائی کی عزت تھی خیر پھر بھائی نے کہا چلتے ہیں وہ جیسا بولے گا ویسا ہی کریں گے ہم اس کے پاس آ گئے ان کے گھر والے سب ملتان تھے اس نے ایک ہفتے کا ٹائم دیا ہم وہاں چلے گئے اس کے پاس بھائی نے اس سے بات کی میرا بھائی نہیں مان رہا ہم واپس نہیں کرتے آپ مہربانی کر کے خیر اس نے کہا ٹھیک ہے واپس نہیں کرتے جب بھائی نے بتایا ٹھیک ہے ہم واپس نہیں کرتے ہم نے موقعہ تلاش کر کے ایک دوسرے کو گلے لگایا ہم بہت خوش تھے ملک نے کہا صبح اسے دارالامان میں بھیج دو میں نے صبح اپنی جان کو درایمان میں جمع کروا دیا کچھ خرچہ بھی دے دیا دو دن بعد ملاقات کرنے گیا تو میری جان ملاقات نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ میرا آئی ڈی کارڈ نہیں تھا میری جان نے مجھے فون کیا عمران میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی ملاقات کے لیے کیوں نہیں آ رہے ہو میں نے سب کچھ سچ بتایا یہ مسئلہ ہے تیسرے دن امی کی ملاقات ہوئی میری جان رو رہی تھی امی مجھے باہر نکالو میں عمران کے بغیر نہیں جی سکتی امی نے مجھے بتایا میں پریشان ہو گیا پھر ہمارے اپنے ہمارے ساتھ دشمنی کر رہے تھے ان کے بتاتے رہے اب فلاں اس کے پاس جاؤ ہمارے آدمی کو کال کی اور وہ لوگ تین چار تھے ان کے پاس آ گئے سب نے ہمارے آدمی کو کال کی اور اوپر سے یہ بھی بتا دیا وہ اب آپ کی لڑکی دارالامان میں ہے وہ لوگ وہاں بھی چلے گئے تو میری جان نے ملاقات نہیں کی گھر میں تالے لگے ہوئے تھے۔

گاؤں والے سب باتیں بنا رہے تھے بھائی بھی بہت پریشان تھا امی بھی پورا گھر ہی پریشان تھا سب رشتہ دار منہ موڑ گئے تھے ہم سے بس دو بھائی تھے جو اتنا کچھ کر رہے تھے پھر بات بھائی آگے چلی گئی کیونکہ فضیلت کے گھر والے ہم سے بہت زیادہ تھے اوپر سے بڑے بڑے لوگوں کی کال آئی ہمارے آدمی کو ایک ہفتے کے اندر لڑکی واپس کر دو پھر اس نے بھائی کو بلایا اور اب کیا کریں واپس کر دیں تو اچھا ہے ورنہ بہت بات بڑھ جائے گی انہوں نے ہمارے ایک بندے کو پکڑ لیا تو لڑکی واپس کرنی ہے کم از کم لڑکی رکھتے ہو تو تین چار لاکھ لگے گا بھائی بہت پریشان تھا ہم ملاقات کرنے گئے امی بھی ایک پلاٹ میں سوئی ہوئی تھی مجھے بہت دکھ ہوا بھائی نے کہا دیکھ رہے ہو کیا حال بنا ہوا ہے بھائی نے اور کزن نے کہا واپس کر دو میں نے بھائی سے کہا کہ مجھے گھر سے عاق کر دو لاتعلق کر دو میں اپنی جان کو لے کر چلا

جاؤں گا بھائی نے کہا ٹھیک ہے تیری بھابھی بھی گھر میں ہے اور تیری ماں بھی اگر وہ لوگ بچی کو لے کر چلے گئے تو کیا ہوگا اور وہ بھی آ گیا اس نے سمجھایا بیٹا میں کچھ پڑھ رہا لیتا ہوں بچی کو پتہ بھی نہیں لگنے گے نہ آپ لوگوں کو اگر بچی رکھتے ہو تو گھر میں کچھ بھی نہیں بچے گا اور ویسے بھی کسی کے گھر جانے کے قابل بھی نہیں تھے خیر ہم فضیلت کو باہر نکلوا کر کہا کہ آج ہم اسے لے جائیں گے بھائی نے مجھے اور فضیلت کو بائیک پہ بٹھایا اور لے چلا گیا [illegible] گئے تو [illegible] بیان [illegible] نکلے [illegible] گیا میں رونے لگا شام ہو کے پھر شب ہوئی ہم اوپر تھے بھائی اور امی نیچے تھے میں نے اپنی جان کو کہا اب کیا کریں بتاؤ واپس کر دوں میری جان پریشان ہوئی دیکھو یار اتنا حالات بن گئے ہیں اب بھی آپ بتاؤ کیا کروں میں تو میری جان نے کہا عمران میں تو آئی تھی آپ کو خوش رکھنے کے لیے اور میری جان مجھے مذاق کر رہی تھی بتاؤ پھر چلی جاؤں ہم پھر فون پہ بات کریں گے اور تم بھی لاہور آتے رہنا تو چپ ہو گیا میں نے اپنی جان کو ساتھ لیا اور کافی تصویریں بنائیں اور ویڈیو بھی اور اس کو کہا کہ کوئی گانا سناؤ میں ریکارڈ کرتا ہوں کافی دیر ایک دوسرے کو دیکھتے رہے رات ہوئی ہم سونے لگے اور بھائی نے ایس ایم ایس کیا امی بلا رہی ہیں پھر امی بھائی اور اس نے کہا عمران کل ہم واپس کر دیں گے میں مجبور تھا اور رو بھی رہا تھا خیر پھر اپنی جان کے پاس چلا گیا اس ٹائم جو میرے اوپر گزر رہی تھی وہ میں ہی جانتا تھا میرے خدا کو صبح رات کو ہم نے ایک سم لی جو نمبر فضیلت کو میں بھی پسند تھا واپس کھانا کھا کر سو گئے پھر صبح بھائی نے کہا ناشتہ لے آؤ اور وہ آ رہے ہیں

فضیلت کو لینے میں ابھی جا رہا تھا سامنے ہمارا آدمی اور ایک اس کی سسر تھی ابو اور دو تین بندے تھے میں گلی میں سائیڈ پہ ہو گیا میں ہوٹل میں جا کر رونے لگا کچھ دیر بعد فضیلت کو لے کر وہ سامنے سے آ رہے تھے میں دیکھ کر زور زور سے رونے لگا میں کتنا مجبور تھا میری جان کو سامنے لے جا رہے تھے میں نے کچھ بھی نہیں کر سکتا۔

مگر میری جان یہ کہانی آپ کی نظروں سے گزر رہی ہو تو پلیز مجھ سے رابطہ کرو میری جان تم [illegible] میری مجبوری [illegible] پتہ تو ہے گا جب تم ملتان لینے تھے آئے وہ تالا مار کے چلے گئے اور ایک گھنٹہ گلی میں بیٹھے رہے تھے پھر دربار پہ چلے گئے تھے لنگر خانے میں تین گھنٹے بیٹھے آ رہے تھے میری جان سب رشتہ دار منہ موڑ گئے تھے تمہیں سب پتہ تو ہے جو سب بھی مل گئے تھے اور گھر کے حالات آپ کے سامنے تھے اس حال میں اب میں کیا کرتا آپ کو رکھتا یا مرتا اب تم نہیں ہو اب بھی ہر پل مر رہا ہوں میری جان مجھے بے وفا مت سمجھنا میں تو آپ کی خاطر گھر بھی چھوڑ رہا تھا میری امی کی حالت بہت خراب وہ آپ کو یاد کر کر کے روتی رہتی ہیں مجھے تو نہ کھانا اچھا لگتا ہے ایک ہفتہ بعد بھی امی نے پکڑ کر کہا کہ نہاؤ میری جان جب آپ کے کپڑے دیکھتا ہوں آپ کی تصویریں دیکھتا ہوں تو بہت روتا ہوں کمرے میں جاؤں تو آپ کی ہر چیز دیکھ کر روتا ہوں میری جان مرا تو کب جاتا ہے ہر ایک امید پہ زندہ ہوں تم مجھ سے رابطہ کرو گی میری جان میں آپ کو کبھی بھول نہیں سکتا میری جان آپ کی بہت یاد آتی ہے جب کوئی پوچھتا ہے بھابھی کہاں ہے تو دل خون کے آنسو روتا ہے اور اکثر نیند میں آپ سے باتیں

کرتا ہوں کوئی ایسی رات نہیں گزری جو آپ کی ایسد نے رولایا نہ ہو ہر رات جب گھر والے سو جاتے ہیں تو میں روتا ہوں گھر میں سب پریشان ہیں میری حالت کو دیکھ کے میں آپ کو کبھی بے وفا نہیں سمجھ سکتا چاہے تم رابطہ کرو یا نہ کرو ہم ہر رات آپ کے لیے بہت ساری دعا کرتے ہیں ہر صبح آپ کے لیے دعا کرتا ہوں جہاں بھی رہو ہمیشہ خوش رہو اور آپ کو کبھی میرا خیال آئے تو اپنا بہت سارا خیال رکھنا لکھنے کو بہت کچھ ہے۔

قارئین مجھ میں ہمت نہیں ہے لکھنے کی قارئین میرے اور میری جان کے لیے دعا کریں میں فسٹ ٹائم کہانی لکھ رہا ہوں شاید اس میں بہت غلطیاں ہوں گی ناراض نہ ہونا اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کے مجھے صبر دیے اور میری جان کو خوش رکھے اور قارئین اپنی قیمتی رائے سے ضرور نوازئے گا مجھے بہت انتظار رہے گا آخر میں سب کے لیے بہت ساری دعائیں اس غزل کے ساتھ اجازت چاہوں گا اللہ حافظ۔

کچھ عمر کی پہلی منزل تھی
کچھ راستے تھے انجان بہت
کچھ ہم بھی پاگل تھے لیکن
کچھ ہو بھی تھی نادان بہت
کچھ اس نے بھی نہ سمجھا
کچھ یہ پیار نہیں آسان بہت
آخر ہم نے بھی کھیل لیا
جس کھیل میں تھا نقصان بہت
جب بکھر گئے تب یہ جانا
آتے ہیں یہاں طوفان بہت
اب کوئی نہیں جو اپنا ہو فضیلت
جلنے کو تو ہیں انسان بہت

آ ے کاش تو واپس آ جائے
یہ بے ہے ویران بہت
عمران علی تنہا۔

شعر

۱۔تم نے مجرم کہہ بھی دیا تو کیا ہوا
ہم تو پہلے ہی تیری قید میں رہتے ہیں
۲۔نہ تھی اتنی کشش ہم میں کہ تم کو یاد آ جاتے
کوئی شکوہ نہیں تم سے ہمارے بھول جانے کا
۳۔وہ لمحہ کتنا عجیب تھا جب ہماری آنکھیں گلے مل گہی تھیں
میں کس طرح اب محبتوں کی شکستگی کے عذاب لکھوں
۴۔بڑھ بڑھ کے چومتی رہی خوشیاں تیرے قدم
بھولے سے بھی نہ آئے تیری زندگی میں غم
۵۔صاف ظاہر ہے نگاہوں سے کہ ہم مرتے ہیں
منہ سے کہتے ہوئے یہ بات مگر ڈرتے ہیں
۶۔زندگی جب کسی چیز کی طلب کرتی ہے
میرے ہونٹوں پہ تیرا نام مچل جاتا ہے
۷۔تم چاند سے حسین ہو ستاروں سے پوچھو
تم پھولوں کی خشبو ہے بہاروں سے پوچھو
۸۔شوخ نظر تیکھے ابرو ہونٹوں پہ تبسم کی نمود
تصور کا جب یہ عالم ہے وہ جسم مجسم کیا ہو گا
پرنس بابر علی خاں بلوچ بھولے دی جھوک

تجھ سے لفظوں کو نہیں روح کا رشتہ ہے میرا
میری روح میں تحلیل ہے خوشبوں کی طرح
-------رابعہ امانت علی شاہد لاہور

اجنبی رشتے

تحریر۔ راشد لطیف صبرے والا۔ ملتان۔

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں جواب عرض کا بہت پرانا قاری ہوں میں ایک سٹوری جس کا نام ۔۔ اجنبی رشتے ۔۔ لے کر آنے کی جسارت کرر ہا ہوں وہ بھی اپنی سٹوری انکل جی امید ہے آپ میرا دل نہیں توڑیں گے اور بندہ ناچیز کر اس اپنی دکھی نگری میں جگہ ضرور دیں گے سنا ہے آپ بہت اچھے انسان ہیں کسی کا دل نہیں توڑتے امید ہے آپ میرا دل نہیں توڑیں گے انکل جی پہلے بھی بہت دل ٹوٹ چکا ہے۔۔ مجھے امید ہے کہ قارئین میری اس کہانی کو ضرور سراہیں گے
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

ویسے تو بھی رشتے ہی اچھے ہیں ماں باپ بہن بھائی چاچا۔ چاچی ۔ ماما ۔ مامی ۔ دادا ۔ دادی ۔ نانا ۔ نانی ۔ ان سب رشتوں میں ایک ایسا رشتہ ہے جو بہت عظیم ہے اور پاکیزہ ہے ہر مرد اور عورت کے لیے بہت پیارا بھی ہے انسان ہر رشتے میں گالی برداشت کر لیتا ہے مگر اس عظیم رشتے میں نہیں کر سکتا ایک ایسا میٹھا اور پیارا رشتہ ہے اس میں ملاوٹ نہیں ہو سکتی اور نہ ہی اس میں کوئی غلطی کی گنجائش ہے اس پیارے رشتے کو بہن بھائی کا رشتہ کہتے ہیں۔

کیا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں پر افسوس آج کے اس دور میں پاکیزہ رشتے میں بھی ملاوٹ آ گئی ہے پر ایسا کیوں ہمارا ایمان نہیں رہا اس رشتے پر یا پھر ہمارے اندر شیطان آ گیا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ ہمارا ختم ہو گیا ہے پر کہیں نہ کہیں ہمارے ایمان میں دراڑیں پڑ گئیں ہیں کیا ہم نے مرنا نہیں ۔ کیا ہم نے اللہ تعالی کو جواب نہیں دینا ۔ ذرا سوچو ہم قیامت کے دل اللہ کو کیا جواب دیں گے۔

آج جو کہانی میں لے کر آیا ہوں آپ کی خدمت میں فیصلہ آپ نے کرنا ہے کون غلط ہے اور کون صحیح تھا۔

آیئے کہانی کی طرف چلتے ہیں۔

قارئین اسد ایک غریب گھرانے کا محبت مزدوری کر کے اپنا گھر چلتا تھا جو اسد کے ساتھ ہوا آیئے اس کی زبانی سنتے ہیں۔

میرا نام اسد ہے اور میں ایک غریب گھر کا چشم و چراغ ہوں میری شادی ہو چکی ہے اور میرے دو ننھے سے بیٹے بھی ہیں میں اپنی قسمت پر بہت روتا ہوں یا اللہ آپ نے میری قسمت ایسی کیوں بنائی ہے میں اپنے بچوں

سے بہت دور کیوں ہوں ۔اور میرے اندر چین سکون کیوں نہیں ہے میں ایک دن اپنی سوچوں میں گم بیٹھا ہوا تھا تنہا ویران جگہ پر اور میرا موبائل بجنے لگا میں نے دیکھا کوئی اجنبی نمبر تھا میں نے رسیو کیا۔

اسلام علیکم ۔جی کون صاحب بات کر رہے ہیں آگے سے ایک نسوانی سی آواز آئی۔

جی بہن آپ کون ہو۔

بھائی یہ عمران کا نمبر ہے۔

سوری کوئی بات نہیں بہن پھر کال ڈراپ ہو گئی اس نے دوسرے دن پھر کال کی دعا سلام کے بعد میں یوں بولا۔

جی بہن کل بھی آپ کی کال آئی تھی اور آج بھی آ گئی کل تو آپ نے کہا کہ رونگ نمبر اور آج پھر آپ کی کال آ گئی ۔آگے سے بولی۔

بھائی میں آپ سے ایک بات کہوں اگر آپ کو برا نہ لگے تو۔ پھر وہ بولی بھائی ایسی بات نہیں مجھے ایک بہت ہی اچھے انسان لگتے ہو اس لیے کہا ہے بات ایسی ویسی کوئی نہیں ہے میں آپ سے صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ کبھی کبھی میں آپ کو کال کر لیا کروں میں بہت حیران ہوا یہ لڑکی مجھے جانتی بھی نہیں مجھے ایسا کیوں کہہ رہی ہے پھر وہ بولی۔

کیا ہوا بھائی کس سوچ میں پڑ گئے ہو۔ میں آپ سے آپ کی دولت تو نہیں مانگ لی۔

ٹھیک ہے۔بہن جیسے آپ کو اچھا لگے۔

پھر وہ مجھے اپنے بارے میں بتانے لگی۔

بھائی میں ایک ڈاکٹر ہوں ہم تین بہن بھائی ہیں ابو اس دنیا میں نہیں ہیں امی زندہ ہیں اللہ کا دیا ہوا بہت کچھ ہے کسی چیز کی کمی نہیں ہے مجھ سے جو بڑی بہن ہے اس کی شادی ہو چکی ہے اور جو بھائی مجھ سے بڑا ہے وہ انگلینڈ میں رہتا ہے ابھی اس کی شادی نہیں ہوئی اور میرے بھائی ہماری زندگی بہت خوشی سے گزر رہی ہے بھائی اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو اپنے بارے میں کچھ بتانا چاہیں گے آپ۔

میری بہن کیا بتاؤں اصپ کو میں کس کمزور شاخ کا پھول ہوں میرے نصیب میں بچپن سے لے کر جوانی تک سکون نہیں ہے میں ایک غریب گھرانے کا بے رنگ سا پھول ہوں پھول کیا ہوا ان مٹی کی دھول ہوں جیسے ہوا اڑتا کر ریزہ ریزہ کر دیتی ہے پتہ نہیں یہ ہوا آگے کہاں لے کر جاتی ہے مجھے میں غریب کی وجہ سے پڑھ بھی نہیں سکا اور آج اس کی سزا بھگت رہا ہوں اور در بدر کی ٹھوکریں کھا رہا ہوں آج ٹھوکریں میرے نصیب میں ہیں اور کچھ بھی نہیں ہے اے کاش میں بھی پڑھ سکتا آج اس حال میں نہ ہوا پتہ نہیں مقدر کی بات ہے یا میں مقدر میں رنگ نہیں بھرے یا پھر اللہ تعالیٰ نے میرا مقدر ایسا ہی بنایا ہے میری پیاری بہن میری کہانی بہت لمبی ہے آپ سنتے سنتے تھک جاؤ گی تو کچھ نصیبوں نے مارا ہے اور کچھ اپنوں نے بھی مارا ہے بھائی نصیبوں والی بات تو ٹھیک ہے اپنوں والی بات کیا ہے بہن جب نصیب اچھا نہ ہو تو اپنے بھی منہ موڑ جاتے ہیں بھائی میں بھی آپ کی بہن بنی ہوں اور مجھے یہ پورا حق ہے آپ کی زندگی کے درد دستوں اور دکھوں اور آپ کا ساتھ دوں میری پیاری بہن میرا ساتھ تو میرے اپنوں نے بھی

نہیں دیا تو آپ میرا ساتھ کیا دو گی۔ رہی بات اپنوں کے ساتھ کی مجھے صرف بہنوں کی دعائیں چاہیئں مجھے اپنی بہنوں سے کوئی شکوہ نہیں ہے۔بہن میری سبھی بہنیں بہت اچھی ہیں۔

اور بھائی آپ نے تو بتایا ہی نہیں آپ کی کتنی بہنیں ہیں۔

میری چار بہنیں ہیں اور آج کے بعد میری پانچ بہنیں ہوگئی ہیں

اور بھائی۔

وہ بھی چار ہیں یہ تو بھائی کمال ہوگیا۔

اور میری بہن میری زندگی میں کمال ہوتا آیا ہے اور کمال ہی ہو رہا ہے بھائی وہ کیسے۔

بہن وہ پر کبھی بتاؤں گا ابھی ڈیوٹی کا وقت ہے اور بھائی لگتا ہے آج میں نے آپ کو کچھ زیادہ ہی تنگ کیا ہے اچھا خدا حافظ۔

اور ہاں کل میں آپ کو ضرور کال کرونگی۔

ٹھیک ہے ناں بھائی۔ جی جی بہت اچھا جیسے آپ کی مرضی اور ہاں بھائی اپنا خیال رکھنا۔

اچھا بہن آپ نے اپنا نام نہیں بتایا۔

او۔ بھائی میرا نام سدرہ ہے ڈاکٹر سدرہ اور بھائی مجھے پیار سے گھر والے رانی بھی کہتے ہیں

اچھا بہن بہت بہت شکر یہ خدا حافظ۔

مجھے حیرانگی ہو رہی تھی اس کی باتوں پر میں پھر ڈیوٹی پر چلا گیا کام کے دوران مجھے اس کے بار بار خیال آتے رہے خیر دوسرے دن اس بہن کی پھر کال آئی دعا سلام کے بعد وہ بولی بھائی آپ کیسے ہیں۔

اللہ کا احسان ہے اللہ کا کرم ہے بہن آپ سنائیں۔

میں بھی ٹھیک ہوں بھائی مجھے اپنوں کے بارے میں بتائیں آپ کو اپنوں سے کیا دکھ ملا ہے ان سے کیوں گلہ شکوہ کرتے ہیں۔

او میری پیاری بہن یہ زندگی کا حصہ ہوتا ہے دکھ اللہ کی طرف سے آتے ہیں۔

بھائی جی ایک اور بات آپ سے پوچھوں اگر برا نہ لگے تو۔۔

بہن جی اب مجھے دنیا کی کوئی بات بری نہیں لگتی دل اس طرح کی باتیں برداشت کرنے کا عادی ہوگیا ہے۔

بھائی ایسی تو کوئی بات نہیں ہے وہ تو میں آپ کی شادی کے بارے میں پوچھنا چاہتی تھی کیا بھائی آپ کی شادی ہو چکی ہے۔

جی بہن میری شادی ہو چکی ہے او رمیرے دو ننھے سے بچے بھی ہیں۔

بھائی میری بھابھی اور بچوں کو نام بتائیں

جی ضرور کیوں نہیں میری بیوی کا نام ہے بختاور۔ اور میرے بچوں کے نام حامد اور احمد ہیں بہت پیارے نام ہیں۔

بھائی جی کیا بھائی میرے بھتیجے سکول جاتے ہیں جی بہن جاتے ہیں بھائی میں آپ سے ایک اور بات کہوں اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو۔

جی بہن ضرور۔

میں آپ کی کچھ مدد کرنا چاہتی ہوں۔

بہن نہیں نہیں بھائی بہنوں سے لیتے ہیں بلکہ دیتے ہیں بہن میں غریب ہوں پر بے ضمیر نہیں ہوں میرا ضمیر مجھے اجازت نہیں دیتا کہ میں کسی سے کوئی چیز مانگ کر کبھی کسی سے کچھ

لوں بہن مانگا ہے اور نہ ہی مانگوں گا اپنی کر کے کھاتا ہوں اور ہمیشہ ہی اپنی کر کے کھاؤں گا جب تک زندگی کی سانسیں ہیں۔

بھائی میں اپنے بھتیجوں کے لیے کپڑے لے کر آپ کے پاس بہت جلد آؤں گی۔

بہت بہت شکریہ بہن اپنا گھر ہے جب چاہو آؤ تمہیں کسی نے روکا ہے کیوں نہیں بھائی کا گھر ہے بھائی آپ ایسا کریں بچوں کے ساتھ آپ ہمارے گھر آئیں۔

کیوں نہیں ضرور کبھی نہ کبھی ضرور آؤں گا

۔

اچھا بھائی کل بات ہو گی میری ڈیوٹی کا ٹائم ہو گیا ہے۔

ٹھیک ہے بہن اس نے دن کے بعد ڈاکٹر سدرہ کا پندرہ دن فون نہ آیا میں نے بھی مناسب نہیں سمجھا کال کروں اس کے بعد پندرہ دن بعد اس کی کال آئی پہلے تو ہم نے ایک دوسرے سے خیریت معلوم کی اور پھر بہن سدرہ نے کہا کہ میری منگنی تھی اس لیے آپ کو کال نہیں کر سکتی سوری بھائی کوئی بات نہیں میں نے آپ سے کوئی شکوہ تو نہیں کیا۔ بھائی مجھے میری منگنی کی مبارک نہیں دو گے۔۔

او بہن معاف کرنا بہت بہت مبارک ہو آپ کو۔۔

اچھا بھائی آپ یوں کریں آپ اپنا جلدی سے پاس پورٹ بنائیں میری خواہش ہے کہ میں آپ کو اپنے پاس انگلینڈ میں بھیجنا چاہتی ہوں میرا بھائی وہاں کام کرتا ہے اس طرح آپ کے گھر کے حالات بھی ٹھیک ہو جائیں گے اور مجھے خوشی ہو گی اپنے بھائی کے صحیح حالات دیکھ کر۔۔

او بہن میرے پاس تو اتنے پیسے نہیں ہیں کہ میں باہر جا سکوں۔

کوئی بات نہیں آپ اپنا پاس پورٹ بنو لو باقی ویزے کے پیسے میں بھر دوں گی۔

نہیں بہن میں نے باہر نہیں جانا۔

بھائی پلیز مان جاؤ آپ کو میری قسم۔

ٹھیک ہے بہن آپ اتنی ضد کر رہی ہو تو ٹھیک ہے بہن پھر ڈاکٹر سدرہ نے فون بند کر دیا میں سوچ سوچ کے پریشان ہو گیا تھا کہ یہ لڑکی ایسا کیوں کر رہی ہے اور کیا سچ ہے کہ یہ ایسا کرے گی کہیں مجھے پاگل نہ بنا رہی ہو میری سب سوچیں مجھے جواب دے رہی تھی میں آخر کار یہی سوچا کہ میں پاس پورٹ بنا ہی لیتا ہوں کیوں نہ ایسا سوچتا اس میں میرا ہی فائدہ میں اس سے فائدہ کی بات سن کر پاگل ہو رہا تھا اور طرح طرح کے خیالوں میں کھویا ہوا تھا کیوں نہ سوچتا بات ہی کچھ ایسی تھی غریبی بہت بری چیز ہے غریبی کیا ہے کسی غریب سے پوچھو غریب کو تو ہر کوئی پاگل بنا سکتا ہے کوئی نہ کوئی لالچ دے کر یا اللہ تم نے کیا غریب کو اس لیے بنایا ہے کہ اس کا ہر کوئی مذاق اڑائے میرے مولا غریب پر کرم کر۔

میں ڈاکٹر بہن کی باتوں پر آخر کار یقین کر ہی گیا میں نے پاس پورٹ بنوانا شروع کر دیا میں نے کسی دوست سے کہا مجھے پیسے دے دو میں نے پاس پورٹ بنوانا ہے اسی دوران میرا ڈاکٹر سدرہ سے رابطہ نہ ہو سکا میں روز پاس پورٹ کے دفتر میں چکر لگاتا اور میری طبیعت بھی روز خراب ہو رہی تھی میں نے

ڈاکٹر بہن کو تقریباً بیس دن کے بعد کال کی لیکن ڈاکٹر بہن کا نمبر ہی بزی تھا میں جب بھی اس کے نمبر پر کال کرتا تو اس نمبر بزی ہی ہوتا آخر کار میں نے غصے سے اسے میسج کیا کیا بہن آپ کا کھانا موبائل کے ساتھ کھاتی ہو اس کا کوئی جواب نہ آیا میں بہت پریشان ہونے لگا اور میری طبیعت بھی دن بدن خراب ہو رہی تھی آخر کار سدرہ بہن کی کال آ گئی۔ اور کہا جی۔

آپ کون اور آپ کو کیا مسئلہ ہے کیوں مجھے بار بار تنگ کر رہے ہو میں حیران ہو گیا۔

کیا کیا بہن کیا آپ مجھے جانتی نہیں آپ کون ہو اور میرے نمبر پر بار بار کیوں کالیں کر رہے ہو مجھے زمین آسمان گھومتے ہوئے نظر آ رہے تھے اس کی باتیں سن کر میں دل ہی دل میں سوچ رہا تھا اس لڑکی کو کیا ہو گیا ہے اور مجھ سے اس لہجے میں کیوں بات کر رہی ہے۔

وہ سب باتیں جو آپ نے مجھ سے فون پر کیں تھیں کیا وہ سب جھوٹ ہیں۔

کون سی باتیں مجھے کچھ پتہ نہیں ہے مجھے اور بھی حیرانگی ہوئی اس کی یہ بات سن کر پہلے میری طبیعت خراب ہو گئی آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں اور کس لیے کہہ رہے ہو کیا آپ کو شرم نہیں آتی آپ دوسروں کی ماں بہنوں سے اس طرح بات کرتیں کیوں کرتے ہو کیا آپ کی کوئی ماں بہن نہیں ہے۔

اس کی یہ سب باتیں سن کر میرا سر درد سے چکرانے لگا میں اس کی خاموشی سے باتیں سنتا رہا نہ جانے کیا کیا وہ بولتی گئی اور میں چپ چاپ اس کی وہ ساری باتیں سنیں جو نہ سننے کے قابل تھی اس وقت میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا میں اس کو کیا جواب دوں اور آخر میں اس نے مجھے ایسے الفاظ کہے اور کہا کہ آئندہ میرے اس نمبر پر کال کبھی نہ کرنا اس کی یہ درد بھری باتیں دن کو میری طبیعت بہت زیادہ خراب ہو گئی اور کئی ماہ تک بستر بیماری پر پڑا رہا پھر جب آہستہ آہستہ جب ٹھیک ہونے لگا تو مجھے اس کی وہ درد بھری باتیں میرے دل کو دکھ پہنچاتی رہیں اور میری آنکھوں سے زار و قطار آنسو شروع ہو جاتے قارئین یہ تھی اسد کی درد بھری کہانی۔

اس دنیا میں جو بھی رشتہ ہو اسے سچے دل اور جذبے کے ساتھ نبھانہ چاہئے اور اپنی پوری کوشش سے اس رشتے کے ساتھ انصاف کرنا چاہئے ۔۔۔ کوشش کریں کسی انصاف کے جذبے کے ساتھ دھوکہ فریب نہ کریں اور کبھی کسی کا دل نہ دکھائیں۔ اللہ آپ سب کو ہمیشہ سدا اسلامت رکھے آمین۔

قارئین آپ کی قیمتی رائے کا شدت سے انتظار رہے گا۔

آخری بار وہ ملی تو چہرے پہ پریشانی سی تھی
کردار تھا اس کا ادنیٰ مگر شکل انسانی تھی
وہ چپ رہی بتایا نہ اس نے جدائی کا سبب
شاید اس نے ساری بات گھر والوں کی مانی تھی
یاد آئی ہے مجھے اس کی ایک ملاقات
وہ دن بھی اچھا تھا وہ رات بھی سہانی تھی
حیراں نہیں ہوں میں اس کے قول و قرار سے
بے وفائی کرنا دنیا کی رسم پرانی تھی
آگ اور پانی آپس میں دشمن ہیں ازل سے
اس سے ملنا باتیں کرنا میری بھی نادانی تھی
وہ جدا ہو گئی تو بھی کچھ نقصان نہیں ہوا
وہ مل بھی جاتی تو بھی یہ دنیا تو فانی تھی

☆ .... محمد افضل اعوان۔ گوجرہ

ان دیکھی محبت

۔۔تحریر۔فرمان الٰہی مارتھ۔رجانہ ٹوبہ ٹیک سنگھ۔

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
خدا تعالیٰ سے دعا ہے آپ کو ہمیشہ صحت وتندرستی عطا فرمائے اور زندگی میں ڈھیروں خوشیاں وکامیابیاں دے جناب میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ جو مجھے اپنے ادارے کا حصہ بنا کر معتبر کرتے ہیں میری تحریروں کو اپنے پرچے کی زینت بناتے ہیں اس کے لیے آپ کا بہت بہت شکریہ امید ہے اب یہ رشتہ کبھی نہ ٹوٹے گا میں ہمیشہ لکھتا رہوں گا بس آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے میں ان تمام لوگوں کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جو میرا لکھنا پسند کرتے ہیں خاص کر سینئر حضرات کا بہت بہت تھینکس۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

قارئین میرا نام فرمان ہے اور میں میٹرک کا طالب علم ہوں ہم دو بھائی ہیں چھوٹے کا نام خرم ہے اور ہمارا باپ ہمیں چھوٹے ہوتے ہیں چھوڑ گیا تھا کیونکہ ماں کا ذہنی توازن درست نہ تھا جس کی وجہ سے ہمارے باپ نے دوسری شادی کر لی اور ہمیں ننھال چھوڑ گئے جب ہمیں ابو ہماری نانی امی کے گھر چھوڑ گئے تو ہم دونوں بھائیوں کی طبیعت خراب تھی میرے سر میں سوراخ تھا۔اور میرے چھوٹے بھائی کے نام سے خون بہتا تھا۔
ایم سوری قارئین میں بتانا تو بھول گیا تھا ایک گاؤں کا رہائشی ہوں شہر ہمارا رجانہ ہے اور ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ تو آتے ہیں کہانی کی طرف۔
مجھے میرے گھر والوں نے بہت سے ڈاکٹرز کو دیکھا اور تھک ہار کر بیٹھ گئے خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک دن ہمارے گھر ایک مائی آئی جو ہماری ہمسائی تھی اور اس نے کہا کہ کمالیہ ایک ڈاکٹر آیا ہے وہ صرف پانچ سو میں علاج کرے گا مجھے میری نانی اماں نے ساتھ لیا اور ڈاکٹر کے پاس چلی گئیں جب ڈاکٹر نے میرا سر دیکھا تو کہا کہ یہ بچہ ٹھیک ہو جائے گا تو پھر علاج شروع ہو گیا اور میں ایک ماہ میں ٹھیک ہو گیا اس وقت میری عمر تقریبا دو سال تھی جب میرے ٹھیک ہونے کی خبر گھر والوں کو ملی تو بہت خوش ہوئے جب میں پانچ سال کا ہوا تو مجھے میرے گھر والوں نے پڑھائی پر لگا دیا پانچ سال میں پرائیویٹ سکول میں پڑھا اس کے بعد اکیڈمی میں داخل کروا دیا میرا پڑھنے کو بالکل بھی دل نہیں کرتا تھا کیونکہ میں گاؤں کا رہائشی تھا مجھے ہوسٹل سے بہت چڑاہٹ ہوتی تھی میری اکیڈمی کا نام مجھے ابھی تک بھی یاد ہے اکیڈمی کے سارے لڑکے کوئی ساہیوال سے آیا تھا کوئی لاہور سے آیا اور کوئی جھنگ سے آیا ہوا تھا۔

یعنی کے بہت دور دور سے پڑھنے کے لیے لڑکے آئے ہوئے تھے میں وہاں چار سال تک پڑھا ان چار سالوں میں میرے بہت سے دوست بن گئے تھے میرے ان دوستوں میں سے ایک دوست جس کا نام نوید تھا ہم ایک دوسرے کے ہمراز تھے ہم دونوں خوب شرارتیں کرتے تھے ہماری اکیڈمی یعنی ہوسٹل کے ساتھ مارکیٹ تھی ہم مارکیٹ والواں کو خوب تنگ کیا کرتے تھے کیونکہ ہمارے بچپن کے دن تھے اس پر کچھ پتہ نہیں تھا نفع نقصان کا کبھی ایز لوڈ والوں کا لوڈ نکال لیتے تھے یا کبھی سموسے والی دکان سے جا کر سموسے کھا تو لیتے لیکن پیسے دینے کے بجائے الٹا ان سے لے لیتے تھے وہ دکان والا کہتا بھائی کتنے پیسے دیئے ہیں میرا دوست کہتا کہ یار ابھی تو تمہیں پانچ سو روپے دیئے تھے بقایا دے دو تو وہ ہمیں بقایا دے دیتا تھا تو ہم خوب مل کر انجوائے کرتے تھے ہوسٹل صرف جمعہ کو آدھی چھٹی ہوتی تھی ہمیں جیسے گھنٹی کی آواز سنائی دیتی ہم فوراً بیگ تیار کر کے کمرے میں رکھتے اور شہر چلے جاتے تھے سینما دیکھنے کے لیے۔

قارئین میں فلمیں دیکھنے کا بہت شوقین تھا میں نے جب اکیڈمی چھوڑی تو میرے ماموں نے مجھے بہت مارا کیونکہ میں نے غلطی کی تھی میرے ماموں نے خود تو نہیں پڑھا لیکن انہوں نے مجھے مار مار کر دس جماعتیں پڑھا لیں جب میں گھر آیا تو میں نے گھر والوں کو کہا کہ میں نے اکیڈمی نہیں پڑھنا تو گھر والوں نے کہا کہ بیٹا کوئی وجہ تو ہو گی بتاؤ تو میں نانا ای اماں کو کہا امی میرا دل نہیں لگتا اکیڈمی میں تو امی نے کہا کہ بیٹا ادھر ہی پڑھ لو تو میں نے امی سے کہا کہ امی ٹھیک ہے میں ادھر ہی پڑھ لوں گا میرے گھر والے بھی سب مان گئے میں نے دسویں کے پیپر دیئے ہوئے تھے رزلٹ نہیں آیا تھا میں فارغ کبھی گاؤں میں آوارہ گردی کرتا تو کبھی شہر گی میں کھیلنے چلا جاتا تھا ایک میں اپنے کمرے میں بیٹھا ٹی وی دیکھ رہا تھا کہ میرے موبائل پر ایک انجان سے نمبر سے کال آئی میں کال ریس کر کے دوسری طرف سے کوئی لڑکی بول رہی تھی۔

جی کس سے بات کرنی ہے تو بولی یہ دانیال کا نمبر نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں تو وہ کہنے لگی آپ کون بات کر رہے ہیں میں نے کہا کہ میں فرمان ہوں تو کہنے لگی کہ آپ کہاں رہتے ہیں تو میں نے کہا کہ آپ کون ہو میرے بارے میں پوچھ رہی ہو۔

قارئین آپ سوچ رہے ہوں گے کہ پتا نہیں کیسا لڑکا تھا تو میں بتا تا چلوں کہ میں خوئی ایسا ویسا لڑکا نہیں ہوں اس لڑکی کی آواز سنی تو سریلی تھی کہ میں کھو سا گیا تھا کیونکہ وہ سرائیکی آواز میں بولتی تھی شبانہ نے کہا فرمان میں آپ سے دوستی کرنا چاہتی ہوں میں نے کہا دوستی کرنا آسان نہیں ہے اور اسے نبھانا بھی بہت مشکل ہے تو شبانہ کہنے لگی کہ میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ کوئی لڑکا بھی میرا دوست نہیں ہے میں نے کہا ٹھیک ہے پر دیکھ لو کہنے لگی میں نے دیکھ لیا ہے تو اس دن کے بعد ہماری دوستی ہو گئی اور ہماری روز ہی فون پر باتیں ہونے لگی یہ دوستی پتہ نہیں کیسے پیار میں بدل گئی تھی پتہ ہی نہ چلا کبھی وہ اپنے گھر والوں کی باتیں سناتی اور کبھی میں اس کو اپنی بولی یعنی کے جنگلی بولی سناتا تو وہ بہت خوش ہوتی تھی ہم دونوں نے بہت وعدے کیے بہت قسمیں کھائیں کہ کبھی

ہم علیحدہ نہیں ہوں گے میں اس کو دیکھا تو نہیں تھا لیکن اس کی آواز میں اتنی مٹھاس تھی کہ میں مدہوش ہو جاتا تھا میں نے اپنی جان سے کہا کہ میں تم سے ملنا چاہتا ہوں تو وہ کہنے لگی کب ملنا ہے میں نے کہا کہ میں دو دن بعد آتا ہوں تو وہ کہنے لگی کہ دو دن بعد میرے بھائی کی شادی ہے میں نے پوچھا کہ کدھر ہو رہی ہے تو کہنے لگی کہ لاہور میں میرا گھر ملتان میں تھا ملتان کا فاصلہ تین سوکلو میٹر تھا تو وہ کہنے لگی میرے بھائی کی شادی ہے لاہور میں تو ایسے کرو کہ میں ادھر لاہور میں آؤں گی اور ادھر سے ہی اپنی ایک سہیلی کے ساتھ ہمارے شہر کمالیا آؤں گی صرف ایک رات ادھر رکوں گی کیونکہ اگلے دن بھائی کی شادی ہے اس لیے تو میں نے اسے کہا کہ ٹھیک ہے تم آ جانا میں تمہیں پک کرلوں گا جمعرات کو شبانہ کے بھائی کی شادی تھی بدھ والے دن اس کی مہندی میری جان سے فون پر رابطہ تھا یعنی بدھ والے دن شبانہ اپنی سہیلی کے ساتھ اور نیازی اڈے آ گئی اور وہاں سے اے سی ٹائم پر بیٹھی اور روانہ ہو گئی اور ہمارا سارے راستے میں شبانہ سے رابطہ رہا آج میں بہت خوش تھا کہ میں زندگی میں جس کو چاہا تھا وہ ملنے آ رہی تھی آج تو میں ہواؤں میں تھا شبانہ نے مجھے فون کیا کہ جان قسم سے آج مجھ تم دیکھ لو نہ کہ بلیک کپڑوں میں کتنی خوبصورت لگ رہی ہوں تو میں نے کہ تو آخر دوست کس کی ہے تو وہ فون پر مسکرا کر کہنے لگی مجھے فخر ہے اپنے پیار پر میں نے کہا جان ایک بات ہے کیونکہ آپ نے مجھے دیکھا نہیں ہے میں کیسا ہوں نہ ہی آپ نے مجھے دیکھا ہے تو وہ کہنے لگی کہ مجھے تو جیسا بھی ہے جو بھی ہے منظور ہے کہنے لگی کہ آج کل تو پیار دیکھے بنا نہیں کرتے

ہم دنیا کو ایک مثال بن کر دکھائیں گے تو میں نے کہا کہ مجھے ناز ہے تم جیسے پیار کرنے والی پر اس لیے تو کہتے ہیں کہ محبت کی نہیں جاتی ہو جاتی ہے میں بتا تا چلوں میری جان کے گھر والوں کی تعداد نو افراد پر مشتمل ہے جس کا باپ ماں اور تین بھائی دو بہنیں اور دو بھابھیاں اور میری بھی فیملی نو افراد پر مشتمل ہے ہم دو بھائی اور ماں اور نانا ابو اور ماموں مامی ماموں کی کے بچے اب آتے کہیں کہانی کی طرف تو میری جان کا فون پر مجھ سے رابطہ تھا کہنے لگی ہم فیصل آباد پہنچ گئیں ہیں اور ایک گھنٹہ تک آپ کے پاس ہوں گے میری بد قسمتی دیکھیئے کہ میں گھر میں بیٹھا ہوا فون سن رہا تھا کہ ماموں کی کال آئی میں نے کہا جی ماموں جان۔

ماموں نے کہا کہ کدھر ہو میں نے کہا کہ گھر ہوں انہوں نے کہا کہ فرمان ڈیرے پر آ جاؤ کوئی کام ہے میں ڈیرے پر گیا ماموں جن کا نام تنویر تھا انہوں نے کہا میرا دوست آ رہا ہے تم اس کو آگے سے لے کر آؤ جب میں نے یہ سنا تو میرے طوطے اڑ گئے کیونکہ آپی جان کو کمالیہ سے لینے جانا تھا اور اوپر سے یہ عذاب آن پڑا تھا میں نے ماموں کو کہا کہ ماموں میں نے نہیں جانا تو میرے ماموں نے میری بہت بے عزتی کی کیونکہ ڈیرے پر وہ کچھ دوستوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا تو میں مجبوراً موٹر سائیکل لے کر ماموں کے دوست کو لینے جا رہا تھا میری جان کا فون آ گیا وہ کہنے لگی کہ فرمان کہاں ہو ہم کمالیہ پہنچ گئے ہیں میں نے کہا میں تیں منٹ تک آ رہا ہوں وہ کہنے لگی کہ جلدی آنا میں موبائل جیب میں ڈال لیا موٹر سائیکل کو تیز بھگا رہا تھا کیونکہ مجھے جلدی تھی ماموں کے دوست کو پک کر کے گاؤں چھوڑنا تھا اور کمالیہ جانا

تھا اس تیزی کی وجہ دے مجھ سے ایک نقصان ہو گیا اور میرا دوست جو کہ میرے ساتھ تھا کاشف اس کا نام تھا ہم دونوں ماموں کے دوست کو لے کر جا رہے تھے کہ نہر کراس کرتے وقت نہر پر ایک پھٹہ پڑا ہوا تھا یعنی لکڑی کا پھٹہ تھا اور جب میں ہم نے ماموں کے دوست کو اتارا تو کراس کرنے لگے اور وہ پھٹہ یعنی کہ لکڑی کا دروازہ ٹوٹ گیا تھا میں نے کراس تو کر لیا مگر آگے سے ایک بندہ آیا کہنے لگا کہ تو نے ہمارا پھٹہ توڑا ہے ہمیں پھٹہ لا کر ابھی تو میں پریشان ہو گیا کیونکہ اب مجھے دیر ہو جائے گی میں نے کہا بھائی میں تمہیں پھٹہ لا کر دے دوں گا ہمیں جانے دو لیکن وہ نہ مانا کہنے لگا ہماری لڑکیاں بھینسوں کا چارا لینے جاتی ہیں اور ہمارے پاس اور پھٹہ بھی نہیں ہے جو ہم نہر پر رکھیں میں نے کہا کہ بھائی ہمیں جانے دو میں تمہیں پھٹہ دے دوں گا وہ نہ مانا تو میں نے ماموں کو کال کی انہوں نے کہا کہ تم گھر آ جاؤ میں پھٹہ دے دوں گا اس مسئلے میں مجھے بہت دیر ہو چکی تھی جب میں نے موبائل دیکھا تو میری جان کی ایک سو پندرہ کالز اور ایک سو دس مسیج آئے ہوئے تھے جب میں نے فون کیا تو آگے سے فون مسلسل بند تھا میں پریشان ہو گیا کہ پتہ نہیں شبانہ کہاں ہو گی میرے بارے میں کیا سوچتی ہو گی وہ رات مجھے میں نے کانٹوں پر گزاری میں نے نہا دھو کر ناشتہ کیا فارغ ہو کر میں نے اپنی جان کا نمبر ڈائل کیا تو بل جا رہی تھی میرا دل بھی دھڑکنے لگا جب تین چار بل ہو چکی تو اس نے کال ریسیو کی سلام کیا تو میری جان نے بھی میرے سلام کا جواب دیا میں نے کہا جان کیسی ہو تو کہنے لگی مجھے کیسے ہونا چاہئے تھا میں نے کہا کہ شبانہ مجھے معاف کر دینا کیونکہ میں نے وعدہ نہیں نبھایا اور میں تمہیں اپنے وعدے پر لینے نہیں آیا میں مجبور تھا تو وہ کہنے لگی ایسی بھی کیا مجبوری تھی پہلے کیوں نہیں بتایا تھا میں کون ہوتی ہوں تمہیں معاف کرنے والی آخر تم نے مجھے کیا سمجھا ہے تھا کہ میں ایسی ویسی لڑکی ہوں میں نے اپنے بھائی کی شادی اٹینڈ نہیں کی پتہ ہے کیوں صرف تمہاری خاطر اتنی دور سے بلانے پر بھی نہ آؤ آ کر اس کی کوئی وجہ تو ہو گی میں نے کہا کہ تمہیں میری قسم ہے بات سن کر پھر بات کرنا میں دھوکہ باز نہیں ہوں کہ میری مجبوری تھی تو کہنے لگی آدھے گھنٹے بعد میں خوش تمہیں فون کروں گی وہ آدھا گھنٹہ پتہ نہیں صدیوں سے کم نہ تھا میں اس کی یادوں میں پڑا رہا آدھا گھنٹہ کہ بعد میری جان کا فون آیا تو کہنے لگی ہاں اب بتاؤ کہ کیا مجبوری تھی تمہیں میں نے شروع سے لے کر اب تک ساری بات اپنی جان کو بتا دی وہ تو آگے سے رونے لگی اور میں بھی رو دیا تو وہ کہنے لگی کہ۔

بہت یاد آتے ہو ذرا ملنے چلے آؤ
مجھے تم سے کچھ کہنا ہے زیادہ وقت نہیں لونگی
ذرا بات کرنی ہے نا دکھ اپنے سنانے ہیں
نا کچھ فریاد کرنی ہے نا یہ معلوم کرنا ہے
کہ حالات کیسے ہیں تمہارے ہمسفر تھے جو
تمہارے ساتھ کیسے ہیں نہ ہی معلوم کرنا ہے
تیرے دن رات کیسے ہیں مجھے بس اتنا کہنا
ہے
مجھے تم یاد آتی ہو قسم سے یاد آتی ہو
تمہاری فرمان الٰہی رجانہ۔

درد

--تحریر--حق نواز-لسبیلہ بلوچستان-

شہزادہ بھائی-السلام وعلیکم-امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے-
میں ایک بار پھر آپ کی بزم میں ایک کہانی کے ساتھ حاضر ہوا ہوں مجھے امید ہے کہ یہ کہانی بھی آپ کو میرے قارئین کو بہت پسند آئے گی میں نے اس کہانی کا نام -درد- رکھا ہے یہ کہانی بھی ایک ایسے دیوانے کی ہے جس کو پیار کے بدلے میں پیار نہیں درد ہی درد ملا ہے اور اسی درد کے سہارے وہ اپنی زندگی گزار رہا ہے اور قارئین اس کے لیے دعا کریں کہ اس کا درد کم ہو اور وہ بھی اپنی زندگی خوشی سے گزارے اور نائلہ کو بھول جائے امید ہے کہ سب قارئین اس کے لیے ضرور دعا کریں گے-
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا-اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا-

میرا نام ارسلان ہے میں نے ایک غریب گھرانے میں آنکھ کھولی میرے ابو ایک سرکاری ملازم تھے ہم کل تین بہن بھائی تھے میری دو بہنیں ہیں جن کے نام امبر اور کائنات ہیں میں ان دنوں تھرڈ ائیر کا سٹوڈنٹ تھا-
ایک دن میں کالک سے گھر پہنچا تو میری امی نے مجھے بتایا کہ تمہارے خالہ والے آئے ہیں وہ کئی بار تمہاری پوچھ چکے ہیں جاؤ ان سے ملو پھر میں کمرے میں گیا میں ان کے سلام کہہ کر ان کے ساتھ بیٹھ گیا پھر امی بھی آگئی اور کہا کہ میں کھانا لگا دیا ہے آؤ کھا کھاتے ہیں باتیں تو بعد میں بھی ہوتی رہیں گی پھر ہم سب نے کھانا کھایا پھر ہم رات کو سب ایک ساتھ بیٹھے ہوئے تھے پھر خالہ نے کہا بہن مجھے آپ کی بیٹی کائنات بہت پسند ہے میں اسے اپنی بیٹی بنانا چاہتی ہوں پلیز انکار نہ کرنا پھر میری امی نے کہا یہ فیصلہ میں اکیلی کیسے کر سکتی ہوں کائنات کے ابو آئیں گے میں ان سے پوچھ کر کوئی جواب دوں گی پھر ابو آئے امی نے ابو سے بات کی تو ابو نے کہا مجھے کوئی اعتراض نہیں اس طرح ہی میری آپی کائنات کا رشتہ ہو گیا دوسرے دن میں کالج کے لیے تیار ہو رہا تھا کہ میری خالہ کی بیٹی نائلہ میرے کمرے میں آئی اور کہا ارسلان مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے میں ہاں کہو نائلہ کیا بات کرنی ہے کیا کام ہے آپ کو-
نائلہ کہنے لگی ارسلان میں آپ سے محبت کرنے لگی ہوں مجھے آپ بہت پسند ہو بہت اچھے لگتے ہو پھر میں نے کہا-
ہاں نائلہ میں بھی آپ سے محبت کرنے لگا ہوں مجھے بھی آپ بہت اچھی لگتی ہو نائلہ کبھی مجھ سے بے وفائی مت کرنا میں تمہارے بغیر جی نہیں پاؤں گا-

نہیں ارسلان میں کبھی تم سے بے وفائی نہیں کروں گی اچھا تم اس وقت کہاں جا رہے ہو۔

نائلہ میں کالج جا رہا ہوں لیکن اگر تم کہو تو نہیں جاتا۔ ہاں ارسلان تم آج کالج مت جاؤ تم گھومنے چلتے ہیں۔

پھر ہم گھومنے چلے گئے پھر دوپہر کو ہم واپس آ گئے پھر ایک ماہ بعد خالہ والے اپنے گھر لاہور چلے گئے پھر میں روزانہ نائلہ سے فون پر بات کرتا تھا ہم گھنٹوں فون پر باتیں کرتے کبھی کبھی میسج پر اور کبھی فون پر ہوتی دن اسی طرح ہی گزرتے گئے اب میں نائلہ کے بغیر ایک پل بھی جینا مشکل سمجھتا تھا۔

ایک دن خالہ اور خالو آ گئے اور میری بہن کائنات اور اختر کی شادی کی ڈیٹ فکس کرنے پھر کائنات کی شادی کی ڈیٹ رکھ دی گئی پھر خالہ اور خالو چلے گئے۔

رات کو میں نے نائلہ کو فون کیا اور کہا کہ تم کیوں نہیں آئی ہمارے گھر نائلہ نے کہا ارسلان میں آنا تو چاہتی تھی لیکن ابو نے منع کر دیا تھا کہ تمہیں آنے کی کوئی ضرورت نہیں اچھا ارسلان تم کیسے ہو اور تمہاری پڑھائی کیسی جا رہی ہے ۔۔۔ بالکل ٹھیک ہوں نائلہ اور پڑھائی بھی بہت اچھی جا رہی ہے اور میں کل ہی تمہیں ملنے آ رہا ہوں تمہارے گھر پھر نائلہ نے کہا۔

ہاں ارسلان میں بھی آپ کو دیکھنا چاہتی ہوں ویسے کب آ رہے ہو۔

میں کل صبح آ جاؤں گا۔

اسی طرح ہم پیار بھری باتیں کرتے رہے اسی طرح ہی ہمارا رابطہ منقطع ہو گیا۔

دوسرے دن میں نائلہ سے ملنے لاہور چلا گیا میں سیدھا نائلہ کے کمرے میں گیا تھا مجھے دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئی اور کہا۔

ارسلان تم بیٹھو میں تمہارے لیے کولڈ ڈرنک لاتی ہوں۔

میں نے کہا۔ نائلہ میں کولڈ ڈرنک نہیں پیوں گا میں صرف تمہیں دیکھنے آیا ہوں بیٹھو میرے پاس میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا پھر نائلہ نے کہا۔

چلو ارسلان کہیں باہر چلتے ہیں

پھر ہم باہر گھومنے آ گئے ہم انارکلی بازار گئے وہاں سے نائلہ کو شاپنگ کروائی پھر ہم دونوں نے دوپہر کا کھانا گھر آ کر کھایا اور میں اپنے گھر ملتان آ گیا پھر اسی طرح ہی دن گزرتے گئے اور ہماری محبت پروان چڑھتی رہی اور ہماری محبت کو ایک سال کا عرصہ گزر گیا تھا اس سال کے عرصے میں ہر ماہ سے ملنے جاتا تھا پھر میری بڑی آپی کی شادی کی تیاریاں ہونے لگیں دو دن بعد مہندی کی رسم تھی دو دن ایسے گزرے کے پتہ ہی نہ چلا آج میری بہن کائنات کی مہندی کی رات تھی میں اپنے کمرے میں تیار ہو رہا تھا کہ میری چھوٹی بہن آئی اور کہا بھیا امی کہہ رہی ہیں کہ خالہ والوں کو فون کر دو کہ وہ نکلے ہیں یا نہیں۔

پھر میں نے نائلہ کا نمبر ڈائل کیا اور پوچھا کہ آپ لوگ کہاں ہو دس بج چکے ہیں۔۔

ارسلان ہم بس پہنچنے والے ہیں۔

تھوڑی دیر بعد خالہ والے آ گئے میری نظر نائلہ کو تلاش کر رہی تھی مجھے جھٹکا اس وقت لگا جب نائلہ کسی لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر چل رہی تھی وہ

دونوں کسی بات پر ہنس رہے تھے مجھے بہت غصہ آیا میں نے جا کے اس لڑکے کو دھکا دے کر نائلہ سے دور کیا پھر نائلہ نے کہا۔

ارسلان یہ کیا تماشہ ہے۔

یہ سوال تو مجھے تم سے کرنا چاہئے تھا کہ یہ کیا تماشہ ہے کون ہے یہ لڑکا جس کے ساتھ ہنس ہنس کر بات کر رہی ہو۔

پھر نائلہ غصے سے بولی اوہو ارسلان یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے یہ میرا کزن ہے عباس میری پھوپھو کا بیٹا اگر میں نے اس سے ہنس کر کوئی بات کر لی ہے تو کیا ہو گیا کیا برا ہوا ہے۔

پھر نائلہ تم کسی اور لڑکے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر بات کرتی ہو مجھے اچھا نہیں لگتا۔

ارسلان پلیز اب یہاں تماشہ نہ بناؤ پھر وہ دونوں وہاں سے چلے گئے پھر تقریباً رات کے دو بجے مہندی کی رسم اپنے اختتام کو پہنچی سب اپنے اپنے کمروں میں سونے چلے گئے لیکن میری آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی بار بار نائلہ کا اس لڑکے سے بات کرنا مجھے یاد آ رہا تھا میں بہت بے چین ہو گیا تھا پتہ نہیں کیوں مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ نائلہ مجھ سے بے وفائی کر رہی ہے۔

اس طرح میری آپی کی شادی ہو گئی اور وہ اپنے سسرال چلی گئی دوسرے دن میں نے نائلہ کا نمبر ڈال کیا لیکن اس کا نمبر بزی تھا میں نے کئی بار کوشش کی لیکن ہر بار ہی بزی ملتا رہا تقریباً دو گھنٹے بعد اس کی کال ملی میں نے کہا۔

نائلہ کیوں تمہاری نمبر بزی جا رہا ہے میں دو گھنٹے سے کال کر رہا ہوں لیکن تمہاری نمبر بزی تھا کیوں۔

پھر نائلہ بولی ارسلان میں اپنی کسی سہیلی سے بات کر رہی تھی نائلہ تم دو گھنٹے سہیلی سے بات کر رہی تھی ارسلان تم مجھ پر شک کر رہے ہو حالانکہ میں اپنی دوست سے بات کر رہی تھی یہ کہہ کر اس نے فون کاٹ دیا۔ پھر میں نے امی سے نائلہ کے بارے میں بات کی اور کہا۔

نائلہ سے شادی کرنا چاہتا ہوں امی آپ اور ابو میرے لیے رشتے کی بات کریں ان سے جاؤ پھر امی نے کہا کہ کل ہی جائیں گے۔

دوسرے دن ہی امی اور ابو نائلہ کا ہاتھ مانگنے چلے گئے میں بڑی بے چینی سے ان کا انتظار کر رہا تھا پھر شام کو امی ابو آئے میں نے ان سے پوچھا امی خالہ نے کیا کہا امی زار و قطار رونے لگیں۔

بیٹا آپ کی خالہ کو تو کوئی اعتراض نہیں ہے مگر نائلہ نے کہا کہ میں ارسلان سے شادی نہیں کروں گی۔

یہ دن کر میرا سر چکرانے لگا میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا اور میں گر کر بے ہوش ہو گیا اس کے بعد مجھے کوئی ہوش نہ رہا جب ہوش آیا تو امی اور ابو میرے پاس بیٹھے رو رہے تھے ڈاکٹر نے کہا کہ اس کو کوئی گہرا صدمہ پہنچا ہے جس کی وجہ سے یہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ بقول امی کے کہ میں پانچ دن تک بے ہوش رہا تھا پھر میں اٹھا اور کہا۔

امی مجھے ابھی لاہور جانا ہے۔

امی نے کہا نہیں بیٹا تمہاری طبیعت خراب ہے تم مت جاؤ میری طبیعت کو کچھ نہیں ہوگا ماں پھر ابو نے بھی مجھے روکنے کی کوشش کی لیکن میں زبردستی گھر سے نکل گیا اور لاہور جانے والی بس

میں بیٹھ گیا پھر میں رات کو لاہور پہنچا میں سیدھا خالہ کے گھر گیا خالہ نے دروازہ کھولا تو میں نے کہا کہ نائلہ کہاں ہے۔

بیٹا وہ کچن میں ہے۔

ہماری آواز سن کر نائلہ باہر آ گئی اختر اور آپی بھی وہاں ہی آ گئے میں نے نائلہ کے قریب جا کے کہا۔

نائلہ تم نے امی ابو کو کیا کہا۔

نائلہ کہنے لگی وہی جو انہوں نے بتایا تھا۔

کیوں نائلہ تم تو مجھ سے پیار کرتی تھی پھر شادی سے انکار کیوں کیا ارسلان سچ تو یہ ہے کہ نہ ہی کبھی میں نے آپ سے پیار کیا ہے اور نہ ہی اب کرتی ہوں پھر میں نے کہا کہ نائلہ تم کیا کہہ رہی ہو وعدے اور قسمیں کھا کر وہ عمر بھر کا ساتھ نبھانے کی قسمیں۔

ارسلان یہ سب ایک مذاق تھا سچ تو یہ ہے کہ میں اپنی پھوپھو کے بیٹے سے پیار کرتی ہوں اور شادی بھی اسی سے کروں گی اور ویسے بھی تم مجھے کیا دے سکتے ہو تمہارے پاس ہے ہی کیا ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں ہے تمہارے پاس پھر میری آپی نے کہا نائلہ چپ ہو جاؤ تمہیں اس طرح کی میرے بھائی سے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے تم میرے بھائی کو بے عزت کر رہی ہو تمہیں کوئی حق نہیں ہے اس طرح بات کرنے کا صرف اتنا کہ یہ تم سے پیار کرتا ہے۔

تم چپ ہو جاؤ بھابھی بے عزتی ان کی ہوئی ہے جن کی کوئی عزت ہو تمہارے بھائی کی کوئی عزت نہیں ہے دیکھ کس طرح آدھی رات کو منہ اٹھائے چلا آیا ہے۔

پھر نائلہ نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ نکل جاؤ یہاں سے ارسلان ابھی اسی وقت یہاں سے پھر میں ہارے ہوئے جواری کی طرح وہاں سے چلا آیا کچھ دنوں بعد مجھے پتہ چلا کہ نائلہ کی منگنی ہو رہی ہے اس کے پھوپھی کے بیٹے سے جب میں نے سنا تو میں رونے لگا پھر جس دن نائلہ کی منگنی تھی میں اس کے گھر گیا وہ کمرے میں تیار ہو رہی تھی میں نے جا کر کہا۔

نائلہ پلیز میری بات سنو۔

نائلہ غصے سے میری طرف دیکھا اور کہا کہ ارسلان تم یہاں کیسے آ گئے چلو جاؤ یہاں سے نائلہ پلیز میری زندگی میں لوٹ آؤ میں تمہارے بغیر ادھورا ہوں لوٹ آؤ میری زندگی میں پھر نائلہ نے کہا۔

ارسلان میں تم سے کتنی بار کہہ چکی ہوں کہ میں تم سے پیار نہیں کرتی نفرت ہے تم سے بار بار منہ اٹھا کر کیوں چلے آتے ہو۔

پلیز نائلہ ایسا مت کہو نہیں تو میں مر جاؤں گا کم سے کم میری جان تو چھوٹے پھر میری آپی کائنات آ گئی اور آ کر نائلہ کے منہ پر تھپڑ مار دیا خبردار جو میرے بھائی کو بددعا دی تو میں تمہاری زبان کھینچ لوں گی میرا بھائی تو پاگل ہے جو تم سے پیار کرتا ہے۔

ارے تم کیا جانو کہ پیار کیا ہوتا ہے تمہاری آنکھوں پر تو دولت کی پٹی بندھی ہوئی ہے میرے بھائی کو درد دے کر تم کبھی خوش نہیں رہ پاؤ گی نائلہ میری اس بات کو یاد رکھنا

پھر میں وہاں سے چلا آیا اسی طرح ہی نائلہ کی منگنی ہو گئی عباس کے ساتھ اس دن میں بہت رویا اور اپنی بربادی کا ماتم کرنے لگا پھر دو ماہ بعد نائلہ کی شادی تھی ہمیں بھی کارڈ ملا میرے

گھر والے نہیں گئے اور مجھے بھی نہ جانے کی سختی سے تاکید کی گئی لیکن مجھے اپنی جان نائلہ کا آخری دیدار کرنا تھا سو وہاں چلا گیا۔

آج اس کی مہندی تھی میں ایک کونے میں کھڑا ہو کر اپنی قسمت کو کوس رہا تھا کہ خالہ وہاں آ گئی اور کہنے لگی کہ ارسلان بیٹا تم آ گئے بیٹا مجھے افسوس ہے کہ نائلہ نے شادی تم سے نہ ہو کر سکی اور شاید تمہارے گھر والے بھی اس لیے نہیں آئے خالہ یہ کہہ کر چلی گئی پھر آہستہ آہستہ سب مہمان آ گئے اتنے میں اختر میرے پاس آیا اور کہا کہ میں چاہتا تھا کہ تم ہمیں ایک خوبصورت گانا سناؤ۔

نہیں اختر بھائی مجھے کوئی گانا نہیں آتا۔

قارئین اختر نے بہت اصرار کیا پھر میں نے یہ گانا سنایا۔

یہ میرے عشق کا صلہ ہے
درد بس آپ سے ملا ہے
درد کیا ہے کیسے بتائیں گے ہم
چھوٹ دل پہ کیسے دکھائیں گے ہم
یہ میرے عشق کا صلہ ہے
درد بس تم سے ہی ملا ہے
تیری یادیں بھی اب دے رہی ہیں صدا
دل کے زخموں کو وہ دے رہی ہیں ہوا
یاد آؤ نہ تم بس گزارش یہی
ٹوٹے دل کی صنم ہے خواہش یہی
یہی اب ختم ہو بھی جائے
تیرا جو بھی سلسلہ ہے
یہ میرے عشق کا صلہ ہے
درد بس تم سے ہی ملا ہے
غم رہے گا کہ تم میرے ہو نہ سکے
ساتھ ہنس نہ سکے ساتھ رو نہ سکے
یہ میرے عشق کا صلہ ہے
درد بس تم سے ہی ملا ہے
درد کتنا ہے ہم کیسے بتائیں ہم
چوٹ دل پر کیسے کھائیں ہم

میرا گانا ختم ہوا تو میری آپی کائنات سیدھی آ کر میرے گلے لگ گئی اور خوب روئی میں بھی رو رہا تھا اور بھی سب رو رہے تھے پھر نائلہ کی شادی عباس سے ہو گئی اور میں نائلہ کی یادوں کے سہارے اپنی زندگی گزر رہا ہوں میرے گھر والے بار بار مجھے شادی کا کہہ چکے ہیں لیکن میں ہر بار انکار کر دیتا ہوں۔

قارئین کرام یہ تھی ارسلان کی کہانی میں خود ارسلان سے ملا ہوں وہ بالکل ٹوٹ چکا ہے میری کہانی آپ لوگوں کو کیسی لگی ضرور بتانا ۔قارئین کران اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے ۔

آخر میں ریاض احمد صاحب کا بہت بہت شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اپریل میں میری پہلی کہانی محبت قربانی مانگتی ہے کو جواب عرض میں جگہ دے کر میری کہانی کو جواب عرض کی زینت بنایا میں میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں میری اس کہانی کو بھی جلد از جلد شائع کر کے شکریہ کا موقع دیں۔

حق نواز لسبیلہ بلوچستان

خود سے روٹھوں تو کئی روز خود سے نہ بولوں
ہر کسی درد کی دیوار سے لگ کر رو لوں
تو سمندر ہے پھر اپنی سخاوت بھی دیکھ
کیا ہے ضروری کہ میں پیاس کا دامن کھولوں
☆--------------------مہر محمد احسان۔پسرور

دل اپنا اور پریت پرائی

۔۔تحریر۔محمد قاسم خاں۔ضلع ٹوبہ چک 184 گ ب۔

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
دل اپنا اور پریت پرائی۔آپ کی خدمت میں ایک تحریر پیش کر رہا ہوں جو صرف اور صرف جواب عرض کے قیمتی صفحات میں اشاعت کا درجہ رکھتی ہے اور مید ہے آپ اس کہانی کو ضرور سراہیں گے یہ کہانی مجھے ایک گاؤں کے دوست نے سنائی تھی اور مجھے لکھنے پر مجبور کیا اب آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ کہانی کو ضرور شائع کیجئے گا۔آئندہ بھی پتہ نہیں کچھ سوال باقی جواب عرض کے کچھ پرانے شمارے یاد آتے ہیں جو پتہ نہیں اچانک اس شاندار محفل سے غائب ہو جاتے ہیں، پھر پلٹ کر واپس نہیں آتے۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

احمد کو ہر روز ایک لمبا سفر پیدل طے کر کے سکول جانا پڑتا تھا جو اس کے لیے ایک مشکل ترین گھڑی تھی اور یہ سب صرف اور صرف تنگ دستی اور مالی حالات کی وجہ سے تھا اس کے گھر کے حالات اس درجہ نہ تھے کہ ہوئی درمیانی درجے کا ایک سائیکل ہی خرید سکتا کئی بار احمد نے اپنے والدین سے کہا بھی کہ وہ اس کی حالت پہ ترس کھائیں اور اس کو سائیکل لے دیں مگر وہ کیا کرتے وہ تو اس کی سکول کی فیسیں بھی مشکل سے ادا کر رہے تھے۔اب نہ تو وہ گاؤں کے دوسرے لڑکوں کے ساتھ یا تو اس کی بہن ہوتی یا پھر کوئی اور دوسرا لڑکا احمد سکول سے آتے ہی چارپائی پر لیٹ جاتا اور پھر گھنٹوں تک اس کو اپنا ہوش ہی نہ رہتا تھا۔

یہاں تک کہ روٹی وغیرہ بھی بھول جاتا اور اکثر تھکان کی وجہ سے سکول کا کام بھی ادھورا رہ جاتا جو اسکو اچھا نہیں لگتا تھا حالانکہ وہ اپنی جماعت کا لائق اور پابند طالب علم تھا ان مشکل حالات میں اس کی کوشش رہتی کہ وہ جلدی گھر سے نکلے اور ٹائم پہ سکول حاضر ہو سکے۔

اس وقت آٹھویں جماعت کا طالب علم تھا اور احمد کی خواہش ہے کہ بہت آگے تک پڑھے گا مگر گھریلوں حالات سے وہ بہت پریشان تھا ایک دن تو حد ہی ہوگئی اور روز گرمی غضب کی پڑ رہی تھی سکول سے واپس آتے ہوئے احمد ساتھ والی نہر سے چار بار پانی پیا اور کئی بار وہ درختوں کے سائے بیٹھ بیٹھا۔

اس کی ہمت جواب دے گئی احمد کو یوں لگ رہا تھا کہ اب وہ گھر نہیں جا سکے گا اور اس کی زندگی کی آخری شام یہاں ہی ہو جائے گی

سکول کے دوسرے لڑکے گزرتے ہوئے اس حالت میں دیکھ رہے تھے۔ مگر اس کا ساتھ کوئی بھی نہیں دے رہا تھا بڑی مشکل سے گھر پہنچا اور آتے ہی چار پائی پر لیٹ گیا سر میں شدید درد اور تھکان کی وجہ سے اس کی حالت کمزور ہو چکی تھی اور پھر پیار کی شدت احمد نے دھیمی سی آواز میں اپنی ماں کو پکارا امی مجھے پانی لا دو بہت پیاس لگی ہے۔

بیٹے کی کراہتی ہوئی آواز ماں کے کانوں تک پہنچی تو ماں جلدی سے چھپر کے سائے تلے رکھے ہوئے گھڑے سے پانی لے کر آئی اور پھر احمد کو سہارا دے کر اٹھایا اور پانی بھی پلایا۔ اپنے بیٹے کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہنے لگی۔

میں صدقے جاؤں بیٹا تجھ پر تو روز کتنا لمبا سفر پیدل چل کر جاتا آتا ہے مجھے تیری اصل حالت پہ بہت ترس آتا ہے کیا کروں غربت سے حالات ایسے ہیں کہ روٹی بھی مشکل سے پوری ہو رہی ہے اب میں کچھ نہیں کر سکتی تم اپنی بہن رخسانہ کا حال ہی دیکھ لو کتنا شوق تھا اس کو پڑھنے کا لیکن گھریلو تنگی کی وجہ سے گھر میں ہی بیٹھی ہے بس اب تو اللہ ہی ہماری مدد کر سکتا ہے ماں احمد کو تسلیاں دے رہی تھی تو بیٹا گہری نیند کی آغوش میں چلا گیا اور پھر بہت ہی دیر بعد احمد کو جاگ ہوئی صحن میں لگے ہوئے نلکے سے پانی بھرا اور جا کر نہایا اور پھر سکول کا کام کرنے بیٹھ گیا یوں شام ہو گئی احمد کھانا کھایا اور پھر بستر پر جا کر لیٹ گیا اس کی ماں اس کے پاس چلی آئی تو احمد نے اپنا سر اپنی ماں کی گود میں رکھا اور بہت کچھ سوچنے لگا اچانک اسے ایک پر امید خیال آیا تو وہ جلدی سے گود سے اٹھ بیٹھا اور اپنی ماں کو اپنا خیال بتانے لگا احمد سوچتا تھا کہ چھٹی والے دن کہیں جا کر مزدوری کرے گا اور جب بہت سارے پیسے اس کے پاس جمع ہو جائیں گے تو ایک سائیکل لے لے گا تو اسکی مشکل آسان ہو جائے گی احمد کی امی اس کے اس خیال سے بہت خوش ہوئی اور اپنے بیٹے کو دعا دینے لگی اس نے احمد کو اجازت دے دی کہ وہ جو چاہے کر سکتا ہے احمد اگلے روز جب سکول سے واپس آیا تو سیدھا گاؤں کے ایک مستری کے پاس چلا گیا اس نے مزدوری کی بات پکی کر لی مستری نواز نے احمد کو بتایا کہ بیٹا مزدوری یہاں سو روپے ملتی ہے لیکن میں آپ کو ایک سو بیس روپے دیا کروں گا پھر احمد چھٹی والے دن مزدوری پر چلا گیا احمد نے نو دن کام کیا اور بہت سارے پیسے جمع ہو گئے وہ بہت خوش ہوا۔

اگلے دن درمیانی حالت کا ایک سائیکل لے آیا احمد سوچنے لگا کہ اگر انسان کچھ حاصل کرنا چاہے تو وہ حاصل کر سکتا ہے محنت کر کے تب احمد کے ارادے اور بھی مضبوط ہو گئے کہ محنت کرے گا غربی سے اپنی جان چھڑائے گا اگلے دن احمد سائیکل پر سکول جانے لگا تو راستے میں دوسرے لڑکوں سے اس کی ملاقات ہوئی وہ حیران ہوئے کہ احمد نے کہاں سے سائیکل خرید لی وہ تو پنسل بھی ہم سے مانگ کر لیتا ہے وہ اس کے مبارکباد دینے لگے اور احمد سب کا شکریہ ادا کرنے لگا۔

کچھ دیر بعد لڑکیوں والا تانگہ اس کے قریب سے گزرا جو اس کے ہی گاؤں کی

لڑکیوں کو سکول لے جاتا ہے تو وہ بھی اسکو سائیکل پہ دیکھ کر حیران ہوگئی تھیں۔

احمد جب پیدل سکول جاتا تھا تو ان لڑکیوں کو اس کو دیکھ کر بھی ترس آتا تھا خاص طور پر قندیلہ کو کیونکہ قندیلہ اس کی خالہ کی بیٹی ہے اور قندیلہ ایک امیر ترین بات کی اکلوتی اولاد ہے قندیلہ کو جب اس کی حالت پہ افسوس ہوتا تو ساتھ والی لڑکی اس سے پوچھتی۔

قندیلہ تم کو کیوں اتنا دکھ اور افسوس ہوتا ہے تو قندیلہ نے ان سب لڑکیوں کو بتایا کہ ہم دونوں آپس میں رشتہ دار ہیں یہ میری خالہ کا بیٹا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ میں امیر گھرانے کی بیٹی ہوں اور یہ بیچارہ غریب گھر کا بیٹا ہے ہم بھی ان کے گھر نہیں جاتے ہم نے ہمیشہ ان کو اپنے سے دور ہی رکھا ہے میرے ابو ان لوگوں سے سخت نفرت کرتے ہیں۔ جو بھی ہوا تو ہو میرا ان سے حقیقی رشتہ ہے میں ان لوگوں کا درد محسوس کرتی ہوں دوسرے لڑکیوں کو قندیلہ کے اس خیال اور سوچ پر خوشی ہوئی ہے وہ احمد کے لیے دل سے دعا کرتی ہیں کہ اس کے حالات ٹھیک ہو جائیں احمد کی امی چھپکے چھپکے روتی رہتی کہ غربت تو اللہ کی دین ہے مگر اپنوں نے کیوں ساتھ چھوڑ دیا وہ اپنی بہن یعنی قندیلہ کی امی کے بارے میں سوچتی رہتی کہ ہم دونوں ایک ہی ماں سے پیدا ہوئی ہیں ایک ہی گھر میں جوان ہوئیں پھر جب شادیاں ہوگئیں تو اتنا فرق کیوں اور کہاں سے آ گیا اس کی سمجھ میں صرف ایک ہی بات آئی کہ یہ سب غریبی کی وجہ سے ہوا ہے پھر وہ خاموش ہوگئی اب اس کو جتنی بھی امیدیں تھیں تو احمد پہ تھیں۔

آج جب اس نے احمد کو سائیکل پہ سکول جاتے دیکھا تو خدا کا شکر ادا کرنے لگی کہ میرے بیٹے کا سفر آسان ہوگیا اس کی محنت سے احمد روز باقاعدگی سے سکول جانے لگا اب وہ اور بھی زیادہ دل لگا کر پڑھ رہا تھا تو قندیلہ کو بھی اس کی محنت پہ خوشی محسوس ہوئی تھی قندیلہ کے دل میں اب یہ خیال آرہا تھا کہ وہ بھی احمد کے گھر جائے اور اس سے اس کی پڑھائی کے بارے میں بات کرے وہ جاننا چاہتی تھی کہ احمد کتنا لائق اور محنتی ہے اور اسے بتانا چاہتی تھی کہ میں ان کا درد محسوس کرتی ہوں۔

ایک دن احمد کی امی کو بخار ہوگیا وہ تین چار دن تک گاؤں کے ڈاکٹر سے دوائی لاتا رہا لیکن جب ماں کی صحت ٹھیک نہ ہوئی تو گاؤں کے ڈاکٹر نے اس کو بتایا کہ تم اپنی امی کو کسی اچھے ڈاکٹر کے پاس لے جاؤ اسے اچھی دوائی کی ضرورت ہے۔

احمد ڈاکٹر کی اس بات سے پریشان ہوگیا اس کے پاس اتنے پیسے نہیں تھے کہ وہ اپنی ماں کو اچھے ڈاکٹر کے پاس لے جاسکے شام ہوئی تو اس نے اپنے ابو کو ساری حقیقت بتائی لیکن اس کے باپ نے کہہ دیا۔

بیٹا تم جانتے بھی ہو کہ کتنی تنگ دستی ہے گھر میں بس اللہ پہ بھروسہ رکھو وہی اسے صحت دے گا احمد کو اپنے باپ کی اس بات پہ بہت افسوس ہوا لیکن وہ باپ کے سامنے خاموش رہا وہ دل میں اللہ سے دعا کرنے لگا کہ یا اللہ تو ہی کوئی وسیلہ پیدا کر میں تو بے کس سا بندہ ہوں اس کی آنکھوں سے آنسو آگئے اسے اپنی جان سے زیادہ اپنی ماں فکر لگی ہوئی تھی آج تو گرمی بھی

سخت تھی اور اس کی امی کو سخت بخار بھی تھا اسے اپنی ماں کی کراہتی ہوئی آواز سنتے ہی وہ اپنی ماں کے پاس چلا آیا اور ماں کی سر دبانے لگا اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس وقت کیا کرے وہ جلدی جلدی اٹھا اور ایک دکان سے برف لے آیا اور برف کے ساتھ کپڑا بھگو کر ماں کے سر پر رکھنے لگا لیکن اس سے بھی کوئی فرق نہ پڑ رہا تھا۔

رات ہوئی تو ماں کی حالت اور زیادہ بگڑ گئی وہ ماں کے قدموں کی طرف بیٹھا سوچوں میں گم تھا پھر جب اس کی ماں کی کراہتی ہوئی آواز سنتا تو احمد کا دل کانپ جاتا ساری رات وہ جاگتا رہا اور ماں کے لیے دعائیں کرتا رہا اگلے دن اس نے دل میں ایک فیصلہ کر لیا اس وقت ماں سو رہی تھی اس نے اپنی بہن رخسانہ کو ساتھ لیا اور اپنی خالہ کے گھر چلا گیا خوبصورت گھر کے گیٹ پر پہنچ کر احمد نے بیل دی قندیلہ نے کھولا احمد نے اسے سلام کیا وہ دونوں کو دیکھ کر خوش ہوئی اور اندر آ جاؤ دونوں بہن بھائی اس کے ساتھ اندر آ گئے قندیلہ نے ان کو ایک خوبصورت کمرے میں بٹھا دیا اور خود ساتھ والے کمرے میں چلی گئی۔

احمد اور اس کی بہن رخسانہ خوبصورت کمرے کے اندر رکھی ہوئی خوبصورت چیزوں کو دیکھنے لگے انہوں نے تو ہمیشہ اپنے گھر میں سادی پرانے طرز کی چیزوں کو ہی دیکھا تھا چند منٹ بعد قندیلہ دونوں کے لیے گلاسوں میں مشروب لے کر آئی احمد کہنے لگا قندیلہ تم سادہ پانی ہی لے آتی کیا ضرورت تھی اس کلف کی اور ویسے بھی ہم دنوں اس خوبصورت تکلف کے قابل نہیں ہم تو سادہ لوگ ہیں جو ملتا ہے اس پہ ہی گزارہ کر لیتے ہیں شاید تم نہیں جانتی میں تو کئی بار نہر سے بھی پانی پی چکا ہوں جس سے لوگ نفرت کرتے ہیں اور یہ بات حقیقت تھی احمد سکول سے آتے ہوئے کئی دفعہ ساتھ والی نہر سے پانی پی چکا تھا وہ ایک خوددار انسان تھا لیکن اب وہ مجبوریوں اور بے بس ہو کر اپنی خالہ کے گھر میں سوالی بن کر آیا تھا۔

قندیلہ کو بہت غصہ آیا احمد کی باتوں پر کہنے لگی احمد تم ایک اچھے انسان اور سمجھدار انسان ہو کر بھی ایسی بے مقصد باتیں کرتے ہو یہ بھی تو انسانوں کے لیے ہے بس کسی کے پاس اچھا تو کسی کے پاس تو تھوڑا ہلکا فل حال تم پیو اے احمد کی بہن رخسانہ خاموش بیٹھی دونوں کی باتیں سنتی رہی تھی مجبورا دونوں کو مشروب پینا پڑا بعد میں احمد نے پوچھا۔

قندیلہ خالہ جی کہاں ہیں ہمیں ان سے ضروری کام ہے۔

قندیلہ کہنے لگی وہ تو میں بعد میں بتاتی ہوں پہلے یہ بتاؤ کہ تمہاری امی کی طبیعت کیسی احمد نے بڑے ہی افسردہ درد بھرے لہجے میں کہا۔

امی کی طبیعت ابھی ٹھیک نہیں ہو رہی بس اللہ ہی خیر کرے قندیلہ تم کیوں نہیں آتے ہو ہمارے گھر امی کو پوچھنے اگر آپ کی امی نہیں آنا چاہتی تو آپ تو آ جاتی نہ مجھے بہت دکھ ہوا ہے ہم کونسا غیر ہیں تمہارے لیے اپنا تو خاص رشتہ ہے قندیلہ کو شرمندگی ہوئی احمد کی باتوں سے اپنی نگاہیں جھکائے ہوئے بولی۔

کئی بار امی کو کہہ چکی ہوں کہ خالہ بہت بیمار ہیں ہمیں ان کا حال پوچھنا چاہئے لیکن امی

کہتی ہیں اگر ہم آپ کے گھر گئے تو ابو ناراض
ہو جائیں گے قندیلہ کی بات بجلی بن کر احمد کے
دل پر گری نہ چاہتے ہوئے بھی احمد کی آنکھیں
اشکبار ہو گئیں اور احمد کی بہن بھی دکھی ہو گئی
اپنے بھائی کو دیکھ کر۔ قندیلہ نے دونوں کو حوصلہ
دے کر چپ کروایا اور کہنے لگی۔

احمد مجھے بہت دکھ ہے میں دعا کرتی ہوں
آپ کی امی کو اللہ صحت دے میں بہت مجبور
ہوں ہاں البتہ کل ضرور آؤں گی آپ کے گھر
احمد نے اپنے آنسو صاف کیے اور کہا۔

ٹھیک ہے لیکن یہ تو بتاؤ کہ آپ کی امی
کہاں ہیں اس وقت مجھے بہت ضروری کام ہے
ان سے قندیلہ نے بتایا کہ وہ شہر گئی ہیں وہ آج
شام کو آجائیں گی کوئی بہت ضروری کام ہے تو
مجھے بتا دو میں ان کو بتا دوں گی۔

احمد نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ قندیلہ مجھے
کچھ پیسوں کی ضرورت ہے امی کے علاج کے
لیے میں مجبور ہو کر آیا ہوں تمہارے گھر میں بھی
نہ آتا سوالی بن کر اگر امی بیمار نہ ہوتیں اور ہم
بھی آپ کی طرح امیر ہوتے یہ بات کرتے
ہوئے پھر احمد کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے
قندیلہ نے احمد کا ہاتھ پکڑ کر اور اسے ایک
کمرے میں لے آئی اور پوچھنے لگی۔

بتاؤ احمد تم کو کتنے پیسوں کی ضرورت ہے

اب احمد سوچ میں پڑ گیا تھا کہ وہ اس کو
اب کتنے پیسے بتائے اور کتنے مانگے اگر زیادہ
لے گا تو واپس کرنے مشکل ہو جائیں گے اگر
تھوڑے مانگ لے گا تو پھر اور ضرورت پڑ سکتی
ہے اور میں نہیں چاہتا کہ میں یہاں دوبارہ
سوالی بن کر آؤں اب بھی میں مجبوری میں آیا ہوں

قندیلہ نے دوبارہ پوچھا مگر احمد ابھی بھی خاموش
ہی تھا تب قندیلہ نے جلدی سے تین
ہزار روپے اسکی جیب میں ڈال دیئے اور احمد
دیکھتا ہی رہ گیا قندیلہ کہنے لگی احمد فی الحال اتنے
پیسوں پہ گزارہ کرو ضرورت ہو تو اور بھی مانگ
لینا اور ہاں ان پیسوں کا امی سے ذکر مت
کرنا احمد کو یوں لگا کہ جیسے قندیلہ اپنے گھر
والوں سے چوری دے کر ٹھیک نہیں کر رہی لیکن
اس وقت سوائے چپ رہنے کے وہ کچھ بھی نہیں
کر سکتا تھا احمد نے قندیلہ کی خوبصورت آنکھوں
میں دیکھتے ہوئے کہا۔

قندیلہ آپ کا بہت بہت شکریہ آپ نے
اس مشکل میں میری مدد کی ہے اب دعا کرو کہ
اللہ میری امی کو جلدی صحت دے تو میں آپ
کے یہ ریپے واپس لوٹا سکو میں تمہاری یہ احسان
زندگی بھر نہیں بھول سکتا۔

قندیلہ نے احمد کا ہاتھ پکڑا اور کہا مجھے میری
ماں کی قسم کہ میں نے آپ کو کبھی غیر نہیں سمجھا
ہمارے درمیان لاکھوں فاصلے کیوں ہیں ہمارا
مضبوط رشتہ ہے جو کبھی نہیں ٹوٹ سکتا ہے مجھے
بہت دکھ ہوتا ہے آپ کے حالات پہ اور اپنے
گھر والوں پہ کہ دولت کی ہوس میں مقدس
رشتوں کو بھلائے بیٹھے ہیں میں آپ کا دکھ
محسوس کرتی ہوں مجھے ہمیشہ یہ احساس ہوتا ہے
کہ دولت ایک ایسا لالچ ہے جو انسان کو بہت
ساری چیزوں سے دور کر دیتا ہے اور پھر انسان
صرف اپنی ہی ذات تک محدود ہو کر رہ جاتا ہے
اتنا کچھ کہہ کر وہ جلدی سے دوسرے کمرے میں
گئی اور کچھ فروٹ اچھے قسم کے کپڑے لے کر
آئی اور اپنی کزن رخسانہ یعنی احمد کی بہن کو

دے دیئے اور اس کو بتایا کہ دو سوٹ تم اپنے لیے رکھ لینا اور ایک اپنی امی کو دے دینا اور اپنی امی کو میرا اسلام کہنا میں کل ضرور آؤں گی آپ کے گھر یوں دونوں بہن بھائی خوشی خوشی واپس چلے گئے۔

احمد سارے راستے میں قندیلہ کے بارے میں ہی سوچتا رہا اور وہ کتنی اچھی ہے اور نیک دل ہے جس نے ان کا دکھ سمجھا اور انہیں خالی ہاتھ نہیں موڑا اور سب سے بڑی خوشی اسکو یہ تھی کہ وہ ان کو اپنا مانتی تھی اپنے گھر والوں سے ہٹ کر وہ سوچتی تھی اس کا یہ احسان ضرور اتارے گا گھر آتے ہی وہ ماں کے پاس گیا اپنی ماں کا ماتھا چوما اور پاس بیٹھ کر کہنے لگا۔

ماں اب تم جلدی ٹھیک ہو جاؤ گی کل میں آپ کو کسی اچھے ڈاکٹر کے پاس لے جاؤں گا مجھے امید ہے اپنے اللہ پر وہ آپ کو اچھی اور لمبی زندگی دے گا میں ہمیشہ اللہ کی شکر گزاری کرتا رہوں گا۔

احمد نے اپنی بہن رخسانہ سے کہا کہ امی کے لیے فروٹ کاٹ کر لاؤ جو قندیلہ نے دیا ہے فروٹ کی آواز سن کر احمد کہ امی کہنے لگی۔

بیٹا یہ فروٹ کہاں سے آیا ہے اور تم اتنی دیر کہاں تھے احمد کہنے لگا۔

امی ابھی آپ یہ فروٹ کھالیں اور آرام کریں میں سب کچھ بتاؤں گا رات کو اپنے لیے اللہ سے دعا کرو وہ آپ کو صحت یاب کر دے۔ رات ہوئی تو احمد نے اپنی ماں کو ساری باتیں بتا دیں ساری حقیقت جان کر ماں کو تسلی ہوئی تو وہ قندیلہ کو سلامتی کی دعائیں دینے لگی جب احمد سونے لگا تو سوچنے لگا کہ جو انسان ایک جتنا نہیں ہوتا خواہ وہ ایک ہی نسل یا خاندان کا ہو قندیلہ اور اس کے گھر والوں میں کتنا فرق ہے حالانکہ وہ ان کی ہی بیٹی ہے جو اپنوں کو پہچانتی ہے اور ان کا دکھ محسوس کرتی ہے۔

یوں سوچوں میں خیالوں میں رات بیت گئی صبح ہوئی تو احمد ناشتہ کیے بغیر ہی گاؤں میں تانگے والے کا پتہ کرنے چلا گیا تھوڑی کوشش کے بعد وہ تانگے والے کو ساتھ لے آیا اور جھٹ ناشتہ کر کے اپنی اپنی ماں کو شہر لے گیا وہاں جا کر اس کی ڈاکٹر سے ملاقات ہوئی ڈاکٹر نے احمد کی امی کو چیک کیا اور پھر کچھ دوائیاں لکھ کر دیں ساتھ ہی میڈیکل سٹور تھا احمد نے ڈاکٹر کی فیس ادا کی اور سٹور سے دوائیاں لے کر آیا ڈاکٹر نے احمد کو بتایا۔

اب دوبارہ آپ کو یہاں آنے کی ضرورت نہیں ہوگی اس دوا سے انشاء اللہ آپ کی امی ٹھیک ہو جائیں گی احمد نے اچھے انداز سے ڈاکٹر کا شکریہ ادا کیا اور واپس گھر لوٹ آیا۔

گھر آ کر احمد نے ماں کو دوائی دی اور ماں کو کہا کہ امی اب آپ آرام کریں کافی تھک گئی ہیں اور میں بھی آرام کرنے لگا ہوں ماں نے بیٹے کی بات سنی اور سو گئی اور احمد بھی لیٹ گیا ابھی چند منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ دروازے پر دستک ہوئی دستک کی آواز سن کر اچانک احمد کو قندیلہ کا خیال آ گیا وہ تو اسے بھلائے بیٹھا تھا وہ سمجھ رہا تھا کہ وہ نہیں آئے گی اب وہ جلدی سے دروازے کی طرف گیا دروازہ کھولا تو سامنے قندیلہ ہی تھی احمد حیران

کن نگاہوں سے بس اسے دیکھے ہی جا رہا تھا تبھی قندیلہ نے اسے سلام کیا اور احمد تو جیسے خوشی کے عالم میں یہ کہنا بھی بھول گیا تھا کہ اب تم اندر آجاؤ احمد نے اپنے آپ کو سمجھایا اور قندیلہ کو ساتھ لے کر اندر آیا رخسانہ نے جب قندیلہ کو دیکھا تو دوڑی ہوئی اس کے گلے لگ گئی احمد خوشی سے کبھی ادھر کبھی ادھر آ جا رہا تھا وہ سوچ رہا تھا کہ اسکو کہاں بٹھائے یہ گھر تو اس کے بٹھانے کے قابل نہیں ہے قندیلہ نے احمد کا آواز دی وہ مجھے خالہ کے پاس لے چلو احمد جلدی جلدی اسے ماں کے پاس لے کر آیا جو درخت کے سائے تلے سو رہی تھیں دونوں کی آواز سن کر احمد کی امی جاگ گئیں قندیلہ نے سلام کرتے ہوئے اپنا سر جھکایا تو احمد کی امی جھٹ سے اسے اپنے سینے سے لگا لیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں ادھر قندیلہ کی بھی یہی حالت تھی اس نے اپنی خالہ کے آنسو اپنے دوپٹے سے صاف کیے اور اپنی خالہ کا ماتھا چوما احمد اور اس کی بہن رخسانہ دونوں خاموش نظروں سے ان دونوں کو دیکھ کر خوش ہو رہے تھے احمد جلدی سے قندیلہ کے لیے شیزان کی بوتل لے کر آیا لیکن قندیلہ نے وہ بوتل اپنی خالہ کو اپنے ہاتھوں سے پلا دی اور خود نلکے سے پانی بھر کر پی لیا احمد ہنسنے لگا کہ کتنا احساس ہے اور شکر گزاری ہے قندیلہ میں تب احمد کی امی قندیلہ سے اس کی امی کے بارے میں پوچھنے لگی اور احمد چوری چوری قندیلہ کو دیکھنے لگا وہ سوچنے لگا کہ کتنی حسین اور دل کی کتنی اچھی خدا اسے ہمیشہ سلامت رکھتے آمین

قندیلہ اپنی خالہ سے معافی مانگنے لگی کہ میں جلدی نہیں آسکتی لیکن اب میں ضرور آیا کروں گی کچھ بھی ہو مجھے اپنی گھر والوں کی کوئی پروا نہیں ہے مجھے یہاں آ کر مجھے سکون مل رہا ہے اللہ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے احمد کی امی حیران تھی کہ قندیلہ کی باتوں سے کہ وہ کتنی نیک اور اچھی ہے وہ بھی اس کو دعا دینے لگی اور احمد تو اسے دیکھے جا رہا تھا اس نے اپنی جوانی میں اتنی خوبصورت لڑکی کبھی نہیں دیکھی تھی کافی دیر باتیں کرنے کے بعد قندیلہ کہنے لگی۔

اچھا خالہ اب میں چلتی ہوں بہت دیر ہو رہی ہے پھر کبھی آؤں گی انشاءاللہ۔

قندیلہ نے احمد کی امی کے گلے لگایا اور پھر احمد اور رخسانہ اسے دروازے تک چھوڑنے کے لیے آئے اچانک دروازے سے باہر جاتے ہوئے قندیلہ کا پاؤں پھسل گیا وہ بری طرح سے اچھلی ابھی گرنے ہی لگی تھی احمد نے جھٹ سے اسے اپنے مضبوط بازوؤں میں سنبھال لیا وہ گرنے سے تو بچ گئی لیکن احمد کے سینے سے جا ٹکرائی اس کا سر احمد کے سینے کے ساتھ لگا ہوا تھا اور احمد کی بانہیں اس کے ادھر گرد تھیں اک پل کے لیے تو خاموشی چھائی رہی پھر نہ جانے کیا سوچ کر وہ ایک دوسرے سے الگ ہوئے دونوں کی آنکھیں جھکی ہوئی تھیں اور ایک دوسرے سے شرمندگی محسوس کرنے لگے حالانکہ اس میں دونوں کا کوئی قصور نہیں تھا وہ سوچ رہے تھے کہ ایک پل میں کیا ہو گیا قندیلہ نے اپنا دوپٹا سنبھالا اور کہنے لگی۔

سوری احمد مجھے پتہ نہیں چلا بس پاؤں پھسل گیا تھا احمد اس کی بات سن کر ہنس پڑا اور کہنے لگا ارے اس میں سوری کی کیا بات ہے

ایسا ہو ہی جاتا ہے اکثر تم نے کونسا جان بوجھ کر
گرنے کی کوشش کی ہے احمد چپ ہوا تو
قندیلہ نے خدا حافظ کہا اور تیز تیز قدموں سے
چل پڑی ابھی چند ہی قدم چلی تھی کہ احمد نے
شرارتی انداز میں کہا اوئے اب نہ گر جانا میں
اب ساتھ نہیں ہوں گا۔۔گر جاؤں گی۔قندیلہ
تھوڑی سی مسکرائی اور گھر روانہ ہوگئی۔

پھر جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہیں
ہوئی احمد حیران نگاہوں سے اسے دیکھتا ہی رہا
تھا پھر دروازے کو دیکھنے لگا اسے دروازے پر
غصہ تو بہت آیا لیکن وہ تو بے جان چیز تھی وہ
اندر چلا گیا یہ پہلی بار اس کے ساتھ ہوا تھا کوئی
جوان لڑکی اس کے جسم سے ٹکرائی تھی وہ ابھی
بھی حیران تھا اس وقت رات کافی ہو چکی تھی
احمد اپنی امی کو دوائی پلانے کے بعد سونے کے
لیے لیٹا تو اسے یوں لگا جیسے قندیلہ اس کے
سامنے کھڑی ہے اور اسے دیکھ رہی ہے احمد نے
اپنی آنکھیں کھولیں کوئی بار اس نے سونے کی
کوشش کی لیکن جب بھی آنکھیں بند کرتا قندیلہ کا
حسین چہرہ اس کی بیتاب آنکھوں کے سامنے
آجاتا وہ بہت ہی بے چین ہو گیا نیند اس کی
آنکھوں سے دور جا چکی تھی وہ کافی دیر تک
کروٹیں بدلتا رہا پھر اٹھ کر بیٹھ گیا احمد کی امی
جا رہی تھی اس نے احمد کو دیکھا تو کہنے لگی۔

اب سو جاؤ بیٹا کافی تھکے ہوئے ہو لیکن وہ
کیا بتاتا اپنی ماں کو کہ وہ سونا چاہتا ہے لیکن کوئی
اسے سونے نہیں دیتا ایک بار پھر احمد نے کوشش
کی اور وہ لیٹ کر آنکھیں بند کر کے سونے کی
کوشش کرنے لگا چند منٹ بعد اسے یوں لگا
جیسے قندیلہ اس کے سینے سے لپٹی ہوئی ہے وہ
پھر اٹھ کر بیٹھا اور حیران و پریشان سوچنے لگا کہ
آج یہ کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ بس ایک چھوٹی
سی بات مجھے کیوں پریشان کر رہی ہے مجھے
سونے کیوں نہیں دے رہی آخری ایسی کون سی
خاص بات ہے اس میں وہ بس گرنے لگی تھی تو
میں نے اسے سنبھالا تھا اب وہ کیوں بار بار
میری آنکھوں کے سامنے آرہی ہے ادھر میں
جاگ رہا ہوں اور وہ سکون کی نیند سو رہی ہوگی
جب کچھ سمجھ میں نہ آیا تو احمد اٹھا اور صحن میں جا
کر آہستہ آہستہ چلنے لگا دل و دماغ بس قندیلہ کی
سوچوں میں ہی گم تھا رات کے سناٹے میں اس
کے قدموں کی آواز اس کی امی کو سنائی دے
رہی تھی لیکن وہ خاموش تھی چاند اپنی مکمل چاندنی
کے ساتھ روشن تھا وہ چاند کے منظر کو دیکھ کر سوچ
رہا تھا اگر چاند کے پاس روشنی نہ ہوتی تو یہ بھی
نہ چمک سکتا اور آج قندیلہ یہاں نہ آتی تو میں
بھی بے چین نہ ہو رہا ہوتا ہر چیز ہونے کا کوئی تو
سبب ہوتا ہے وہ ساری بات سمجھ رہا تھا کہ ایسا
کیوں ہو رہا تھا

جب بھی ایسا ہوتا ہے تو انسان کو کچھ سمجھ
نہیں آتی وہ جو کرنا چاہتا ہے وہ ہو نہیں پاتا جو
سوچتا ہے وہ اس کی زندگی میں چلا آتا ہے
یہاں تک انسان اپنے اعصاب پہ بھی قابو نہیں
رکھ سکتا وہ بہت دیر تک چلتا رہا پھر تھک کر اپنی
ماں کے قدموں کے پاس بیٹھ گیا اور اپنی ماں
کے قدموں پر سر رکھ کر سو گیا وقت کے ساتھ
ساتھ احمد کی امی اب ٹھیک ہو رہی تھی اور پھر
ایک دن اس کی امی نے کہہ دیا بیٹا اب میں
ٹھیک ہوں پوری طرح اب کوئی پریشانی والی
بات نہیں بس خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے [illegible] نے

تیری دعاؤں اور کوششوں کی لاج رکھ لی اور مجھے صحت یاب کر دیا میں دعا کرتی ہوں کہ تم ہمیشہ ہی سلامت رہو تجھے کبھی کوئی دکھ نہ ہو احمد جلدی سے ماں کے قریب آیا اور کہنے لگا۔

امی یہ سب اللہ کی مہربانی سے ہوا ہے میں نے تو صرف دعائیں ہی مانگیں تھیں اور تھوڑی بہت تمہارے لیے کوشش بھی کی تھی ہاں ماں لیکن میری دعاؤں میں نیک نیتی شامل تھی میں بھی اپنے رب کا شکرگزار ہوں کہ اس نے میری عظیم ماں کو صحت بخشی میں آج رات شکرانے کے نوافل ادا کروں گا اور ہاں امی جان اس شکرگزاری میں قندیلہ کو مت بھولنا میں شاید آپ کو کسی بڑے ڈاکٹر کے پاس نہ لے کر جاتا اگر قندیلہ ہماری مدد نہ کرتی تو میں تو اس کی احسان مندی کا شکریہ بھی ادا نہیں کر سکتا احمد کی امی نے تو پھر دعائیں دیں قندیلہ کے لیے اب ماں کے ٹھیک ہونے پر احمد کی ساری پریشانیاں ختم ہو چکی تھیں مگر اس کے ساتھ ساتھ ابھی بھی کچھ فکریں باقی اس کے ساتھ تھیں اس نے سوچ لیا تھا کہ وقت کے ساتھ ساتھ وہ خود ان فکروں سے بھی آزاد ہو جائے گا۔

اسے اللہ پر پورا بھروسہ تھا اور اپنے ارادوں پر پورا یقین تھا وہ بار بار اپنے رب کا شکر ادا کرتا دنیا کی ہر چیز یہاں تک کہ اپنی زندگی سے بڑھ کر بھی اپنی ماں کی ہستی زیادہ عزیز تھی۔

پھر قندیلہ کے خیالوں میں کھو گیا وہ سوچنے لگا کہ اب مجھے مناسب موقعہ پر قندیلہ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہئے اسے بتانا چاہئے کہ تمہاری مدد سے میری ماں ٹھیک ہو گئی ہیں میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں نہ جانے کیوں آج قندیلہ اس کو اچھی لگ رہی تھی وہ بیتاب سا ہونے لگا کہ کب وہ وقت آئے اور قندیلہ سے اس کی ملاقات ہو اس کے پاس کچھ روپے بھی بچ گئے تھے جو قندیلہ نے اس کو ادھار دیئے تھے وہ بھی اس کو اب واپس دینے کے بارے میں سوچ رہا تھا وقت گزرنے لگا اب پھر احمد باقاعدگی سے سکول جانے لگا تھا کئی دن گزر گئے تھے نہ قندیلہ اس کے گھر آئی اور نہ ہی اس کے گھر جا سکا احمد بہت شدت سے قندیلہ کا انتظار کر رہا تھا احمد نے سوچا کہ وہ خود قندیلہ کے ابو یا امی نے اس آ کر قندیلہ کے ساتھ مجھے دیکھ لیا تو قیامت آ جائے گی اور وہ قندیلہ کو برا بھلا بھی کہیں گے یہی بات اسے نہ جانے پہ مجبور کر دیتی تھی۔

ایک دن احمد سکول سے آیا نہا کر وہ سکول کا کام کرنے میں مصروف ہو گیا کہ دروازے پر دستک ہوئی احمد نے دوڑ کر دروازہ کھولا مگر سامنے ایک چھوٹا سا بچہ دیکھ کر اسے ایک جھٹکا سا لگا احمد نے جلدی پوچھا۔

جی بیٹا بولو کیا کام ہے اور تم کہاں سے آئے ہو لڑکا بھی بہت ہوشیار تھا کہنے لگا۔

او ئے احمد کا گھر یہی ہے۔

احمد حیران ہو گیا جی میں احمد ہوں تب اس بچے نے اپنی جیب سے ایک چھوٹا سا کاغذ احمد کو دیا اور بھاگ گیا احمد اسے دیکھتا ہی رہ گیا کہ بڑا جلدی میں تھا پر آیا کہاں سے تھا اندر آ کر احمد نے جلدی سے وہ کاغذ کھولا جس پر لکھا تھا اسلام علیکم۔ احمد جی میری دعا ہے کہ تم سب خیریت سے رہو میں شرمندہ ہوں کہ دوبارہ آپ کے گھر

نہیں آ سکی لیکن پرسو اتوار ہے تو میں لازمی آؤں گی انشاء اللہ اپنا خیال رکھنا خدا حافظ آپ کی کزن قندیلہ۔

کاغذ پڑھتے ہی احمد کی آنکھوں سے چند خوشی کے آنسو چھلک پڑے وہ بار بار کاغذ کو چومنے لگا اور پھر سیدھا اپنی ماں کے پاس آیا اسے بتایا کہ امی قندیلہ پرسوں آئے گی ہمارے گھر وہ کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں آ سکی تھی۔

احمد کی امی بھی بہت خوش ہوئی احمد نے کئی بار اس کاغذ کو پڑھا اور پھر چوما پھر جب احمد کو قندیلہ کے گھر والوں کا خیال آیا تو وہ پریشان ہو گیا کہ اگر انہوں نے اس کو نہ آنے دیا تو پھر اس کی ساری سوچیں ادھوری رہ جائیں گی اب تو احمد کی بے چینی اور بھی زیادہ بڑھ گئی تھیں اسے قندیلہ کا شدت سے انتظار تھا کہ وہ کسی بھی گھڑی اس کے پاس ہو ہفتے والے دن سکول سے احمد گلاب کا ایک خوبصورت پھول لے کر آیا اس نے سوچا کہ میں اس پھول قندیلہ کو شکریہ کے طور پر دوں گا اور تو میرے پاس ہے کچھ نہیں اس کو دینے کے لیے رات جب وہ سونے لگا تو اس نے کئی ہزار باتیں سوچیں کہ قندیلہ کو کہنے کے لیے اسے ایک بات کی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ میں اسکو دیکھنے کے لیے کیوں اتنا بے چین سا ہونے لگا ہوں بس چند لمحے ہم ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھے اور ہم نے تو صرف ضروری اور گھریلو باتیں ہی کی تھیں لیکن جو بے چینی اس کے من میں تھی وہ کسی اور وجہ سے تھی احمد نے سوچا کہ قندیلہ چاند کی ملکہ اور میں تو عام سا لڑکا ہوں بھلا میں اس کی کیسے برابری کر سکتا ہوں کسی ایک لحاظ سے بھی نہیں کر سکتا چاہے کچھ بھی ہو جائے بس ہم دونوں کیا ایک رشتہ ایسا ہے جو ہم دنوں تھوڑے قریب چلے آئے ورنہ تو وہ کبھی مجھے منہ نہ لگاتی۔

یہ بات سچ تھی کہ قندیلہ بے حد حسین تھی مگر احمد بھی کسی سے کم نہیں تھا وہ سادگی پسند اور شریف تھا کبھی اس نے اپنے آپ پہ توجہ نہیں دی وہ آنپڑھ دیکھا بھی تھا تو اپنے آپ پہ بھی غور نہیں کیا تھا اس نے مگر وہ مجبوط جسامت اور اچھی شکل وصورت والا لڑکا تھا۔

اتوار کے دن تقریبا ایک بجے قندیلہ نے دروازے پہ دستک دی احمد کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا وہ جان گیا کہ یہ دستک کس نے دی ہے اور کس نے یہاں آنے کا وعدہ کیا تھا وہ تیز دھڑکنوں کے ساتھ دروازے پر گیا اور دروازہ کھولا تو سامنے قندیلہ کو ہی کھڑے پایا قندیلہ نے احمد کو سلام کیا اور اپنی نگاہیں جھکائیں شاید دونوں پھر سے وہی بات یاد آگئی تھی کہ اسی دروازے میں گرنے لگی تھی تو احمد نے اس کو گرنے سے بچالیا تھا

اور وہ اس کے سینے سے جا لگی تھی احمد اسے جلدی جلدی اپنی ماں کے پاس لے گیا اس ماں قندیلہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی اس نے قندیلہ کو گلے لگایا اور اس کے گالوں کو چوما پھر رخسانہ بھی گلے لگ کر ملی اور اس کے لیے چائے بنانے چلی گئی اور احمد اس کی امی قندیلہ سے باتیں کرنے لگے احمد کی امی بار بار اس کا شکریہ ادا کرنے لگی قندیلہ کو بھی بے حد خوشی ہوئی اپنی خالہ کو تندرست دیکھ کر پھر تھوڑی دیر بعد رخسانہ اس کے لیے چائے لے کر آئی چائے پینے کے بعد قندیلہ نے گھر جانے کی اجازت چاہی تو احمد

نے روک لیا کہ تھوڑی دیر اور رک جاؤ پھر چلی جانا احمد قندیلہ کو اشارہ کیا اور خود کمرے میں چلا گیا وہ اس کا اشارہ جان گئی تھی اور اپنی خالہ سے آنکھیں چرا کر احمد کے پاس چلی گئی احمد نے قندیلہ سے کہا۔

تم برا تو نہیں مانوں گی کہ میں نے آپ کو یہاں بلایا ہے دراصل میں اکیلے تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا اور ہاں تم نے جو پیسے دیئے تھے ان میں سے کچھ روپے بچ گئے ہیں تو تم وہ روپے واپس لے جاؤ اور باقی میں جلد لوٹا دوں گا آپ کا بہت بہت شکریہ تم نے ہماری مدد کی میرے پاس ایسے لفاظ نہیں جو ادا کر سکوں آپ کا شکریہ اچھے لفظوں میں ادا کر سکتا ہوں یوں احمد نے اپنی جیب سے روپے نکال کر قندیلہ کو دینے چاہئے تو قندیلہ نے انکار کر دیا اور کہنے لگی

میں آپ کو یہ پیسے واپس دینے کے لیے نہیں دیئے تھے تم اپنے پاس رکھو بلکہ اور بھی اگر ضرورت ہو تو لے لینا احمد نے مجبوراً پیسے اپنی جیب میں ڈال لیے اور پھر وہ دونوں آپس میں باتیں کرتے رہے اب بہت دیر ہو چکی تھی قندیلہ کو یہاں آئے ہوئے وہ اٹھنے لگی تو احمد نے کہا۔

قندیلہ بس ایک منٹ اور رک جاؤ میرا دل نہیں کر رہا ہے تم گھر جاؤ۔

قندیلہ نے احمد سے پوچھا کیوں نہیں دل کر رہا تمہارا میں تم سے دور اپنے گھر جاؤں میں اپنی امی سے جھوٹ بول کر آئی ہوں کہ میں اپنی ایک سہیلی کے گھر جا رہی ہوں اب اگر امی کو پتہ چل گیا تو وہ میرا جینا محال کر دیں گی اور ابو تو ویسے بھی آپ لوگوں کو اچھا نہیں جانتے وہ تو میرا گھر سے نکلنا بھی بند کر دیں گے اور پھر میں بھی آپ کے گھر نہیں آسکوں گی۔

احمد کو قندیلہ کی بات اچھی لگی اس نے کہا کہ اچھا ٹھیک ہے تم جاؤ لیکن جب موقعہ ملے تو لازمی آنا میں انتظار کروں گا آپ کو شاید معلوم نہ ہو کہ تمہارے آنے سے ہم سب گھر والے کتنے خوش ہیں۔ پھر جلدی سے احمد نے گلاب کا پھول لا کر قندیلہ کو کہنے لگا۔

قندیلہ یہ میری طرف سے ایک چھوٹا سا تحفہ ہے میں اس کے علاوہ تو اور کچھ نہیں دے سکتا بس تم اس کو اپنے پاس رکھ لو قندیلہ حیران کن نظروں سے احمد کو دیکھنے لگی اور پوچھنے لگی۔

یہ گلاب کا تحفہ کس خوشی میں دے رہے ہو بتاؤ نہ مجھے احمد نے اپنی نظریں جھکا لیں اب اس کے پاس اس بات کا جواب نہیں تھا وہ خاموش رہا تو قندیلہ نے اپنے ہاتھوں سے اس کے چہرے کو اوپر کیا اور پھر پوچھا۔

احمد پلیز بتاؤ نہ کہ تم یہ کس خوشی اور بات پہ مجھے دے رہے ہو احمد صرف اتنا ہی کہہ سکا اس پھول کو تم اپنے پاس رکھ لو مجھے خود ہی معلوم نہیں کہ میں نے یہ پھول آپ کو کیوں دیا ہے قندیلہ نے کہا احمد میں شاید کچھ تو سمجھ سکتی ہوں کہ ایسے تحفے کن حالات اور کن لوگوں کو دیئے جاتے ہیں بس میں نے آپ کا یہ تحفہ قبول کر لیا ہے اب خوش ہو نا احمد نے اپنی نگاہیں اٹھائیں اور آنکھوں سے اشارتاً بتا دیا کہ ہاں میں خوش ہوں تبھی قندیلہ نے کہا۔

اچھا احمد میں اب چلتی ہوں دیر ہو رہی ہے وہ اس کو دروازے پر چھوڑنے آیا قندیلہ تیز

تیز قدموں سے گھر کی طرف بڑھ گئی اور احمد کی نگاہیں اس کی طرف تھی اور دل سے یہ آواز آ رہی تھی۔

ملتے ملتے ہم دونوں یوں ہو بیٹھے دیوانے
اک دوجے کے پیار میں کھوئے دنیا سے بیگانے
اب کیا ہوا انجام ہمارا یہ تو رب جانے
کھائی ہیں قسم اے ہمسفر مر جائیں گے تمہیں نہ پا سکتے ہم اگر

قندیلہ کے جانے کے بعد گھر اس کو سونا لگنے لگا وہ اسے چاہ کر بھی نہیں روک سکتا تھا اس کے بس میں کچھ نہیں تھا وہ اندر آیا اور کتاب اٹھا کے پڑھنے لگا قندیلہ جب گھر واپس آئی تو وہ بھی بہت حیران اور پریشان تھی احمد کی باتیں اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اس کو کیوں کہا تھا کہ پھر بھی وقت ملے تو لازمی آنا ہمارے گھر اور یہ کہ میرا دل نہیں لگتا آپ کے بنا پھر اس نے مجھے پھول کا تحفہ کیوں دیا یہ پھول تو لڑکے بھی دیتے ہیں جب وہ ان سے محبت کا اظہار کرتے ہیں یا ان کو کسی سے پیار ہو جائے لیکن ایسا تو نہیں کہ احمد کو مجھ سے محبت ہو گئی ہو اور وہ مجھے کہہ تو نہیں سکتا لیکن اظہار کے طور پر مجھے پھول دے دیا قندیلہ بہت غصے میں تھی اس وقت وہ ایک کمرے میں بیٹھی کبھی پھول کر دیکھتی اور کبھی احمد کی باتوں پہ غور کرتی اب مجھے کیا کرنا چاہئے میں اس کو کیا جواب دوں گی ہم دونوں زمین و آسماں کا فرق ہے اگر میں نے اس سے محبت کا ظہار کر لیا تو پھر ہم دونوں میں اور بھی مضبوط تعلق پیدا ہو جائے گا جو پھر بعد میں توڑنا مشکل ہو گا

مجھے اس کو فی الحال کوئی جواب نہیں دینا چاہئے اور نہ ہی میں اس کے سامنے جاؤں گی تبھی قندیلہ نے جلدی سے پھول کو اپنی کتاب میں رکھ دیا اور سکول کا کام کرنے لگی انسان کا دل بہت نرم ہوتا ہے خاص کر اخلاق اور محبت کے معاملے میں جب انسان کی سوچوں میں آ جاتی ہیں تو انسان خود بخود ہی اس کے قریب تر ہوتا چلا جاتا ہے ایسا ہی قندیلہ کے ساتھ ہوا جب وہ اپنے بستر پر لیٹتی تو احمد کا چہرہ اس کی آنکھوں میں آ بسا وہ سوچنے لگی کہ احمد دل کا تو اچھا اور خوبصورت ہے اور خاص بات تو اس کو بہت یاد آ رہی تھی جب وہ دروازے سے نکلتے ہوئے گرنے لگی تو احمد نے اس کو بچا لیا اور گرنے سے روک لیا وہ سوچنے لگی کہ اس کے بازوؤں کی گرفت کتنی مضبوط اور سخت ہو گی اگر میں اس کے دل میں بس گئی تو وہ پھر کبھی مجھے اپنے دل سے آزاد نہیں کرے گا پھر نہ جانے کب نیند آئی اور وہ سو گئی اب ایک دن قندیلہ سکول سے جب گھر آئی تو کھانا کھا رہی تھی جب اسے اپنے گھر کے مین گیٹ پر اپنی دوست کلثوم کی آواز آئی قندیلہ کی کلاس فیلو بھی تھی اور دوست بھی کلثوم نے قندیلہ سے کہا۔

میں راستے میں تو بھول ہی گئی تھی میں نے تم سے ریاضی کا خلاصہ مانگنا تھا جب گھر آئی تو خیال آیا اور میں کے گھر آئی ہوں لینے شام کو یا کل صبح واپس کر دوں گی قندیلہ جلدی سے کمرے میں گئی اور خلاصہ لے کر آئی اور کلثوم کو دے دیا قندیلہ کو خیال ہی نہیں رہا تھا کہ اس نے احمد کا دیا ہوا پھول اس میں رکھا ہوا ہے کلثوم نے وہاں کھڑے کھڑے ہی خلاصہ الٹنا

شروع کر دیا تو کتاب میں سے پھول نیچے گر گیا
تھا دونوں کی نظریں پھول پر پڑی تو حیران رہ
گئی کلثوم نے جلدی سے پھول کو اٹھایا اور
قندیلہ سے کہنے لگی۔

واہ جی واہ کس کا دیا ہوا پھول تو بڑی
حفاظت سے اپنی کتاب میں رکھا ہوا ہے ویسے
یہ کسی خوش قسمت میں نے آپ کو دیا ہے قندیلہ
شرم سے کچھ نہ بولی اور اپنی نظریں جھکائے
رکھی کلثوم کہنے لگی قندیلہ بتاؤ یہ کس نے دیا ہے
پھول ہمیں تو کبھی کسی نے نہیں دیا بڑی قسمت
والی ہو تم تو اسے تحفے مل رہے ہیں۔

جب کلثوم چپ نہ ہوئی تو قندیلہ نے مجبورا
جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے کہا۔

کلثوم تم چپ ہو جاؤ اور یہ پھول کسی نے
دیا نہیں میں کل سکول سے توڑ کر لائی تھی کلثوم
سب جانتی تھی کہ جب چھٹی ہوئی تھی تو وہ
دونوں اپنے کمرے سے نکل کو تانگے پہ بیٹھیں
تھیں اور قندیلہ کہیں پھول توڑنے نہیں گئی تھی
کلثوم نے قندیلہ کو یہ بات کہنی چاہی لیکن پھر
چپ ہوگئی وہ پھول ساتھ لے جانے لگی تو
قندیلہ نے جھٹ سے پھول کلثوم کے ہاتھ سے
چھین لیا اور کلثوم ہنستی ہوئی اپنے گھر چلی گئی
قندیلہ کو اپنے آپ پہ بہت غصہ آیا وہ سوچ رہی
تھی کہ مجھے اس پھول کو کتاب میں نہیں رکھنا
چاہئے تھا اب تو میری دوست کو بھی اس پھول کا
پتہ چل گیا ہوگا اور وہ اس کا غلط مطلب سمجھ رہی
تھی۔۔

قندیلہ نے اپنے ہاتھوں سے پھول کو توڑا
اور پھر پاؤں سے مسل دیا اس وقت وہ غصے میں
تھی پھر غصہ ٹھنڈا ہوا تو پچھتانے لگی کہ مجھے ایسا
نہیں کرنا چاہئے تھا پھر کسی غریب کا دیا ہوا تحفہ
تھا قندیلہ نے وہ مسلا ہوا پھول دوبارہ اٹھا لیا
اور پھول کو چوم کر پھر کتاب میں رکھ لیا صبح
قندیلہ اور اس کی دوست کلثوم تانگے پہ سکول جا
رہی تھی قندیلہ اس سے نظریں نہیں ملا رہی تھی
اور چپ چاپ سر جھکائے خاموش بیٹھی تھی اس
کے ساتھ والی دوسری لڑکیوں نے بھی پوچھا۔

کلثوم آج کیا بات ہے آپ کی دوست
قندیلہ کیوں چپ ہے کلثوم جھٹ سے بول پڑی
کہ اس کی طبیعت خراب ہے اس لیے وہ لڑکی
کہنے لگی تو آج چھٹی کر لیتی سکول سے یوں
سارے راستے میں کلثوم قندیلہ کو چھیڑتی رہی
قندیلہ غصے کے عالم میں نگاہیں نیچی کیے ہوئے
بیٹھی رہی سکول پہنچ کر جب کلثوم کو موقعہ ملا تو
اس نے ساری کلاس میں یہ بات پھیلا دی کہ
قندیلہ کو کسی سے پیار ہو گیا ہے اور اس نے پھر
پھول کا تذکرہ کیا بھی اپنی دوستوں سے کر دیا
جب قندیلہ کو اس بات کا پتہ چلا تو وہ شدید غصے
میں آ گئی اور کلثوم کی خوب بے عزتی کی وہ کلثوم
سے کہنے لگی۔

تم نے میری کتاب میں پھول کیا دیکھ لیا
اب اس کا غلط مطلب کچھ کر سب کو بتا رہی ہو
میں کیسی لڑکی ہوں کہ لڑکے مجھے پھول تحفے میں
دیتے ہیں۔اور پھر اگر یہ ہی بات میرے گھر
والوں تک چلی گئی تو کیا عزت رہ جائے گی
میری گھر والوں کی نظروں میں وہ کیا سمجھیں
گے میں سکول میں ایسے کرم کرنے جاتی ہوں۔

کلثوم نے جب قندیلہ کو ایسی حالت میں
دیکھا تو اس سے معافی مانگی لیکن کلثوم کو قندیلہ
نے معاف نہ کیا اور کمرے میں چلی گئی قندیلہ

بہت پریشان تھی اس بات پہ اس نے دل میں ایک فیصلہ کرلیا اور ایک دن وہ غصے میں احمد کے گھر چلی گئی احمد اس وقت اپنے کمرے میں بیٹھا تھا کھانا کھا رہا تھا۔ قندیلہ سیدھی احمد کے کمرے میں گئی اور ٹکڑوں میں بکھرا ہوا پھول احمد کے منہ پر دے مارا اور غصے میں کہنے لگی۔

کیا ضرورت تھی تم کو یہ پھول مجھے دینے کی اگر تمہارے دل میں کوئی ایسی بات تھی تو مجھے سامنے کہہ دیا ہوتا۔

احمد حیران و پریشان قندیلہ کو دیکھے جا رہا تھا کہ اچانک اسے کیا ہو گیا ہے روٹی کا نوالہ توڑا ہوا لقمہ احمد کے ہاتھ میں ہی رہ گیا تھا قندیلہ اس قدر غصے میں تھی کہ احمد کو اس سے خوف آنے لگا قندیلہ تھی کہ مسلسل بولے جا رہی تھی تمہارے اس پھول نے مجھے سکول میں بدنام کر دیا ہے میں سکول میں جس دوست کے پاس بھی جاتی ہوں وہ پہلے تمہارے اس پھول کے بارے میں پوچھتی ہے اور پھر نہ جانے کیا کیا باتیں کرتی ہیں جو مجھے سننی پڑتی ہیں میں تو حیران ہوں کہ بات اتنی آگے تک بڑھ گئی ہے جب وہ خاموش ہوئی تو احمد نے کہا قندیلہ کیا تم مجھے بتا سکتی ہو کہ اس پھول نے تم کو کیسے بدنام کیا ہے یہ تو کچھ بھلا بول بھی نہیں سکتا اور تم اس کی وجہ سے کیسے بدنام ہو گئی قندیلہ نے صرف اتنا ہی کہا۔

بس مجھے کچھ نہیں بتانا اور نہ ضرورت ہے اور واپس چلی گئی احمد نے بکھرے ہوئے پھول کو اٹھایا اور اپنی جیب میں رکھ لیا احمد کی ماں نے ساری باتیں دن لی تھی وہ احمد کے پاس آئی اور پوچھنے لگی کہ بیٹا خیر تو ہے تم سے کیوں غصے ہو کر چلی گئی آج تو وہ مجھے بھی نہیں ملی تم نے ایسا کیوں کر دیا کہ وہ اتنا غصہ کر رہی تھی تم سے مگر احمد خاموش تھا اب وہ ماں کو کیا بتائے اس بات سے احمد کئی دن چپ چپ رہا سکول میں اس کا دل نہیں لگتا تھا ہر وقت اس کے ذہن میں قندیلہ اور اس کی باتیں سوار تھیں اسے اپنے آپ پہ بہت افسوس ہو رہا تھا کہ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا میں اسکی نظروں میں اب گر چکا ہوں وہ کبھی مجھے عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھے گی اس نے مجھ پہ وہ احسان کیا تھا جو میں کبھی نہیں اتار سکتا ہوں اب مجھے اس سے معافی مانگنی چاہیے مگر وہ تو اب بھی مجھ سے بات نہیں کرے گی اور نہ ہی سامنے آئے گی اب میں کیا کروں گا احمد نے بہت کوشش کی کہ وہ قندیلہ کے بارے میں سوچنا چھوڑ دے مگر اسے پتہ بھی نہیں چلتا تھا اور وہ پھر قندیلہ کی سوچوں میں گم ہو جاتا تھا ایک پھول نے اس کے کئی ارمانوں کو توڑ دیا تھا احمد نے یہ پھول تو ارمانوں کو جوڑنے کے لیے قندیلہ کو دیا تھا مگر بات الٹ ہی سامنے آئی قندیلہ کے رویئے پہ احمد کو بار بار افسوس ہونے لگا تھا وہ سوچ رہا تھا کہ کم از کم مجھے وجہ تو بتا دیتی ہو سکتا تھا میں اس سے معافی مانگ لیتا قندیلہ کی تھوڑی سی قربت نے احمد کو اپنی محبت کی گرفت میں پکڑ لیا تھا قندیلہ کے بغیر اس کا من اور دل بے چین تھے ہر چیز اسے سونی سونی سی لگتی تھی یہاں تک کہ اس کے صبر کی حد ٹوٹ گئی اور ایک دن اس نے ایک چٹھی لکھ کر رخسانہ کو دی کہ وہ قندیلہ کو دے آئے قندیلہ رخسانہ خود حیران تھی اپنے بھائی کی حالت پہ کہ چند دنوں میں اسے کیا ہو گیا ہے وہ اس سے بات کرے تو

احمد دیر بعد جواب دیتا تھا اور وہ جب بھی اسے دیکھتی احمد خاموش اور پریشان نظر آتا تھا۔
چٹھی میں احمد نے لکھا اسلام آداب۔ خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ آپ ہمیشہ خوش و سلامت رہو آمین قندیلہ میں آپ کو بہت کچھ لکھنا چاہ رہا ہوں لیکن میرے اندر ہمت نہیں ہو رہی بس آپ ایک بار ہمارے گھر آجاؤ خدا کے لیے میں بہت دنوں آپ کا انتظار کر رہا ہوں میں بہت پریشان اور اداس ہوں نہ جانے مجھ سے ایسی کیا غلطی ہوگئی ہے جس نے آپ کو ناراض کر دیا آپ صرف ایک بار چلی آؤ ہمارے گھر میں تم سے معافی مانگنا چاہتا ہوں میں نے بہت کوشش کی تم سے بات کرنے کی میں نے تو سوچا تھا کہ تم ہمارے گھر آؤ گی لیکن اب ناامید ہو چکا ہوں اس لیے خط لکھ رہا ہوں اگر تم ہمیں اپنا سمجھتی ہو تو مجھ سے ضرور ملو میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں اپنا بہت سارا خیال رکھنا خدا حافظ۔
رخسانہ خط لے کر قندیلہ کے گھر چلی گئی اتفاق سے اس وقت قندیلہ کی امی گھر پہ موجود نہیں تھی جب قندیلہ نے گیٹ کھولا تو سامنے رخسانہ کو دیکھ کر حیران ہوگئی اور پھر اسے اندر لے آئی اور حال چال پوچھنے کے بعد رخسانہ نے چٹھی قندیلہ کو دی اور اجازت لے کر چلی آئی احمد تو اس کے واپس آنے کا انتظار کر رہا تھا اور پھر رخسانہ نے واپس آ کر بیقرار ہو کر احمد رخسانہ سے قندیلہ کا حال پوچھنے لگا اور یہ بھی پوچھا کہ اس نے میرا حال پوچھا تھا کہ نہیں رخسانہ نے احمد کو بتایا کہ نہیں میں صرف چٹھی دے کر واپس آ گئی ہوں احمد پھر بولا کہ چٹھی لے کر وہ خوش تھی یا ناراض مگر رخسانہ نے احمد کو کوئی جواب نہ دیا اور اپنی ماں کے پاس چلی گئی احمد کو اب تھوڑا سا سکون ہو گیا کہ وہ چٹھی لے کر ضرور پڑھے گی اور ہمارے گھر بھی لازمی آئے گی میں اس سے معافی مانگ لوں گا میں اسے ناراض نہیں دیکھنا چاہتا وہ کتنے سالوں بعد ہمارے گھر آئی تھی اور پھر اس کے آنے سے ہمرے گھر میں کتنی رونق ہو گئی تھی مگر حقیقت یہ تھی کہ اس کے آنے سے احمد کے دل میں اس کے لیے محبت کی روشنی پھوٹ رہی تھی احمد قندیلہ کے حسن و جمال میں ہوش کھو بیٹھا تھا اب وہ اس بات سے کبھی نہیں مکر سکتا تھا کہ وہ قندیلہ سے محبت کرنے لگا ہے وہ بہت ساری باتیں بھول گیا کہ قندیلہ کتنے امیر گھر کی لڑکی ہے اور میں ایک غریب اور عام سا لڑکا ہوں جس کے گھر میں صرف دو وقت کی روٹی بھی مشکل سے پکتی ہے مگر محبت میں یہ فرق مٹ جاتے ہیں اور انسان کو یہ لگتا ہے کہ وہ کبھی دور تھے ہی نہیں اور ہمارے رہنے میں ذرا بھی فرق نہیں تھا اب احمد کو ان حسین گھڑیوں کا انتظار تھا جن قندیلہ نے اس کے پاس ہونا تھا جب وہ قندیلہ کی حسین زلفوں اور سندر سی آنکھوں کے بارے میں سوچتا تو پاگل ہو جاتا احمد سوچنے لگا کہ ابھی تو محبت کی مہک کی خوشبو محسوس ہوئی تھی کہ سارے ارمان ہی بکھر گئے اظہار محبت تو زبان پہ ہی رہ گیا تھا اور بات بگڑ گئی تھی ایک پھول کیا دے بیٹھا اس کے بدلے میں اپنی تمناؤں حسرتوں کو کھو بیٹھا کیسا آغاز ہے میری بے نام سی محبت کا اب اگر اظہار محبت کیا تو پتہ نہیں اور کیا کچھ کہنا پڑے گا اور کتنا کچھ کھونا پڑے گا میں

تو لٹ جاؤں گا میرے پاس سوچوں اور تمناؤں کے علاوہ ہے ہی کیا۔

دن گزرتے گئے مگر احمد کی ساری امیدیں ناکام ہی رہ گئی نہ تو قندیلہ خود احمد کے گھر آئی اور نہ ہی کوئی چٹھی وغیرہ ہی احمد کی طرف بھیجی احمد کی پریشانی بڑھ گئی تھی اب اس نے سمجھ لیا کہ وہ کبھی ہمارے گھر نہیں آئے گی رات کی تاریکی میں لیٹا ہوا کئی باتیں سوچ رہا تھا احمد نے سوچا کہ ایک پھول کی وجہ سے وہ کس طرح بدنام ہو سکتی ہے میری تو سمجھ سے یہ بات باہر ہے ہو سکتا ہے پھول دینے سے اس کو غصہ آیا ہو اور اس نے یہ سمجھ لیا ہو کہ میں اس کو اپنے قریب لانے کی کوشش کر رہا ہوں جو یہ بات قندیلہ کو اچھی نہ لگی ہو اور اسے بدنامی کا بہانہ کر کے یہ ساری باتیں مجھے کہیں ہوں اور پھول بھی واپس کر دیا احمد کروٹیں لے رہا تھا جب احمد کی امی اس کے پاس آئی اور کہنے لگی۔

احمد بیٹا کیا بات ہے تجھے دیکھ کر میں تو خود بھی پریشان ہوں اور راتوں کو دیر تک جاگتے رہتے ہو بیٹا بتاؤ مجھے کیا پریشانی ہے احمد اٹھ کر بیٹھ گیا اب وہ کوئی جھوٹ نہیں بول سکتا تھا کیونکہ ماں اس کے لیے سب سے زیادہ عزیز اور اہم ہستی تھی احمد کا دل دکھ سے بھرا ہوا تھا وہ آہستہ آہستہ ہچکیاں لینے لگا ماں تو جیسے تڑپ گئی تھی فوراً اپنے بیٹے کو سینے سے لگا لیا اور ماتھا چوما اور کہنے لگی۔

احمد بیٹا کیوں رو رہے ہو اپنی ماں سے اپنا دکھ چھپاؤ گے کیا تم نے میرے لیے کیا نہیں کیا اپنی جان سے بڑھ کر میرا خیال رکھتے ہو مجھے ذرا سی بھی تکلیف ہو تو تم بے چین ہو جاتے ہو اور جب تک مجھے سکون نہیں ملتا تم آرام نہیں کرتے تو اب تم پریشان ہو تو میں کیسے تم کو ایسی حالت میں چھوڑ دوں اکیلا آخر میں تیری ماں ہوں بتاؤ نہ بیٹا مجھے ساری بات احمد نے ساری حقیقت ماں کو سنا دی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا احمد کی امی احمد کو پیار اور حوصلہ دیتے ہوئے کہنے لگی۔

بیٹا تم کیوں اس راہ پر چلے ہو جس کی نہ تو مسافت ختم ہو سکتی اور نہ ہی تمہارے اندر اتنی ہمت ہے کہ تم وہاں تک جا سکو ہم جتنی بھی کوشش کر لیں کبھی ان لوگوں میں شامل نہیں ہو سکتے انہوں نے کبھی ہمیں اپنا سمجھا ہی نہیں وہ ہم سے نفرت کرتے ہیں۔

اپنی خالہ کو یعنی قندیلہ کی امی کو ہی دیکھ لو کہ ہم ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئی ہیں اور پھر ساتھ ساتھ جوان ہوئی ہیں مگر جب ہماری شادیاں ہوئیں تو وہ مجھے کیوں چھوڑ گئی فرق صرف اتنا تھا کہ میں ایک غریب گھرانے میں بیاہ کر لائی گئی اور تمہاری خالہ ایک امیر گھر کی بہو بنی دولت نے ہمارے درمیان وہ فرق ڈال دیئے ہیں جو کبھی سوچ میں نہ تھے اور نہ ہی ایسا ہو سکتا تھا میں اپنی بہن کو بہت یاد کرتی ہوں اب ہمیں یونہی جینا ہوگا قندیلہ کے بارے میں سوچنا چھوڑ دو بیٹا وہ تو بس ایک اتفاق تھا کہ میری وجہ سے تم دونوں تھوڑے سے قریب ہوئے تھے ورنہ فاصلے ویسے ہی موجود تھے جو تم دونوں کو نظر نہ آئے اگر تم مجھ سے پیار کرتے ہو تو مجھے اپنی ماں ہونے کا درجہ دیتے ہو تو ان باتوں کو بھول جاؤ جو تم کو پریشان کر رہی ہوں تم اپنی زندگی میں ان باتوں اور ان رشتوں سے

دور ہی رہو جو بعد میں ہم کو دکھ دیں میری دعا ہے کہ تم کو کبھی دکھ نہ ملیں ہمیشہ سکھی رہو بیٹا احمد کو اپنی ماں کی کہی ہوئی ساری باتیں سمجھ میں آگئیں تھیں اور وہ اپنی ماں کے حکم کا کبھی انکاری نہ تھا احمد نے اپنی ماں کو وعدہ دیا کہ وہ ایسا اب کبھی نہیں سوچے گا۔

ماں کے جانے کے بعد احمد اللہ سے دعا کرنے لگا کہ وہ سب کچھ ایک پل میں بھول جائے مگر اتنی جلدی تو یہ ناممکن تھا اس نے سونے کے لیے آنکھیں بند کیں تو قندیلہ اگھر آئی اور وہ بے تاب سا ہو گیا اب تو اس کو ان زلفوں کے سائے سے دور ہی رہنا ہو گا ان حسین آنکھوں کے حسین سپنوں سے جدا ہو کر سونا تھا گزرتے وقت کے ساتھ احمد کوشش کرنے لگا کہ قندیلہ کو بھولنے کی مگر یادیں کبھی مٹتی نہیں مگر جسم میں کہیں نہ کہیں دفن ضرور ہو جاتی ہیں۔

ادھر قندیلہ نے احمد کی چٹھی پڑھی تھی جو اس کو احمد کی بہن رخسانہ دے کر گئی تھی مگر قندیلہ نے چٹھی پڑھنے کے بعد اس کو جلا دیا قندیلہ نے بھی یہی سوچا تھا کہ مجھے ہر حال میں احمد سے دور رہنا ہے ورنہ میں تو معاشرے میں بدنام ہو جاؤں گی یہ سوچ کر وہ چٹھی کا جواب نہ دے سکی لیکن دل میں وہ یہ بات مان گئی کہ اس کا دل بھی احمد کے لیے دھڑکنے لگا ہے جب کبھی قندیلہ تنہا ہوتی تو احمد کا خیال اسے گھیر لیتا اس نے احمد کو جو سخت الفاظ بولے تھے ان لفظوں پہ اس کا ندامت محسوس ہونے لگی اسے خیال آرہا تھا کہ اس نے اچھا نہیں کیا ایک اچھے اور غریب انسان کا دل توڑ دیا احمد نے کبھی اس کو غلط قسم کی بات نہیں کی تھی جس سے قندیلہ کو تکلیف ہوتی اب قندیلہ خود سے شرمندہ ہو گئی اسے خیال آیا کہ احمد نے چٹھی میں اس کو گھر بلانے کا بھی کہا تھا لیکن میں کیوں نہ گئی وہ بیچارہ میرا انتظار کرتا ہو گا کتنی شدت سے میں نے ٹھیک نہیں کیا ان کے ساتھ اب مجھے معافی مانگنی ہو گی احمد کی آنکھوں میں کتنا پیار ہو گا میرے لیے مجھے یہ پیار دیکھنا ہو گا اگر وہ غریب ہے تو کیا ہوا اس کا دل تو ساری دولت سے امیر ہے اور پھر دولت کا رشتوں سے کیا تعلق جب پیار اور محبت پہ نہ ہو انسان کے اندر اب میں کیا کروں کس طرح احمد کے پاس جاؤں اور اس کا سامنا کروں میری وجہ سے اس کا دل دکھا میں نے اس کے دیئے ہوئے پھول کی بھی قدر نہیں کی اور اس پھول کو پاؤں سے روند ڈالا کیا یہی خلوص ہے میرے اندر اپنوں کے لیے ان لوگوں نے مجھے کتنی عزت دی میری وجہ سے ان لوگوں کو جو خوشی ملی وہ میں نے توڑ دی اب بہت ساری باتیں قندیلہ کو یاد آرہی تھیں اور وہ بے قرار ہوتی گئی قندیلہ نے سوچا کہ اب مجھے احمد کے گھر جانا ہو گا ابھی بھی وقت ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ دیر ہو جائے اور میں احمد کے جیسے اچھے اور پیارے انسان سے اور دوست سے دور ہو جاؤں اب وقت قندیلہ کو احمد کے قریب لا رہا تھا مگر احمد نے اپنی ماں کو وعدہ دیا تھا کہ وہ اس کے بارے میں کبھی نہیں سوچے گا بیقراری اور بے چینی اسے بھی تھی لیکن وہ اپنے وعدے پر قائم تھا کہ اس کی یادوں اور سوچوں سے دور ہی رہوں قندیلہ دل ہی دل میں دعا کرنے لگی کہ ایک بار احمد اس کے سامنے۔۔

آئے کئی دن تک وہ انتظار کرتی رہی آخر ہمت جواب دے گئی اور ایک دن وہ اسقدر اداس ہوئی کہ اس کی دوست کلثوم نے ڈرتے ڈرتے قندیلہ سے پوچھ لیا قندیلہ کیا بات ہے میں نے تم کو کئی دنوں سے اداس اور پریشان دیکھ رہی ہوں کہیں اس پھول دینے والے نے دھوکہ تو نہیں دیا اب قندیلہ کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ وہ اس کو کیا جواب دے وہ تو بس سر جھکائے بیٹھی رہی اب وہ اس پھول کے بارے میں سب کچھ بتا دیتی تو کلثوم کے سامنے شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا کہ چند دن پہلے تو اس نے اس پھول والی بات سے انکار کر دیا تھا کلثوم نے بہت اسرار کیا لیکن قندیلہ نے کچھ بھی نہ بتایا کیونکہ قندیلہ ایک شرم وحیا والی لڑکی تھی۔

سکول سے واپس آتے ہی قندیلہ نے سوچ لیا تھا کہ آج وہ خود احمد کے گھر جائے گی اور اس سے معافی مانگے گی اور اظہار محبت بھی کرے گی جب وہ گھر آئی تو اس نے کھانا بھی نہ کھایا اور اپنی امی کو بتانے لگی۔

آج میں اپنی سہیلی کے کلثوم کے گھر جا رہی ہوں اور پھر اپنے گھر کے صحن میں گلے ہوئے پودے سے ایک خوبصورت گلاب کا پھول توڑا اور احمد کے گھر کی طرف روانہ ہوگئی جب وہ گھر پہنچی تو احمد اس وقت چھپر کے نیچے چھاؤں تلے گہری نیند سو رہا تھا وہ سیدھی اس کے پاس گئی اور اس نے دھیمی آواز میں اسے آواز دی۔

احمد ۔احمد پلیز اٹھو احمد اٹھو میں ہوں قندیلہ مگر احمد تو شاید کئی دنوں کی نیند پوری کر رہا تھا پھر قندیلہ نے احمد کے گالوں پر ہاتھ رکھ کر جگایا احمد پھر بھی کوئی جواب نہ دیا تنگی کے غصے میں آکر قندیلہ نے احمد کو زور سے پکارا تب احمد کی آنکھیں کھلی اور حیرت زدہ ہوگئیں جب اس نے سامنے قندیلہ کو دیکھا تو وہ حیران رہ گیا احمد نے کچھ بولنا چاہا لیکن قندیلہ نے اپنا ہاتھ اس کے منہ پر رکھ دیا اور پھر احمد کا ہاتھ پکڑ کر اس کو کمرے میں لے آئی اور اس کی طرف دیکھ کر کہنے لگی۔

احمد کیا تم مجھ سے ناراض ہو

احمد ہنس کر کہنے لگا نہیں بھلا میں تم سے کیوں ناراض ہوں میں کبھی ناراض نہیں ہوتا تب قندیلہ نے اس کو اپنی ساری حقیقت بتائی اور احمد کے سامنے پھول پیش کرتے ہوئے کہنے لگی۔

میں یہ پھول تمہارے لیے لائی ہوں اپنی طرف سے مجھے آج احساس ہوا ہے کہ پھول کتنے عظیم ہوتے ہیں اور نازک بھی ہوتے ہیں تھوڑی سی بھی نفرت کی لو برداشت نہیں کر سکتے میں نے آپ کے دیئے ہوئے پھول کی قدر نہ کی اور پاؤں تلے روند ڈالا لیکن احمد تم ایسا نہ کرنا میں شرمندہ ہوں اپنے رویے پر کہ میں نے بنا سوچے آپ کو بہت کچھ کہہ دیا مجھے معاف کر دو میں اس قابل تو نہیں ہوں لیکن میرا پورا حق بنتا ہے کہ تم سے معافی مانگ لوں اب انکار مت کرنا نہیں تو میں مر جاؤں گی پلیز مجھے معاف کر دو احمد ساری باتیں خاموشی سے سن رہا تھا اور پھر کہنے لگا۔

قندیلہ اب وقت وہ نہیں رہا میں نے بہت کچھ اپنی اوقات سے بڑھ کر تم کو کہہ دیا تھا دراصل غریب لوگ ہیں جو پیار کے پیاسے ہوتے ہیں جہاں سے ہمیں تھوڑا سا بھی پیار ملتا

ہے ہم اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں اور اپنا
سب کچھ اس کو مان لیتے ہیں پھر چاہے وہ ہمیں
پیار کے بدلے پیار دے یا نفرت ہم میں جو
فرق ہوتا ہے وہ کبھی نہیں مٹ سکتا میں نے تو
سوچا تھا کہ دونوں مل کر اس فاصلے اور دوری کو
مٹا سکیں گے جو ہمارے بڑوں کی وجہ سے
درمیان میں آن پڑی ہے میں تم کو اس لیے
اپنے قریب لا رہا تھا لیکن تم مان نہ سکی اور میں تم
کو دل و جان سے چاہنے لگا تھا لیکن اب دیر
بعد آئی ہو میں روز اس دروازے کی طرف
دیکھتا ہوں کہ کبھی تو دستک سنائی دے میرا من
آج بھی تیرے لیے اداس ہے اور یہ اداسیاں
اپنوں سے ہی تو ملتی ہیں وہ دونوں باتیں کر
رہے تھے تب ہی احمد کی امی نے دروازے کی
اوٹ میں کھڑی ساری باتیں سن رہی تھی اور
اس کو اپنے بیٹے پہ بے اپنے پیار آ رہا تھا کہ ماں
کی محبت کو نئی بھلا سکا کسی اور کی محبت میں آ کر
اس نے جو مجھ سے وعدہ کیا تھا وہ اب سچ ثابت
کر رہا تھا۔

کہ اس نے قندیلہ کو انکار کر دیا ہے اپنی
محبت سے قندیلہ کو احمد کی ساری باتیں اتنی اچھی
لگی کہ وہ بے اختیار ہو کر رونے لگی اور بار بار
احمد سے معافی مانگنے لگی قندیلہ کے آخری لفاظ
تھے کہ احمد کبھی کبھی انسان کچھ باتیں دیر سے
سمجھتا ہے شاید میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا
ہے اور میں اب ان ساری باتوں کو اب سمجھ
پائی ہوں کاش میں نے سب کچھ پہلے ہی جان
لیا ہوتا تو آج تم سے دور نہ ہوتی مگر احمد اپنی
بات پہ اب بھی قائم تھا جب قندیلہ نے دیکھا
کہ احمد اس کو معاف نہیں کر رہا تھا تو وہ اور بھی
زور زور سے رونے لگی پھر احمد کی ماں کو قندیلہ
پہ ترس آ گیا وہ جلدی سے اندر آئی اور قندیلہ کو
گلے لگا لیا اور کہنے لگی۔

تم کیوں روتی ہو احمد کی کیا مجال کہ وہ تم کو
معاف نہ کرے وہ میری بات سے انکار نہیں کر
سکتا اسے تو میں نے ہی روکا تھا کہ اب وہ
تمہاری باتوں اور تمہارے سامنے سے دور
رہے مگر اب میں اس کو کہوں گی کہ وہ تجھے
معاف کر دے اور تیری محبت کو قبول کرے۔

پھر جب ماں نے حمد کو حکم دیا تو احمد نے
فوراً ماں کی بات مان لی اور قندیلہ کو معاف کر دیا
اور اس کی محبت کا اقرار جرم بھی کر لیا اب
دونوں میں انتہا کی خوشی تھی جب ماں باہر چلی
گئی تو احمد نے قندیلہ کو پکڑ کر گلے لگا لیا اور کہنے
لگا۔

محبت میں بہت طاقت ہوتی ہے انسان نہ
چاہتے ہوئے بھی محبت کرنے والوں کے قریب
چلا جاتا ہے قندیلہ نے احمد کو پھول دیتے ہوئے
اظہار محبت کر لیا۔ دونوں بہت خوش تھے۔

اب قارئین آپ بھی دونوں کے لیے دعا
کرو کہ وہ ہمیشہ خوش رہیں آمین آپ کی رائے
کا منتظر محمد قاسم خاں ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ۔

خوب کی مانند ... تم ہو سراپے ... بنایا ہے تجھے
قدرت والے نے کمال ... تیری نظروں نے تیری آنکھوں
نے ..... کر دیا مجھے تیرا دیوانہ ... کوئی بہانا ..... تم
آئے تھے بن بلائے ..... اور چلے گئے ..... بتائے ..... یہ
کیا کھیل ہے تنہا کیا رہتی ہے ... دل کی لگی وہی ...
کیوں ہمارا یہ نام بھی ہے ... اے ... والوں وفا کی بھی
کوئی ریت ہے

حسن کا جادو

۔۔۔تحریر: محمد سلیم اختر۔راولپنڈی۔

محترمہ بجیا شہزادہ التمش۔

سلام عرض ہے۔

آج پھر ایک کہانی لے کر حاضر ہو رہا ہوں یہ کہانی باقی کہانیوں سے ہٹ کر ہے لیکن پڑھنے والوں کے دلوں پہ ہمیشہ اپنا راج قائم رکھتی ہے۔ یہ کہانی ہندوستان کے ایک بادشاہ کی ہے امید ہے کہ آپ اس کو پڑھ کر انجوائے کریں گے میں نے اس کا عنوان۔ حسن کا جادو رکھا ہے

جواب عرض کی پالیسی کے مطابق اس کہانی میں شامل تمام کرداروں کے مقامات کے نام بدل دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کی ذمہ دار ادارہ جواب عرض یا رائٹر نہ ہوگا۔ آخر میں سب کو خلوص بھرا سلام۔

کسی زمانے میں دریائے گنگا کے کنارے ایک شہر آباد تھا جس کا نام کنک پور تھا یہاں راجا سودھن کی حکومت تھی رعایا بڑے آرام سے زندگی گزار رہی تھی جرم اور قانون کی خلاف ورزی کا کوئی تصور ہی نہ تھا اپنے ملک کے دفاع کے لیے راجا بذات خود ناقابل تسخیر دیوار کی مانند تھا وہ اگر خود کسی جگہ کمزور پڑتا تو وہ موقع گناہ یا قانون کی خلاف ورزی کا موقع ہوتا تھا ورنہ وہ بڑا نڈر بڑا جدی اور بہت ہی پر ہیبت راجا تھا وہ ہمیشہ گناہ کے ارتکاب سے خوفزدہ رہتا اور دیوتاؤں سے پراتھنا کرتا رہتا کہ دیوتا اسے برائی سے بچائیں۔

اسی شہر میں ایک سوداگر رہتا تھا جو بڑا امیر کبیر تھا اس کی ایک نوجوان حسین بیٹی بھی تھی جس کا نام روما دیوی تھا۔ اس لڑکی کے حسن کا چرچا دور دور تک تھا۔ لڑکی شادی کے لائق تھی چنانچہ اس کا باپ راجا کے دربار میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔

مہاراج میری ایک بیٹی ہے جسے حسن کے اعتبار سے اس دنیا کا بہترین ہیرا کہا جا سکتا ہے اور چونکہ مہاراج دنیا کے تمام ہیروں کے مالک ہیں لہذا میرا فرض ہے کہ قبل اس کے میں یہ ہیرا کسی کو پیش کروں ضروری خیال کرتا ہوں کہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔

راجا نے یہ سنکر دربار میں موجود جوتشیوں سے زائچہ بنوایا۔ کہ دیکھیں اس لڑکی سے اس کی شادی ملک کے لیے سودمند ثابت ہوگی یا نہیں۔ جوتشی بڑے جہاندیدہ تھے انہوں نے آپس میں اس بات سے اتفاق کیا کہ اگر راجا نے اتنی حسین لڑکی کو اپنی رانی بنالیا تو وہ پھر اس کے حسن اور عشق میں گرفتار ہو کر ملک اور قوم کو فراموش کر بیٹھے گا اور عجب نہیں کہ اس کے نتائج اس سے بھی زیادہ تباہ کن ثابت ہوں چنانچہ انہوں نے دربار میں حاضر ہو کر راجا کو سلطنت کے حق میں لڑکی کے

منحوس ہونے کی اطلاع دی اور راجا ان کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے شادی سے انکار کر دیا لیکن راجا کی ہدایت پر لڑکی کے باپ نے اپنی بیٹی کی شادی راجا کے سپہ سالار بلادھر سے کردی۔ اور روما دیوی اب اپنے شوہر کے ساتھ خوش وخرم رہنے لگی لیکن اسے غم اس بات کا تھا کہ راجا نے اپنے جوتشیوں کے کہنے پر اسے منحوس قرار دے کر اس سے شادی سے انکار کر دیا تھا سرسوتی کے تہوار کے موقع پر راجا اپنے ہاتھی پر سوار ہو کر شہر میں میلے کا انتظام دیکھنے کے لیے نکلا ہاتھی کے آگے آگے نقیب یہ ہدایت کر رہے تھے کہ شہر کی تمام عورتیں پردہ کر لیں کہیں ایسا نہ ہو کہ راجا کے حسن کو دیکھ کر وہ اس پر فریفتہ ہو جائیں اور معاشرتی زندگی میں کسی انقلاب کا خطرہ لاحق ہو۔۔۔

روما دیوی نے جب یہ اعلان سنا تو اس نے اوپر سے جھانک کر ہاتھی پر سوار راجا کو دیکھا ادھر راجا کی نظر بھی اس پر پڑی اس حسین وجمیل عورت کو دیکھ کر خود راجا اپنے حواس گنوا بیٹھا۔ اور بے ہوش ہو گیا۔ اس حالت میں اس کے خدمت گار اسے محل میں لائے جب راجا کے حواس بحال ہوئے تو اس نے عورت کے بارے میں دریافت کیا اس کے غصہ اور غم کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ جب اسے یہ معلوم ہوا کہ اسی لڑکی کے باپ نے راجا کو پیشکش کی تھی کہ وہ اس کی لڑکی سے شادی کر لے لیکن جوتشیوں کے کہنے میں آ کر اس نے انکار کر دیا تھا چنانچہ اس نے ان تمام بوڑھے جوتشیوں کو ملک بدر کر دیا جنہوں نے لڑکی کو منحوس قرار دیا تھا۔

اب راجا کے لیے ہجر وفراق کی راتیں گزارنا بڑا ہی کٹھن مرحلہ تھا یہ چاند سا ڈھیٹ ہے اور بے شرم ہے کہ اس حسینہ کے سامنے چمکتا ہے راجا اب دن رات ان ہی خیالوں میں غرق رہنے لگا اب وہ سوکھ کر کانٹا ہو گیا تھا آخر ایک دن اس کے مشیروں نے اصرار کر کے اس سے اس کے دل کا راز اگلوا ہی لیا

اے راجاؤں کے راجا۔ یہ کون سی مشکل بات ہے آپ اس سے شادی کر سکتے ہیں آخر وہ آپ کی رعیت میں ہے۔ ایک منہ چڑھے درباری نے مشورہ دیا لیکن راجا نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ سپہ سالار بالادھر کو جب پتہ چلا تو وہ راجا کی خدمت میں حاضر ہوا اور فراخدلی کے ساتھ راجا کے حق میں اپنی بیوی سے دست بردار ہو جانے کی پیشکش کی لیکن اس پر راجا کو غصہ آ گیا کہنے لگا۔

تم جانتے ہو بالادھر ہم اس ملک کی قسمت کے مالک ہیں اگر ہم ہی اپنے بنائے ہوئے قانون کی خلاف ورزی شروع کر دیں تو رعایا میں کون ہوگا جو ہمارے حکم کی تعمیل دل وجان سے اور ہماری عزت روح کی گہرائیوں سے کرے گا تم میرے قریبی عزیز ہو لیکن تمہیں کیوں یہ خیال آیا کہ چند لمحوں کے مسرت کی خاطر میں آنے والے زمانے کے لوگوں کو اپنے اوپر ہنسنے کا موقع دوں گا۔ اور اپنی آئندہ نسلوں کے لیے ایک مستقل عذاب پیچھے چھوڑ جاؤں گا۔ یاد رکھو میری زندگی میں کبھی ایسا موقع آیا تو میں ایسے فعل قبیح کا ارتکاب کرنے سے زیادہ موت کو پسند کروں گا۔

اس طرح اس مہان راجا نے قانون کی عظمت کو برقرار رکھا کیونکہ جو لوگ عظیم ہوتے ہیں انہیں زندگی کی پرواہ نہیں ہوتی دنیاوی خوشیاں

بچا فصل کرنے کے لیے قانون کی بھینٹ دینا بھی انہیں پسند نہیں ہوتا۔

جب راجا کی حالت زیادہ بگڑ گئی تو پرجا محل کے باہر جمع ہوکر راجا سے مطالبہ کرنے لگی کہ وہ اومادیوی سے شادی کرلے لیکن ہٹیلا راجا اپنے فیصلہ پر اڑا رہا اور آخر کار ایک دن دنیا سے رخصت ہوگیا بالا دھر نے جب راجا کی موت کی خبر سنی تو وہ اپنے عظیم مالک کی جدائی برداشت نہ کرسکا اور راجا کی جلتی چتا میں کود پڑا اور خود بھی جل مرا۔

کہانی سنا کر روح نے پھر راجا سے سوال کیا ہاں تو اے راجا بتا کہ دونوں میں کون زیادہ پرخلوص تھا راجا یا سپہ سالار۔ مگر یاد رکھ اگر تو جواب سے مدقف ہے اور بتانے سے گریز کرتا ہے تو تیرا سرپاش پاش ہوجائے گا۔

راجا نے جواب دیا۔ راجا زیادہ پرخلوص تھا کیوں۔ روح نے اعتراض کیا۔ کیا سپہ سالار پرخلوص نہ تھا۔ اس نے راجا سے اس درجے وفاداری کا ثبوت دیا کہ اس نے اپنی بیوی کو جس کی رفاقت میں اس کا ایک عرصہ گزرا تھا راجا کی خدمت میں پیش کردیا۔ اور پھر یہ کہ وہ خود راجا کی چتا میں جل کر ہلاک ہوا اس کے خلوص اور قربانی کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوسکتا ہے۔

راجا تری وکرم سین مسکرایا اور بولا۔ تیرا خیال درست نہیں سپہ سالار جو راجا کا ایک خادم تھا اس نے جو کچھ کیا وہ اس کا فرض تھا کیونکہ خدام کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے مالکوں کو بچانے کے لیے جانوں کی قربانی سے بھی دریغ نہ کریں۔ لیکن ذرا راجا کی طرف تو دیکھ طاقت کے نشے میں چور قانون کا غلام جاہ وجلال اور شان وشوکت کا وہ امین ایسے لوگ اگر اتنا کچھ قبضے میں رکھنے کے باوجود قانون کی بالادستی کو قائم رکھیں اور شہوانی خواہشات کو عوام کی فلاح وبہبود اور ملک کے سکون اور اطمینان پر قربان کردیں اور نفس کو کچل دیں وہ واقعی عظیم کہلانے کے مستحق ہیں اب تو ہی بتا کون زیادہ پرخلوص تھا راجا یا فوجی سردار

یقیناً راجا ہی تھا۔

وکرم سین یہ کہہ کر چپ ہوگیا روح جواب سن کر ایک بار پھر راجا کے کندھے سے غائب ہوگئی اور راجا پر شیشم کے درخت پر سے لاش کو کندھے پر اٹھالایا روح راجا کی ثابت قدمی سے بہت خوش تھی راجا ایک بار پھر اپنی منزل کی جانب لاش کے ساتھ آگے بڑھ رہا تھا چنانچہ روح نے راجا کو ایک اور کہانی سنائی۔ وہ اگلے ماہ شائع کی جائے گی۔

غزل

تیری جدائی میں ہر پل تڑپنا اچھا لگتا ہے
تیری حسین نظروں میں کھویا رہنا اچھا لگتا ہے
تیرا درد وغم قائم ہے اسی میری اداسی سے
تجھے ہر وقت تڑپتا جاناً اچھا لگتا ہے
کوئی تو ہو مہربان جو میرے دل کی ویرانی کو جانچے
ہر کسی کے دل میں گھر بنانا اچھا لگتا ہے
دنیا تو ہے سنگدل جو میرے اداس موسم کا سبب ہے
کسی ایک کے لئے جینا مرنا اچھا لگتا ہے
شاہد دیوانہ مر رہا ہے کسی بے وفا کے لئے انجان
کسی ہرجائی بے وفا کے لئے خود کو برباد کرنا اچھا لگتا ہے

☆ ---------- شاہد سلیم۔ کچہ مروٹ

وہ شخص تمہارا ہو جائے
اے کاش! کہ ایسا ہو جائے
اے کاش! کہ ایسا ہو جائے

☆ ---------- بلقیس خان عرف بو

انتظار

---تحریر: ریاض تبسم۔ فیصل آباد

محترم بھائی شہزادہ التمش
سلام عرض ہے۔ آج پھر ایک کہانی لے کر حاضر ہو رہا ہوں یہ کہانی مجھے فون پر مہک نے سنائی ہے میں نے اس کہانی کا نام انتظار رکھا ہے کیونکہ وہ آج بھی اس کا انتظار کر رہی ہے۔ میں اس کہانی کو لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہے اس کا فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔ آپ کو میری یہ کہانی بہت پسند آئے گی آپ بتائیں کہ اس میں مہک غلط تھی۔ یا دل غلط ہے یا پھر مہک کا خاوند غلط تھا یہ فیصلہ آپ نے کرنا ہے

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہو گی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

میں نے ایک متوسط گھرانے میں آنکھ کھولی میری پیدائش پر بہت زیادہ خوشی منائی گئی اور پھر کچھ بڑی ہوئی تو مجھے سکول میں داخل کروا دیا گیا۔ پڑھنے میں میں بہت ہی لائق تھی لہذا ہر کلاس میں میں فسٹ پوزیشن حاصل کرتی تھی اور یوں پڑھتے پڑھتے میں میٹرک تک پہنچ گئی اور میٹرک بھی میں نے اچھے نمبروں سے پاس کر لیا اس کے بعد میں نے پڑھائی کو الوداع کہہ دیا اس کی وجہ گھر میں میری شادی کی تیاری تھی جس کا مجھے بعد میں پتہ چلا۔ میں خوش تھی کہ میں گھر والوں کی امیدوں پر پورا اتری چلی آئی ہوں ورنہ سکول وقت میں بھی بہت کچھ ہو جاتا ہے کسی سے لوکسی سے چاہت کسی سے پیار۔ لیکن میرے دل میں ایسا کچھ بھی نہ تھا میں نے ایسا کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ میری شادی جلد ہی کر دی گئی۔ میں اپنا گھر چھوڑ کر پیا گھر آ گئی۔ گھر والوں کی طرح یہاں بھی مجھے بہت چاہت ملی میں خود کو خوش قسمت تصور کرتی تھی کہ مجھے ہر طرف سے خوشیاں ہی مل رہی ہیں لیکن وقت کے بدلنے کا کب پتہ چلتا ہے۔ اتنے بڑے گھر میں ہم دونوں میاں بیوی ہی ہوتے تھے۔ اور میرا شوہر اکثر راتوں کو لیٹ آتا تھا۔ اور مجھے اتنے بڑے گھر سے ڈر لگتا تھا ایک دن میں اپنے شوہر سے کہا یا تو جلدی گھر آ جایا کریں یا پھر میرے لیے کچھ حل تلاش کریں کیونکہ راتوں کو مجھے ڈر لگتا ہے۔ میری بات سن کر وہ سوچنے لگے کہ میں کہتی تو ٹھیک ہوں لیکن وہ کر بھی کیا سکتے تھے کیونکہ وہ اکیلے ہی بہنوں کے بھائی تھے اور سب بہنیں شادی شدہ تھیں اپنے اپنے گھروں میں خوش تھیں۔ وہ کافی دیر تک سوچتے رہے لیکن میرے دل میں ایک آئیڈیا آیا میں نے کہا کیوں نہ ہم گھر میں کسی کرایہ دار کو لے آئیں اس سے میرا دل بھی لگا رہے گا اور رونق بھی۔ میری بات ان کو پسند آ گئی اور انہوں نے کہا۔

ٹھیک ہے ایسا ہی کرتے ہیں اور پھر کچھ ہی دنوں بعد ہمارا گھر کرایہ پر چڑھ گیا بیرونی حصہ ہم نے کرایہ پر دیا تھا لیکن انٹری گیٹ ایک ہی تھا۔ وہ دو میاں بیوی تھے ان کے دو بچے تھے جو ابھی چھوٹے تھے۔ ان کا میاں صبح ڈیوٹی پر چلا جاتا اور ہم دونوں مل کر باتیں کرتی رہیں یہاں تک کہ وہ رات کو اکثر میرے پاس ہی رہتی۔ ایک دن۔ اچانک ان کے گھر ایک لڑکا آیا۔ میں نے اس کو پہلی بار دیکھا تھا۔ میں نے اس پر زیادہ توجہ نہ دی۔ لیکن پھر وہ ہر روز ہی آنے لگا۔ اور میں محسوس کرنے لگی جیسے اس کی آنکھیں مجھ پر ہی ٹکی رہتی ہیں مجھے اس سے ڈر لگنے لگا تھا میں اس کی آنکھوں میں بہت کچھ دیکھ چکی تھی شاید وہ مجھ سے پیار کرنے لگا تھا لیکن میں کنواری نہ تھی شادی شدہ تھی۔ ایک پیار کرنے والا خاوند تھا۔ میں نے سوچا کہ میں صبح عورت سے بات کروں گی کہ وہ اس کو منع کرے کہ وہ اس گھر میں نہ آیا کرے اور دوسرے دن میں نے بات کر دی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ لڑکا آنے سے رک گیا کافی دن وہ نہ آیا لیکن پیار تو شاید مجھے بھی اس سے ہو گیا تھا اس کا نہ آنا میرے لیے عذاب بن رہا تھا۔ لیکن میں کسی کو کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی۔ کیونکہ میں نے خود اس کو آنے سے منع کیا تھا اور اب خود ہی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ یہ پیار بھی عجیب ہوتا ہے ہوتا ہے تو پھر ہوتا ہی چلا جاتا ہے میری حالت بھی ایسی ہو گئی تھی مجھے اپنے خاوند کا انتظار نہ ہوتا تھا اس کا انتظار ہوتا تھا۔ اور وقت کے ساتھ ساتھ میرا خاوند بھی بدلنے لگا تھا وہ پہلے رات کو کچھ دیر سے آتا تھا لیکن اب وہ اکثر راتوں کو باہر رہنے لگا تھا۔ اور جب آتا تھا تو اس کے منہ سے شراب کی چرس کی بدبو آتی تھی ایک دن میں نے اس سے پوچھ ہی لیا تو میری بات سن کر اس کا ہاتھ مجھ پر اٹھ گیا ایک بار ہاتھ اٹھ جائے تو پھر رکتا نہیں ہے اس نے بھی میرے ساتھ ایسا ہی کیا کہ اب وہ ہر روز بات بات پر مجھے نہ صرف ڈانٹتا تھا بلکہ مارتا تھا۔ مجھے اس گھر سے گھٹن ہونے لگی ایک دن میں اس عورت سے کہا آپ کا وہ کزن نہیں آتا ہے۔ میری بات سن کر وہ بولی کہ آپ نے خود ہی اس کو منع کیا تھا میں نے آنے سے رک دیا ہے۔ میں نے اس کو بلائیں میں اس کو اب کچھ نہیں کہوں گی میری بات سن کر وہ خوش ہو گئی اور دوسرے دن ہی وہ لڑکا آ گیا۔ اور اس کی نظروں میں وہی پیار تھا وہی چاہت تھی وہ کچھ تھا جو میں پہلے دن سے دیکھ رہی تھی اب مجھے بھی اس سے پیار ہو گیا تھا میں نے خود اس کو بات کرنے کا موقع دیا اور موقع کیا دیا کہ وہ میرا مالک ہی بن کر رہ گیا۔ ادھر میرے خاوند کے ظلم مجھ پر بڑھتے چلے گئے وہ مجھے اس لڑکے کے طعنے دیتا تھا کہ میں اس کے بری ہوں وہ کہتا تو ٹھیک تھا لیکن میں الٹا اس پر برس پڑتی کہ وہ مجھے ایسے ہی بدنام کر رہا ہے لہذا میں اس گھر میں نہیں رہوں گی۔ اس نے بھی کہہ دیا کہ ٹھیک ہے اپنے ماں باپ کے گھر چلی جاؤ۔ میں نے اسی دن بادل سے کہا کہ میں اپنے ماں باپ کے گھر جا رہی ہوں۔ وہ بولا ہاں جاؤ اور جاتے ہی اس سے طلاق کا مطالبہ کر دو میں تم سے شادی کرنے کو تیار ہوں میں نے کہا ٹھیک ہے میں ایسا ہی کروں گی۔ اب جو بادل مجھے کہتا تھا میں ایسا ہی کرتی تھی کیونکہ میں نے بادل کے خواب دیکھنا شروع کر دیئے تھا اس کو اپنی زندگی کا مالک سمجھ بیٹھی تھی۔ میں والدین

نتی گھر آ گئی اوران سے کہہ دیا کہ میں اس کے ساتھ ایک دن بھی رہنا نہیں چاہتی وہاں میں جہنم جیسی زندگی بسر کر رہی ہوں میرے گھر والوں کو کچھ کچھ پہلے سے معلوم تھا کہ میرا شوہر مجھ پر ظلم کرتا ہے لہذا میری باتیں سن کرانہوں نے بھی وہ کچھ کیا جو میں چاہتی تھی انہوں نے مجھے اس سے طلاق لے کر دے دی۔

یہاں ماں باپ کے گھر آ کر بھی میرا رابطہ بادل سے قائم رہا تھا ہر روز رات کو ہم باتیں کرتے تھے اور پوری پوری رات ہی باتوں میں گزر جاتی تھی میں اس کے پیار میں پاگل ہو گئی تھی اور یہی چاہتی تھی کہ کب میری عدت کے دن پورے ہوں اور میں اس سے شادی کرلوں۔ میں اس کے ساتھ باہر پارکوں میں ملنے جانے لگی اور کئی بار اس کے گلے بھی لگ جاتی۔ مجھے بہت سکون ملتا تھا۔ ہم اکثر مقبرہ جہانگیر جاتے تھے۔ ہماری محبت کو ایک سال ہو گیا تھا۔ ایک روز اس نے مجھے مقبرہ جہانگیر بلایا میں اس کا حکم سنتے ہی اس کے پاس چلی گئی۔ وہ میرا ہی انتظار کر رہا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی اس نے اپنی بانہیں پھیلا دیں اور میں اس کی بانہوں میں آ گئی بہت سکون ملا تھا مجھے ایسا کرنے سے۔ وہ بولا۔

مہک میں نے تم کو ایک ضروری بات کہنے کے لیے یہاں بلایا ہے۔ ہاں ہاں بولو کیا بات ہے میں نے اس کو دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا۔ بات یہ ہے کہ میں بیرون ملک جا رہا ہوں اور دو سال بعد آؤں گا اور پورے دو سال بعد اسی جگہ پر ہماری ملاقات ہوگی یہ ہماری آخری ملاقات ہے اس کی بات سن کر میں ٹوٹ سی گئی کیونکہ اس نے بات ہی ایسی کردی تھی لیکن وہ اچھا مستقبل چاہتا تھا۔ اس کی باتوں نے مجھے مطمئن کر دیا تھا۔ یہ ہماری آخری ملاقات تھی۔ نہ صرف آخری ملاقات تھی بلکہ رابطہ کا بھی آخری دن تھا اس کے بعد اس نے مجھ سے رابطہ نہ کیا میں ہر روز اس کا انتظار کرتی انتظار میں ہی میں نے دو سال گزار دیئے۔ اور دو سال بعد اسی ڈیٹ کو میں مقبرہ جہانگیر چلی گئی اور پورا دن وہاں گزار دیا لیکن وہ نہ آیا۔ میں ٹوٹے قدموں سے واپس آ گئی۔ اب میں ہر سال اسی ڈیٹ کو مقبرہ جہانگیر جاتی ہوں پورا دن اس کا انتظار کرتی ہوں لیکن وہ وہاں نہیں آتا ہے وہ مجھے شاید بھول گیا ہے لیکن میں اس کا بھولی نہیں ہوں آج بھی مجھے اس کا انتظار ہے اگر وہ میری کہانی پڑھے تو یہ سوچ لے کہ میں اس کے انتظار میں بیٹھی ہوئی ہوں۔ اور شاید مرتے دم اس کا ہی انتظار کروں گی۔ آج پانچ سال ہو گئے ہیں میں ہر سال وہاں جاتی ہوں لیکن ناکام واپس آ جاتی ہوں۔ آج سوچتی ہوں کہ کیا بادل نے مجھ سے دل لگی تو نہیں کی لیکن دل کہتا ہے کہ نہیں وہ ایسا نہیں ہے وہ ایک دن ضرور میرے پاس آئے گا میرا پیار اس کو ضرور میرے پاس لائے گا۔ اور وہ دن میری زندگی کا سب سے حسین دن ہوگا۔

قارئین کرام یہ کہانی مجھے فون پر مہک نے سنائی ہے جو میں نے ویسی کی ویسی آپ تک پہنچا دی ہے میں اس کہانی کو لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہے اس کا فیصلہ آپ نے کرنا ہے آپ سے گزارش ہے کہ وہ مہک کے لیے دعا کریں کہ اس کا انتظار ختم ہو جائے اس کا بادل واپس اس کے پاس لوٹ آئے۔ تاکہ اس کی زندگی میں بہار آ سکے۔۔۔۔۔

کاغذ کے پھول

تحریر۔ حنا مرید۔ راولپنڈی۔

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
پرانے کاغذوں کے پلندہ سے ایک مسودہ ملا جس کا نام پچھتاوے کی آگ منتخب کر کے ارسا خدمت ہے میری کہانی نبیلے پہ دہلا اور محبت امر رہے گی کو قارئین جواب عرض نے پسند کیا جس کی وجہ سے آج تک ایس ایم ایس موصول ہو رہے ہیں جن قارئین نے میری کہانی کو پسند کیا میں ان کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں اور ان کی قیمتی رائے کا منتظر رہتا ہوں پہلے کی طرح یہ کہانی بھی آپ سب قارئین کو بہت پسند آئے گی اور پڑھنے والوں کو اپنے سحر میں ڈبو لے گے ملاحظہ کیجئے ایک دکھی داستاں۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

میں ایک پرائیویٹ میں استانی ہوں میں نے انٹر تک تعلیم حاصل کر کے تعلیم کو خیر آباد کہہ دیا ہم تین بہنیں ہیں بھائی کوئی نہیں ہے بچپن میں بہت اچھا وقت گزرا ابھی ہوش سنبھالا ہی تھا کہ جب میں آٹھویں کلاس میں تھی تو میرے والد صاحب فوت ہو گئے تھے والد کی وفات کا شدید دکھ پہنچا میں کافی اپ سیٹ رہنے لگی خاندان والوں کے ساتھ رہے تو ہی زندگی سے سمجھوتہ کیا پھر آہستہ آہستہ حالات معمول پر آنے لگے تو وقت کا پتہ ہی نہ چلا ابو کے چلے جانے کے بعد امی نے بہت خیال رکھا ہمارا۔

میں ایک بات بتاتی چلوں کے میں اپنی امی کی بہت لاڈلی تھی امی کو آنکھیں بند کر کے یقین تھا مجھ پر اس لیے تو انہوں نے کالج میں ایڈمیشن بھی دلوایا ورنہ ہمارے ہاں لڑکیوں کو میٹرک تک ہی تعلیم دلوائی جاتی تھی۔

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے حسین بنایا تھا اپنی بہنوں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھی اور ذہین میں ہی تھی اور یہ میں نہیں لوگ کہتے تھے اور میری کو بھی مجھ سے بہت امیدیں وابستہ تھیں لیکن وقت بھی کبھی کبھی کروٹیں لیتا ہے کچھ پتہ ہی نہیں چلتا۔۔

جب میں میٹرک میں تھی جوانی اپنے جوبن پر تھی لڑکیوں کو موبائل استعمال کرتے دیکھتی تو میرے دل میں بھی حسرت ہوتی پیدا ہوئی کہ میں بھی موبائل استعمال کروں کسی سے بات کروں کوئی تو ہو جو میرے جذبات کو سمجھے مجھے اپنا مانے سب یہی خیال دل میں مسلسل پیدا ہوتے رہے تو ایک دن آپی موبائل گھر چھوڑ گئی غلطی سے تو میں نے موبائل اٹھا لیا اور اپنے کزن یعنی خالہ زاد سے ہیلو ہائے کی او

بعد وہ مجھے اور بھی اچھا لگنے لگا تھا۔
پھر میں روز آپی سے موبائل مانگ لیتی تھوڑی دیر اس سے بات کر لیتی اس کے اندر نا جانے کیسی کشش تھی جو مجھے اپنی طرف مائل کر رہی تھی بس کھینچتی ہی گئی جب تک اس سے بات نہ ہو جاتی مجھے چین ہی نہیں آتا راتوں کو نیندیں خراب ہو گئی تھی ہر ٹائم اسی کا خیال ہر بات اس سے شیئر کرتی آخر کار امی نے گھر کا فون لے لیا اور میں موبائل سے اس سے بات کرنے لگی اور ہر ٹائم اسی سے بات ہوتی رہتی تھی الغرض اس کی محبت میں میں پوری طرح پاگل دیوانی ہو چکی تھی پھر ایک دن عمر نے مجھے بتایا۔
وہ اپنے گاؤں کی کسی لڑکی صبا سے پیار کرتا ہے اسے پاگلوں کی طرح چاہتا ہے لیکن اسے حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ عمر کی محبت یک طرفہ تھی اور دوسری بات اس لڑکی کی منگنی بھی ہو چکی تھی اور وہ اپنے منگیتر کے ساتھ بہت پیار کرتی تھی ان سب باتوں کے باوجود وقار اسے پاگلوں کی طرح چاہتا تھا۔
عمر یہ سب باتیں مجھے اپنی اچھی دوست سمجھ رہا تھا اور مجھ سے کوئی اچھا مشورہ چاہتا تھا لیکن مجھ پر تو جیسے قیامت ٹوٹ پڑی تھی میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی مجھے کچھ ہوش نہ رہا میں کیا ہوں کون ہوں سب بھول گئی تھی اور کافی دیر بعد ہوش میں آئی جب کہ کال بند ہو چکی تھی لیکن اس بات کا مجھے شدید صدمہ پہنچا خیر میں نے خود کو حالات کے حوالے کر کے ایک اچھا دوست ہونے کا ثبوت دیا اور اسے کہا۔
میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں تمہارا پیار ضرور تمہیں ملے گا کیونکہ اب تک میں نے اس سے اپنے پیار کا اظہار نہیں کیا تھا۔
پھر حالات معمول پر آنے لگے اور میں اب وقار سے صرف ایک کزن کے ناطے ایک اچھے دوست کی حیثیت سے بات کرنے لگی کیونکہ میں نے اپنی تمام تر جذبات وخیالات کو قابو کر لیا تھا دن گزرتے گئے ہماری اسی طرح ہی بات ہوتی رہی پھر اجب ہمیں گرمیوں کی چھٹیاں ہوئی تو ہم گاؤں گے عمر سے دوستی کے بعد میں پہلی بار گاؤں گئی تھی یعنی ہماری دوستی پہلی ملاقات تھی۔
قارئین میں اپنے منہ آپ میاں مٹھوں بننے کی کوشش نہیں کر رہی حقیقت بات بتاتی چلو کہ خدا نے مجھے حسن بھی بہت ر دیا تھا کوئی بھی انسان تعریف کیے بنا نہیں رہ سکتا تھا اور لوگوں کا کہنا تھا وہ میرے ساتھ بلا کل بھی نہیں جچتا تھا لیکن میری نظر میں وہ میرے لیے دنیا کا سب سے خوبصورت انسان تھا اس جیسا کوئی نہیں تھا میں نہیں اس کی مسکراہٹ تو جان لیوا تھی جب میری طرف دیکھ کر مسکراتا تو جیسے آسمان سے چاند نکل آیا ہو لبوں جب میں عمر کے گھر گئی تو سب سے ملنے کے بعد عمر سے بھی ہاتھ ملایا اور شام کو عمر سامنے کھڑا تھا اپنے صحن میں اور میں اندر کمرے میں بیٹھی تھی بھابھی سے باتیں کر رہی تھی تو عمر مجھے چھپ چھپ کر دیکھ رہا تھا کھڑکی سے اور وہ پتہ نہیں ایسا کیوں کر رہا تھا وہ ڈرائیکٹ اندر آ کر مجھے سے بات کر سکتا

ہے لیکن جتنے دن میں ادھر رہی وہ مجھے چھپ چھپ کر ہی دیکھتا کھانے کے دوران بھی اس کی نظریں میرا ہی تعاقب کرتی رہی کھانا کم ہی کھاتا زیادہ مجھے ہی دیکھتا رہتا اور اس بات کو اس کی بھابھی نے بھی محسوس کرلیا پھر اس نے مجھے ایک ایس ایم ایس کیا جو مجھے بہت اچھا لگا میسج میں اس نے لکھا تھا کہ تو اتنی پیاری لگ رہی ہے اور میں نے سوچا نہیں تھا کہ تو اتنی پیاری بھی ہوسکتی ہے مجھے لگتا تھا کہ تو میری جان لے کر ہی رہے گی اور وہ مجھے کہنے لگا کہ دو دن اور رک جاؤ ہمارے گھر ابھی مت جاؤ تو ایک دن اس کے لیے مزید ٹھہرنا پڑا!

جب ہم واپس آرہے تھے تو عمر کی آنکھوں میں نمی تھی اور اس دن پہلی بار میں نے اس کی آنکھوں میں اپنے لیے پیار دیکھا تھا اور شاید وہ پیار تھا جو میں نے فیل کیا تھا۔

اس دن سے ہماری محبت شروع ہوگئی عمر نے مجھ سے اظہار محبت نہ کیا تھا لیکن دل ہی دل میں وہ مجھے چاہنے لگا تھا اب وہ یہی چاہتا تھا کہ میں اس سے بات کرتی رہوں میں اس سے بات نہ کرتی تو اس کا کھانا ہضم نہیں ہوتا تھا وہ میرا ہر طرح سے خیال رکھتا تھا بس مجھے اس کے اس پیار کی ہی تو ضرورت تھی میں اس کے پیار میں پوری طرح پاگل ہوتی چلی گئی اور وہ بھی صبا کو بھول گیا اور مجھ میں کھو گیا تھا مجھے اپنا پیار ماننے لگا تھا پھر میری آپی کی شادی شروع ہوئی عمر مجھ سے ضد کرنے لگا۔

میں شادی کی دعوت دینے کے لیے آؤں گا تو مجبور مجھے جانا پڑا جاتی بھی کیوں نہ مجھے میرے محبوب نے بلایا تھا لیکن وہاں جاکر مجھے بہت مایوسی ہوئی کیونکہ عمر نے مجھے کوئی خاص لفٹ نہیں کروائی تھی اس نے مجھے کوئی خاص اہمیت نہ دی بددعا سلام کے بعد گھر سے چلا گیا جس کا مجھے بہت افسوس ہورہا تھا میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ یہ اس کا دل اداس ہے۔

پھر ہم اگلے دن واپس آگئے میں ٹوٹے ہوئے دل سے واپس آئی اور شادی کی تیاریوں میں مصروف ہوگئی مجھے لگا تھا کہ عمر شادی میں نہیں آئے گا مہندی کی رات تمام لڑکیاں تیاری ہوئی تھیں میں نے پنک کلر کا سوٹ پہنا تھا ہاتھوں پر مہندی کا رنگ بھی خوب آیا ہوا تھا اور گجرے پہنے ہوئے تھے جو حسن کو چار چاند لگارہے تھے مختصر یہ کہ میں بہت پیاری لگ رہی تھی اتنے میں مجھے گلی کے دروازے سے اپنی خالہ کی آواز آئی یعنی عمر کی امی کی کہ وہ آرہی ہیں مجھے کوئی خاص خوشی نہ ہوئی کیونکہ وہ اکیلی تھی لیکن چند لمحوں دیکھتی ہوں کہ چاند صاحب ہاتھ میں کپڑے کا بیگ اٹھائے تشریف لارہے تھے میری تو خوشیاں ہی دوبالا ہوگئیں میرا عمر آگیا تھا شادی کا مزہ تو اب آئے گا پوری شادی میں عمر مجھے دیکھتا ہی رہا اور مجھے بار بار یہی کہتا۔

اپنی نظر اتارلو پلیز زیادہ تیار نہ ہوالغرض اس نے ساری شادی میں میری بہت تعریف کی اور جب باجی کی بارات تھی تو اس رات کام ختم کرنے کے بعد سب لوگ سو گئے لیکن ہم نہیں سوئے تھے ہم میسج پر بات کرتے رہے اس رات کو وقار نے پہلے پیار کا اظہار کردیا تھا اور وہ رات سب سے زیادہ خوبصورت تھی عمر کو

مجھ سے پیار ہو گیا تھا میر وہ بھی دیوانگی کی حد
تک لیکن صبح انہوں نے واپس جانا تھا یہ سوچ
سوچ کر میرا دل ڈوب رہا تھا۔
صبح ہوئی انہوں نے جانا تھا سو وہ چلے
گئے مجھے آنے کی دعوت دے گیا۔
اب وقار ہر ٹائم مجھ سے بات کرتا اسے
ڈر تھا کہ میں شادی کی رنگینیوں میں اسے بھول
نہ جاؤں یا میں بدل نہ جاؤں کیونکہ اس کا کہنا
تھا کہ مجھے ایک سے ایک حسین لڑکا مل سکتا ہے
آسانی سے لیکن اسے کوئی لڑکی مجھ جیسی نہیں
ملے گی اس لیے وہ مجھے کھونے سے ڈرتا تھا اور
ہمیشہ مجھ سے تاکید کرتا کہ میرے علاوہ وہ کسی
کے بارے میں سوچنا بھی مت وہ وقت گزرتا
گیا ہم دونوں اسی طرح ہی بات کرتے رہے
میری محبت پروان چڑھتی رہی لیکن آہستہ
آہستہ عمر کم بار کرنے لگا وہ اب وہ ہفتے میں
ایک دفعہ کال کرتا تھا یا میسج پر بھی رات کو بات
کرتا تھا اور وہ بھی ہزار بہانے بناتا میں اس کی
بات پر یقین کر لیتی مرتی کیا نہ کرتی اس سے
پیار کرتی تھی دیوانگی کی حد تک طاہا تھا اسے
نہیں چاہتی تھی کہ وہ مجھے چھوڑ نا جائے پھر ایک
دن ایسا آیا کہ اس نے رات کو بھی بات کرنا
چھوڑ دی اب وہ ایک دفعہ بھی بات نہ کرتا مجھ
سے کافی دن گزر گئے میں نے اسے بہت میسج
کیے بہت کالز کی کہ وہ مجھے چھوڑ جائے۔
پھر ایک دن ایسا آیا کہ اس نے رات کو
بھی بات نہ کی اب وہ دفعہ بھی بات نہ کرتا تھا
کافی دن گزر گئے میں نے اسے بہت میسج کیے
بہت کالز بھی کی لیکن اس کا کوئی جواب نہ آتا
دل میں ہزاروں خیالات جنم لے رہے تھے

پھر ایک دل میں نے اسے خدا کا واسطہ دیا
ایک دفعہ تو بات کر لے تب جا کر اس نے مجھے
جواب دیا اور صرف اتنا ہی کہا۔
مہربانی ہو گی میرا پیچھا چھوڑ دو میں تم سے
پیار نہیں کرتا میں صرف صبا سے پیار کرتا ہوں تم
مجھے معاف کر دو اور مجھے بھول جاؤ۔
میں ساکت کھڑی رہ گئی یہ عمر کہہ رہا تھا
میں بہت روئی میں نے عمر کے آگے ہاتھ جوڑ
ے اس کی منتیں کیں اسے خدا رسول کا واسطہ
دیا مجھے چھوڑ کر نہ جائے میں مر جاؤں گی
میں کیسے رہوں گی اس کے بغیر میرا قصور کیا ہے
پلیز عمر ایک دفعہ مجھے میری غلطی بتا دو لیکن اس
کے سینے میں دل نہیں تھا پتھر تھا اس نے میری
کوئی بات نہ سنی وقار تو یہ چند لائنیں لکھ کر بھیج
دی میری تو دنیا ہی اجڑ گئی تھی میری ذہن کام
نہیں کر رہا تھا کسی کی کوئی بات سمجھ نہیں آ رہی
تھی کہ کیا کروں میرے حالات دن بدن
بگڑتی گئی اور سوکھ کر ہڈیوں کو ڈھانچہ بن گئی
میری رنگت بھی زرد پڑ گئی۔
مجھے عمر کا غم اندر ہی اندر کھائے جا رہا تھا
میری امی میرے لیے بہت پریشان تھیں کافی
ڈاکٹرز کو دکھایا کئی جگہ سے دم بھی کروائے پھر
پر آرام نہیں ملا پھر دن گزرتے گئے میری
حالت کچھ بہتر ہوئی لیکن پہلے جیسی نہیں تھی
چھٹیوں میں گاؤں کا چکر لگایا تو عمر نے جب
مجھے دیکھا تو بجائے افسوس کے وہ مجھ پر ہنسنے لگا
کسی حالت ہو گئی ہے تیری پاگل بڑھیا لگ
رہی ہو مجھے اس بات کا اور بھی دکھ ہوا لیکن جو
دکھ عمر مجھے دے چکا تھا اس سے بڑا کوئی دکھ
نہیں لگتا تھا ہم واپس آ گئے اس دن وقار

دروازے پر چھوڑنے آیا اور نہ ہی اس نے مجھے رکنے کو کہا اور نہ ہی میں رکی پھر میں ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ واپس آ گئی زندگی کی گاڑی یوں ہی چلتی رہی عمر کی یادوں کے ساتھ میں وقت گزارتی رہی تھی کہ اس اثنا میں میری دوسری خالہ کے گھر سے میرے لیے رشتہ آیا جس کزن کا رشتہ آیا تھا میرے لیے اس کا نام وکی تھی اور وکی مجھ سے بہت پیار کرتا تھا اس بات کا علم تھا مجھے لیکن مجھے عمر کے علاوہ کسی کی ضرورت نہیں تھی امی کو یہ رشتہ پسند تھا میں نے عمر سے رابطہ کیا اور سے اور ساری بات سے آگاہ کیا تو وہ کہنے لگا۔

کرلو مجھ سے کیا پوچھتی ہو تمہیں پتہ ہے میں صبا سے پیار کرتا ہوں شادی بھی اسی سے کروں گا مجھے یہ سن کر اتنا دکھ ہوا اور خود پر غصہ آیا لیکن میں نے صبر سے کام لیا اور اپنی ماں کی اپنی بہنوں کی اور خالہ لوگوں کی خوشی کو دیکھتے ہوئے رشتے کی ہاں کر دی سب لوگ بہت خوش تھے سب کی خوشی میں بظاہر میں بھی خوش ہی نظر آ رہی تھی لیکن دل کی حالت خدا ہی جانتا ہے جس دن میری منگنی تھی دل خون کے آنسو رو رہا تھا سب لوگ مجھے مبارکباد دے رہے تھے اور میرے اچھے نصیب کی دعائیں مانگ رہے تھے لیکن مجھے ان سب کی باتوں سے کوئی غرض نہ تھی کیونکہ یہ سب تب اچھا لگتا ہے جب میرا عمر میرا ہو جاتا اس دن میری منگنی کا سوٹ سی گرین رنگ کا تھا اور یہ کلر مجھ پر بہت سوٹ کرتا تھا منگنی میں آئے ہوئے ہر مہمان نے میری تعریف کی سب لوگ تعریف کر کر کے نہ تھکتے تھے کیونکہ یہ کلر میں نے پہلی بار پہنا تھا اور مہندی کے رنگ اور گجروں نے نہ مجھے خوبصورت بنا دیا تھا ان سب باتوں سے پیار میں اپنی ہی سوچ میں گم تھی کہ باہر سے ڈھول کی آواز آنے لگی میرے سسرال والے آ گئے تھے ڈھول کی آواز پر کچھ لڑکے ڈانس کر رہے تھے اور ان میں سب سے آگے عمر تھا وہ اس قدر خوش تھا کہ خوشی کے مارے ڈانس کیے جا رہا تھا وہ عمر جو مجھے کھونے سے ڈرتا تھا وہ وقار جو ایک منٹ کے لیے بھی نہ رہ سکتا تھا میرے بغیر وہ عمر جو مجھے کسی کے بارے میں سوچنے سے بھی منع کرتا تھا میرا عمر میری منگنی پر ہی ڈانس کر رہا تھا۔

یہ سب دیکھ کر میرے دل کی ٹھیس پہنچی میری آنکھوں سے لگاتار آنسو گرنے لگے میری دوست نے اس بات کو محسوس کر لیا وہ سب مجھے روتا دیکھ کر پھر انہوں نے مجھے ہنسانے کی کوشش جب جا کے میں ہنسی اور انہوں نے مجھے اتنا ہنسایا کہ میں خوب ہنسی رہی منگنی کے روز میں ان کی باتوں سے خوب ہنسی دو منٹ کے لیے درد کو بھی بھول گئی اور لوگ سمجھ رہے تھے کہ میں بہت خوش ہوں لیکن میرے دل کی حالت خدا ہی جانتا ہے۔

عمر نے مجھے جب دیکھا تو اس کے اسان خطا ہو گئے ہو جیسے اس کی پہلی والی حالت ہو گئی تھی جب اس نے مجھے پہلی بار دیکھا تو پاگل ہو گیا تھا آج بھی اس کی وہی حالت ہو گئی وہ دیکھی جا رہا تھا مجھے اس دن عمر پر آخری دفعہ پیار کی نگاہ ڈالی صرف آخری دفعہ میرا ارادہ تھا عمر کو بھلا تو نہیں سکتی تھی لیکن کوشش ضرور کرتی سب لوگ چلے گئے اور میں فریش ہو کر سونے

چلی گئی موبائل اٹھایا تو عمر کے بہت سارے میسج آئے ہوئے تھے وہ چاہ رہا تھا میں اس سے بات کروں لیکن میرا تو کچھ اور ہی ارادہ تھا میں نے اس کا نمبر ڈلیٹ کر دیا اور موبائل سائیلنٹ پہ لگا دیا تھا اور سوگئی۔

اگلے دن عمر نے کال کی مجھے اور میری منتیں کرنے لگا کہ میں اس سے بات کروں جب میں نے اس کی بات نہ مانی تو وہ رونے لگا اور جب وہ رو دیا تو میرا دل تو پہلے ہی بہت چھوٹا کسی کو روتے نہیں دیکھ سکتا تھا اور یہ تو میرا محبوب تھا میری جان میرا جگر میری روح میرا پیار عمر رو رہا تھا مجھ سے اس کا رونا دیکھا نہ گیا تو میں نے اس سے بات کر لی اس کی وہی پہلے والی حالت تھی وہ مجھ سے بات کیے بنا نہیں رہ سکتا تھا وہ مجھے کہنے لگا

اتنی جلدی کیا تھی منگنی کی تم نہ کرتی منگنی پھر کیا تھا وہ رونے لگا اب بھی کچھ نہیں بگڑا تم منگنی روز دو تم صرف میری ہو صرف میری ہو تمہیں میرے علاوہ کوئی اپنا نہیں بنا سکتا تم نے کسی اور کے ساتھ شادی کی تو میں مر جاؤں گا وغیرہ وغیرہ میں اسے حوصلہ دینے کے لیے کہا۔

ٹھیک ہے میں منگنی توڑ دوں گی

پھر وہ بہت خوش ہوا اور پھر ہماری اسی طرح بات ہونا شروع ہوگئی عمر اب پہلے سے بھی زیادہ مجھے چاہنے لگا تھا میں بہت خوش رہنے لگی تھی خوشی کے باعث میں تو میری اچھی صحت ہوگئی میں پہلے سے بھی زیادہ پیاری ہو گئی تھی سب لوگ مجھے سمجھتے کہ منگنی کی خوشی میں میں موٹی ہوگئی ہوں لیکن انہیں کیا پتہ تھا کہ مجھے تو دنیا جہاں کی خوشیاں مل گئی تھیں مجھے میرا عمر مل گیا عمر میرے پاس لوٹ آیا تھا عمر نے مجھ سے تین ماہ تک بات کی اتنی چاہت سے اس اپنائیت سے اسی پیار سے لیکن پھر وہی حالات پیدا ہو گئے اور وہ آہستہ آہستہ بدلنے لگا اور پہلے والے حالات پیدا ہو گئے تھے وہ مجھ سے دور ہوتا گیا اتنا دور ہوا اتنی نفرت ہوگئی کہ اس نے مجھ سے بات کرنا گوارہ نہ کیا اور اس کی وجہ مجھے آج تک نہ پتہ چلی کہ آخر اسے ہو کیا جاتا ہے لیکن کس دفعہ میں نے اس کی منتیں نہ کی اس سے ایک دفعہ پوچھا۔

بات نہیں کرو گے۔

کہنے لگا نہیں مجھے بھول جاؤ اور مجھے معاف کر دینا ان مجھے ان سب طوفانوں سے گزرنے کی جی عادت ہوگئی تھی میں اسی رات بھی رو کر جب سوگئی تو مجھے لگا وہ پھر لوٹ آئے گا۔

وقت گزرتا گیا میری منگنی کو چھ ماہ ہو گئے سب لوگ بہت خوش تھے وکی بھی بہت خوش تھا وہ ہر تیوار پر میرے لیے کوئی نہ کوئی گفٹ لے کر آتا تھا کیونکہ ہو منگیتر کوئی نہ کوئی گفٹ دینا ہے اپنی منگیتر کو ہر سالگرہ پر یا ویلنٹائن ڈے پر میں ضرور کچھ لاتا تو وکی بھی اتنے پیار سے میرے لیے گفٹ لایا تو میں نے انکار نہ کر سکی اور وہ گفٹ رکھ لیے پھر وکی کے بڑے بھائی کی شادی شروع ہوگئی اس کی بھابھی نے فیصلہ کر لیا وکی کی بھی شادی کر دی جائے اس کے بھائی کے ساتھ کیونکہ یہ دو ہی بھائی رہ گئے تھے دونوں کا ایک ساتھ فرض ادا ہو جائے گا سب بڑوں نے اچھا سوچ کر یہ فیصلہ کیا سب لوگ

اس بات پر راضی ہو گئے سوائے میرے۔
میری عمر اٹھارہ سال تھی کالج سے ابھی ابھی ہی فری ہوئی تھی مجھے ہر لحاظ سے اس شادی سے اعتراض تھا کیونکہ میری عمر بھی ابھی کم تھی مجھے گھر کی ذمہ داریوں کا بھی احساس نہیں تھا اور نہ ہی ٹھیک سے گھر داری آتی تھی اور میں نے ابھی نوکری کرنی تھی جہیز کا بہت زیادہ شوق تھا مجھے کہ نوکری کر کے مجھے کماؤں اور سب سے بڑھ کر میرے دل میں میرے ذہن میں میری روح میں میری نس نس میں عمر ہی بسا ہوا تھا میں اس کے علاوہ کسی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی پھر وکی سے کیسے شادی کر لیتی یہ دن یہ راتیں سوچ سوچ کر سب کی باتیں میں پاگل ہو گئی تھی میں کیا کروں کہاں جاؤں کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا امی کا کہنا تھا کہ میرے ابو بھی نہیں ہیں اور رشتہ دار بھی سر پہ ہاتھ رکھنے کے لیے نہیں بعد میں وقت کا کوئی پتہ نہیں ہوتا کب بدل جائے او رمیری خالہ لوگ بھی بہت اچھے تھے اور وکی بھی مجھ سے بہت پیار کرتا تھا تو تمہارے حق میں بہتر ہے شادی کر لو کب تک میرے پاس بیٹھی رہو گی سب لوگوں نے مجھے بہت سمجھایا کہ سب لڑکیوں کی شادیاں اسی عمر میں ہوتی ہیں تم کر لو شادی تم بہت خوش رہو گی میری خالہ لوگوں نے مجھے کہا تھا کہ ہم تم پر گھر کی کوئی ذمہ داری نہیں ڈالیں گے اور اگر تم آگے پڑھنا بھی چاہو تو پڑھ سکتی ہو ہم تمہیں کسی کام سے نہیں روکیں گے لیکن مجھے کسی کی باتیں سمجھ میں نہیں آ رہی تھی میرے ذہن میں صرف اور صرف عمر بسا ہوا تھا مجھے عمر کے علاوہ کوئی بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا مجھے کسی کی بھی خوشی عزیز نہ تھی۔

جب میری کوئی بات نہ چل سکی انہوں نے سب باتوں کو مان لیا تو میں نے وکی سے موبائل کی فرمائش کی اور وہ موبائل کافی مہنگا تھا جو کہ کسی خرید نہیں سکتا تھا مجھے وکی کے منہ سے انکار سن کر بہت غصہ آیا میں نے اسے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ اگر آپ موبائل لے کر دیا تو میں شادی سے انکار کر دوں گی اب تمہاری مرضی ہے اسے اس بات کا نہایت ہی افسوس وہ کہ میں اسے ایک موبائل کے لیے چھوڑ رہی ہوں اس نے شادی سے انکار ہی بہتر سمجھا اور گھر والوں کو صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ میں حنا سے شادی نہیں کر سکتا آپ ان کے گھر جا کر ساری چیزیں واپس لے آئیں میں اس کی ڈیمانڈ نہیں پوری کر سکتا اسے کسی امیر شخص سے بیاہ دو۔

اس کے گھر والوں کو بہت غصہ آیا وہ طیش میں آ کر ہمارے گھر سے ساری چیزیں لے گئے جو منگنی پر دیا تھا اور کپڑے چھوڑ گئے ان کا کہنا تھا کہ میں ہی یہ نوں مجھ پر ہی سوٹ کرے گا وہ سب خاموشی سے احترام سے لے کر جاتے تو اتنا دکھ نہ ہوتا لیکن انہوں نے سارے محلے میں شور مچایا ہوا تھا سب کو بتایا کہ یہ حنا اچھی لڑکی نہیں ہے ہر لوفر اس کا یار ہے میری امی کا کوئی قصور نہ تھا نہ ہی میری بھابھی سب سے زیادہ آگے تھی وہ شروع سے ہی ہمارے رشتے پر خوش نہ تھی بس دکھاوے کے لیے شادی کی تیاریوں میں حصہ لیا جب ہمارا رشتہ ٹوٹ گیا تو بے عزت کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور ہمیں ہر طرح سے بدنام کرنے لگی

ہر ایک کو پکڑ پکڑ کر کہتی ہے اس کو کسی بہت بڑے سیاست دان سے بیاہ دو تاکہ اسکی ہر خواہش پوری ہو اس نے پورے خاندان میں یہ بات پھیلا دی کے حنا بدکردار کی لڑکی ہے اسے جو شخص مہنگی مہنگی چیزیں لے کر دے گا یہ اس سے شادی کرے گی الغرض اس نے مجھے سب جگہ پوری طرح بدنام کر دیا اور میری منگنی ٹوٹ گئی میری امی کی طبیعت خراب بہت خراب رہنے لگی انہیں مجھ پہ بہت مان تھا لیکن میں نے اس کے مان کو توڑ دیا تھا۔

ان سب حالات سے گزر جانے کے بعد میں بھی پریشان رہنے لگی بلکہ اب تک پریشان ہی ہوں منگنی ٹوٹ جانے کے تھوڑے دن بعد میرا رابطہ عمر سے ہوا پھر ہماری ہلکی پھلکی بات شروع ہو گئی وہ میری منگنی ٹوٹ جانے پر بہت خوش تھا اور یہ سن کر مجھے تھوڑا سکون ملا لیکن میں بھول گئی تھی کہ یہ وہ پہلے والا عمر تو رہا ہی نہیں وہ کہنے لگا۔

میں خوش تو ہوں کہ تمہاری اس موٹے وکی سے جان چھوٹی لیکن اب میں تم سے شادی نہیں کر سکتا تم نے وکی سے گفٹ کیوں لیے تھے تم اگر ایسی لڑکی نہیں ہو تو پھر کیوں اس سے چیزیں لیتی رہی وہ جو کہہ رہے ہیں ٹھیک ہے تم نے کیوں اس سے اتنا مہنگا موبائل مانگا اس نے ایسی باتیں کی کہ دل کرچی کرچی ہو گیا دل و دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کروں ایک طرف امی کا ناطہ تعلق میری خالہ لوگوں سے ختم ہو گیا اور میری امی کو یہی بات پریشان کیے جا رہی تھی کہ اپنے دور چلے گئے اور میں اپنی امی کی وجہ سے یعنی اپنی امی کی حالت دیکھ کر اندر ہی اندر گھٹتی رہتی ہوں میری امی کو اب یقین نہیں رہا مجھ پر میری حالت بہت بری ہو گئی ہے اب میرا سارا حسن ماند پڑ گیا تھا جس پر عمر فدا ہوتا تھا۔

اب وہ حسن رہا ہی نہیں اب جب میرا حسن ہی نہیں رہا تو مجھے عمر کے بھی لوٹ آنے کی امید نہیں رہی کیونکہ وہ تو میرے حسن فدا ہو جایا کرتا تھا محبت تو شاید نہیں تھی اسے۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے عمر کو اس کا پیار مل جائے اور میں عمر کو بھول جاؤں میرے حالات بہتر ہو جائیں میری خوشیاں لوٹ آئیں میری زندگی میں جو رات آئی ہوئی ہے اس کی صبح ہو جائے جلدی۔

اور میری تمام بہنوں سے گزارش ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کے مان کو نہ توڑیں ماں باپ کبھی ہمارا برا نہیں سوچتے وہ ہمیشہ ہمارا فائدہ ہی سوچتے ہیں ہمیں ان کے فیصلے کو مان لینا چاہئے اگر ہم ایسا کریں گے تو اسی میں ہماری بہتری ہے نا کہ میری طرح اپنے نفس کی سنے دماغ سے کام نہ لیں تو دل کی سنیں ہم لڑکیاں بہت بے وقوف ہوتی ہیں جذبات میں آ کر کچھ بھی کر بیٹھتی ہیں خدا تعالیٰ تمام لڑکیوں کو سمجھ بوجھ عطا فرمائے اور سوچ سمجھ کر قدم اٹھانے کی توفیق دے اور تمام لڑکیوں کو شرم حیا کی چادر عطا فرمائے اور قارئین سے گزارش ہے کہ وہ میرے لیے اور میری ماں کے لیے دعا کریں کہ میری امی کو صحت و تندرستی عطا فرمائے اور میری خوشیاں پھر سے لوٹ آئیں مجھے بہت پیار کرنے والا ہم سفر عطا فرمائے آمین اس شعر سے ساتھ اجازت دیں اللہ

حافظ ۔

سمجھتے تھے ہم کیوں انہیں زندگی
چاہی تھیں کیوں ہم نے اس سے خوشی
کسی کی نہیں یہ تھی اپنی ہی بھول
نکلے وہ کاغذ کے پھول

بہت مدت کے بعد کل شب
کتاب اے ماضی کو ہم نے کھولا
بہت سے چہرے نظر میں اترے
بہت سے ناموں سے دل پسیجا
اک ایسا صفحہ بھی اس میں آیا
کہ جس کا عنوان صرف تم تھا
کچھ اور آنسو پھر اس پہ ٹپکے
پھر اس سے آگے ہم پڑھ نہ پائے
کتاب اے ماضی کو بند کرکے
تمہاری یادوں میں کھو گئے ہم
اگر تم ملتے تو کیسا لگتا
انہی خیالوں میں سو گئے ہم

---------طالب حسین پتوکی

کسی دن ہم بھی ڈوب جائیں گے
اس سورج کی طرح دوست
پھر اکثر تمہیں رلائے گا یہ شام کا منظر

---------ابو سفیان لاہور

دوست کیا معتبر نہیں ہوتے
آپ سے ہاں مگر نہیں ہوتے
ہم ہی فطرت مول لیتے ہیں
راستے پرخطر نہیں ہوتے
محو پرواز ہیں ہواؤں میں
عقل کے بال و پر نہیں ہوتے
منزلیں میرے ساتھ چلتی ہیں
راستے مختصر نہیں ہوتے
رہنماؤں کے ساتھ رہنے سے
حوصلے معتبر نہیں ہوتے
زندگانی سے کھیلنے والے
موت سے بے خبر نہیں ہوتے
چار دن کی احسان قربت
فاصلے مختصر نہیں ہوتے

عشق بھی کھیل ہے نصیبوں کا
خاک ہو جائیں کیمیا ہو جائیں

---------احسان سحر میانوالی

غزل

فاصلے اتنے بڑھانے کی ضرورت کیا تھی
تجھے مجھ سے روٹھ جانے کی ضرورت کیا تھی
اب جو مجھ سے روٹھ کر اداس رہتے ہو
اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے چھڑانے کی ضرورت کیا تھی
دنیا جب کسی کے غم کو اپنا سمجھتی ہے
تمہیں غم اپنا دنیا کو سنانے کی ضرورت کیا تھی
میں آج تک اس بات کو نہیں سمجھ پائی تازیہ
جب ساتھ تمہارے میں تھی تو زمانے کی ضرورت کیا تھی

☆---------- تازیہ - منڈی بہاؤالدین

پل بھر میں ہی ہم سے جدا ہو گئے
اک پل کے لئے وہ ہم سے خفا ہو گئے
نہ جانے کیا بات تھی ہماری دوستی میں
دوست جو اپنے تھے سب پرائے ہو گئے
اعتبار نہ کرنا یہ سمجھا دیا سب نے
سنا تھا خوشیاں ملتی ہیں زندگی میں دوستوں سے
کیا پتا تھا ہمارے نصیب میں دکھ ہوں گے
دنیا میں ایسے بیکار تو نہ کیا کریں گے
اک دن سو جاؤں گا ہمیشہ کے لئے نزاکت
کیا پتا اس کے بعد ہمارے حالات کیسے ہوں گے

☆---------- نزاکت علی - باغ آزاد کشمیر

پچھتاوے کی آگ

۔۔تحریر۔دوست محمد خان وٹو۔لیہ۔

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
پرانے کاغذوں کے پلندہ سے ایک مسودہ ملا جس کا نام پچھتاوے کی آگ منتخب کر کے ارسا خدمت ہے میری کہانی نہلے پہ دہلا اور محبت امر ہے گی کو قارئین جواب عرض نے پسند کیا جس کی وجہ سے آج تک ایس ایم ایس موصول ہو رہے ہیں جن قارئین نے میری کہانی کو پسند کیا میں ان کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں اور ان کی قیمتی رائے کا منتظر رہتا ہوں پہلے کی طرح یہ کہانی بھی آپ سب قارئین کو بہت پسند آئے گی اور پڑھنے والوں کو اپنے سحر میں ڈبوئے گے ملاحظہ کیجئے ایک دکھی داستاں۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

تمنائیں آرزوئیں کومل اور نازک سی ہوا کرتی ہیں پھول سے بھی کومل ریشم سے نرم گداز اور کمخواب سے زیادہ دلفریب مگر جب دل کے اندر پنپتی اور ہمکتی ہوئی آرزوئیں دم توڑ دیتی ہیں تو دل کے آنگنوں میں موسم خزاں اپنا تسلط جمالیا کرتی ہے دل کے اندر کھلے خوشیوں کے پھول مرجھا جایا کرتے ہیں پھر مرجھائے ہوئے پھول تو کسی کو بھی اچھے نہیں لگا کرتے جیسے پھٹا پرانا کمخواب تو نئے کھدر سے بھی پرانا لگتا ہے مگر کسی کی بے حسی سے دم توڑنے والی آرزوئیں اور تمنائیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے احساس دل میں پنکھ پھیلائے رکھتی ہے حالانکہ کسی کی دی ہوئی نفرتوں کی آگ میں جل کر کئی ایک انسان زندہ درگور جاتے ہیں مگر میرے جیسے پتھر واقع ہوا تھا تب ہی تو ارمانہ کی دی ہوئی نفرتوں آگ میرا کچھ بھی نہ بگاڑ سکی تھی ہاں اتنا ضرور ہوا تھا وقتی طور پر میں اندر سے ٹوٹ پھوٹ گیا تھا اور مجھے خود سے نفرت سی ہوگئی تھی بقول کسی شاعر کے۔

حالت میری مجھ سے نہ معلوم کیجئے
مدت ہوئی ہے مجھ سے میرا واسطہ نہیں

اس دن میں طویل مدت کے بعد خالہ کے گھر جا رہا تھا سیدہ دلہن کی نکھری نکھری لگ رہی تھی ہلکی ہلکی سی مفرست بخش باد صبا درختوں کے ساتھ اٹھکیلیاں کرنے میں محو تھی میرے چاروں طرف خالصا دیہاتی ماحول تھا حالانکہ جب بس شاپ پر اترا کئی ایک تانگے وہاں پر موجود تھے بلکہ ایک کوچوان نے تو بڑھ کر میرا استقبال کر کے پوچھا بھی تھا۔
بابو جی آپ نے کون سے گاؤں جانا ہے۔
مگر میں بڑی خوبصورتی سے اسے ٹال دیا تھا کیونکہ میں پیدل چلنے کی ترنگ میں تھا بس سٹاپ پر چند ایک ضروریات زندگی کی دکانیں موجود تھیں

میں نے ایک ان کی طرف دھیان نہیں دیا تھا بلکہ سڑک عبور کر کے اپنی منزل کی طرف چل پڑا تھا میں اپنی ہی دھن میں اتھل پتھل مچا رکھی تھی ارمانہ میرے ماموں کی بیٹی تھی ناز و نعم میں پلی اور بہت ہی پڑھی لکھی خود مختار اپنی مرضی کی خود مالک اور اپنے آپ کو نہ جانے کس دنیا کی مخلوق سمجھتی تھی کیونکہ جب امی نے میرے ماموں سے میرے لیے ارمانہ کا رشتہ مانگا تو ارمانہ نے صاف انکار کر دیا تھا حالانکہ برسر روزگار اور قبول صورت تھا مگر موصوفہ اپنی امی سے یہ کہہ کر بات ہی ختم کر دی تھی عرفان اور میرے درمیان انڈرسٹینڈنگ نہیں ہے انڈرسٹینڈنگ یعنی کہ ذہنی ہم آہنگی اور میں اسکا یہ جواب سن کر بہت ہی زیادہ شرمندہ ہوا تھا نہ جانے اپنے آپ کو محترمہ کیا سمجھتی تھی میں کئی دنوں تک ذہنی خلفشار میں بری طرح محبوس رہا تھا مرد ہونے کے ناطے میری بڑی ہتک ہوئی تھی اور اسی ڈپریشن کی وجہ سے میں اپنے گھر کے تلخ ماحول کی وجہ سے میں چند دن اپنی خالہ کے ہاں جا رہا تھا مگر اب بھی میرے ذہن کے کینوس پر اس کا جواب ہتھوڑے مار رہا تھا حالانکہ میرے ارد گرد بہت خوبصورت ماحول تھا ٹریفک کا بے ہنگم شور بہت پیچھے رہ گیا تھا بلکہ اب میرے کانوں میں مختلف پرندوں کی عجیب و غریب سی بولیاں رس گھول رہی تھیں میں سوچوں میں مگن تھا اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا کہ اچانک ایک قریبی ڈیرہ سے نمودار ہو کر ایک موٹ تازہ کتے نے میری طرف بھاگ کو بھونکنا شروع کر دیا وہ تو بھلا ہو باہر ایک بوڑھی خاتون نے کتے کو ڈانٹ کر خاموش کر دیا ورنہ نہ جانے وہ خونخوار کتا میرا حشر نشر کر دیا میں نے دل ہی دل میں بوڑھی خاتون کا شکریہ ادا کیا مگر اس خاتون نے مجھے یوں گھور کر دیکھا جیسے وہ دل ہی دل میں میری بے بسی پر مسکرا رہی ہو میں خفت مٹاتے ہوئے اسے سلام کر کے پاس سے گزر گیا تھوڑی سی مسافت کے بعد خالہ جان کے گھر پہنچا خالہ جان صحن میں جھاڑو دے رہی تھیں مگر مجھے دیکھ کر انہوں نے جھاڑو پرے پھینک کر مجھے گلے لگا لیا اور میری بلائیں لینے لگیں مجھے دیکھتے ہی میرے تمام خالہ زاد بہن بھائی اکٹھے ہو گئے ہر کوئی مجھ سے چمٹا جا رہا تھا اتنی دیر خالہ گھر والوں کے متعلق پوچھتی رہیں اور میں انہیں مطمئن کرتا رہا پھر چائے آ گئی ابلے ہوئے دیسی انڈے وغیرہ اور ان سے بڑھ کر خالہ جان کا خلوص کا جذبہ بدرجہ اتم موجود تھا چائے سے فارغ ہو کر میں چھوٹے کزن حماد کے ساتھ گاؤں کھلیانوں کھیتوں کی طرف نکل گیا بہت سارے لوگ اپنے اپنے کھیتوں میں کام کر رہے تھے کھیتوں کی ہریالی اور گاؤں کی زندگی کی خوبصورتی کا نظارہ کر کے واپس آ رہا تھا جب میں نے ایک بہت ہی خوبصورت لڑکی کو دیکھا دیہاتی زندگی میں ایسا لاثانی حسن میں پہلی بار دیکھ رہا تھا نہ چاہتے ہوئے بھی میں برجستہ اپنے کزن سے پوچھنے لگا۔

حماد یہ سامنے جو لڑکی آ رہی ہے یہ کون ہے اس کا نام کیا ہے میرا معصوم سا کزن میری بات کی گہرائی کو نہ سمجھ سکا مجھ سے کہنے لگا بھائی جان یہ ہماری پڑوسن فرخندہ جبیں ہے ان کا گھر ہمارے گھر کے پاس ہی ہے فرخندہ کے ابو فوت ہو چکے ہیں اور ان کے بڑے بھائی شہر میں ایک سیٹھ کے پاس ملازمت کرتے ہیں حماد اپنی دانست کے مطابق مجھے فرخندہ کے بارے میں بڑی سادگی سے معلومات فراہم کر رہا تھا اور میں دل ہی دل

میں یہ کس رہا تھا یہ خوبصورت لڑکی بھی کیا شئے ہوتی ہے بڑے بڑے پارسا بھی خوبصوتی کو دیکھ کر ڈگمگا جایا کرتے ہیں جس طرح میرا دل حسن کا جلوہ دیکھ کر پاگل ہو گیا تھا۔

دنیا کی نفرتیں مجھے تلاش کر گئیں
اک پیار کی نظر میرے کاسئے میں ڈالیے

اس رات فرخندہ جبیں کو پالینے کی خواہش میرے خیالوں میں براجمان رہی دیہاتن لڑکی کے حسن نے مجھے تڑپا کر رکھ دیا تھا حالانکہ میرا دل مخالف کو دیکھ کر کبھی نہیں دھڑکا تھا مگر اس حسن کی پاربتی نے مجھے ہلا کر رکھے دیا تھا وہ تمام رات میری تشنہ لب حسرتوں کے ساتھ چھیڑ خانیاں کرتی رہی تھی دوسری صبح وہ کسی کام کے لیے خالہ کے گھر آئی تو میری بیقرار نظریں اس کے سرا پا جسم کا طواف کرنے لگیں وہ سادہ لباس میں بھی بڑی پر کشش نظر آرہی تھی پہلی بار میری پیاسی نظروں نے اس کے حسن کا نظارہ جی بھر کے کیا مگر وہ میری سوچ سے مختلف خالہ جان کے ساتھ باتوں میں مصروف رہی کبھی کبھار وہ انسانی فطرت سے مجبور ہو کر جب میری طرف دیکھتی تو میرا دل زور زور سے دھڑکنے لگ جاتا تھا۔

کیا بات ہے ظالم تیری آنکھوں میں ستمگر
دھڑکے ہے دل خانہ خراب اور زیادہ

بات جب بھی پیار محبت اور عشق کی ہوتی ہے تو دل زور زور سے دھڑکنے لگ جاتا ہے اور آنکھوں میں ایک عجیب وغریب سا خمار چھانے لگتا ہے مرد ہو یا عورت زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر پیار کی چاشنی سے ضرور اس کا پالا پڑتا ہے یہ الگ بات ہے کبھی دو چاہنے والے دل مل جایا کرتے ہیں لیکن اکثر و بیشتر فرقت کے لمحوں اور ناکامی سے پالا پڑتا ہے

غیروں کی نفرتوں کا گلہ ہم نے کب کیا
اپنوں کی شفقتوں کے سائے ہوئے ہیں ہم

پھول کی شروعات کلی سے ہوتی ہے زندگی کی شروعات پیار سے ہوتی ہے اور پیار کی شروعات کسی کو چاہنے سے ہوتی ہے اسلیے دوسری صبح میں بے چینی سے اس کی آمد کا منتظر تھا وہ حسب معمول آئی لیکن اس چیز سے بے خبر کہ کسی کو اس کے آنے کا انتظار کتنا تھا وہ آتے ہی خالہ کے پاس بیٹھ گئی لیکن میرے دل کی دھڑکنوں کو جیسے سپیڈ لگ گئی ہو پہلی بار جب اس نے میری طرف دیکھا تو اس نے مجھے اپنی طرف متوجہ پایا لیکن شرم کے مارے نظریں جھکا لیں تھی لیکن میری تشنہ لب نگاہیں اس کے چاند سے مکھڑے پر جمی ہوئی تھیں اس اثنا خالہ کسی کام کے لیے اندر گئیں تو میں نے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس کا نام پوچھا حالانکہ نام تو اس کا مجھے معلوم تھا مگر اس کی توجہ حاصل کرنے کی خاطر میں نے ایسا کیا تھا۔

جی میرا نام فرخندہ جبیں ہے مگر بابو جی آپ میرا نام کیوں پوچھ رہے ہیں۔

بہت پیارا نام ہے میں نے اس کی بات کو جواب دینا لازمی نہ سمجھا وہ میرا جواب دن کر حیا سے کچھ سمٹ گئی اتنی دیر میں خالہ جان بھی آگئیں اور میرے دل میں ہمکتے ہوئے ارمانوں کے اپنے پیروں تلے روندتی ہوئی چلی گئی اور میں حسن کی اس پاربتی کو روک بھی نہ سکا دل نامراد آہ وزاریاں ہی کرتا رہ گیا تھا۔

دن رات محبت کی تمناؤں میں رہنا
پھیلے ہوئے خوابوں کی گھنی چھاؤں میں رہنا
نازک سے میرے دل کے لیے دھوپ کی

رت میں

مشکل ہے تیرے ہجر کے صحراؤں میں رہنا

زندگی کے سفر میں ہمیں شاہراہ زیست پر کتنے لوگ ملتے ہیں اور کتنے موسم چپ چاپ گزر جاتے ہیں زخم کتنا بھی گہرا کیوں نہ ہو آہستہ آہستہ مندمل ہو ہی جاتا ہے دکھوں کے موسم ہوں یا ہجر کی بارش کا موسم لیکن آخر کار کسی وقت انسان کی لبوں پر مسکراہٹ مچل ہی جاتا کرتی ہے کیوں کہ اسی کا نام زندگی ہے میں فرخندہ جبیں کو پالینے کا سوچ کر ہی خوشی کے ہنڈولے میں جھولنے لگا تھا اور سامانہ کی دی ہوئی نفرتوں کے داغ دھونے کے منصوبے بنانے لگا تھا حالانکہ میں یہ بھی اچھی طرح سے سمجھتا تھا نہ جانے یہ دیہات کی رہنے والی لڑکی میرے پوتر جذبوں کا خیال رکھے گی یا پھر ایک بار میرے مقدر میں رسوائیوں کی دھول ہوگی لیکن انسان ہمیشہ بڑے بڑے سنہرے خوابوں کے پیچھے بھاگنے میں اپنی خوش نصیبی تصور کرتا ہے اسی لیے میری آس اور امید کا مرکز فرخندہ جبیں کی چاہتیں ہی تھیں۔

کھڑکیاں جاگتی آنکھوں کی کھلی رہنے دو

چاند کو دل میں اترنا ہے اسی زینے میں

اس دن خالہ کسی ہمارے کے گھر گئی ہوئی تھیں اور میں اکیلا تھا بچے سکول میں تھے اور میں اس کی یادوں میں ڈوبا ہوا تھا وہ آئی تو میرے دل کی دھڑکنوں کو زبان مل گئی میں نے اپنے پاس ہی دوسری چار پائی پر بٹھالیا وہ ڈرتی اور سمٹی میرے پاس بیٹھی رہی باتوں باتوں میں فرخندہ جبیں سے میں نے کہا کبھی تم نے کسی سے پیار کیا ہے۔

وہ شرم و حیا سے لال پیلی ہونے لگی پھر ہکلاتے ہوئے بولی تو یہ کرو بابو جی میرے جیسی لڑکیاں پیار اور محبت کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی ہمیں سارا دن گھر کے کاموں سے فرصت ہی نہیں ملتی پھر گاؤں کی زندگی میں تو عشق و محبت کو ایک فرسودہ جذبہ سمجھا جاتا ہے جس میں لڑکی والوں کی بدنامی کے سوا کچھ بھی نہیں ہوا کرتا ہمارے تو والدین جہاں قسمت کا فیصلہ کر دیں ہمارے لیے وہی محبت کی آخری منزل ہوا کرتی ہے۔ فرخندہ کے ٹھوس دلائل سن کر لمحہ بھر کے لیے مجھے اپنی محبت کا تاج محل دھڑام سے گرتا ہوا نظر آنے لگا مگر پھر دوسرے لمحے میں نے اسے قائل کرنے کی خاطر بہت ہی سندر حقیقت سے آشنا کر کے اس کے دل میں جو غلط فہمی نے دراڑیں ڈال رکھی تھیں انہیں دور کر دیا کچھ دیر بیٹھ کر وہ واپس اپنے گھر چلی گئی مگر مجھے امید تھی کہ میں فرخندہ کو اپنی ڈگر پر لے آؤں گا ویسے بھی میں اتنی جلد ہار ماننے والا کہاں تھا کیوں کہ ارمانہ کی نفرتوں نے مجھے بہت کچھ سکھا دیا تھا۔

کبھی پھول سے الجھ کر کبھی چاندنی میں ڈھل کر

تیرا حسن چھیڑتا ہے مجھے رخ بدل بدل کر

محبت ایک ایسا جذبہ ہے جو تاریکیوں میں پھیل کر کبھی کبھار خوشیوں کی برسات دے جاتا ہے اور بستا اوقات دل میں نئے روگ لگا کر غموں اور دکھوں سے آشنا کر دیتا ہے میری کیفیت بھی ان دنوں کچھ ایسی ہی تھی ان دنوں میری سوچوں کا مرکوز صرف اور صرف فرخندہ تھی میں اسے حاصل کرنے کے نت نئے طریقوں پر غور و خوض کر رہا تھا کہ مجھے گھر سے امی جان کا بلاوا آگیا میرا دل نہیں چاہتا تھا کہ اپنی ادھوری محبت کو یوں بیچ منجدھار میں چھوڑ کر چلا جاؤں مگر حالات ایسے بن

گئے تھے مجھے جانا ہی پڑا وقت رخصت میں اس سے کوئی بات بھی نہ کر سکا تھا بلکہ میرا دل بہت غمگین تھا حادثاتی طور پر وہ مجھے راستے میں مل گئی تھی اچھا میں جا رہا ہوں اس سے آگے جیسے میری زبان گنگ ہو گئی تھی اس کی محبت کی کرچیاں میرے دل میں اتھل پتھل مچائے ہوئے تھیں لیکن اس نے کمال حوصلہ سے یہ کہہ کر میرے دل کے مچلتے ہوئے ارمانوں پر جیسے بجلی گرا دی تھی اس نے کہا تھا کہ بابو جی پھر کب آؤ گے۔ مگر زبان میرا ساتھ نہیں دے سکی تھی اور نہ ہی میں نے آنے کا وعدہ کیا کیونکہ میرے کزن میرے ساتھ تھے میں دل ہی دل میں آہو اور سانسوں کا طوفان لے کر وہاں سے چل پڑا تھا دوران سفر بری طرح وہ ہستی میرے ذہن پر براجمان رہی تھی میں نے بہت بے دلی اور بڑے کرب کے ساتھ وہ سفر طے کیا تھا اور نہ جانے کس طرح اپنے زخمی من کو گھسیٹ کر گھر کی دہلیز تک آن پہنچا تھا میں نے گھر پہنچ کر اپنی امی سے پہلا سوال یہ کیا تھا کہ مجھے کیوں بلایا گیا ہے امی نے بڑے پیارے سے مجھے سرگوشی کے انداز میں جواب دیا تھا عرفان بیٹے کافی عرصہ ہو گیا تھا تمہاری بڑی خالہ کافی عرصہ بعد لندن سے آ رہی ہیں گھر میں ڈسٹمپر وغیرہ کروانا تھا کیونکہ ایک خاص مشن لیے آ رہی ہے اس لیے بہت ضروری تھا اس کے استقبال کی تیاری کی جائے امی جان کی باتیں سن کر مجھے افسوس تو بہت ہوا کیونکہ میری پیاری ہستی کو بہت عجلت میں الوداع کر کے آیا تھا مگر میں صبر کے گھونٹ پی کر رہ گیا وہ میری ماں تھیں میں ان کی شان میں گستاخی بھی کرنے کا سوچ نہیں سکتا تھا۔

شام تک قید رہا کرتے ہیں دل کے اندر
درد ہو جاتے ہیں سارے ہی رہا شام کے بعد

کچھ لوگ کافی عرصہ پاس رہتے ہیں مگر ان کے بچھڑنے پر دکھ نہیں ہوتا اور کچھ لوگوں کے ساتھ چند گھڑیاں گزر جائیں تو ان سے بچھڑنا برداشت نہیں ہوتا میرے دل کی بھی کچھ ایسی ہی حالت تھی میری کئی ایک راتیں اس حسن کے پیکر کی فرقت میں تڑپتے اور بلکتے ہوئے گزر رہی تھیں تمام شب وا ایک لطیف سا تصور میری نگاہوں کے سامنے رہتا جس کی وجہ سے تمام رات میں کروٹیں بدلتے بدلتے اس کے خیالوں میں مستغرق رہتا کئی دنوں کی بے چینی اور اضطرابی کیفیت کے بعد میں نے اسے اپنے ہم خیال کزن کی معرفت خط لکھا اپنے دل کی بے قراریوں سے اسے آگاہ کیا اور پھر انتظار کی جانکسل لمحوں سے دست و گریباں رہنے لگا کئی دنوں کے جان لیوا انتظار کے بعد اس کا مختصر سا خط مجھے ملا تو جیسے مجھے قارون کا خزانہ مل گیا ہو اس نے لکھا تھا بابو جی آپ سے میرا کوئی زیادہ تعلق تو نہیں ہے مگر پھر بھی نہ چاہتے ہوئے کبھی کبھار میں آپ کے خیالوں میں کھو سی جاتی ہوں جانے کیوں۔ حالانکہ میں یہ بھی اچھی طرح جانتی ہوں آپ ایک شہری بابو ہیں اور میں دیہات کی ایک عام سی لڑکی ہوں مگر آپ کے ساتھ چند لمحوں کی رفاقت میری زندگی کا حاصل تھی۔

دنیا کی نفرتیں مجھے برباد کر گئیں
اک پیار کی نظر میرے کاسے میں ڈالیئے

فرخندہ جبیں کا خط پڑھ کر میرے بے چین جذبوں کو تسکین ملی تھی میرے تو وہم و گمان میں نہیں تھا وہ ہستی برائے راست مجھے خط لکھ دے گی پھر اس کے دل میں میرے لیے اتنی چاہتیں خط پڑھ کر میرا دل خوشی سے جھوم اٹھا تھا اور میرے

خزاں رسیدہ من میں خوشی کے کا دیا نے بج رہے
تھے کاغذ کے اس بے جان سے ٹکڑے کو میں نے
کئی بار پڑھا مگر وارفتگی دل بڑھتی چلی جا رہی تھی کئی
دنوں تک میرے ارد گرد خوشیوں کی پھوار برستی
رہی اور دنیا کی ہر شے مجھے خوشی سے سرشار نظر
آنے لگی تھی میں نے دوبارہ اپنے دل کی
دھڑکنوں کو زبان دے کر اسے لکھا آپ کی طرف
سے محبت کا پہلا انمول سا تحفہ خط کی صورت لیے
میرے لیے قابل ستائش ہے آپ کی چند سطروں
نے میرے دل کے لطیف جذبات کو بھڑکا دیا
حالانکہ ایک حوا کی بیٹی نے مجھے ٹھکرا کر درد سے
آشنا کر دیا میں تو زمانے بھر کا ٹھکرایا ہوا انسان
ہوں میری زندگی کے لق و دق صحرا میں ہر طرف
اندھیرے ہی اندھیرے ہیں لیکن تمہارے پہلے
محبت نامہ نے بہت حوصلہ دیا ہے میں تمہیں پانے
کی خاطر اپنا سب کچھ تیاگ دوں گا آگے انسان
کی قسمت میں جو لکھا ہوتا ہے وہ مل جایا کرتا ہے۔

تیرا خیال تیرا ذکر اور تیری یادیں
میں زندگی کے سہارے پر غور کرتا ہوں

یوں ہی زندگی کے دن گزرتے رہے وقت
کا منہ زور گھوڑا شاہراہ زیست پر سرپٹ دوڑتا رہا
ہمارے درمیان خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہا کہ
اسی اثنا خالہ جان آ گئی فیملی کے ہمراہ آئی گھر میں
ایک ہنگامہ سا برپا رہنے لگا امی جان ان کی دل و
جان سے خاطر مدارت میں ہمہ تن مصروف تھیں
خالہ کی بڑی بیٹی شمائلہ بہت خوبصورت تھیں پھر وہ
صاف ستھرے ماحول میں نازوں نعم سے پلی تھی
اس لیے اسے جو بھی دیکھتا اس کے حسن کی ضیا
پاش کر دیتی دیکھنے والے کو پاگل کر دیتی تھیں ایک
روز شمائلہ نے بہت قیمتی کپڑے کا سوٹ پہن رکھا
تھا اور سر پر سرخ شفون کے دوپٹہ کے نیچے بڑے
سلیقہ سے سجائے کلیوں کو جوڑا ہری کانچ کی
چوڑیاں اور دودھ کی طرح نکھری نکھری رنگت اس
سے وہ بڑی سندر سی لگ رہی تھی اس دن میں نے
بڑے غور سے اسے دیکھا تھا حالانکہ وہ کئی دنوں
سے ہمارے گھر میں تھی مگر اس روز اس کے حسن کا
جادو سر چڑھ کر بول رہا تھا بعض باتیں حادثاتی
ہوتی ہیں لیکن جس طرح کوئی حادثہ اپنے اثرات
دل پر انمٹ نقوش چھوڑ گیا تھا ویسے بھی انسان کا
دل اس کے بس میں نہیں ہوتا کسی بھی وقت صف
مخالف کی ایک جھلک دیکھ کر بے تاب ہو جاتا ہے
شمائلہ کی ایک جھلک نے میرے دل پر کچھ ایسا
جادو کر دیا تھا اور میں قطعی طور پر دیہاتی فرخندہ کو
بھول گیا تھا۔

یہ دل ہمارے پہلو میں انمول چیز تھی
بے دام بک گیا جو خریدار آ گئے

شمائلہ کے حسن میں نہ جانے کیا کشش تھی کہ
میرے لیے باہر وقت گزارنا مشکل ہو گیا تھا اب
میرا دل چاہتا تھا کہ میں زیادہ وقت شمائلہ کی
قربت میں گزاروں لیکن میرے دل کی عجیب سی
حالت تھی میں جس سمت دیکھتا شمائلہ کا سراپا
نظروں کے سامنے ہوتا تھا اپنے دل کی تبدیل
شدہ کیفیت کو میں نہیں سمجھ سکا تھا اور میں نت نئے
بہانے تلاش کر کے شمائلہ کے آس پاس ہی رہنے
لگا تھا۔۔

پھول سوکھے ہوئے لے آؤ مری تربت پر
کیا ضرورت تھی مجھے اس طرح بہلانے کی

میں نے فرخندہ جبیں کی محبت کو ایک ماضی کی
غلطی سمجھ کر شمائلہ سے شادی کر لی شمائلہ حسن و جمیل
پیکر شباب چندے آفتاب چندے ماہتاب نازک

اندام سہاگ رات ارمانوں بھری رات دو اجنبی دلوں کی ملن رات دل کی دھڑکنوں کے دھڑکنے کی رات ایسی حسین رات جس کا خواب جواب ہونے والا ہر لڑکا دیکھتا ہے زندگی کی نئی شروعات نیا جوش نیا ولولہ اور پھر میرے تو چاروں طرف بہاریں ہی بہاریں محو رقصاں تھیں کیونکہ میں نے جیسے سوچا تھا اسے بہت جلدی پا لیا تھا کئی دن اور کئی راتیں جوانی کے منہ زور جذبات کی نذر ہو گئیں مگر میرا تشنہ لب دل مچلتا ہی رہا میری زندگی کے کئی دن اور گزر گئے اور تب مجھے ایک شدید جھٹکا سا لگا جب خالہ نے واپسی کا علان کر دیا کیونکہ پردیسیوں کو تو ایک نہ ایک دن جانا ہوتا ہے میں نہ چاہتے ہوئے بھی شمائلہ کو روک نہ سکتا تھا کیونکہ واپس جانا اس کی مجبوری تھی لیکن میرے دل کو ایک آخری امید یہ بھی تھی کہ وہ واپس جا کر مجھے ہمیشہ کے لیے اپنے پاس بلا لے گی۔

بڑے سکون سے رخصت کروں گا میں اس کو

پھر اس کے بعد بڑی دیر تک میں روؤں گا

شمائلہ مجھے تنہائیوں کے چتا میں اکیلا جلتا چھوڑ کر چلی گئی تھی اور میرا دل اداسیوں کے حصار میں گھر گیا انسان اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتا کہیں پہ یہ مجبوریاں رسم ورواج کی زنجیر بن جاتی ہیں اور کہیں یہ مجبوریاں شان دان کا روپ دھار لیتی ہیں بہت دنوں تک میں شمائلہ کی فرقت میں کھویا کھویا سا رہا جیسے لہر سمندر سے جدا ہو کر تڑپا کرتی ہے کئی دنوں کے بعد میری حالت سنبھلی تو میں نارمل ہو گیا۔

یوں تو مسلم ہوں مگر جوش محبت میں صنم

پوجتا ہوں تیری تصویر کو کافر کی طرح

کئی ماہ بعد میرے ویزے کے کاغذات بن کر آ گئے تھے اب میں بہت خوش رہنے لگا تھا شمائلہ کے پاس جانے کی خوشی میں چہرے پر شگفتگی آ گئی تھی اور میں دل ہی دل اپنے مستقبل کو سنوارنے کے منصوبے بنانے لگا تھا وہ میرے لیے انتہائی خوشی کا لمحہ تھا جب میں برٹس ایمبی سے ویزہ ملا تھا جیسے ہفت اقلیم کی دولت مجھے مل گئی ہو میں دن رات خوشی سے سرشار ہو کر تیاری میں مصروف رہنے لگا ساتھ ہی ساتھ شمائلہ کے تصور میں کھویا رہنے لگا تھا۔

میرے چاروں طرف کس کا یہ اجالا ہے

میرا خیال ہے کہ دن نکلنے والا ہے

یقین مانوں میں کب کا بکھر گیا ہوتا

تیری یاد کی چھاؤں نے اب تلک سنبھالا ہے

پھر ایک دن پی آئی اے کی قومی ائیر لائین پر میں لندن کی طرف عازم سفر تھا جہاز کے دوسرے مسافر ایک دوسرے سے خوش گپیوں میں مصروف تھے اور میزبان ئیر ہوسٹس مسافروں کی خاطر مدارت میں انہیں کوک جوس۔ پیپسی اور دوسرے کئی لوازمات پیش کر رہیں تھیں مگر میں سب لوگوں سے جدا شمائلہ جانی کے خیالوں میں مستغرق تھا میری بھوک اور پیاس مٹ چکی تھی بد میرا دل یہی چاہ رہا تھا کہ کب اپنے محبوب کا دیدار ہوگا۔

موسم ہجر کے لمحات کوئی کیا جانے

کیا گزری ہے میرے دل پر کوئی کیا جانے

دوریوں میں بھی تیرے ساتھ مراسم رہے

روز ہوتی رہی ملاقات کوئی کیا جانے

طویل مسافتیں طے کر کے جب ہمارا جہاز ائیر پورٹ پر اترا تو رن وے پر دوڑنے لگا تو

میرے دل کی عجیب سی کیفیت تھی تھوڑی دیر تک رن وے پر دوڑنے کے بعد ہمارا جہاز خراماں خراماں چلتا ہوا گیٹ پر آکر رک گیا تمام مسافروں نے بھگدڑ سی مچادی باری باری مسافر اترنے لگے اور جہاز کا عملہ بالکونی میں کھڑے ہوکر مسافروں کو الوداع کہنے لگا امیگریشن کے مرحلے سے فارغ ہوکر جب میں باہر نکلا تو میری متلاشی نظریں جان من شمائلہ کو دیکھنے کے لیے تڑپ رہی تھیں مگر میرے درد کی مسیحا نظر نہیں آرہی تھی میں ہونقوں کی طرح اپنے پیاروں کو تلاش کر رہا تھا جو پرائے دیس میں میری کل کائنات تھے مگر میرے لیے سب چہرے اجنبی اور نا آشنا تھے حالانکہ انتظار گہ میں کافی رش کافی سارے لوگ پرائے دیس میں اپنوں کو لینے آئے ہوئے تھی طویل انتظار کے بعد میرا کزن اور خالہ جان انتظار گاہ میں داخل ہوئے مگر وہ ہستی ساتھ نہیں تھی جس کے لیے میں طویل مسافتیں طے کر کے اس اجنبی دیس میں پہنچا تھا۔

دل سلگتا ہے میرا سرد دیے سے تیرے
دیکھ اس برف نے کیا آگ لگا رکھی ہے

رسمی علیک سلیک کے بعد کزن نے میرا سامان گاڑی میں رکھا پھر گاڑی جدید ملک کی صاف ستھری سڑک پر بھاگنے لگی راستے میں ہی میں نے شمائلہ کے متعلق دریافت کیا وہ کیوں نہیں آئی جس پر خالہ نے جواب دیا بیٹا آج وہ ڈیوٹی سے بہت لیٹ آئی تھی اس لیے وہ تھکی ہوئی تھی اور آتے ہی سو گئی تھی۔

خالہ جان کی منطق سن کر مجھے افسوس تو بہت ہوا مگر میں مصلحت کے تحت خاموش رہا ہماری گاڑی کئی سڑکوں پر سرگشت کرتی ہوئی ایک خاموش اور قدرے پرسکون علاقے میں پہنچ کر رک گئی میں نے باہر جھانک کر دیکھا تو عمارت کے باہر پارکنگ میں مجھے گاڑیاں ہی گاڑیاں نظر آئیں مگر انسانوں کا نام ونشان بھی نہیں تھا ہم لوگ خاموشی کے ساتھ اپنا سامان اٹھا کر اندر چلے گئے کئی کمروں پر مشتمل یہ ایک صاف ستھرا گھر تھا جس میں جدید قسم کی سہولیات میسر تھیں رات کا کھانا ہم سب نے اکھٹے کھایا کافی دیر بعد حاضرہ گپ شپ ہوتی رہی پھر سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے اور میں بھی شمائلہ کے ساتھ اپنے بیڈ روم میں آگیا مگر شمائلہ کی طرف قدرے سرد مہری نے میرے جذبوں کا استقبال کیا مگر میں یہ سب کچھ اپنے بہتر مستقبل کی خاطر برداشت کر گیا۔

کسی کے نام سے وابستہ ہو کے جیتے تھے
اسی نے مار دیا ہم کو زندگی بن کر

چند دن آرام کرنے کے بعد بڑی تگ و دو کے بعد مجھے ایک ڈیپارٹمنٹل سٹور پر ملازمت مل گئی میری تنخواہ تو چند پونڈ تھی مگر پھر بھی کچھ نہ ہونے سے بہتر تھا اب میری زندگی ایک نئے ڈگر پر چل پڑی تھی میں ٹرین میں بیٹھ کر ایک گھنٹہ کی طویل مسافت طے کر کے ملازمت پر جانے لگا تھا یہاں کی مصروف زندگی نے میری کایا پلٹ دی تھی میرے شب و روز بدل گئے تھے ماضی کی تمام یادیں اور نقش مٹ گئے تھے ماضی کے سارے منظر مصروفیات کے اندھیرے قبرستان میں دفن ہو گئے تھے اس جدید ملک میں سانس لینے کے لیے ہر انسان زیادہ سے زیادہ پیسے کمانے کے چکر میں سرگرداں رہتا تھا کیونکہ یہاں پر ضرورتیں پوری کرنے کے لیے پیسے کی بہت اہمیت تھی لیکن جبھی

کبھار جب میں رات کو سوتا تو کئی بار دیہاتی فرخندہ جبیں کی طرف میرا دھیان چلا جاتا تھا او رمیں قیاس کرنے لگتا نہ جانے وہ زندگی کے کس موڑ اور حال میں ہو گی جدید دنیا کی زندگی کے جھمیلوں میں کھو کر کئی سال گزر گئے زندگی کی شام بہت گہری ہو گئی تھی شمائلہ کی سرد مہری جوں کی توں برقرار رہی انجانے خدشات کئی بار ذہن میں اتھل پتھل مچا دیتے تھے میرے یار دوست اور وہ بے ضرر سی لڑکی فرخندہ زندہ بھی ہو گی یا پھر میری بے رخی نے اسے زندہ در گور کر دیا ہو گا پردیس میں رہتے ہوئے پیاروں کی یادیں بہت تڑپاتی ہیں اور ستایا کرتی ہیں میں کیونکہ وطن کی مٹی سے روح کی قربت ہوتی ہے حالانکہ میں دنیا کے جدید ملک میں زندگی کے دن بسر کر رہا تھا مگر دیہات میں رہنے والی فرخندہ کی یادیں بے ساختہ میرے ذہن کے پردوں پر نمودار ہو جایا کرتی تھیں کئی ماہ و سال گزر گئے میں تین بچوں کو باپ بن گیا تھا مگر میری زندگی میں جو ایک خلا پیدا ہو گیا تھا وہ مزید گہرا ہوتا جا رہا تھا میرا تشنہ لب دل اپنے وطن کی مٹی کو دیکھنے کے لیے بے چین تھا مگر میں جب بھی اپنے وطن جانے کی بات کرتا گھر میں ایک ہنگامہ سا برپا ہو جاتا تھا آخر وہ دن میں نے پاکستان جانے کا فیصلہ کر لیا میرے اس فیصلے سے گھر کے سب ہی ارتر ادنا خوش تھے خاص کر شمائلہ تو غصہ سے آگ بھگولہ ہو رہی تھی مگر مجھے کسی سے کیا غرض اس لیے میں نے دل کے فیصلے کو مقدم سمجھا اور ایک روز پہلی صبح میں اپنے وطن کی مٹی میں واپس آ گیا جب میں ائیر پورٹ سے باہر نکلا تو میرے دل کی عجیب سی حالت تھی وطن کی مٹی کی سوندھی خوشبو نے میرے دل و دماغ میں ہیجان برپا کر دیا تھا جس کا میں لفظوں میں احاطہ نہیں کر سکتا میں چونکہ کافی عرصہ بعد واپس آیا تھا اس لیے مجھے ارد گرد کا ماحول اجنبی سا محسوس ہو رہا تھا۔

لبوں پہ گیت تو آنکھوں میں خواب رکھتے تھے
کبھی کتابوں میں ہم بھی گلاب رکھتے تھے
کبھی کسی کا جو ہوتا تھا انتظار ہمیں
بڑا ہی شام و سحر کا حساب رکھتے تھے

ہمارے گھر کے ارد گرد بلند عمارتیں بن گئی تھی سڑکوں پر ٹریفک کا بے ہنگم ہجوم نظر آ رہا تھا وہ میدان جہاں ہم بے فکر ہو کر دوست کرکٹ کھیلتے تھے وہاں پر ایک بلند پلازہ بن گیا تھا پلازہ میں کئی جنرل سٹور الیکٹرونکس کی دکانیں بینک اور کپڑے کی دکانیں بنی تھیں کافی ماضی کا تمام نقشہ تبدیل ہو گیا تھا میرے کئی ایک دوست روزگار کے سلسلہ میں پردیس چلے گئے تھے۔

حسین یادوں کی شمعیں مجھے جلانے دو
مزار ہیں میرے سینے میں بہت آرزوؤں کے

ایک دن میں نے باتوں ہی باتوں میں اپنے ماموں زاد ارمانہ کے متعلق دریافت کیا وہ کیسی ہے کس حال میں ہے اماں میری بات پر پریشان سی ہو گئی لیکن پھر دوسرے لمحے افسوس ناک لہجہ میں بتانے لگی بیٹا اس کی شادی گاؤں میں ہوئی تھی مگر اس کا میاں نکھٹو نکلا وہ کماتا نہیں تھا کافی عرصہ سے ان کے مالی حالات اچھے نہیں ہیں اب تو غربت کے تنگ و تاریک ماحول نے اسے وقت سے پہلے ہی بوڑھی کر دیا ہے اماں میں ارمانہ کو ملنے جاؤں گا میں نے دل کی خواہش اماں پر ظاہر کر دی۔

ٹھیک ہے بیٹا کسی دن ملنے چلے جانا نہیں اماں کسی دن کیوں میں صبح ہی جاؤں گا پھر دوسری صبح اماں سے گاؤں کا پتہ پوچھ کر ارمانہ کی طرف جا رہا تھا میں نے کرایہ پر ایک نئے ماڈل کی گاڑی لی اور میرے تن پر بھی بہت قیمتی قسم کا سوٹ اور انگلیوں میں سونے کی کئی انگوٹھیاں تھیں جھلمل کر رہی تھی اپنے شہر کی مشہور سویٹ مارٹ سے میں نے پانچ کلو مٹھائی خریدی گاڑی ارمانہ کے گاؤں کی طرف فرانے بھرتی ہوئی بھاگ رہی تھی اور میں ماضی کی یادوں کے نگار خانے میں کھویا ہوا تھا وہ لمحہ اب بھی میری آنکھوں کے سامنے تھا جب ارمانہ نے میرے جذبات کی تذلیل کی تھی اسی تذلیل کا حساب جھکانے کی خاطر میں اس کی طرف جا رہا تھا نہر کے پل سے گزر کر میں نے ایک دکان دار سے ارمانہ کے گاؤں کا پوچھا تو اس نے مجھے ایک نیم پختہ سڑک پر جانے کے لیے کہا میری گاڑی مدھم اشادے سے ہچکولے کھاتی ونی چلی جا رہی تھی ماضی کا تمام سراپا میری نگاہوں کے سامنے ناچ رہا تھا تھوڑی دیر کی مسافر کے بعد گاڑی گاؤں کے چوپال میں پہنچ گئی میں نے ایک لڑکے سے ارمانہ کے گھر کا معلوم کیا پھر جب گاڑی ارمانہ کے گھر کے قریب پہنچی تو گاؤں کے بہت سارے بچے میری گاڑی اردگرد جمع ہو گئے تھے ان کے لیے میری گاڑی عجوبہ سے کم نہیں تھی گاؤں کے ایک لڑکے نے میری آمد کی اطلاع دی جس پر ارمانہ کا خاوند باہر آیا رسمی علیک سلیک کے بعد وہ مجھے اپنے گھر لے گیا اور جب ارمانہ میرے سامنے آئی تو میں اسے پہچان ہی نہیں سکا کہاں وہ ماضی کی ناز و نعم میں پلی بڑھی اور پرکشش ارمانہ اور آج وہ ڈھیلے ڈھالے چھینٹ کے کپڑے میں ہڈیوں کا ڈھانچہ دکھائی دے رہی تھی اس کا حسن غربت کے منہ زور تھپڑوں کی وجہ سے ماند پڑ چکا تھا اور تنگدستی کی منہ زور آندھی نے وقت سے پہلے اسے کمزور ناتواں کر دیا تھا وقتی طور پر اس کی خستہ حالت دیکھ کر مجھے شدید دکھ پہنچا تھا۔

سورج کے ساتھ ڈوب گیا میرا دل بھی آج
اتنا اداس شام کا منظر کبھی نہ تھا

ارمانہ کی حالت زار دیکھ کر میرے دل کو دھچکا سا لگا تھا لیکن پھر میں نے دل کو یہ کہہ کر تسلی دی کہ کائنات کے مالک نے جو کچھ نصیبوں میں لکھ دیا ہے ہو ہوتا ہے وہ انسان کو مل جایا کرتا ہے ارمانہ نے اپنی حیثیت سے بڑھ کر میری خاطر مدارت کی میری بساط دیکھ کر وہ کافی نروس دکھائی دے رہی تھی الوداع ہوتے ہوئے میں نے اس کے بچوں ڈھیر سارے پیسے دیئے مزید اسے ورطہ حیرت میں ڈال دیا شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے جب میں ارمانہ کو خدا حافظ کہہ کر گھر سے نکلا تھا وہ گلی کی نکڑ تک مجھے الوداع کہنے آئی تھی۔

سانس لیتے ہوئے دل کی رگیں پھول گئیں
تیری یادوں نے عجیب قہر مچا رکھا ہے

اس دن دوپہر کی زرد دھوپ چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی رکشے موٹر کاریں سڑک پر دوڑتی چلی جا رہی تھیں لوگ اپنی مصروفیات زندگی میں مگن ہو کر اپنے اپنے کام میں مگن تھے مگر میرے دل کے نہاں خانہ میں ایک کسک نے اتھل پتھل مچا رکھی تھی کچھ کھو دینے کا ایک خیال بار بار میرے ذہن میں آ رہا تھا میرا دھیان بار بار دیہات میں رہنے والی فرخندہ کی طرف پرواز کر رہا تھا کتنی مدت اسے دیکھے ہوئے گزر گئی ہے نہ جانے اب وہ کس حال میں ہوگی اسے دیکھنے کی خواہش دل

میں انگڑایاں لے کر جاگ رہی تھی بس پھر کیا تھا
سے ایک نظر دیکھنے کی خواہش میرے جذبوں پر
حاوی ہوگئی پھر چند لمحوں بعد میری گاڑی خالہ
جان کے گھر کی طرف روانہ ہوگئی خالہ کا گھر
زیادہ دور نہ تھا اس لیے میں بہت جلد خالہ کے گھر
پہنچ گیا تھا خالہ کے گھر پہنچ کر جب میں نے بیل
دی دروازہ کھلا خالہ جان مجھے دیکھ کر خوشی سے جھوم
اٹھیں تھی میرے تمام کزن مجھ سے لپٹ گئے ہم
باتوں ہی باتوں میں صحن میں لگے ہوئے درخت
کے نیچے بیٹھ گئے ابھی ہم باتو میں مصروف تھے کہ
ایک عمر رسیدہ عورت آئی دبلی پتلی سی مریل سی
چہرے پر زمانے بھر کی مایوسیاں پھیل ہوئی تھیں کر
کے بال سفید ہو گئے تھے میں فوری طور پر اسے
پہچان نہ سکا تھا مگر میرے دل کی دھڑکن نے ماضی
کی یاداشت بن کر بانگ لگائی برسوں پہلے کی
ایک من موہنی صورت میں ابھری ہاور آنکھوں نے
اسے پہچان لیا فرخندہ جو کبھی میرے دل کی
دھڑکن تھی اس وقت وہ کھلے اک شاداب اور تر و
تازہ پھول کی مانند تی مگر اب وہ ماضی کا
خوبصورت پھول مرجھا گیا تھا وقت کی کج ادائیوں
نے اس کا حسن اور شباب چھین لیا تھا ماں ی کی
ادھوری محبت گئے دنوں کی کہانی جو میری خود غرضی
کی بھینٹ چڑھ گئی تھی ماوسی اور پچھتاوے کی
آگ نے میرے ضمیر کو جکڑ لیا تھا ابھی میں
ندامت کے سمندر میں ڈوبا ہوا تھا کہ عمار نے کہا
بھائی جان پہچانتے اسے یہ کون ہے۔

عمار کی آواز دن کر ایک بار پھر میں نے غور
سے دیکھا ماضی کے تمام سراپا میری نگاہوں کے
سامنے آگیا اف میرے خدایا ماضی کی حسین و
چنچل فرخندہ میرے سامنے کس حال میں تھی ابھی
میں سوچوں کے سمندر میں مستغرق تھا کہ آنا فانا
اس کے چہرے پر حیرت ااو ستجاب کے آثار
ابھرے جیسے اسے کچھ یاد آگیا ہو وہ منہ زور آندھی
کی طرح آگے بڑھی اور جذبات سے مغلوب ہو
کر کہنے لگی۔

بابو جی آپ کہاں چلے گئے تھے کئی منٹ تک
اس کے ہونٹ پھڑ پھڑاتے رہے پھر نڈھال
قدموں سے وہ واپس پلٹ گئی فرخندہ کے اس طرز
عمل پر سب گھر والے حیران تھے اور میری حالت
دیکھ کر بہت شرمندہ سی تھی میں ندامت کے مارے
زمین میں گڑا جا رہا تھا۔

دوسری صبح میں عمار کو لے کر انکے گھر گیا وہ
بچوں کے لیے کھانا بنا رہی تھی اس کا شوہر گھر پر
نہیں تھا میں نے اس سے معافی مانگی مگر وہ کافی
جذبات میں تھی اس نے میری ہر دلیل جھٹلا دی
کافی دیر تک میں اپنی صفائیاں پیش کرتا رہا لیکن
آخر کار مجھے شکست کھانا پڑی میری ساری منتیں
صفائیاں رائیگاں میں گئی ہزار روپے زبردستی اس
کے بچوں کو دے کر نکل آیا بار بار میرا ضمیر مجھے
لعنت ملامت کر رہا تھا میں کیسے گھر پہنچا یہ ایک
علیحدہ داستاں ہے گھر آ کر میرا چین وسکون لٹ
گیا میری ذہنی کیفیت دن بدن بگڑتی گئی
پچھتاوے کی آگ ہر لمحہ مجھے میری چتا جلانے لگی
کبھی کبھار میرا دل گھبراتا تو وحشت سی محسوس
ہونے لگتی تھی میں بے چین ہو کر سڑکوں اور
بازاروں میں نکل جاتا راتوں کے رتجگے کے
بعد میں ویران سا دل لیے واپس لندن لوٹ آیا
کئی سال گزر گئے تھے مگر میں نے وطن کا رخ
نہیں کیا میں نے فرخندہ سے بے وفائی کی تھی جس
کا خمیازہ میں آج تک بھگت رہا ہوں۔۔

ناکام محبت

تحریر۔ میر احمد میر بگٹی۔ سوئی گیس بلوچستان

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں آپ کی نگری میں ایک بار پھر ایک کہانی کے ساتھ اس دکھی نگری میں قدم رکھا ہے امید کرتا ہوں کہ اس کو قریبی شمارے میں جگہ دے کر میری حوصلہ فزائی کریں گے تا کہ میں اور بھی بہتر کہانی لکھ سکوں میں نے اس کہانی کا نام۔ ناکام محبت۔ رکھا ہے امید ہے کہ سب قارئین کو پسند آئے گی میں اسے لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں اپنی رائے سے ضرور نوازیے گا جو لوگ میری تحریروں کو پسند کرتے ہیں میں ان کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں ۔۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

میرا نام رانی ہے میں منڈی بہاولدین کے ایک چک میں پیدا ہوئی تھی ہم دو بہنیں اور ایک چھوٹا بھائی ہیں میرا پہلا نمبر ہے دوسری میری بہن بڑی ہے میں گھر کی کچھ مجبوریوں کی وجہ سے تعلیم حاصل نہ کر سکی اور بچپن سے لے کر جوانی تک صرف گھر کے کاموں میں مشغول رہی اور پھر میرے کسی نزدیکی رشتہ دار سے میری شادی کروادی گئی اور پھر بڑی دھوم دھام سے میری شادی ہوگئی یہاں میں اپنے شوہر کا نام بتانا بہتر نہیں سمجھتی پھر اس گھر میں جو میرے ساتھ سلوک کیا گیا میں ان کے بارے میں بھی کچھ لکھنا مناسب نہیں سمجھتی مختصر یہ کہ میری شادی کے دو سال بعد میرا ایک بیٹا پیدا ہوا پھر چند مہینوں بعد مجھے طلاق ہوگئی۔ میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی تو میں نے آصف کو کال کی وہ میرے ساتھ میڈیسن لینے آجائے آصف نے کہا ٹھیک ہے تم اسٹاپ پر آجاؤ میں بھی پہنچتا ہوں میں نے ریڈ کلر کا جوڑا زیب تن کیا ہوا تھا کیونکہ میڈیسن لینے شہر جانا تھا اس لیے میلے کپڑوں سے جانا اچھا نہیں تھا میں گھر سے نکلی اور رکشہ میں بیٹھ کر اسٹاپ پر پہنچ گئی جہاں آصف میرا ویٹ کر رہا تھا اور وہاں ایک اور لڑکا بھی کھڑا تھا جس نے مجھے دیکھا تو نظریں ہٹانے کا نام بھی نہیں لے رہا تھا۔
قارئین میں بتانا بھول گئی آصف میرا کزن تھا میں کہیں بھی جاتی تو اسے اپنے ساتھ لے جاتی خیر چند منٹ کے بعد ہماری گاڑی آئی اور ہم شہر روانہ ہو گئے اور پھر رات کو واپس گھر آ گئے میری طبیعت پہلے سے بہتر ہوگئی اور میں آرام کرنے کے لیے بیڈ پر لیٹ گئی کہ مجھے کسی انجان نمبر سے کال آئی میں نے اٹینڈ کی تو دوسری طرف سے اجنبی آواز تھی میں نے ان سے ان کا نام پوچھا تو اس نے عامر بتایا۔

میں نے کہا کیوں کال کی جناب تو اس نے کہا کہ میں تم سے محبت کرنے لگا ہوں میں نے پوچھا کہ تم نے مجھے کہاں دیکھا تو اس نے بتایا کہ صبح میں نے آپ کو رکشہ والے اسٹاپ پر دیکھا تھا اور تم کو دیکھ کر اپنا دل کھو بیٹھا میں غریب تو تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے حسن و خوبصورتی سے نوازہ تھا میں بہت خوبصورت لڑکی ہوں لیکن جتنا میں خوبصورت تھی اتنا ہی بدقسمت بھی ہوں میں جہاں بھی جاؤں صرف دکھ ہی ملتے ہیں خیر جو اللہ نے نصیب میں لکھا ہے وہ تو ملنا ہی ہے اس طرح ہی پھر میری اور عامر کی دوستی ہوگئی اور پھر ہماری دوستی کب اور کیسے پیار میں تبدیل ہوگئی کچھ بھی پتہ نہیں چلا اور پھر ہم ایک دوسرے سے بے حد پیار کرنے لگے اور اب تو ہم ہر روز ملنے بھی لگے میں نے عامر کو اپنے پچھلے حقیقت سے بھی آگاہ کیا لیکن عامر نے کہا کہ میں تم سے پیار کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا لیکن میرے دوست اور میری سہیلیاں مجھے کہتی تھیں کہ عامر کو صرف تمہارے جسم کی ضرورت ہے وہ تمہارے جسم سے پیار کرتا ہے وہ تمہیں سچا پیار نہیں کرتا لیکن مجھے عامر پر پورا یقین تھا کیونکہ عامر نے مجھ سے کبھی بھی جسم کے تعلق رکھنے کی کوشش نہیں کی اور نہ کبھی مجھے ایسی کوئی بات کی جس سے مجھے لگے کہ وہ میرے جسم سے پیار کرتا ہے اس دوران اپنے گاؤں میں ہی عاطف نامی لڑکے سے میری دوستی ہوگئی اور اچھی خاصی دوستی ہوگئی۔ اب میرے پاس عاطف جیسا اچھا دوست بھی تھا اب میں کبھی کبھی عاطف کے ساتھ بھی شہر جایا کرتی تھی اور پھر عاطف اور عامر کی بھی دوستی ہوگئی ہم تینوں اکھٹے جاتے کہیں پر بھی جانا ہوتا تو میرے گھریلو حالات اچھے نہیں تھے اس میں کام کرنے کے لیے فیصل آباد چلی گئی جہاں کسی نے مجھے بھیجا تھا میں وہاں جا کر پھسل گئی قارئین میں نے بتایا نہ کہ میں جہاں جاتی ہوں وہاں دکھ پہلے سے میرا ویٹ کر رہے ہوتے ہیں کیونکہ میں بدقسمت تھی میں وہاں پھر غلط لوگوں کے ہاتھ آ گئی پھر میں نے بڑی مشکل سے عامر اور عاطف لوگوں کو اطلاع دی کہ میں یہاں آ کر پھنس گئی ہوں پلیز مجھے کسی بھی طرح یہاں سے لے جاؤ اور میں ان لوگوں کی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے بہت کوشش کی میرے لیے اور مجھے وہاں سے چھڑا کر واپس لے گئے اور یہاں آ کر میں عامر اور عاطف کے ساتھ بہت خوش تھی لیکن میری خوشیاں صرف چند دن تھیں کیونکہ عامر کے گھر والے راضی نہیں تھے کہ عامر کی شادی میرے ساتھ ہو جائے لیکن ہم دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے میں نے عامر نے بہت کوشش کی کہ عامر کے گھر والوں کو منانے کی مگر وہ نہ مانے اور پھر عامر کی منگنی کسی اور لڑکی سے کر دی پھر عامر سے موبائل بھی لے لیا گیا اور پھر دوبارہ عامر سے میری بات نہیں ہوئی۔

ایک دن میں عامر سے ملنے اس کے گھر گئی تو وہاں بھی مجھے دھکے دے کر نکال دیا گیا اور میں روتی ہوئی گھر واپس آ گئی اور آج کل عامر کی شادی ہونے والی ہے اور اب میرے پاس عاطف کے دوست کے علاوہ کچھ نہیں۔

قارئین سے گزارش ہے کہ میرے لیے دعا کریں کہ میں عامر کو بھلا کر ایک نئی زندگی شروع کر سکوں۔ قارئین سے گزارش ہے کہ رانی کے لیے دعا کریں اور مجھے بھی اپنی قیمتی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔۔۔

قسمت کے رنگ ہزار

۔تحریر۔ سجاد حسین جعفری۔ بھلوال سرگودھا۔

شہزادہ بھائی۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

قارئین میں پہلی بار ایک کہانی لے کر آیا ہوں امید ہے کہ سب قارئین کو پسند آئے گی اور ادارہ جواب عرض سے گزارش ہے کہ وہ میری کہانی کو جلد از جلد جگہ دے کر شکریہ کا موقع فراہم کریں یہ کہانی میرے ایک دوست آپ بیتی ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں ارسال کر رہا ہوں امید ہے نوک پلک سنوار کر اگر آپ کے معیار پر پوری اترے تو جلدی شائع کریں اور اگر حوصلہ افزائی ہوئی تو آئندہ بھی کہانیاں ارسال کرتا رہوں گا میں نے اس کہانی کا نام۔ قسمت کے رنگ ہزار۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

میں زندہ دلوں کے شہر لاہور کے ایک مذہبی گھرانے میں پیدا ہوا جہاں موسیقی۔ ڈرامہ۔ فلم اور ٹی وی ایک لعنت سمجھے جاتے ہیں میری یادوں کی کڑیوں میں یہ بات اچھی طرح محفوظ ہے کہ جب میں سکول کے احاطے میں داخل ہوا تو ایک مقدس عمارت کا گمان ہوا دوران تعلیم جب کچھ شعور پیدا ہوا کہ میں بھی یہ چیزیں دیکھوں چنانچہ میں والدین سے چھپ کر ہمسائیوں کے گھر جا کر یہ سب کچھ دیکھنے لگا اس وقت ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے انسان گناہ کئے جا رہا ہے بڑوں کا کہنا ہے کہ جب انسان گناہ کرنے لگتا ہے تو وہ انسان کی عادت بن جاتے ہیں تو ان میں بھی انسان کو اچھائیاں نظر آنے لگتی ہیں کیونکہ اس وقت اس کا ضمیر اندھا ہو چکا ہوتا ہے ان چیزوں نے مجھے وقت سے پہلے جوان کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے میں وقت سے پہلے ہی وہ چیزیں سمجھنے لگا جو جوانی میں سمجھ آتی ہے ٹی پر دکھایا جانے والا ڈرامہ سیریل خلش میری آنکھوں میں گھوم رہا ہے اس کا وہ سین جس میں ہیروئن فردوس جمال کو دھکے دیتی ہے اور میرا دل دھڑکنا شروع کر دیتا ہے اس وقت مجھے احساس ہوا کہ میرے اندر ہمدردی اور پیار کرنے والا دل ہے جو نفرت نہیں دیکھ سکتا مجھے فردوس جمال پر بہت ترس آیا اور عورت کی اس فطرت کا دکھ ہوا کہ عورت تو خاندان کے لیے بنی ہے پھر اس نے ایسا کیوں کیا بعد پتہ چلا کہ یہ ڈرامہ اور فلمیں انسانوں کی لکھی ہوئی ہیں جن میں تقدیر اور مقدر ادیب کے ہاتھ میں ہوتا ہے زندگی کی حقیقی کہانیوں کا موازنہ ان فلموں سے نہ کرو کیونکہ ہماری قسمت کی کہانیوں کا مصنف اللہ تعالیٰ ہے۔

پھر دوستوں نے مجھے بتایا ناول کہانیاں پڑھنے کو دیں۔

پہلے تو مجھے ان کی سمجھ ہی نہیں آتی تھی پھر جب سمجھ آنے لگی تو میں رات دن پڑھنے لگا اور ان کہانیوں میں پیار کی پناہ ڈھونڈنے لگتا لوگوں کی دکھ بھری کہانیاں پڑھ کر میرا دل پگھلنے لگتا اور میں سوچتا کہ انسان کے دکھ کس طرح دور کیے جا سکتے ہیں یہ چیزیں ذاتی نشونما ہونے پر اثر انداز ہونے لگیں دوسری طرف سکول کی کتب میں میری واپسی کم ہونے لگی والدین کو پتہ چلا کہ تو انہوں نے اچھی طرح میری ٹھکائی کی لیکن ایک عادی کی عادت کیسے چھوٹ سکتی ہے میرے والدین نے مجھے ایک مذہبی عالم دین بنانا چاہتے تھے ابھی میں پانچویں کلاس میں تھا کہ والد کا سایہ میرے سر سے اٹھ گیا میری زندگی میں بھونچال آ گیا والد شہر چھوڑ کر اپنے آبائی گاؤں آ گئے کیوں کہ ہماری عمریں چھوٹی تھیں اور وہ چاہتے تھے کہ ان کے والدین بچوں کی پرورش کی ذمہ داری اٹھائیں اسی دوران ہی ایک کم سن طالبہ سے میرا پہلا عشق پروان چڑھا باغات کے وسط میں لڑکیوں کا ایک سکول تھا وہ اپنی سہیلی کے ساتھ سب لڑکیوں سے آخر میں سکول سے نکلتی تھی اور جب گاؤں میں داخل ہوتی تو سورج کی گرمی اپنے جوبن پر تھی سب لوگ سو رہے ہوتے اتفاقاً ایک دن ان کا اور میرا آمنا سامنا ہو گیا میرے جذبات جو لو سٹوری فلمیں دیکھ کر پورے جوبن پر لہرا رہے تھے انہوں نے تباہی مچانے کا اعلان کر دیا میری پاکیزہ فطرت اسے گناہگار سمجھ رہی تھی کہ اللہ نے عورت کو شرم و حیاء کا مرکز بنایا ہے وہ دوسروں کی عزت ہوتی ہے امانت ہوتی ہے جس میں خیانت نہیں کرنی چاہیے مجھے اسلام کی تعلیمات بہت پیاری لگیں کہ اسلام عورت کو کتنا تقدس دیتا ہے اسے پردے میں رکھنے کا پابند بناتا ہے کہ میرے پیارے بندے کی عزت و عظمت محفوظ مامور رہے کہا جاتا ہے کہ عقل جذبات کی لونڈی ہے اور اس لیے مجھ پر جذبات غالب آ گئے اور دوسری جذباتی نشونما بھی اس اسٹیج پر پہنچ چکی تھی کہ مجھے صرف لیلیٰ ہی لیلیٰ نظر آ رہی تھی پریم شکتی نے شرم حیاء ضمیر کی ملامت سب کو ڈانٹ ڈپٹ کر پیچھے ہٹا دیا تھا ڈرتے ڈرتے پیار کا اظہار کر دیتے آنکھوں سے آنکھیں چار ہوئیں ہونٹوں سے اثبات میں جواب دیئے کس کی اپنے مقدر پر نازاں ہوا ساری رات دعا میں مانگتا رہا یا اللہ اس نے میرے سوا کسی سے پیار نہ کیا ہو وہ صرف مجھے ملے اسے وئی نہ دیکھے کوئی اس کا نام نہ لے یا اللہ تو نے اسے صرف میرے لیے ہی بنایا ہے ہائے وہ میری پاکیزہ محبت کے احساسات۔

قارئین اندازہ لگائیں ایک بچے کی تربیت اور جذباتی نشونماء پر ماحول اور ارد گرد کے حالات کس طرح اثر انداز ہوتے ہوں اور ایک بچے کے جذبات کس رخ پر جا سکتے ہیں میری تعلیمی حالت گرتی چلی گئی دن رات محبت کے سپنے دیکھنے لگا کاش ہم دونوں اس ظالم سماج سے دور نکل جائیں حسین وادیاں ہیں جہاں ہم دونوں باہوں میں باہیں ڈالے محبت کے گیت گا رہے ہوں ہم اسی دنیا میں کھوئے رہیں صدیاں گزر جائیں موت آئے تو ایک دوسرے کے سینے پر سر رکھ کر مریں اور فرشتے ہم پیار کرنے والوں کو ادب و احترام سے جنت کے باغوں میں لے جائیں قسمت نے پانسہ پلٹا محبت کے سارے محل چکنا چور ہو گئے قسمت نے بتایا کہ جن کے چہرے معصوم ہوتے ہیں وہ بھی اندر سے ظالم ہوتے

ہیں راتوں کو اٹھ کر رلایا چاند گواہ بنا کر تڑپایا گیا حسینوں کی دنیا میں دلوں سے کھیلنا بھی ایک کھیل ہے ان چیزوں نے میرے معصوم ذہن کو عذاب الم میں مبتلا رکھا اس شاطر دنیا میں بڑے تو بڑے معصوم چہرے والے بھی شاطر کھلاڑی ہوتے ہیں ایک دانشور نے کہا تھا کہ اگر جنگل میں رہتا تو میری زندگی زیادہ پر سکون ہوتی ب نسبت انسانوں کے بیچ رہنے سے اس کے شاگرد نے پوچھا کہ وہ کیسے اس نے جواب دیا جنگل میں مجھے پہلے پتہ ہوتا کہ یہ سانپ ہے اس نے ایسے ڈسنا ہے یہ بھیڑیا ہے اس نے پیچھے سے حملہ کرنا ہے لیکن ان انسانوں کی دنیا میں سانپ بھی ہیں بھیڑیئے بھی ہیں لیکن انسان کی خون میں پتہ ہی نہیں چلتا کہ کس نے کس طریقے سے لڑنا ہے محبت ناکام ہوگئی تعلیم برباد ہوگئی روزی کی فکر ہوئی فیکٹریوں میں دھکے کھائے باغات میں مزدوریاں کیں دکانیں بنائیں ریڑیاں لگائیں سب تدبیریں فیل ہوگئیں پھر قسمت کو رحم آیا اچھی ملازمت مل گئی پیسہ آنے لگا جن رشتہ داروں کی نظر میں میں نکما تھا آوارہ تھا احمق تھا ان کی نظر میں میں معزز بن گیا پیار کا موسم دوبارہ لوٹ آیا پھول کلیاں کھلنے لگیں پریم کی آندھیاں چلنے لگیں کئی حسیناؤں کو پسند آنے لگا نیا تجربہ سامنے آیا محبت کے بھی اپنے رنگ ہوتے ہیں محبت بھی قسمت والوں کا ساتھ دیتی ہے پہلے تجربے سے سبق سیکھنا چاہیئے تھا لیکن نہ سیکھا کملا اور جھلا کہ یہ وعدے قسمیں کسی اور کے ساتھ بھی کھائے گئے تھے انسان منصوبے بناتا ہے اور قسمت ہنستی ہے کیونکہ قسمت کے اپنے فیصلے ہوتے ہیں انسان وہ خواب دیکھتے ہیں جن کی تعبیر ان کے بس میں نہیں ہوتی ہے میری سب محبتیں چاہتیں مٹی میں مل گئی اتنے گناہ نہ کیئے جتنی بدنامیاں حصے میں آئیں زندگی تماشہ بن گئی قسمت نچاتی رہی دنیا تماشہ دیکھتی رہی اس خودغرض مطلبی دنیا میں محبت کرنے والا دل کیا کرے کہاں جائے جو وفا کرے اسے جفا ملے جن کے لیے انسان جینا چاہے وہی زہر کے گھونٹ پلائیں یہ سب باتیں لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ کوئی تو ان سے سبق لے پر کیا کیا جائے دل والے کسی کی مانتے ہیں بقول ادا جعفری۔

زندگی کی رگوں کو لہو بخش کر
اہل دل قرض اپنا ادا کر گئے
اہل دانش میں رسم وفا جرم تھی
لوگ دانستہ جرم وفا کر گئے

قارئین کیسی لگی میری کہانی اپنی قیمتی رائے سے ضرور نوازیے گا۔

وفاؤں کا صلہ

میں خواب بن کر اسے نیند میں دکھائی دوں
وہ میرا قرب جا چاہے تو میں جدائی دوں
کچھ اس طرح سے چاہے وہ مجھ کو کہ میں
دھڑکنوں کی طرح۔ قلب میں بھی اُسے سنائی دوں
رکھیں گے ہم تجھے دل کی دنیا میں بسا کر دفا
چھوڑیں گے نہ ہم کبھی تجھے اپنا بنا کر
یہ عمر گزار دیں گے تیرے پیار میں ہم
ہر خواہش بھلا دیں گے ہم تجھے پا کر
جانے والے کو زاد سفر اور کیا دیتے
اتنا ہی بس میں تھا ہم اس کو دعا دیتے
وہ مانگ رہا تھا پچھلی وفاؤں کا صلہ
ہم اپنی جان نہ دیتے تو اور کیا دیتے

☆ ------------------- رانا وارث اشرف عطاری – وزیرآباد

وہ یار بے وفا

تحریر۔ ماجدہ رشید۔

شہزادہ بھائی۔ السلام وعلیکم۔ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں آپ کی نگری میں ایک بار پھر ایک کہانی کے ساتھ اس دکھی نگری میں قدم رکھا ہے امید کرتی ہوں کہ اس کو قریبی شمارے میں جگہ دے کر میری حوصلہ فزائی کریں گے تا کہ میں اور بھی بہتر کہانی لکھ سکوں میں نے اس کہانی کا نام۔ وہ یار بے دفا۔ رکھا ہے امید ہے کہ سب قارئین کو پسند آئے گی میں اسے لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوئی ہوں اپنی رائے سے ضرور نوازیئے گا جولوگ میری تحریروں کو پسند کرتے ہیں میں ان کی تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

شارع اٹھ جاؤ بیٹا ہوسپٹل جانے کا ٹائم ہو رہا ہے اور کتنا سوؤ گے تم اٹھ جاؤ بیٹا یہ وقت تمہارے مریضوں کے لیے تمہاری ڈیوٹی کے لیے ہے تمہارے آرام کرنے کے لیے نہیں ماں کی یہ بات سنتے ہی میں اٹھ کھڑا ہوا اور چہرے پر ایک پیاری سی مسکراہٹ لیے ماں کی طرف دیکھنے لگا جس نے مجھے نیک اور پابند بنایا تھا ماں آپ تو سونے بھی نہیں دیتی رات کتنی اچھی ہوتی ہے ہر کام سے چھٹکارا مل جاتا ہے اور ہم مزے سے سو جاتے ہیں ماں نے میری باتیں سن کر میرا کام پکڑ لیا اور چلو اٹھو اب اپنی یہ پٹر پٹر بند کرو فریش ہو کر باہر آ جاؤ تم تک میں ناشتہ بناتی ہوں۔
ہم تین بھائی اور دو بہنیں تھیں ہم سب میں بہت سلوک اور پیار ومحبت تھی جیسے ہی میں فریش ہو کر باہر نکلا ایرش میرا بھتیجا پہلے سے ہی کھانے کی ٹیبل پر میرا انتظار کر رہا تھا۔ چاچو آپ آج پھر لیٹ ہو گئے جب میں ڈاکٹر بنوں گا پھر تو میں پورے وقت پر اپنی ڈیوٹی پر جایا کروں گا ایرش کی یہ بات سن کر ہم سب مسکرا اٹھے اور اچھا ماما اب میں چلتا ہوں شارع کھانا تو کھاتے جاؤ۔
نہیں ماں ہوسپٹل میں ہی کھا لوں گا ماں بولتی ہی رہی اور شارع لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا گیٹ پار کر دیا بہت لا پروا ہو گیا ہے یہ لڑکا وقت پر جا رہا تھا کہ اچانک ایک بزرگ سامنے آ گئے اور شارع سے ٹکرا گئے اگر شارع انہیں سنبھال نہ لیتے تو وہ گر ہی پڑتے شارع ڈاکٹر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھا انسان بھی تھا بزرگ بابا نے شارع کا شکریہ ادا کیا اور شارع چہرے پر ایک مسکراہٹ سجائے ہوئے وارڈ میں مریضوں کے چیک کرنے نکل پڑے شارع جیسے ہی وارڈ میں داخل ہوتا سب مریضوں کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ جاتی۔

کیونکہ شارع کا خوش مزاج ہی مریضوں کے لیے آدھی شفا تھا شارع سب مریضوں کے پاس ہوتا ہوا ایک بچے کے پاس گیا جو کہ اسے بھیا بلاتا تھا ڈاکٹر بھیا مجھے گھر جانا ہے میں اپنی بہن سے بہت اداس ہو گیا ہوں شارع کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیسے اسے سمجھائے شارع نے اسے کل کا کہہ کر چلا گیا سب کام نمٹا کر جب اپنے کمرے میں گیا تو یاد آیا کہ اس نے صبح کچھ نہیں کھایا تھا اس وقت پیٹ میں پورے بارہ چوہے بہت جوش و خروش سے ناچ رہے تھے شارع نے پیون سے کھانا منگوا کر کھایا اور دوبارہ راؤنڈ کے لیے نکلا تو شارع جیسے ساکت سا ہو گیا کیونکہ اس کے سامنے ایک حسین و جمیل لڑکی کھڑی تھی دراز قد سانولہ رنگ چہرے پر ایسی کشش کہ انسان کو اپنی طرف مائل کر لینے کے لیے کافی تھی شارع تو جیسے کسی اور ہی دنیا میں کھو گیا تھا شارع جی وہ لڑکی میرے سامنے اپنا ہاتھ ہلا رہی تھی تنگ آکر جب وہ جانے لگی تو مجھے جیسے ہی ہوش سا آ گیا میرے ساتھ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا سوری میں کچھ سوچ رہا تھا جی بتائیے کیا کام ہے یہ دوائیاں بتا دیں کیسے کیسے لینی ہیں میں نے اسے سمجھایا اور دوبارہ اپنی کرسی پر آ کر بیٹھا اور اس کے بارے میں سوچنے لگا کون ہے وہ یوں میں اس کے سحر میں یوں کھو گیا تھا ایسا نہیں تھا کہ میں نے اسے پہلی بار کوئی حسن و جمیل لڑکی دیکھی ہو ہزاروں خوبصورت لڑکیوں کے درمیان کام کرتا تھا جن سے دن رات میرا واسطہ رہتا تھا لیکن میں کبھی کسی کی طرف یوں مائل نہ ہوا تھا جتنا اس کی طرف ہوا تھا اس کی طرف ۔اس کسی کی طرح میں نے خود سے پوچھا وہ یار نام تو میں نے پوچھا ہی نہیں لیکن وہ مجھے اپنا نام کیوں بتاتی کیا پتہ نہیں پوچھتا اور وہ بتا دیتی میں اس ملال میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک میرے فون کی گھنٹی بجی اور میں نے کال اٹینڈ کی تو ارش کی کال تھی وہ آج پارک جانے کی ضد کر رہا تھا جس کے لیے مجھے ابھی گھر جانا تھا میں نے فون بند کیا اور گھر جانے کی تیاری کرنے لگا گھر پہنچا ارش تیار کھڑا تھا اس نے مجھے کپڑے بھی چینج نہ کرنے دیئے اور زبردستی مجھے لے گیا میں پوری طرح اس انجان لڑکی کے چہرے کی کشش میں کھویا ہوا تھا ارش کو جب لگا کہ میں اس کی پوری بات نہیں سن رہا تھا وہ مجھ سے ناراض ہو گیا اور منہ بسور کر بیٹھ گیا بہت مشکل سے اسے منایا پھر اپنا پورا دھیان ارش میں لگا کر اسے خوب انجوائے کروایا ہم جب گھر آئے تو سب ایک ساتھ بیٹھے باتوں میں مگن تھے میں سب کے درمیان جا بیٹھا کچھ دیر بیٹھنے کے بعد میں اٹھا اور اپنے کمرے میں چلا گیا مجھے ایک عجیب سی بے چینی ہو رہی تھی میں کچھ دیر کے لیے ٹیرس پر گھومنے پھرنے لگا مجھے سامنے والی بلڈنگ میں کسی لڑکی کی آواز آئی اتنی سریلی آواز وہ اچانک کھڑکی کے پاس آئی اس کے بال کھلے تھے تیز ہوا چلنے کی وجہ سے بال اس کے چہرے کو چھو کر فضاؤں میں لہرا رہے تھے اس کو دیکھ کر مجھے پھر ایسے لگا جیسے میں کسی اور دنیا میں کھو گیا ہوں یہ تو وہی لڑکی ہے ابھی میں نے اس کا نام پوچھنے کے لیے اپنے لب کھولے ہی تھے کہ اس نے کھڑکی بند کر دی اسے شاید اس بات کو احساس تک نہ تھا کہ کوئی اسے یوں حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا میں نے ایک سرد آہ بھری اور آکر بیڈ پر بیٹھ گیا میرے دل کو یہ تو تسلی ہو گئی تھی کہ وہ آس پاس ہی ہے میرے چلو شارع جی سو

جاؤ صبح ڈیوٹی پر بھی جانا ہے عشق نے ہم کو نکما کر دیا میں یہ سوچ کر مسکرایا پاگل ہوں میں بھی ایک دن میں تھوڑی نہ ہوتی ہے محبت شاید مجھے اس لیے وہ اچھی لگی کہ وہ پیاری ہے یہ محبت نہیں ہے کھٹک کر گہری نیند سو گیا اور صبح جب اٹھا تو میں کافی حد تک فریش تھا نہا دھو کر کھانا کھایا اور ہوسپٹل جانے کے لیے ابھی نکلا ہی تھا کہ وہی لڑکی نظر آئی وہ پیدل ہی جا رہی تھی میرا دل چاہا اسے لفٹ دے دوں لیکن اپنے بے وقوف خیال کو دل سے جھٹک کر گاڑی اسٹارٹ کی میں تو ہوسپٹل پہنچ گیا تھا لیکن میرا دل کسی کام میں نہیں لگ رہا تھا میں بے دلی سے سارے کام نمٹا کر گاڑی لے کر چلا گیا ہر سڑک میں نے چھان ماری لیکن مجھے کہیں بھی سکون نہ ملا تھا کیونکہ میرا سکون تو کہیں کھو گیا تھا ان تمام حالات سے تنگ آ کر میں نے اس لڑکی سے بات کرنے کی ٹھان لی کیونکہ اب میرا دل میرے قابو میں نہیں تھا میں گھر گیا اور جا کر سو گیا جب اٹھا تو شام کے چھ بجے تھے میں ٹیرس پر گھنٹوں بیٹھا رہا لیکن وہ نہ آئی تھک ہار کر اپنے کمرے میں جا کر اب میرا یہ روز کا معمول بن گیا گھنٹوں ٹیرس پر بیٹھا رہتا صبح بھی اس کی راہ تکتا رہتا آج آٹھ دن ہو گئے تھے سے دیکھا نہیں میں نہیں جانتا تھا کہ یہ اٹریکشن ہے یا پیار جو بن بات کیے نہ ہوئی وعدہ نہ قسمیں پھر بھی اتنی بے چینی آخر کیوں یہ سب ہو رہا تھا میں اپنی ہی سوچوں میں گم تھا کہ ایرش آیا چاچو آپ کو دادو بلا رہی ہیں میں ایرش کے ساتھ ہی نیچے آ گیا تو ماں کے ساتھ ایک خاتون بیٹھی تھیں کافی پریشان لگ رہی تھی میں سلام کر کے بیٹھ گیا ماں نے مجھے بتایا کہ ان کی بیٹی بیمار ہے کئی جگہوں سے چیک کروایا ہے لیکن کوئی آفاقہ نہیں ہوا تم ان کو صبح اپنے ساتھ ہوسپٹل لے جانا اور اچھی طرح چیک کروانا بہت پریشان ہیں میں نے یہ بھی نہ پوچھا کہ بیماری کیا ہے بس او کے کہہ کر اپنے کمرے میں آ گیا رات تو جیسے اب آنکھوں میں ہی کٹنے لگی تھی ہر پل یہی دعا کرتا کہ بس ایک بار وہ مل جائے پتہ نہیں وہ کہاں چلی گئی ہے صبح ہوئی تو بنا کچھ کھائے پیئے ہوسپٹل جانے لگا تو بھابھی نے آواز دی کہ شارع آنٹی آئی تھیں تھوڑی دیر پہلے وہی جو رات کو آئی تھیں اپنی بیٹی کے لیے انہیں بھی ساتھ لے جانا میں ان کو کال کر دیتی ہوں تم رکو ابھی تھوڑی دیر بھابھی مجھے روک کر چلی گئی مجھے اب ہر اک شے سے چڑ ہونے لگی تھی میں مجبوراً رک گیا بھابھی کچھ دیر بعد واپس آئی آ رہے ہیں تم چلو گاڑی نکالو اپنی امی اور بھابھی کے پاس اکثر لوگ ایسے ہی شفارش کے لیے آ جاتے ہیں پھر باقاعدہ مجھے ان کو ساتھ لے جانے کی ہدائت بھی کی جاتی ہے ہر بار کی طرح اس بار بھی میں چپ رہا اپنی ڈیوٹی نبھانے لگا میں گاڑی اسٹارٹ کر کے گاڑی میں بیٹھ گیا تھا کچھ ہی دیر بعد ماں کے ساتھ ایک عورت گاڑی کے پاس آئی دونوں باتیں کر رہی تھی امی نے ہی دروازہ کھول کر بٹھا دیا تھا میں نے پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا دونوں بیٹھا کر ماں مجھے تاکید کرنے لگیں کہ اچھی طرح چیک کروانا جس بھی مدد کی ضرورت ہو ضرور کرنا میں ماں کی بات سنی ان سنی کر کے بس جی جی کرتا رہا اور پھر ہوسپٹل کی طرف میری گاڑی چلنے لگی سارے راستے میں نے ان لوگوں سے کوئی بات نہ کی اپنی منزل پر پہنچ کر میں گاڑی سے اترا اور اپنے ساتھ آئے ہوئے لوگوں کے لیے دروازہ کھولا ایک بجھی ہوئی خاتون کے

ساتھ میری جان دشمن بھی باہر نکلی اتنی کمزور خاتون نے اس لڑکی کو پکڑ کر باہر نکالا تھا اسے دیکھتے ہی جیسے مجھے میری ٹانگیں بے جان سی لگنے لگی میں بے جان سا ہونے لگا مجھے اپنی ٹانگوں پر کھڑا ہونا مشکل ہو رہا تھا مجھے لگ رہا تھا کہ جیسے اس کی بیماری میرے جسم میں آ گئی میں ساکت سا کھڑا تھا وہ دونوں ماں بیٹی میرے چلنے کے انتظار میں تھیں میرا دل چاہ رہا تھا کہ اس جان دشمن سے پوچھوں کہاں تھی اتنے دنوں کیوں مجھے اتنا تڑپایا میں یہ سب سوچ ہی رہا تھا کہ کسی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور میں چونک گیا چلیں بیٹا وردا کے لیے کھڑا ہونا مشکل ہو رہا ہے میں نے جان دشمن کی طرف دیکھا اور ایک سٹریچر منگوایا میں اپنے ہوش کھو بیٹھا تھا جب مجھے ہوش آیا تو میں وارڈ روڈ میں تھا میں نے اپنی نظر ادھر ادھر دوڑائی تو مجھے وہ لڑکی کہیں نظر نہیں آئی البتہ اس کی ماں میرے پاس کھڑی تھی میں ایک دم اٹھا اور ان کی بیٹی کے بارے میں پوچھا بیٹا وہ ساتھ والی وارڈ میں ہے اب تمہیں ہوش آ گیا ہے تو میں اس کے پاس جاتی ہوں میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں میں تیزی سے اٹھا نہیں بیٹا آپ کی طبیعت خراب ہے آپ آرام کرو نہیں میں ٹھیک ہوں میں جب پہنچا تو ایک ڈاکٹر اسے چیک کر رہا تھا میری اس ڈاکٹر سے بس ہیلو ہائے تھی ڈاکٹر میں چیک کرتا ہوں میں ان کے ٹیسٹ کروا چکا ہوں ان کے گردوں میں پانی ہے میں نے دوائیاں لکھ دیں ہیں آپ یہ لے لیں انشاء اللہ جلد ٹھیک ہو جائیں گی آنٹی دوائیاں میں گھر آتے ہوئے لے آؤں گا شام تک آپ کو دوائیاں مل جائیں گی چلو وردا گھر چلیں میں باہر تک ان کو چھوڑنے آیا تھا رکشے میں ان کو بٹھا کر اپنے روم میں بیٹھ گیا سوچا نہ تھا یہ لڑکی اس طرح ملے گی چلو وردا چلیں اچھا تھا محترمہ کا نام وردا ہے بہت انتظار کرایا ہے تم نے مس وردا میرا بہت دل چاہ رہا تھا وردا سے بات کرنے کو اچانک میری نظر میز پر پڑی پرچی پر پڑی جو کہ ان محترمہ کی تھی اچھا اب شام کو ان کے لیے دوائیاں لے کر جانی ہیں اچھا ہے بہانہ مل بھی لوں گا میں دوائیاں بھی لے کر سیدھا وردا کے گھر گیا دروازے پر وردا کی ماں نے دروازہ کھلا مجھے بہت پیار سے اندر بلا کر بٹھایا آنٹی اب کیا حال ہے وردا کو ٹھیک طرح سے چیک بھی نہیں کروایا کوئی بات نہیں بیٹا انجکشن لگایا تھا ڈاکٹر نے اب بہتر ہے آنٹی یہ دوائیاں ہیں انہیں باقاعدگی سے دیں میں کچھ دیر بیٹھا جب مجھے وردا سے ملنے کا کوئی چانس نظر نہیں آیا تو میں گھر جانے میں ہی عافیت جانی اچھا آنٹی میں چلتا ہوں صبح میں ایک بار وردا کو چیک کرتا جاؤں گا میں جانے ہی والا تھا کہ سیڑھیوں پر سے ایک لڑکی اتری شاید اس کی چھوٹی بہن تھی اس کے ہاتھ میں کچھ کتابیں تھیں اس نے مجھے ادب سے سلام کیا اور آگے بڑھ گئی میں نے پیچھے سے آواز دی سنئے جی اس نے مڑ کر دیکھا آپ میرا کام کریں گی جی بتایئے یہ فون نمبر آپ وردا کو دے دیں گی میں نے جھجکتے ہوئے کہا پلیز آپ دے دیں آگے ان کی مرضی لڑکی نے نمبر پکڑ لیا میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور گھر آ گیا مجھے ہر وقت اس کی کال کا انتظار رہتا کسی کی بھی میسج یا کال آتی مجھے لگتا کہ وردا کی کال ہو گی کئی دن ایسے ہی گزر گئے لیکن اس کی کوئی کال نہ آئی اب تو میں نے امید ہی چھوڑ دی تھی ایک دن میں ٹی وی لاؤنج میں بیٹھا موی دیکھ رہا تھا کہ اچانک رنگ ٹیون

میں نے بے دلی سے فون دوسری طرف سے کسی لڑکی کی آواز تھی۔

اسلام علیکم ڈاکٹر شارع مجھے لگا سٹاف ممبرز میں سے کسی کا نمبر ہوگا۔

واعلیکم اسلام۔ جی کون۔ میں وردا۔

کون مجھے اپنے کانوں پر یقین نہیں ہو رہا تھا میں نے اپنے جذبات پر قابو کرتے ہوئے اس کا حال پوچھا۔ جی اب میں بالکل ٹھیک ہوں صبح میں کالج بھی جاؤں گی کون سے کلاس میں ہیں آپ میں ایف ایس سی پارٹ ٹو۔ پھر تو آپ کو خوب محنت کی ضرورت ہے۔

کی اور میرا تو بہت سا وقت ضائع ہو چکا ہے کوئی بات نہیں ابھی آپ محنت کریں اس دن ہم نے کافی دیر باتیں کیں میں دوبارہ سے خوش رہنے لگا تھا وہ مجھ سے پیار نہ سہی لیکن میری دوست ضرور بن گئی تھی کبھی روٹھنا کبھی منانا یہ سب تھا درمیان وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر مجھ سے ناراض ہو جاتی لیکن میں کیسے بھی کر کے اسے منا لیتا تھا میری جان پر بن جاتی اگر ہماری ایک دن بات نہ ہوتی لیکن چاہ کر بھی میں اپنے پیار کا اظہار نہ کر پاتا یوں ہی دن گزر گئے میں ہر بار سے ملنے کے لیے کہا اس کے کالج میں کوئی فنکشن تھا میں آج اپنے پیار کا اظہار کر دینا چاہتا تھا دیئے گئے وقت پر میں اس کی بتائی ہوئی جگہ پر پہنچ گیا مجھے ایک گھنٹہ ہو گیا تھا وہاں بیٹھے ہوئے اور وہ نہ آئی مجھے غصہ آ رہا تھا لیکن جیسے ہی وہ میرے سامنے آئی میرا سارا غصہ ہوا کی طرح اڑ گیا وہ بہت پیاری لگ رہی تھی وہ اپنی بہن کے ساتھ آئی جس کو میں نمبر دیا تھا ہم کچھ دیر باتیں کرتے رہے مجھے وردا کا لہجہ کچھ بدلہ بدلہ سا لگا وردا اٹھ کر جانے لگی تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس نے ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑایا کیا مسئلہ ہے وہ غصے سے وہاں سے چلی گئی اس کی بہن وہیں پر بیٹھی تھی میں حیران تھا اس کے اس رویے سے شارع میں آپی کو سمجھاتی ہوں آج ان کا موڈ خراب ہے کیوں۔ میں نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور آج ہم صبح گھر سے آئے تو آپی کا بھائی سے جھگڑا ہو گیا تھا اور جب ان کا موڈ خراب ہوتا ہے تو وہ کسی سے بھی بات نہیں کرتیں میں سوچوں یہ تب سے چپ بیٹھی ہے اور آپ ہی بولی جا رہے ہیں ویسے آپ کا نام کیا ہے ردا نام ہے میرا وہ کچھ دیر بیٹھی میں نے اس کے ہاتھ ایک خط بھیجا جس میں میں نے اپنے پیار کا اظہار کیا اور پھر ہم نے ایک دوسرے کو خدا حافظ کہا اور میں واپس گھر آ گیا میں گھر آ کر وردا کے جواب کا انتظار کرنے لگا میں ٹیرس پر کھڑا تھا جب وہ اپنے روم میں آئی سامنے کی کھڑکی کھلی تھی میں نے اسے بلانے کی کوشش کی لیکن اس نے میری طرف دیکھا تک نہیں کچھ دیر بعد میں نے اسے میسج کیا ہیلو محترمہ آپ نے کوئی جواب نہیں دیا ایک آپ ہیں جو اتنے اطمینان سے جی رہی ہیں اور ایک ہم ہیں جو ایک ایک پل کیسے گزار رہے ہیں اگر آپ کو ہمارا پرپوزل نہیں پسند تو نا کہہ دیں مجھے کچھ وقت دیں او کے او کے میڈم جیسا آپ چاہیں میرے لیے یہی کافی تھا کہ اس نے نہ نہیں کی ہم رات گئے تک بات کرتے رہتے تھے میں روز اس کے جواب کو انتظار کرتا رہتا تھا لیکن وہ تھی کہ میری جانی دشمن بنی بیٹھی تھی۔

ایک دن رات کے دو بجے مجھے اسکا فون آیا میں پریشان ہو گیا کیا ہوا مجھے نیند نہیں آ رہی پلیز مجھ سے بات کرو۔

نیند کیوں نہیں آرہی ہماری میڈم کو اب
چپ کیوں ہو کا ئی کہنا ہے کہیں تمہیں مجھ سے پیار
تو نہیں ہو گیا میں نے شرارت سے کہا۔
ہاں کیا کہا تم نے ہاں او مائی گاڈ کتنا انتظار
کروایا ہے ور اس وقت ہاں کہہ رہی ہو جب
ساری دنیا سو رہی ہے میرا دل چاہ رہا ہے کہ ساری
دنیا کو چلا چلا کر بتاؤں سب کو اٹھا دوں وہ مسکرا دی
تھی مجھے اس وقت بہت پیار آرہا تھا اس پر پلیز یار
باہر ملو نہ پہلی بار بھی تم نے ٹھیک سے بات نہیں کی
۔۔نہیں میں باہر نہیں آسکتی ابھی وہ بات کر رہی تھی
کہ کسی کی آواز آئی اور اس کی کال کٹ گئی اس
کے بعد میں نے کئی بار اس کا نمبر ڈائل کیا لیکن
ناکام رہا اس کا نمبر پاور آف تھا میرا دل بہت گھبرا
رہا تھا مجھے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ میں کیا کروں مجھے
شک تھا کہ اس کے گھر میں کسی کو پتہ چل چکا ہے
کئی دن گزرنے کے بعد بھی میں نے اس سے
بات نہ کر سکا تو میں نے اریش کو چاکلیٹ کی
رشوت دے کر وردا کے گھر بھیجا اریش کو سب سمجھا
دیا تھا کہ اسے کیا کچھ معلوم کر کے آنا ہے اور اریش
کی جیب میں ایک موبائل بھی ڈال دیا تھا اریش یہ
موبائل چپ چاپ وردا آنٹی کو دے دینا وردا ملے
تو اس کو دینا اریش ڈرتے ڈرتے گیا دروازہ ردا
نے کھولا تھا اور اریش کو اپنے کمرے میں لے گئی
ردا آپی مجھے آنٹی وردا سے ملنا ہے آنٹی کو موبائل
دینا ہے چاچو نے دیا ہے آپ وردا آنٹی کو دیں گی
جی اریش موبائل دے کر چلا گیا میں بے چینی ادھر
ادھر ٹہل رہا تھا دل چاہ رہا تھا کہ خود جا کر بات کر
لوں میں نے بسی میں رو ہی پڑا تھا میری آنکھوں
سے ڈھیروں آنسو نکل رہے تھے فون کی گھنٹی بجی
میری آنکھیں دھندلائی ہوئی تھیں مجھے نمبر تک
نہیں یاد آرہا تھا دوسری طرف سے وردا کی آواز
تھی اس کی آواز سن کر میں اور بھی بے قابو ہو گیا تھا
میں رو رہا تھا میری آواز سن کر وہ بھی رو پڑی ڈاکٹر
شارع میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں لیکن
ایک سچ جو آپ نہیں جانتے میرا دل زور زور سے
دھڑک رہا تھا کون سا سچ ہے میں نے پوچھا آپ
وردا سے پیار کرتے ہیں لیکن میں وردا نہیں ہوں
میں ردا ہوں میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں
پلیز میرا یقین کریں جب آپ نے مجھے نمبر دیا تو
میں نے صرف کچھ دن شرارت کے لیے آپ
سے بات کرنی تھی لیکن مجھے پتہ نہیں چلا کب آپ
سے پیار ہو گیا آپ تو جانتی بھی نہیں کہ آپ ان
سے پیار کرتے ہیں بلکہ ان کی تو کل منگنی ہے
میرے تایا ابو کے بیٹے سے مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ
وہ مجھے کوئی سچ نہیں بتا رہی وہ تو مجھے زہر دے رہی
تھی مجھ سے دھوکا برداشت نہیں ہو رہا تھا میرا
دماغ پھٹ رہا تھا میں نے فون بند کر دیا میں فوراً
ردا کے گھر پہنچا وہاں جا کر میں اپنے ہوش کھو بیٹا
تھا ردا رو رہی تھی لیکن میں اس کو نظر انداز کر رہا تھا
آج تک جس کو میں چاہتا تھا وہ کوئی اور تھی اور
جس کی آواز میرے کانوں میں رس گھولتی رہی وہ
کوئی اور تھی آج میں اپنی زندگی کے اس چوراہے
پر تھا جس کا مجھے کوئی پتہ نہیں تھا کہ میں نے کس
طرف جانا ہے مجھے کیا پتا تھا جس کو میں نے دیکھا
تھا وہ وردا تھی اور جس سے بات کرتا وہ ردا تھی
کاش کے مجھے پتہ ہوتا اور میں ردا کو کبھی بھی پیار کا
اظہار نہ کرتا وردا نے نہیں ردا نے میرے ساتھ
دھوکہ کیا ہے میں اپنے پیار میں ہار گیا اور ردا جیت
گئی وردا کی منگنی کے بعد ردا میرا نصیب بنی اور
ہمیشہ کے لیے اس نے اپنا پیار حاصل کر لیا۔

دوستی

تحریر۔ پرنس عبدالرحمن۔ نین رانجھا۔

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین سب سے پہلے میری پہلی سٹوری یہ کیسی محبت ہے پسند کرنے کا شکریہ یہ شائع کرنے کا اوران بہن بھائیوں کا شکریہ جن کو میری وہ کاوش پسند آئی اور انہوں نے کال کر کے اور ایس ایم ایس کر کے حوصلہ افزائی کی میری سوچ سے بڑھ کر آگے لکھنے کا کہا ان کے کہنے پر میں ایک دفعہ پھر حاضر ہوا ہوں اور امید ہے کہ سب کو یہ کہانی بھی پسند آئے گی میں نے اس کہانی کا نام ۔دوستی۔ رکھا ہے میری کوشش ہے کہ میں اچھا لکھوں اور زیادہ لکھوں تمام چاہنے والوں کو خلوص دل سے سلام۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہو گی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہو گا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

میری کوشش ہوتی ہے کہ میں دوسروں سے کچھ الگ لکھوں جو کچھ آج کل ہو رہا ہے اس پر قلم اٹھاؤں تو آج میں دوستی پر لکھ رہا ہوں امید ہے پڑھنے والوں کو پسند آئے گی دوستی ایک عظیم رشتہ ہے سب رشتے ہم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملے ہیں اور ہمارا دل نہ بھی ہو ہم کو وہ اچھے نہ بھی لگیں تو بھی ہماری مجبوری ہوتی ہے ان کا ساتھ نبھانا لیکن دوستی کا وہ عظیم رشتہ ہے جو ہم اپنی مرضی سے بناتے ہیں اس میں کوئی مجبوری نہیں ہوتی ہم بناتے بھی خود ہیں اور ختم بھی خود ہی کرتے ہیں اور اگر دوست مل جائے جس سے ہماری سوچ ملتی ہو تو کیا بات ہے اور دوست سے ہم اپنے دل کی ہر بات کر سکتے ہیں وہ بات جو ہم والدین بہن بھائیوں سے بھی نہیں کر سکتے آج کل کچھ لوگوں نے دوسرے رشتے کو بھی بدنام کر دیا ہے لیکن سب ایک جیسے نہیں ہوتے اور جہاں برے لوگ ہوتے ہیں وہاں اچھے بھی ہوتے ہیں لیکن یہ بات سچ ہے کہ آج کل برے لوگ زیادہ ہیں۔
لیکن دوستی کے نام پر جان لینے والے بھی ہیں اور جان دینے والے بھی ہیں کہتے ہیں انسان کی پہچان اپنے دوستوں سے ہوتی ہے جیسے آپ ہوں گے آپ کو دوست بھی ملے گے آپ خود اچھے ہوں تو آپ کو دوست بھی اچھے ہی ملیں گے آپ برے ہوں تو آپ کو دوست بھی برے ہی ملے ہیں میں کہتا ہوں آج کل قسمت والوں کو اچھے دوست ملتے ہیں۔
اچھا دوست ہزار بار بھی روٹھ جائے تو اس کو ناراض نہ ہونے دینا اور دوست وہ ہوتا ہے جو غم میں دیکھ کر آپ کے کام آئے اور مشورہ کرو تو آپ کو اچھا لگے آپ کی عزت کا خیال رکھے محفل میں آپ کی تعریف کرے۔

کوئی بری بات ہو آپ میں تو آپ کو بتائے اور دوست لباس کی طرح ہوتا ہے اور امیر وہ ہیں جس کے پاس دولت ہو امیر وہ ہیں جس کے اچھے دوست ہوں غریب وہ نہیں جس کے پاس دولت نہیں غری وہ ہے جس کا کوئی دوست نہیں اچھے دوستوں کی تلاش کبھی ختم نہیں ہوتی دوست خدا کی طرف سے بہت بڑا تحفہ ہے میری کوشش ہوتی ہے میری وجہ سے کسی دوست کو کوئی دکھ نہ ملے وہ دن میرا سب سے اچھا ہوتا ہے جس دن میں کسی دکھی دوست کو خوش کرتا ہوں وہ دن برا گزرتا ہے جس دن میری وجہ سے کسی کو دکھ ملے سٹوری یہ کیسی محبت ہے پڑھ کر بہت سے دوستوں نے رابطہ کیا کچھ نے ختم کر دیا کچھ کے ساتھ اب بھی ہے مجھے اب پتہ چلا کہ لوگ کتنے دکھی ہیں یہاں کوئی بھی ایسا انسان نہیں جو خوش ہو اگر آپ کو کوئی دوست نہیں ملتا تو اپنے ماں باپ سے دوستی کرو اچھی کتاب سے دوستی کر لو قرآن سے دوستی کر لو خدا سے دوستی کر لو ہمیشہ اچھا سوچا کرو دوستوں کے کام آیا کرو ہر انسان کی اپنی اپنی سوچ ہوتی ہے لڑکیوں سے بات کرنا مجھے اچھا نہیں لگتا لیکن میری سوچ میں بہت فرق ہے جو لڑکی اپنے کسی سے دوستی نہیں کر سکتی اکیلی ہوتی ہیں وہ جس کے ساتھ کچھ ہوا ہے اس کے دل پر بوجھ ہو وہ سوچ رہی ہوتی ہے کہ کسی کو اپنی سٹوری بتا دوں اور وہ بہت سی امیدیں لے کر مجھ سے یا کسی اور سے رابطہ کرے اور ہم اس کو ٹائم نہیں دیتے تو ان کے دل پر کیا گزرتی ہے ہمارا تو کام ہے دلوں سے کھیلنا کبھی کسی کو محبت کے نام پر بدنام کر دیا کبھی کسی کو دوستی کے نام پر خدا کے لیے سوچو ہم کیا کر رہے ہیں ہم کو کیا ملتا ہے وقتی خوشی کے لیے ہم کیسی

کی زندگی بھر کا رونا دیتے ہیں یہ اچھی بات نہیں ہے فون پر دوست بات ہوتی دوستی کی پیار ہو گیا پلیز کسی کا دل نہ توڑا کرو کیونکہ دلوں میں خدا رہتا ہے ہم کو اپنی خوشی پیاری ہے اس لیے دوسروں کی جان چلی جائے ہم کو پروا نہیں اپنے مطلب کے لیے کیا کیا وعدے کرتے ہیں کہ میں جان دے دوں گا آپ کے لیے یہ کر دوں گا لیکن جس مطلب پورا ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں آپ کون میں آپ کو نہیں جانتا ہر انسان کے جذبات ہوتے ہیں کچھ دوست دوستوں سے بہت سی توقعات دوستی سے وابستہ کر لیتے ہیں وہ جب پوری نہیں ہوتی تو بہت دکھ ہوتا ہے اس لیے کسی سے توقعات نہ کرو دوست کو کبھی مت آزمانہ ورنہ ہو سکتا ہے آپ ایک اچھا دوست چھوڑ دو اچھا دوست وہ اچھا ہے جو آپ کی باتیں دوسروں کو نہ بتائے وہ کہتے ہیں کہ ایک مچھلی پورے تلاب کو گندہ کر دیتی ہے کچھ دوستوں نے دوستی کو بدنام کر دیا ہے مجھ کو خدا نے بہت اچھے دوست دیئے ہیں میری زندگی دوستوں کے نام ہے مجھے بہت خوشی ہوتی ہے جب کے دوست مجھ سے رابطہ کرتا ہے ان سے بات کر کے بہت اچھا لگتا ہے ان کے غم سن کر ان کے چہرے پر مسکراہٹ لا کر ایک لڑکی نے مجھ سے رابطہ کیا میں نے اس سے کہا آپ سے بات کر کے بہت اچھا لگا بہت خوشی ہوئی اسنے کہا میں نماز پڑھوں گی خوش رہا کروں رہوں گی ایک اور لڑکی اس جہلم سے اس سے بات کر کے سب سے زیادہ اچھا لگا اس کی اور میری سوچ کافی ملتی جلتی تھی اس نے اپنے بارے میں سب کچھ بتایا اور میں نے سارا دن ایس ایم ایس سے بات کی اس نے کہا تھا میرے بارے میں لکھنا تو سو میں نے

لکھ دیا میری بہت تعریف کرتی ہے میں بھی کہنا چاہتا ہوں جو خود اچھا ہوتا ہے اس کو سب اچھے کہتے ہیں میڈم آپ خود اچھی ہیں تو اس لیے آپ کو سب اچھے لگتے ہیں آپ سے رابطہ کر کے اچھا لگا امید ہے آپ سے رابطہ برقرار رہے گا ہماری سوچ بہت زیادہ ملتی ہے اس کو مذاق کرنا اچھا لگتا ہے۔ قارئین کیسی لگی میری دل کی باتیں امید ہے سب کو پسند آئیں گی۔

ریاض احمد بھائی کا بھی شکریہ یہ میرے ساتھ بہت تعاون کرتے ہیں ان سے بھی بات کر کے اچھا لگتا ہے میں تمام دوستوں کو کہتا ہوں کہ جہاں رہو خوش رہو دوسروں کو خوش رکھو دوسروں کے کام آؤ چار دن کی زندگی ہے انجوائے کرو نماز پڑھا کرو کسی کو کوئی بات بری لگی ہو تو معذرت خواں ہوں آخر میں تمام دوستوں کو خلوص بھرا سلام۔ پرنس عبدالرحمٰن گجر۔ نین رانجھا۔

نادانیاں

اکھی بادلوں میں ایک خنک سی ...... یہ کہانی تو ہے جاوداں ...... بامعنی ہے یہ چیز تو ...... کیسے کہوں میں کہانیاں ...... بدلا جو موسم تو بدلتا گیا ...... اسے دیکھ کر دیکھ میں سنبھلتا گیا ...... حیران کر گئیں مجھ کو ...... بادلوں کی آنی جانیاں ...... تھام کے ساغر ہاتھ میں ...... کھو یا میں اپنی ذات میں ...... یاد آئے اپنوں کے کرم ...... بڑھتی گئی پریشانیاں ...... عاقل ہے تو پر عقل نہیں ...... صابر ہے تو پر صبر نہیں ...... غلطی ہے فطرت آدم میں ...... شامل ہے لفظ یہ انسانیاں ...... گزرا جو زندگی کا سفر ...... پریشان تھا میں اس قدر ...... لکھی تحریر اپنی بے بسی ...... بھول پن اور نادانیاں ...... دولت ملی شہرت ملی ...... سب کچھ ملا عزت ملی ...... سانسیں رکیں یہ احساس ہوا ...... میری ذات ذرۂ بے نشاں

☆ ---------- ہارون سومرو۔ منچن آباد

غزل

تیری خاطر جو روتا بھلا تو یہ میری محبت ہے
جو موتی رول دیتا ہوں تو یہ میری محبت ہے
تمہاری یاد کی کرنوں کو اکثر آنکھ میں رکھ کر
میں اپنی نیند کھوتا ہوں تو یہ میری محبت ہے
ہوا احساس خوشبو چاندنی کو دیکھ کر اکثر
تیرے دھوکے میں رہتا ہوں تو یہ میری محبت ہے
فلک پر چاند تاروں کے حسین جھرمٹ کے منظر میں
تیرے چہرے کو تکتا ہوں تو یہ میری محبت ہے
میں اپنی زندگی کے سارے جذبوں کو میری جاناں
تمہارے نام کرتا ہوں تو یہ میری محبت ہے
کبھی تو دیکھ لے آ کر پرنس راہ محبت میں
میں خود سے خود ہی لڑتا ہوں تو یہ میری محبت ہے

☆ ---------- پرنس عبدالرحمٰن گجر۔ گاؤں نین رانجھا

بے وفا

میرے مرنے کے بعد میری کہانی لکھنا
کیسے برباد ہوئی میری جوانی لکھنا
اور لکھنا میرے ہونٹ خوشی کو ترسے
کیسے برسا میری آنکھوں سے پانی لکھنا
اور لکھنا کہ اسے انتظار تو بہت تھا تیرا
آخری سانسوں میں دو ہچکیوں کی روانی لکھنا
لکھنا کہ مرتے وقت بھی دیتا تھا دعا تجھ کو اے دوست
ہاتھ باہر تھے کفن سے یہ نشانی لکھنا

☆ ---------- انتخاب: عبداللہ حسن چشتی۔ سیت پور

نظر کی پیاس

نظر کی پیاس بجھانے کا حوصلہ نہ ہوا
ملے تو لب ہلانے کا حوصلہ نہ ہوا
پکارتی ہی رہیں دور تک نظریں اسے
مگر زبان سے بلانے کا حوصلہ نہ ہوا
تمہارے جبر و ستم جس کے سبب لئے دل پہ
تمہارے دل کو دکھانے کا حوصلہ نہ ہوا
لوٹے کچھ اس طرح محبت میں ہم
اب تک کسی کو دل میں بسانے کا حوصلہ نہ ہوا

☆ ---------- انتخاب: محمد امیر نظیر کی۔ تحصیل ہاں

وفا کے پھول دل کی کتاب میں

۔۔تحریر۔۔سویرا فلک خان۔۔

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
قارئین جو نام اور عزت مجھے جواب عرض نے دی ہے اور میں اس کی بے حد مشکور ہوں مجھے بے حد خوشی ہوتی ہے ایک بار پھر میں اپنی دوسری کہانی جس کا نام میں نے۔ وفا کے پھول دل کی کتاب میں۔ رکھا ہے امید ہے کہ آپ جناب اسے جواب عرض میں شائع کر کے مجھے شکریہ کا ایک بار پھر موقع دیں گے۔ جو دوست میری کہانی کو پسند کرتے ہیں ان کی مشکور ہوں اور جو دوست مجھے اپنے دلوں میں یاد رکھتے ہیں ان کو میرا پیار بھرا سلام اور محبتیں چاہتیں اور دل کی گہرائیوں سے ہزاروں دعاؤں کے ساتھ سلام قبول ہو میں ادارہ جواب عرض کی جتنی بھی تعریف کروں کم ہے۔
دارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

میرا نام فواد ہے میں نے ایک امیر گھرانے میں آنکھ کھولی تھی میری پیدائش پر میرے والدین نے بہت خوشی منائی اس خوشی میں تمام رشتہ داروں اور گاؤں میں مٹھائی بانٹی گئی تھی کیونکہ میں دو بہنوں کا اکلوتا بھائی اور ماں باپ کا اکلوتا بیٹا ہونے کی وجہ سے سب کی آنکھوں کا تارا اور خوبصورت ذہین بیٹا تھا سب مجھ سے بہت پیار کرتے تھے میں اپنی ہر بات منواتا اور سارے گھر پر میری حکومت ہوتی تھی جب میں پانچ سال کا ہوا تو مجھے پرائمری سکول میں داخل کرا دیا گیا میں بہت لائق سٹوڈنٹ اور فرمابردار بیٹا تھا تمام سٹوڈنٹ میری بہت عزت کرتے تھے اور سب مجھے لائق سٹوڈنٹ کہہ کر پکارتے تھے کیونکہ میں کھیلتا کم تھا اور ہر وقت پڑھتا رہتا تھا کبھی کبھی مذاق سے میری بہنیں کہتیں کہ بھائی پڑھ کر یا تو بہت بڑے آدمی بنیں گے یا پھر ہماری بھابھی کو پڑھائیں گے اس طرح ہی ہنستے مسکراتے ہوئے زندگی گزر رہی تھی میں میٹرک میں سے 925 نمبر لے کر پاس ہوا میرے والدین بہت خوش تھے کیونکہ میرے پاپا کی خواہش تھی کہ میں آرمی میں جاؤں اور امی کی خواہش تھی کہ میں ڈاکٹر بنوں میں سرف پڑھائی پر توجہ دیتا اور یہی کہتا کہ خدا میرے والدین کی خواہش پوری کرے اس طرح ہی میں ایف ایس سی کے لیے کالج میں جانے لگا اور خوب دل لگا کر پڑھتا سارے کلاس فیلو میری بہت عزت کرتے تھے اور یہی کہتے کہ زندگی کے کسی موڑ پر آپ کو ناکامی کا سامنا نہ کرنا پڑے سارے سٹوڈنٹ اور ٹیچرز مجھے دعائیں دیتے اور اکثر لڑکیوں کو کسی مضمون میں پرابلم ہوتی تو مجھے کہتی کہ بھائی ہماری تھوڑی سی ہیلپ کر دیں میں

ان کی رہنمائی کر دیتا مگر میں ہمیشہ نوٹ کرتا کہ ایک لڑکی بہت اداس اور پریشان دکھائی دیتی تھی اور اس نے کبھی مجھ سے ہیلپ نہیں مانگی ہمیشہ خاموش ہی رہتی تھی۔

میں اکثر سوچتا کہ کل کالج جا کر اس سے پوچھوں گا کہ آپ پریشان کیوں رہتی ہیں مگر کبھی نہ پوچھ سکا جیسے ہی میں اس لڑکی سے بات کرنے کی کوشش کرتا تو میری ہمت جواب دے جاتی تھی ایک دن میں نے فیصلہ کر لیا کل کل میں ضرور اس سے بات کروں گا دوسرے دن کالج ٹائم سے پہلے ہی گیا تو وہ وہاں کلاس میں موجود تھی میں نے ہمت کر کے کہا۔

اسلام علیکم۔اس نے جواب دیا

وا علیکم اسلام۔

میں نے پوچھا آپ کا نام کیا ہے۔

جی میرا نام وفا انمول ہے۔

پلیز اگر آپ برا نہ مانیں تو ایک بات پوچھوں آپ سے۔

جی پوچھیں۔آپ اکثر پریشان اور اداس دکھائی دیتی ہیں کیا وجہ ہے۔

نہیں میں تو اداس نہیں رہتی بہت خوش رہتی ہوں آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے

اگر میں اپنی غلط فہمی مان لوں تو میرے خیال کے مطابق آپ خواب دیکھتی ہیں اب یہ بھی میری غلط فہمی مت کہہ دینا۔

جی آپ نے سچ کہا کیونکہ خوابوں پر کوئی پابندی نہیں شاید خواب دیکھنا میری زندگی ہے

آپ خوابوں کو زندگی سمجھ رہی ہوں تو رات کے وقت خواب دیکھا کریں اگر آپ کے خواب بہت گہرے ہو گئے تو آپ دن کو آسمان پر تارے اور رات کو سورج دیکھیں گی خیر آپ خواب دیکھیں اگر آپ جیسی لڑکی خواب نہ دیکھے تو خوابوں کے ساتھ ناانصافی ہو گی اور مجھے امید ہے کہ آپ اپنی طرح خوبصورت خواب دیکھتی ہوں گی اور میری دعا ہے کہ آپ کے خواب حقیقت کا روپ دھار جائیں گے اور آپ کو ایک مسئلہ میرے خیال میں آپ زندگی سے ناراض ہو۔

نہیں نہیں میں زندگی سے ناراض نہیں ہوں میں خود سے ناراض ہوں۔

میری اتنی باتیں ہوئی اور میں واپس آ کر پڑھنے بیٹھ گیا یہ کہہ کر کہ بعد میں ملاقات ہو گی۔ ہر وقت مجھے انتظار رہتا کہ کب ٹائم ملے وفا سے بات کروں جیسے ہی ٹائم ملتا میں وفا سے ضرور باتیں کرتا۔ ایک دن میں نے باتوں باتوں میں پوچھ لیا۔

آپ میرے ساتھ دوستی کریں گی۔

وفا نے جواب دیا میں آپ کی دوست ہوں اور اگر آپ مجھے دوست سمجھتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

اس طرح ہی ہم باتیں کرتے رہتے تھے اور جواب دیتی رہتی تمام سٹوڈنٹ مجھے خوش نصیب سمجھتے تھے کہتے۔

یار فواد آپ وفا سے باتیں کرتے ہو ورنہ وفا تو کسی سے بات نہیں کرتی اور اب تو وفا بھی مجھے سمجھتی کہ میں واقعی اس کا دوست ہوں جب میرے دوستوں کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے مل کر پلان بنایا کہ وفا کو آزماتے ہیں کہ فواد پر کتنا اعتبار کرتی ہے میرے دوستوں کے پلان کے مطابق میں نے کسی لڑکی کے ساتھ فلرٹ کرنے کی کوشش کی ہے اور وہ لڑکی جس کے

نھ فلرٹ کی کوشش کی ہے اس نے رات کو مجھ سے لفٹ مانگی تھی اور میں نے اسے کہا۔

میں آپ سے پیار کرتا ہوں اور پیار میں سب جائز ہے مگر مجھے میرے دوستوں کے پلان معلوم نہ تھے اور میرے دوست علی نے میری کلاس فیلو حنا کو کہا۔

وفا کو بتا دو کہ فواد اچھا لڑکا نہیں ہے اس سے دوستی ختم کر دو۔

حنا نے جا کر وفا کو بتا دیا کہ اور کہا کہا ہم نے آپ کو انفارم کر دیا ہے آگے آپ کی مرضی تو وفا نے کہا میری جو باتیں سنتی جائیں۔

آپ مجھے فواد کے بارے میں کیوں بتا رہی ہیں مجھے معلوم نہیں میری طرف سے جا کر پورے سٹوڈنٹ کو کہہ دو کہ آسمان سے آگ تو برس سکتی ہے زمین سے خون تو نکل سکتا ہے چاند ستارے ٹوٹ کر پگھل سکتے ہیں مگر فواد کسی کی عزت کا لٹیرا نہیں ہو سکتا اور آپ نے مجھے انفارم کیا آپ کے لیے ایک شعر۔

کسی کے دل میں کیا چھپا ہے یہ تو خدا ہی جانتا ہے
اگر دل نقاب ہوتے تو سوچو کتنے فساد ہوتے
تھی خاموشی ہماری فطرت اس لیے نبھ گئی
اگر منہ میں جواب ہوتے تو سوچو کتنے فساد ہوتے

اور ہاں حنا ایک بات یاد رکھنا لوگوں کی فطرت ہوتی ہے کہ وہ اپنے عیب چھپانے کے لیے دوسروں کے کرداروں پر کیچڑ اچھالتے ہیں مگر یہ بھول جاتے ہیں کہ عزت اور ذلت خدا کے ہاتھ میں ہے حنا نے سب کچھ علی کو بتا دیا تو علی نے مجھے سارے پلان کے بارے میں بتایا اور کہا۔

وفا نے آپ کے حق میں اتنی بڑی گواہی دے دی ہے اس نے اپ کو سب فرشتوں کا روپ دیا ہے اور مجھے امید ہے کہ وفا تم سے پیار کرتی ہے تو میں علی سے ناراض ہو گیا کہا۔

آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا وہ کیا سوچے گی وہ میری عزت کرتی ہے اور مجھے دوست سمجھتی ہے تو علی نے کہا۔

فواد وفا تم سے محبت کرتے ہو میں نے تمہاری آنکھوں میں دیکھی ہے وفا کو اظہار کر دو وہ بھی آپ سے محبت کرتی ہے

میں نے وفا سے کچھ بھی نہیں کہا اور معمول کے مطابق باتیں کرتا رہا اور باتوں ہی باتوں میں پوچھا۔

وفا آپ کو زندگی اور پیار کی تعریف آتی ہے

وفا نے کہا جی تو۔ وفا نے زندگی کی تعریف یوں کی زندگی کو بے مقصد سمجھ کر مت گزارو زندگی تو راستہ ہے جسے ہر راہ کو طے کرنا پڑتا ہے زندگی تو دریا ہے جسے ہر مسافر کو گزارنا پڑتا ہے زندگی ایک کھلی کتاب ہے لازمی انصاف ہے جسے زندگی کے طالب علم کو پڑھنا ہے زندگی ایک سوال ہے جسے ہر کسی کو حل کرنا پڑتا ہے زگر زندگی کو گزارنا ہی ہے تو مثبت طریقے سے بسر کرنی چاہئے منفی طریقے سے بستر کرنے والوں کو نہ زندگی پناہ دیتی ہے اور نہ ہی مرنے کے بعد قبر اور نہ ہی پھر آخرت ۔ پیار۔ پیار وہ جذبہ ہے جس کی پاکیزگی پر پوری دنیا قربان کی جا سکتی ہے

میں نے وفا سے پوچھا۔ وفا پیار زندگی میں لازمی ہے۔

وفا نے جواب دیا۔ اس طرح ہماری باتیں ہوتی رہی اور میں دل ہی دل میں وفا سے محبت کرنے لگا مگر اظہار نہ کیا تھا کبھی کبھی فون پر بھی بات کر لیتے تھے۔

ایک دن وفا نے کال کی اور پوچھا کہ فواد کیا کررہے ہو تو میں نے کہا۔

آپ کو یاد کررہا ہوں۔

وفا نے کہا۔

آپ بھی مجھے یاد آرہے تھے

میں بہت خوش ہوا کہ وفا مجھے یاد کرتی ہے اور مجھ سے محبت بھی ضرور کرتی ہوگی اور ایک دن میں نے وفا کو بتایا اور کہا۔

میں آپ سے محبت کرتا ہوں اور شادی بھی کرنا چاہتا ہوں۔

وفا نے کہا۔ فواد آپ واقعی مجھ سے محبت کرتے ہونگے مگر مجھے کسی کی نصیحت کی تھی کہ محبت نام پر لڑکے صرف جسم کو داغ دار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے ساتھ ٹائم پاس کیا اور آپ نے پیار سمجھ لیا پلیز مجھے معاف کردینا تو میں نے کہا۔

وفا وہ لڑکے ہوتے ہونگے جو یہ باتیں کرتے ہیں اور پانچوں انگلیاں ایک جیسی نہیں ہوتی میں نے سچی محبت کی ہے اور کرتا رہوں گا اور آپ صرف پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کو مجھ سے محبت ہے تو میں آپ کے رشتے کے لیے امی ابو کو آپ کے گھر بھیجوں گا اور محبت کا اظہار کروانے کا طریقہ بھی مجھے یاد ہے۔ اور کل ایک ایس سی کا رزلٹ آنیوالا ہے مجھے گفٹ ضرور دینا اللہ حافظ۔

دوسرے دن کالج گیا تو رزلٹ شاندار آیا تھا میرے نمبر 820 اور وفا انمول کے نمبر 776 میں نے وفا سے کہا۔

میرا گفٹ۔

وفا نے بہت سے گلاب کے پھول مجھے دیئے اور کہا۔

وفا آپ کو پھول پسند ہیں تو میں بھی آپ کو پھول کا گفٹ کروں گا۔

وفا کہنے لگی۔ میں گفٹ دوں تو لیتے نہیں اگر لوں تو دیتی نہیں۔

میں نے پوچھا آپ کے گھر میں گلاب کے کافی پھول ہیں ہر سوموار کو مجھے پھول گفٹ کرنا تو وفا ہر پیر کو مجھے پھول گفٹ کرتی تھی اور میں جا کر اپنی بہنوں اور امی ابو کو بتاتا کہ آپ کی بہو نے دیئے ہیں تو وہ ہنستے اور کہتے۔

شادی کب کروگے۔

میں کہتا۔ پہلے پھول تو اکھٹے کرلوں تو

میری آپی نے کہا۔ بھائی اگر بھابھی آپ کو پھول دیتی رہی تو آپ لیتے رہے تو دیوانے ہو جاؤ گے اور وہ آپ کو حکم چلائے گی۔

میں نے کہا۔ حکم میں بھی چلاؤں گا۔ صرف میرے خواب دیکھے گی۔

میری چھوٹی سسٹر سونیا نے کہا بھابھی کیسے۔

میں نے کہا وہ بالکل اچھی خوبصورت ہے تھوڑی سی ضدی ہے اور آپ کا بھائی فواد تو سردار ہے اس طرح ہی ہنستے مسکراتے زندگی گزرتی گئی اور وفا نے اظہار نہ کیا صرف یہی کہتی محبت لفظوں کی محتاج نہیں ہوتی میں نے دل میں ارادہ کرلیا تھا شادی بھی وفا سے ہی کروں گا اور اظہار بھی وفا انمول کرے گی۔

ایک دن میں نے وفا کو کال کی اور کہا۔ کیا کررہی ہو تو وہ کہنے لگی۔

گلاب کے پھول توڑ رہی تھی

میں نے کہا۔ کیا کل مجھے گفٹ بھی ضرور کرنا اور ہاں آپ کو گلاب کے پھول کیوں پسند ہیں تو

کہنے لگی

پھولوں کے مقدر۔ گلستان میں کھلنے والا ہر پھول خوشنما ہوتا ہے بظاہر حسن کا مجسمہ یکسانیت کا حامل مگر ان کا مقدر ایک طرف سہرے کی سجاوٹ اور دوسری طرف قبر کی زینت کہیں محبت کی نشانی سمجھ کر بالوں میں لگائے جاتے ہیں اور کہیں نفرت سے پاؤں تلے مسل دیئے جاتے ہیں جبکہ کچھ پھول پودے پر ہی اپنا دامن چاک کر لیتے ہیں گو ہر پھول کا مقدر کائنات کے اس گلشن کی مانند ہے۔

میں نے کہا میرا نام فواد ہے جو کچھ کہنا ہے امی ابو کے گھر کہہ لو جب میرے پاس آؤ گی تو دن آسمان پر ستارے اور رات کو سورج دیکھو گی تمہیں کسی چیز کی تعریف بھی نہیں آئے گی اور ہاں میں تم سے پیار کرتا ہوں۔ وفا صاحبہ آپ کی زبان بھی ہے اور اظہار کر دیں ورنہ بعد میں مشکل ہو جائے گا تو وفا کہنے لگی۔

پلیز مجھے تنگ مت کرنا کسے کہتے ہیں۔

اچھا وفا ناراض مت ہونا میری پیاری سی وائف مجھے لگتا ہے کہ آپ مجھ سے ڈرتی ہیں

وفا نے کہا نہیں میں محبت اور اپنے آپ سے ڈرتی ہوں۔

میں نے کہا وفا ایک بار میرے گھر آ جاؤ تمہیں محبت سے اور اپنے آپ سے ڈر نہیں لگے گا تمہیں محبت سکھا دوں گا اور پھر قدم قدم پر میرے ساتھ چلو گی۔ اچھا وفا تین دن بعد میرے امی اور ابو آپ کے گھر میں رشتہ مانگنے آئیں گے۔

وفا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تین دن بعد میرے امی ابو رشتہ مانگنے گئے اور کہا کہ آپ ہم سے زیادہ امیر ہیں مگر میں آج وفا کو اپنی بہو بنا کر یہاں سے لے جاؤں گی امی جان نے وفا کے والد سے بات کی تو وفا کے والد نے جواب دیا آج سے وفا آپ کی بیٹی ہے بیٹیوں کے گھر دولت اینٹوں سے نہیں پیار کی اینٹوں سے بنتے ہیں امی ابو خوشی خوشی گھر واپس آ گئے اور مجھے بتایا کہ میں نے کہا۔

مس وفا انتظار ختم کیونکہ فواد انتظار کرنے کا عادی نہیں ہے انشاء اللہ شادی کی تیاریاں شروع اللہ حافظ۔ اب تم خوش رہنا اور میرے بارے میں خواب دیکھنا شروع کر دو اور اگر میرے بارے میں خواب دیکھو گی تو آپ کے خواب حسین زیادہ خوبصورت ہونگے اچھا وفا اب سچ بتاؤ کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو یا نہیں وفا خاموش ہوگئی پلیز وفا بولو۔ ہاں یا نہیں میں جواب دو۔

فواد سب وقت اور حالات کے مطابق ہوتا ہے فواد نے کہا۔

اس کا مطلب ہے کہ آپ کو مجھ سے محبت ہے۔

فواد میں نے یہ تو نہیں کہا اچھا اوکے۔

ویٹ ویٹ کرونگا اور مجھ امید ہے کہ آپ اظہار ضرور کریں گی اس طرح ہماری باتیں ہوتی رہتی اب وہ دن بھی آ گیا تھا جس کا مجھے شدت سے انتظار تھا میری وفا میری دلہن بنے میری سیج پر بیٹھے بہت پیاری لگ رہی تھی میں نے وفا کو سلام کیا اور پوچھا۔

وفا آج بھی تم اداس ہو۔

وفا نے جواب دیا۔

ہم اداس ہوتے ہیں اور دن گزر جاتا ہے
ایک دن یہ اداس ہوگا اور ہم گزر جائیں گے

وفا ایسی باتیں نہیں کرتے اور آج تمہیں

میری قسم مجھے سچ سچ بتاؤ کہ تم محبت سے اتنی نفرت کیوں کرتی ہو۔

وفا نے بات شروع کی اور مجھے سب کچھ بتادیا میں نے کہا۔

وفا ہر لڑکا خالد جیسا نہیں ہوتا خالد نے آپ کی دوست کو دھوکہ دیا اور آپ نے مجھ سے بدلہ لینا شروع کر دیا۔ تو وفا بولی۔

مجھے میری دوست نے نصیحت کی تھی کہ سانپ اور مرد پر بھروسہ نہیں کیا جاتا مگر مجھے آپ پر اعتماد تھا صرف شادی کا انتظار تھا کیونکہ لڑکی کو محبت صرف اپنے شوہر سے کرنی چاہیے۔ لڑکی نے زندگی شوہر کے ساتھ گزارنی ہوتی ہے دوست کے ساتھ نہیں۔

اچھا وفا میں نے آپ کو معاف کر دیا ہے کیونکہ معاف کر دینا بہترین انتقام ہے اور مجھے اپنے آپ پر فخر ہے کہ خدا نے مجھے آپ جیسی بیوی دی وفا آپ نے سچ کہا کہ شادی سے پہلے محبت میں کچھ جائز نہیں اور وفا جو لڑکا کسی لڑکی سے محبت کرتا ہے وہ انتظار کرتا ہے لفظ۔ ویٹ ویٹ ویٹ

وفا بولی انتظار کرنے سے بہتر ہے کوشش کی جائے مسلسل محنت سے کامیابی جلدی ملتی ہے اور فواد آپ نے بہت انتظار کیا اب انتظار ختم اب صرف پیار ہی پیار اچھا زندگی میں پہلی بار آپ سے اظہار کیا میں نے کہا۔

آئی لو یو سوچ وفا نے جواب دیا۔ آئی آلسو لو یو وفا اچھا سا شعر سنادو پلیز وفا نے سنایا۔

اتنا انمول تو نہیں تھا میرا چین سکون
تم لوٹ کیلئے گئے کسی انمول خزانے کی طرح

ویری گڈ وفا اب مجھے گفٹ دو وفا کے پھول دو گلاب کے پھول بھی ساتھ وفا بولی پہلے گلاب کے پھول کہاں رکھتے ہو میں نے کہا دل کی کتاب میں وفا بولی مجھے کہاں میں نے جواب دیا اپنے دل میں کیونکہ وفا کے پھول دل کی کتاب میں اچھے لگتے ہیں

جو دیئے تھے پھول تم نے میرے ہاتھوں میں
وہ پھول میں نے دل کی کتاب میں رکھ دیئے ہیں

وفا مجھ سے بہت محبت کرتی ہے اور ہم دونوں بہت خوش وخرم ہیں خدا ہر کسی کو خوش رکھے آمین۔

قارئین کرام کیسی لگی میری کہانی اپنی رائے سے مجھے ضرور نوازیئے گا۔ میں آپ کی رائے کا شدت سے انتظار کروں گی۔

باتیں اگر وہ جان بھی تو حاضر ہے دوستو!
اُن کی کوئی بھی بات کہاں ٹالتے ہیں ہم
ساؔنول اُن کا وعدہ ہے آئیں گے کسی شام
ہر رات اسی خیال سے اب جاگتے ہیں ہم
☆ .... فخر ساںول-کانوی

حسینائیں

ہر طرف ہے بے وفاؤں کا راج
لاہور سرگودھا ہو یا نارووال
آغاز محبت میں ہے وعدوں کی بارش
پھر کر دیتے ہیں غم کے بادل ہزار
گھر بلا کر کرتے ہیں ذلیل خوار
سچا کس پہ کرے اعتبار
آج کل ان اک دور ہے جناب
روز حشر پوچھے گا رب رحمٰن
تو نہ ان کے چکر میں اے سچا
فریب دینا ہے ان کا کام
یہ حسینائیں کیا ڈرامہ رچاتی ہیں
اپنے آپ کو بے بس مجبور بتاتی ہیں
☆ .... ایم وائی سچا-جدہ

برسوں بعد

تحریر۔۔ایم عمر دراز آکاش۔فیصل آباد۔

شہزادہ بھائی۔السلام علیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
وہ افسردہ اور شکستہ دل بے اپنی زندگی کے بقیہ ایام بیتا رہے ہیں ایسے ہی شہزادہ عالمگیر نے محبت کو جوڑنے والا مسیحا یعنی جواب عرض نکالا جواب عرض کے آتے ہی لوگ پھر سے ہنسی خوشی گھل مل گئے اس لیے کئی رشتے وجود میں آئے اور کئی دل پھر سے آباد ہونے لگے لیکن ہمارے شہزادہ عالمگیر صاحب بھی ہم سے جدا ہو گئے لوگوں پھر غموں اور دکھوں کا پہاڑ ٹوٹ گیا اور شہزادہ کی وفات سے ہزاروں دل ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئے آج ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے صرف ان کے لیے دعا کر سکتے ہیں۔
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

دوستو میرا مختصر سا تعارف کچھ یہ ہے کہ میں ضلع فیصل آباد کی ایک تحصیل جڑانوالہ کا رہنے والا ہوں یہ کہانی میرے بہت ہی عزیز دوست آصف کی ہے اب میں ان کی کہانی ان کی زبانی آپ کی خدمت میں ملاحظہ کرتا ہوں
میرا نام آصف علی ہے ہم تین بھائی اور دو بہنیں ہیں بڑے بھائی کا نام ریحان اور چھوٹے کا نام شان ہے میں ابتدائی کلاس سے سکول جانا چھوڑ دیا تھا جس کی خاص وجہ والد صاحب کی وفات تھی یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں لاہور ایک ہوٹل پر کام کرتا تھا میری نیک نیتی اور ایمانداری کی وجہ سے میرا مالک مجھ پر بہت خوش تھا اور ہوٹل کے تمام عمور میری ہی ذمہ داری تھی مطلب ان کے بعد میں ہی مالک تھا۔
ہوا کچھ یوں ایک دن جب میں صبح صبح کاؤنٹر پر بیٹھا گرم گرم چائے نوش کر رہا تھا تو اچانک ایک نرم اور کوئل جیسی آواز نے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا۔
سنیئے جی میرا موبائل چارجنگ پر لگا نا ذرا میں پیپر دے لوں اور پیپر کے بعد میں اپنا موبائل آپ سے لے لوں گی اور ویسے بھی امتحان سنٹر میں موبائل یوز کرنا منع ہے۔
ایک دم کے لیے تو میں اس کی سریلی آواز کی دھن میں کھو سا گیا تھا لیکن پھر جلد ہی میں نے اس سے پہلے کبھی کسی اجنبی لڑکی سے بات نہیں کی تھی اور نہ ہی کبھی محبت کے بارے میں سوچا تھا کیونکہ جس حالت میں میں تھا اس میں تو محبت کا تصور کرنا بھی گناہ تھا کیونکہ کاندھوں پر بہت بڑا بوجھ تھا بڑا بھائی آوارہ قسم کا تھا اس کو گھر کی کوئی فکر نہ تھی لہذہ کافی ذہنی کشمکش کے بعد میرے ذہن نے اسے اپنا بنانے کے لیے گرین سگنل دے دیا مجھے کیا ہو گیا تھا میں خود ہی حیران تھا۔

نجانے وہ کہاں سے آئی تھی اور میں تو اسے جانتا بھی نہیں تھا۔ اور میں پیار کی بات اس سے کیسے کروں گا بھلا یہ سوچتے سوچتے میرے ذہن نے کام کیا اور اس کا نمبر نکالنے کی طرف راغب کروایا لیکن میں جب میں نے اس کا موبائل آن کر کے اپنے نمبر پر مس کال کرنے کی زحمت کی تو میرا ضمیر مجھے ملامت کرنے لگا یہ ناانصافی ہے گناہ ہے کافی دیر ضمیر اور انا کی جنگ ہوتی رہی پھر پیار کے مقابلے میں ضمیر ہار گیا اور انا جیت گئی اس طرح میں نے اپنے نمبر پر مسڈ کال کر کے اس اجنبی حسینہ کا نمبر نکال لیا۔ پھر وہ آئی اور میری حالت پہلے سے بھی بدتر کر گئی تھی میری بے چینی میں اضافہ کر کے میرا چین وسکون بھی غارت کر گئی دل کو تسلی دینے کی خاطر میں نے سوچا کہ جب وہ دوبارہ آئے گی تو اس کو اپنے دل کی بات کہہ دوں گا لیکن وہ نہ آئی کیونکہ اس دن اس کا آخری پیپر تھا وہ میٹرک کے پیپر دے رہی تھی آخر کب تک انتظار کے لمحے طویل ہوتے گئے میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا مجھے اچانک خیال آیا کہ اس کا نمبر جو سیو ہے یہ بات یاد آتے ہی دل پھر سے گارڈن گارڈن ہو گیا اور میں نے فوراً اس کا نمبر ڈائل کر دیا لیکن اگلے ہی لمحے نو کا بٹن پریس کر دیا یہ سوچتے ہوئے کہ نجانے وہ بڑے لوگ ہوں گے کہیں وہ مجھے یہاں سے اٹھوا ہی نہ دیں اور عشق کے چکروں میں روزگار بھی نہ رہے میرے دل میں ایک خوف سا بیٹھ گیا تھا اور میں ڈر کے مارے اس کا نمبر نہیں ملا رہا تھا۔

ایک ہفتے تک میں اسی کشمکش میں رہا لیکن دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر آج میں نے اس کا نمبر تمام حوصلوں کو یکجا کر کے ملا ہی ڈالا اگلے ہی لمحے دوسری طرف سے ترنم سی آواز میرے استقبال میں تھی تیس سیکنڈ تک وہ ہیلو ہیلو کرتی رہی میں انجان بن کر اس کی آواز سے محظوظ ہوتا رہا او رمیری طرف سے اسے مسلسل خاموشی کا ہی سامنا کرنا پڑا پھر اس نے کال اینڈ کر دی اور کال کے کٹتے ہی میرے سیل نے ایس ایم ایس کی بیل دی انگلش میں لکھا تھا جو کہ میں پڑھنے سے بالکل قاصر تھا پھر اسی طرح کئی ایس ایم ایس آنے لگے لیکن نہ ہی میں کوئی میسج پڑھ سکا تھا اور نہ ہی کوئی ریپلائے کر سکا تھا۔

پھر اگلے دن میں نے اس سے بات کرنے کی ٹھان لی جب میں نے اسے کال ملائی تو اس نے نمبر بزی کر دیا جب میں نے نمبر ڈائل کیا تو اس مرتبہ نمبر پاور آف تھا ابھی تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ اس نمبر سے کال بیک آنے لگی میں نے اوکے کا بٹن پریس کر دیا موبائل کان کو لگایا اس بات بھی وہی ترنم سی آواز وہی لہجہ اور وہی خفگی و ناراضگی کے ملے جلے تاثرات تھے اس کی گونج دار آواز کی صورت میں میری سماعتوں سے ٹکرا رہے تھے اب بھی بات کرنے کی مجھ میں ہمت نہ بندھ رہی تھی پھر کیا تھا میرے لبوں سے بھی ہیلو ہیلو کے الفاظ آزاد ہوئے میرا ہیلو کا شب اس نے سنتے ہی شکووں اور سوالوں کی بوچھاڑ کر دی۔

کون ہو تم اور کیوں پچھلے کئی روز سے میری پریشانی کا باعث بنے ہوئے ہو۔

میں نے اس سے اپنے گزشتہ رویے کی معافی مانگی اور ساتھ ہی اسے تمام صورت حال سے آگاہ کیا جب میں اپنا حال دل اس کے سامنے کھول کر بیان کرنے لگا تو اس نے بغیر کوئی الفاظ سنے ہی کال ڈراپ کر دی اور ساتھ ہی سیل

پھر پاور آف ہو گیا پھر میں مسلسل ٹرائی کرتا رہا لیکن مایوسی کا سامنا کرتے ہوئے میں نے کال جیب میں ڈال لیا پھر اس نے عشاء کے بعد کال کی اور کل دن کے وقت بات کرنے کا کہا اور کال اینڈ کردی۔

رات بہت ہی بے چینی سے گزری نیند بھی تھی کہ میری آنکھوں سے کوسوں دور تھی صبح جلدی نماز پڑھی اور اپنے رب سے اپنی بھلائی کی دعا کی یہ گیارہ بجے کا ٹائم تھا جب میرا سیل فون بجا اور کال اجنبی محبوبہ کی تھی رسمی سلام دعا کے بعد اس نے میرا شکریہ ادا کیا اور بولی

اس دن تیزی میں آپ کو تھینکس تک نہ بول سکی جس کا بعد میں مجھے کافی دکھ ہوا تھا۔

میں نے کہا کوئی بات نہیں کیسی ہیں اور امتحان کیسے ہوئے ہیں۔

اس نے کہا۔ میں اللہ کے کرم سے بالکل عافیت سے ہوں اور امتحان بھی اچھے رہے آپ سناؤ کیسے ہو وہ اتنی جذباتی تھی کہ اس نے یہ بھی نہ پوچھا کہ نمبر کہاں سے لیا۔

میں نے کہا جب سے آپ سے ملا ہوں تب سے ٹھیک ہوں۔

پہلے تو بالکل ٹھیک تھے۔۔۔ وہ مسکرانے لگی مسکراتے ہوئے وہ کافی اچھی لگ رہی تھی وہ بچی نہ تھی میری بات سمجھ چکی تھی اس کا نام لیلیٰ تھا اچھے گھرانے کی تھی یوں تین گھنٹے تک ہماری بات ہوتی رہی پہلی ہی بات ہم ایک دوسرے کے قریب ہو چکے تھے۔

یوں چھ ماہ کے دوران ہماری دوستی پیار میں بدل گئی اور اس دوران ہماری دو بار ملاقات ہوئی لیلیٰ تو میری دیوانی ہو گئی تھی لیلیٰ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھی اس کے پاپا امریکہ ہوتے تھے جبکہ لیلیٰ اپنی امی اور ماموں کے ساتھ رہتی تھی لیلیٰ نے کافی بار مجھے یہ کام چھوڑنے کا بولا اور اپنے علاقے میں کام پر لگوانے کا کہا لیکن میں ہر بار ہی ٹال دیتا تھا کیونکہ میں اپنے مالک سے بے وفائی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اسنے مجھے اپنے بیٹوں کی طرح پیار دیا تھا اور میں ان دنوں کام پر آیا تھا جب میری عمر کھلونوں سے کھیلنے کی تھی۔

وقت آوارہ پنچھی کی طرح محو پرواز رہا ہم روز ملتے اور فون پر لمبی لمبی باتیں کرتے رہتے ہمارے دن رات میں اور رات دن میں شمار ہونے لگے لیلیٰ کو میری آنکھیں بہت پسند تھی وہ اکثر میری آنکھوں کو چومتی تھی اور اپنے سامنے بیٹھا کر کہتی۔

بس بولتے جاؤ اور میں سنتی رہوں۔ وہ کہتی کاش کہ وقت یہاں ہی رک جائے اور یہ منظر میرے سامنے ہی ہزار سال تک چلتا رہے لیکن قانون قدرت کے ہاتھوں مجبور ہو کر ہمیں ایکدوسرے کو الوداع کہنا ہی پڑتا تھا۔

میں خود پر فخر کرتا تھا کہ میری محبوبہ انتہا کہ پیاری ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ اخلاق کی ملک ہے غریب تو میں بھی تھا لیکن شاید میری وجہ سے اس کے دل میں غریبوں کے لیے کافی محبت تھی اس نے کئی بار مجھے نقد پیسے دیئے اور قیمتی تحائف دینے کی کوشش کی لیکن میں ہر بار واپس موڑ دیتا تھا ہماری محبت ندی کے پانی کی طرح پاک و شفاف تھی لیلیٰ ایک آزاد خیال رکھنے والی لڑکی تھی اس نے مجھ پر کبھی بھی شک نہیں کیا تھا اور مجھے بھی اس پر مکمل اعتبار تھا اس نے کہا۔

جانی تیار رہنا آج میں تمہیں اپنی ممی سے ملوا

رہی ہوں۔

جب اس نے یہ بات کی تو مجھے اس پر اور بھی زیادہ پیار ہونے لگا پھر دو پہر کو وہ ہوٹل میں آئی اور چلنے کو بولا میں نے تمام امور نائیک کو سمجھا دیا تھا صاحب کسی کام کے سلسلے میں دوسرے ملک گئے ہوئے تھے لیلیٰ اپنے ڈرائیور کے ساتھ اپنی نئی کار میں آئی تھی اور مجھے بتا رہی تھی کہ پہلے ہمارے پاس بس ایک ہی کار تھی لیکن اب میں نے اپنی لے لی ہے میں نے اسے مبارکباد دی باتوں باتوں میں ہم لیلیٰ کے گھر پہنچ گئے آج میں بہت اعلیٰ قسم کا لباس پہن رکھا تھا اور شاہی شہزادہ محسوس ہو رہا تھا لیلیٰ کی امی بہت پیار کرنے والی ماں تھی اس نے مجھے اپنی بیٹی کی طرح اپنا سمجھ کر بہت پیار کیا تھا میری بہت خدمت کی پھر میں اکثر مہینے میں ایک دو بار لیلیٰ کے گھر کا چکر لگاتا زندگی کی خوشیاں ہی خوشیاں ہوں تو زندگی جنت کی طرح لگتی ہے میری زندگی بھی لیلیٰ کے ساتھ جنت ہی تھی ہم کو خوابوں میں بھی ایک دوسرے سے الگ ہو کر بہت دور ہوتا تھا ہم نے ہمیشہ ہی ایک ساتھ رہنے اور جلدی ایک ہونے کا عزم کر لیا تھا انتظار صرف لیلیٰ کے پاپا کا تھا۔

لیلیٰ نے مجھے کہا۔ پاپا بھی مجھ پر جان نچھاور کرتے ہیں میں انہیں آسانی سے منا لوں گی۔

لیکن وہ اس بات سے بالکل بھی بے خبر تھی کہ جو ہمارے مقدر میں لکھی جا چکی تھی۔ کہتے ہیں برا وقت بتا کر نہیں آتا بالکل اسی طرح دن کے وقت صاحب نے یہ بری خبر سنائی کہا۔

میں اپنا تمام کاروبار بند کر کے بیرون ملک جا رہا ہوں اور یہ جگہ کسی کمپنی کو فروخت کر دی ہے یہاں ادویات کی فیکٹری لگانا چاہتی ہے یوں صاحب اپنی تمام جمع پونجی کے ساتھ اپنا رخت سفر باندھ کر دبئی روانہ ہوئے اور لاوارث ہو کر رہ گیا میں زیادہ پڑھا لکھا نہیں تھا اور نہ شاید مجھے اچھی نوکری مل جاتی اس طرح ہی مجھے لیلیٰ جان کی یاد آئی کہ چلو اس سلسلے میں اس سے بات کرتا ہوں رات کے دس بجے لیلیٰ کو میں نے کال کی نجانے کتنی کالز کیں اور اس نے پک نہ کیں لیلیٰ کا گھر یہاں سے کافی دور تھا گرمیوں کے دن تھے میں نے سوچا کہ یہاں ہی پارک میں رات گزار لیتا ہوں کل رب بہتر سبب نکالے گا گاڑیوں کے شور اور انجان جگہ پر نیند تھی کہ آنے کا نام بھی نہیں لے رہی تھی رات کا نجانے وہ کون سا پہر تھا جب نیند کی دیوی مجھ پر مہربان ہو گئی۔

صبح جلدی فجر کی نماز پڑھنے لگا نماز سے فارغ ہو کر جب میں جیب میں ہاتھ ڈالا تو میرا سیل فون دو ماہ کی تنخواہ کے سمیت ہی غائب تھا مجھ پر قیامت پر قیامت ٹوٹ رہی تھی میرے پاس لیلیٰ کا نمبر تو تھا لیکن سیو نہیں تھا اور میں نے کبھی یاد کرنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی ان دنوں سم نام پر ہونا اتنی بڑی بات نہ تھی وہ سم میرے نام پر نہیں تھی اور میرے پاس ایسا کوئی کوائف نہیں تھا کہ میں اسے نکلواتا پھر میں ہوٹل کی جگہ پر گیا میری آنکھوں سے بے شمار آنسو بہنے لگے تھے کیونکہ اس جگہ پر میری کافی وابستگی رہی تھی اور میں یہاں پر ہی پروان چڑھا تھا یہ جگہ میرے لیے ماں کی مثال رکھتی تھی لیکن افسوس کہ مجھے اب اس کو خیر آباد کہنا پڑا تھا لاہور چھوڑنے کے لیے میرا من نہیں کر رہا تھا کیونکہ یہاں میرے دل کی دنیا بھی آباد تھی یہ خیال آتے ہی میں نے لیلیٰ کے گھر جانے کا فیصلہ کر لیا جب میں لیلیٰ کے گھر کے سامنے پہنچا تو اس

کا گیٹ لاک شدہ تھا میں نے قریب ہی ایک شاپ والے سے پوچھا کہ اس نے بتایا وہ لوگ اپنے بنگلے میں شفٹ ہو گئے ہیں اور یہ کرائے کا گھر تھا اور مجھے پتہ بھی نہیں تھا کہ وہ کہاں چلے گئے ہیں یہ بات سن کر میرا دل پھٹنے لگا اور دماغ چکرانے لگا جیسے تیسے میں نے اپنے حواس بحال کیے اور وہاں سے چلتا بنا آج کا سورج شاید میرے لیے طلوع نہ ہوا تھا آج شہر ویران سا لگنے لگا۔

میں دو ہفتوں تک لیلیٰ کو پاگلوں کی طرح ڈھونڈتا رہا لیکن مسلسل ناکام رہا جو جیب میں بقایا پیسے تھے وہ بھی خرچ ہو گئے تھے میری جیب بھی صرف دو سو روپے تھے پھر میں مایوسی کی کیفیت میں اپنے شہر جانے والی گاڑی میں سوار ہوا سارے راستے میں اپنی محبوبہ کی یاد میں آنسو بہاتا رہا جانے کیسی ہو گی اس کی حالت بھی میرے جیسی ہو گی، وہ تو میرے بن ایک پل بھی نہیں رہ پاتی تھی جانے اب کیسے جی رہی ہو گی یوں گھر واپس آیا اور گھر والوں کو بتا دیا کہا۔

صاحب بیرون ملک چلے گئے ہیں۔

اس دوران میں چھ ماہ تک چارپائی کا ہو کر رہ گیا تھا میں مر جاتا لیکن میرا دل کہتا ہے کہ مجھے لیلیٰ کی دعاؤں نے بچا لیا ہے پھر میں نے دوستوں کی مدد سے ایک کریانہ سٹور بنا لیا اس دوران بھی میں لیلیٰ کو کافی یاد کرتا ہوں یہاں تک کہ میں سموکنگ کا عادی ہو گیا ہوں میں ہر ماہ لاہور آتا ہوں اور لیلیٰ کو مشہور پارکوں اور ہوٹلوں میں تلاش کرتا ہوں۔

آج لیلیٰ کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے سات سال بیت گئے ہیں لیکن لیلیٰ کو میں نہ ڈھونڈ سکا گھر والوں نے کافی زور دیا کہ میں شادی کر لوں لیکن لیلیٰ سے کیا ہوا وعدہ میں نہ توڑ سکا اور مسلسل انکار کرتا رہا اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے میں تھک سا گیا ہوں لیکن اس کی یادیں اس کے کیے ہوئے وعدے مجھے پھر سے تازہ دم کر دیتے ہیں آج سات برس بچھڑے ہوئے تھے میں آج اسی پارک میں تھا جہاں ہم پہلی بار ملے تھے پھر میں نے خدا کی رضا کو تسلیم کر لیا اور لاہور کو ہمیشہ کے لیے خیر آباد کہنے کی ٹھان لی جب میں نے لاہور کو خیر آباد کیا اس دن میں بہت رویا تھا آج میں نے لاہور کو تو خیر آباد کہہ دیا تھا لیکن لیلیٰ کو اپنے نہاں خانوں سے نہ نکال سکا تھا دن گزرتے رہے لیکن لیلیٰ کی محبت میرے اندر پہلے کی طرح ہی جواب رہی۔

پھر میں واپس گھر آ گیا اور خود کو روزمرہ کے کاموں میں مصروف کر لیا کافی دنوں بعد میرے کزن کا لاہور میں انٹرویو تھا اس نے مجھے بھی ساتھ جانے کو بولا کزن ہونے کے ساتھ ساتھ ہم میں کافی دوستی بھی تھی سو میں نے ہاں کر دی لاہور پہنچنے پر گزرا ہوا وقت ایک فلم کے سین کی مانند میرے آگے چلنے لگا تھا میں اپنے جذبات پا قابو نہیں پا سکا میری حالت غیر ہونے لگی اور میری آنکھوں سے آنسو برسنے لگے دو دن ہم لاہور رہے میری طبیعت کافی بگڑ گئی جب ہم لاہور سے گھر واپس آنے لگے۔

میرے کزن سجاد نے بولا کہ بندہ لاہور تو قسمت سے آتا ہے چلو داتا صاحب کے مزار پر حاضری دے لیں۔

داتا صاحب حاضری دینے کے بعد ہم لوگ باہر آئے تو میری سے چلنا بھی مشکل ہو رہا تھا میں

دربار کے صحن میں بیٹھ گیا لوگوں کی بھیڑ میں مجھے ایک ایسا چہرہ نظر آیا جس کا ہو بہو چہرہ میرے دل میں نقش تھا میں ابھی سوچوں میں تھا کہ اس نے بھی میری طرف دیکھا جب آنکھیں چار ہوئی تو اس کے گورے گورے گالوں کو آنسوؤں کے قطرے داغ دار کرتے رہے اس کی آنکھوں میں مجھے ہزاروں شکوے نظر آرہے تھے اس کے انداز سے گا ہے بگاہے لگ رہا تھا کہ جیسے اس کا مجرم میں ہی ہوں پھر اس نے مجھے سائیڈ پر ایک برآمدے میں آنے کو بولا میں کزن کو انتظار کرنے کا بول اور خود اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا برآمدے میں پہنچ پر کافی دیر خاموشی چھائی رہی جسے تھوڑی دیر لیلی کی سسکیوں نے توڑا تھا پھر وہ مجھ سے مخاطب ہوئی کہ آصف کیا یہی تمہارا پیار تھا یہی چاہت تھی کتنے بے وفا ہو کہ بھرے سنسار میں مجھے اکیلا چھوڑ کر چلے گئے اتنا بھی نہیں سوچا کہ میری زندگی آپ کے بن کیسے گزرے گی مجھے ایک دم تو شرمندگی محسوس ہونے لگی پھر میں نے اسے سات سال کے بعد نوکری ختم ہونے کے بارے میں بتایا موبائل کا گم ہونا سب بتا دیا اور یہ بھی بتا دیا کہ آج ستائیس برس کا ہو جانے کے بعد بھی شادی نہیں کی۔

کیوں نہیں کی۔۔

میں آپ سے کیا ہوا وعدہ آج بھی نبھا رہا ہوں پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور مجھے کہنے لگی۔

بس کرو اب چپ ہو جاؤ بھلے ہی تم مجھے تنہا کر گئے تھے لیکن نجانے دل یہی کہتا تھا کہ وہ بے وفا نہیں ہو سکتا پھر بہت زیادہ باتیں ہونے کے بعد میں نے پوچھا۔

کیا تم نے مجھے یاد کیا پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور کہنے لگی۔

بہت زیادہ یاد کرتی رہی ایک ایک پل آپ کی یاد میں گزارہ ہے اور پل پل مرتی رہی اور آج بھی میں تم سے بہت زیادہ پیار کرتی ہوں کیوں کہ تم ہی میرا پہلا اور آخری پیار تھے۔ میری امی نے آپ کا بہت انتظار کیا تھا مگر آپ نہ آئے اس کے بعد میرے کافی رشتے آنے لگے میں مسلسل انکاری تھی پھر ماں باپ کی عزت کا بھی بہت خیال تھا آخر مجھے اپنی محبت کی قربانی دینی پڑی اور پھر میں نے شادی کے لیے ہاں کہہ دی اب میرے دو بچے ہیں اور میں اپنے گھر میں بہت خوش ہوں میرے شوہر بہت ہی شریف انسان اور بہت زیادہ پیار کرتے والے ثابت ہوئے ہیں وہ میرا بہت خیال رکھتے ہیں۔ مگر میرا پیار صرف آپ تھے آپ ہو اور آپ ہی رہو گے اور اب تو ہم چاہ کر بھی نہیں مل سکتے بس دعا ہے کہ آپ جہاں رہو خوش رہو اور مجھے بھول جاؤ اور اپنی شادی کر لو اسی میں بہتری ہے اور اسی میں ہماری خوشی۔

میں آپ سے ایک بار ملنا چاہتی تھی وہ اسی کے لیے مجھے پتہ تھا کہ آپ نے شادی نہیں کی ہو گی آج یہ کہنے کے لیے میں نے تم کو کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا اور آج میری دعا قبول ہوگئی اور آپ مل گئے اب آپ بھی اپنا گھر بسانا ہوگا پھر اس کے بعد میرے دل پر جو گزری میں ہی جانتا ہوں اور پھر میں نے اسے نم آنکھوں سے الوداع کہا اور ہم دونوں ہی اپنے اپنے راستے پر چل دیئے۔

پیاس

۔۔تحریر۔احمد حسن عرضی خان۔قبولہ شریف۔

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں آج ایک آپ کی دکھی اور زخمی نگری میں اپنی زندگی کی ایک کہانی لے کر حاضر ہوں بھیا میں کسی کی بددعا سے آج دربدر کی ٹھوکریں کھا رہا ہوں بھیا اس گناہوں بھری زندگی نے مجھے موت کے قریب کر دیا ہے آپ سب جواب عرض پڑھنے والے میرے لیے دعا کرنا یہ کہانی ایک ایسی لڑکی ہے جس نے مجھ سے سچا پیار کیا اور میں نے اسے کیا دیا ذلت کیا میں اس کو پیار سمجھتا تھا کیا یہ میرا پیار تھا نہیں نہیں آج بھی میں ثمینہ سے بہت پیار کرتا ہوں۔میں نے اس کہانی کا نام۔پیاس۔رکھا ہے امید ہے سب کو پسند آئے گی
ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔احمد حسن عرضی۔0300.4632945

دسمبر کی ایک سرد ترین رات ہے باہر ہوا سائیں سائیں کرتی ہوئی کھڑکیوں سے ٹکرا رہی ہے ایسے محسوس ہو رہا ہے کہ ابھی پل بھر میں یہ کھڑکیاں ٹوٹ کر فرش پر آ گریں گی میں بڑے غور سے ہوا کے تھپیڑوں اور کھڑکیوں کی چڑ چڑاہٹ کو سن رہا ہوں نیند میری آنکھوں سے کوسوں دور ہے باہر ہلکی ہلکی بارش ہونے لگی اور میں تنہا کمرے میں بارش کے قطروں کی آواز سن رہا ہوں میں نے آنکھوں کو بند کر لیا اور آہستہ آہستہ سے اپنے سر کو تکیہ پر رکھ دیا سوچ رہا ہوں یہ ہوا کب رکے گی مجھے اس سے خوف آنے لگا ہے جب یہ ہوا کھڑکیوں کی درازوں میں سے گزرتی ہے تو عجیب سی سیٹیاں بج اٹھتی ہیں جیسے دور ویرانے میں کوئی بدروح چیخ رہی ہو۔
اف میرے خدایا اور میں آنکھیں کھول کر ان کھڑکیوں کو گھورنے لگتا ہوں اچانک ذہن کے کسی گوشے سے آواز آتی ہے احمد جب تک تم زندہ ہو ایسی ہزاروں راتیں آئیں گی کس کس سے خوف کھاؤ گے یاد کرو احمد کسی وقت تم ایسی ہی راتوں کے متمنی رہتے تھے ان ہی کھڑکیوں کو کھول کر تم اندھیرے میں گھورنے لگتے تھے سرد ہوائیں تمہارے جسم سے ٹکراتیں تھیں مگر تم کھڑکی سے نہیں ہٹتے تھے کیوں۔
اٹھو احمد آج بھی بڑی پیاری رات ہے ہوا کتنی خوشگوار ہے آج بزدل بنے کیوں لیٹے ہوئے ہو ان کھڑکیوں کو دیکھ کر تمہیں خوف کیوں محسوس ہوتا ہے ان بیباک نظروں سے آج بھی اندھیرے میں گھورو۔مگر نہیں تم ایسا کبھی نہیں کرو گے تم ایسا کبھی نہیں کر سکتے کبھی نہیں کبھی بھی نہیں۔
اور میں گھبرا کر اٹھ بیٹھا اپنے چاروں طرف دیکھنے لگا جیسے میں انجانے کسی اور جگہ چلا آیا ہوں ہوا اب بھی چیختی ہوئی کھڑکیوں کے راستے کمرے

میں داخل ہو رہی تھی میں آہستہ آہستہ سے بستر
سے نیچے اتر آیا اپنے کپکپاتے ہاتھوں سے کھڑکی
کھول دی ہوا کا ایک تیز ریلا بارش اڑاتا ہوا اندر
داخل ہو گیا میرے بدن میں جھرجھری سی آ گئی
بارش تیز ہو گئی تھی اور دور درختوں کی شاں شاں
ماحول کو اور بھی بھیانک بنا رہی تھی سامنے بجلی کی
کھڑکی تھی میری نظریں سبز رنگ کی اس بیل پر جم
گئی تھیں جو ثمینہ کے گھر والوں نے میرے اور
ثمینہ کے درمیان ایک دیوار کی حیثیت سے اگا ہی
ہوئی تھی اور واقعی پتوں کی یہ سبز دیوار بڑی آہنی
ثابت ہوئی۔

جب اس کی پتلی سی ڈالی رسی سے لپٹ کر
اوپر چڑھنے لگی تو ثمینہ اداس ہو گئی تھی پھر بیل کا ہر
نیا نکلنے والا پتہ ثمینہ کے گھر کا صحن چھپاتا چلا گیا اور
میں اس وقت چونکا جب میرے سامنے پتے تھے
ثمینہ نہیں تھی کھڑے کھڑے تھک گیا تھا کھڑکی بند
کی اور دوبارہ بستر پر آ گیا۔

آج سے تین سال پہلے جب میں ایف
اے میں پڑھتا تھا ثمینہ ہمارے مکان سے ایک
مکان چھوڑ کر دوسرے مکان میں رہتی تھی ہمارا
مکان دو منزلہ تھا ثمینہ ہمارے مکان میں رہتی تھی
ثمینہ والا مکان ایک منزلہ تھا جس طرف ثمینہ کے
گھر کا صحن تھا اسی طرف ہی ہمارے کمرے کی
کھڑکیاں کھلتی تھیں بس ان ہی کھڑکیوں سے میں
ثمینہ کو پانے میں کامیاب ہوا تھا ثمینہ بہت ہی
معصوم سی بہت ہی دلکش سی اور تیکھے نقوش کی لڑکی
تھی جب میں اسے دیکھتا تو دیکھتا ہی رہ جاتا۔

ایک روز میں کھڑکی میں کھڑا تھا اور ثمینہ صحن
میں بیٹھی سکول کا کام کر رہی تھی اسے پتہ نہیں تھا
کہ میں کھڑا ہوا ہوں میں کھڑا اسے دیکھ رہا تھا وہ
کام کرتی رہی اور میں اسے دیکھتا رہا نہ جانے کب
تک اچانک اس نے ہونٹوں سے قلم لگایا اور
سوچنے کے انداز میں نظریں اٹھائیں تو مجھ پر جا
پڑیں مجھے دیکھ کر وہ مسکرا دی اور بڑے پیارے ہی
انداز میں مجھے گھورنے لگی۔

میری پیاسی نظریں اس کی نظروں میں
پیوست ہو گئیں میں کافی دیر اسے کھڑا دیکھتا رہا
آخر مجھے ایک شرارت سوجھی میں کھڑکی سے ہٹ
آیا اور بھاگتا ہوا اپنے مکان کے صحن میں گیا
گلاب کا جہاں پر ایک گلاب کا خوبصورت پھول
توڑا اور کاغذ کے ایک ٹکڑے پر یہ الفاظ لکھے
پیاری ثمینہ کے لیے۔۔۔ پھر اسے پھول کی ٹہنی پر
ایک چھوٹے سے کنکر میں لپیٹ کر کھڑکی کے
راستے ثمینہ کی طرف اچھال دیا ثمینہ نے وہ پھول
اٹھایا اور بڑے ہی انداز سے جھک کر میرا شکریہ ادا
کیا جب کاغذ کو کھول کر پڑھا تو میری طرف دیکھ
کر مسکرائی اور شرماتی ہوئی اندر بھاگ گئی۔

اسی طرح میری بہت سی یادیں ثمینہ کے
ساتھ وابستہ ہو گئیں اس نے مجھے وہ سب کچھ دیا
جو سچے پیار میں دینے کا حق ہوتا ہے مگر میری
نظریں کچھ اور چاہتی تھیں آج میں سوچتا ہوں تو
ضمیر کے ہاتھوں دم گھٹنے لگتا ہے جی چاہتا ہے کہ
اپنے جسم کو نوچ کر پھینک دوں جس میں ثمینہ کو
دیکھ کر عجیب سے خیالات نے سر اٹھایا تھا۔

پھر وہ وقت بھی کہ ہمارے درمیان سبز پتوں
والی دیوار کھڑی کی گئی ثمینہ کے گھر والوں کو ہماری
محبت کا پتہ چل گیا تھا جس سبز رنگ کی بیل رسی
کے سہارے اوپر چڑھنے لگی تو ثمینہ بڑی اداس
رہنے لگی اس بات کا ثمینہ کو پتہ تھا کہ مجھے کچھ علم
نہیں تھا کہ کیا ہو رہا ہے میں نے بارہا اس سے

پوچھا مگر وہ صرف پاگلوں کی طرح ہی میری طرف دیکھتی رہتی میری نظریں اس کے اس دل میں چھپے ہوئے درد کو نہ بھانپ سکی میں اسے بھی اس کی ایک ادا سمجھتا رہا۔

آخر بیل کے پتے ایک ایک کر کے بڑھتے چلے گئے اور ہر نیا اگنے والا پتہ ثمینہ کو مجھ سے دور کرتا چلا گیا! اب میرے دل کی بے چینی بڑھنے لگی میں ثمینہ کا متلاشی تھا۔

ایک دن میں کالج سے واپس آ رہا تھا کہ ثمینہ کی چھوٹی بہن نے مجھے ایک کاغذ تھمایا میں نے اس کی طرف دیکھا مگر وہ کچھ کہے بغیر ہی چلی گی میں اسے جاتے ہوئے بڑی دور تک دیکھتا رہا میں نے کاغذ کھولا تو لکھا تھا۔

میرے دل کے راجہ احمد۔

پیار ہی پیار۔تم سے آج پہلی بار مخاطب ہو رہی ہوں اور زندگی میں تم سے پہلی ہی بار کچھ مانگ رہی ہوں امید ہے انکار نہیں کرو گے میرے راجہ مجھے تم سے بے پناہ محبت ہے تم یہ کبھی نہ سمجھنا کہ تمہاری ثمینہ تم سے بے وفائی کرے گی جس دن تم سے بے وفائی کروں خدا کرے اسی دن میری موت ہو جائے میں بہت زیادہ لکھ نہیں سکتی ہوں مجبور ہوں آج رات سب گھر والے ایک دعوت پر جا رہے ہیں میں کسی بہانے رک جاؤں گی کیا میں تمہارا انتظار کروں۔کیا تم آؤ گے میں رات کو آٹھ بجے تمہاری منتظر رہوں گی۔

تمہاری اپنی ثمینہ احمد۔

خط پڑھنے کے بعد مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا میں نہیں سمجھ سکا تھا کہ میری منزل اتنی جلدی سمٹ کر میرے قریب آ جائے گی میرے دل میں ایک طوفان مچل رہا تھا ثمینہ کے خط کے آخری الفاظ میرے ذہن میں بار بار آنے لگے کیا میں تمہاری انتظار کروں کیا تم آؤ گے میں رات کے آٹھ بجے تمہاری منتظر رہوں گی اور ثمینہ تم کتنی اچھی ہو میں نے خوشی سے دل میں سوچا مگر ثمینہ کے الفاظ کا پھیر میں نہ سمجھ سکا تھا۔

میں خواب غفلت سے اس وقت بیدار ہوا جب ثمینہ کا نفرت سے بھرپور تھپڑ میرے منہ پر پڑ چکا تھا میں اس رات ثمینہ کے گھر گیا اس کے سب گھر والے دعوت پر گئے ہوئے تھے صرف اس کا چھوٹا بھائی جس کی عمر تین چار سال تھی گھر میں تھا ثمینہ نے اسے بھی سلا دیا تھا ثمینہ میرے بہت ہی قریب تھی اور میں ثمینہ کے دل کی دھڑکنیں سننے کے لیے بے تاب تھا اس کی مسکراہٹ بڑی دلکش تھی وہ میرے سینے سے لگی اپنے درد بیان کرنے لگی اس نے یہ بھی بتایا کہ ہماری محبت کا گھر والوں کو پتہ چل گیا ہے وہ مجھ پر بڑی سختی کرتے ہیں مگر احمد میں نے تم سے بہت محبت کی ہے سچی محبت ۔ مجھے آپ پر بھروسہ ہے اور میں اپنی محبت پر فخر کر سکتی ہوں اب مجھے کسی بات کا غم نہیں ہے تم میرے قریب ہو جب تک مجھے تمہارا سہارا ملتا رہے گا میں ان غموں کو ہنستے ہوئے برداشت کروں گی وہ بولتی رہی اور میں دور اپنے خیالوں میں ڈگمگا رہا تھا مجھے کچھ پتہ نہیں تھا کہ وہ کیا کہہ رہی ہے۔

کیا میں ثمینہ کا بھرم رکھ سکوں گا کیا ثمینہ اپنی محبت پر فخر کر سکے گی میں یہ سوچ سوچ کر پاگل ہو رہا تھا ۔۔۔اف میرے خدایا ۔۔کاش ثمینہ میرے نزدیک نہ آئی ہوتی۔۔ میرا جی چاہتا تھا کہ ثمینہ کو جھنجوڑ جھنجوڑ کر پوچھوں ۔بولو ثمینہ تم نے مجھے کیوں بلایا تھا کیوں بلایا تھا مجھے ثمینہ تم

بہت برا کیا ہے مگر میں ثمینہ سے کچھ نہ کہہ سکا تھا میرے اندر تو آگ سی لگی ہوئی تھی سانس بڑی تیزی سے چل رہا تھا مجھ پر ایک عجیب سا نشہ چھایا ہوا تھا جس کو میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا میں آنکھیں بند کر کے ثمینہ کے ریشمی بالوں سے کھیل رہا تھا پھر پھر میرے ہاتھ نرم بالوں سے پھسل گئے اور جب میں ہوش میں آیا تو میں اس مقام پر کھڑا تھا جہاں ثمینہ کا بھرم ٹوٹ چکا تھا جہاں ثمینہ کی صرف سسکیاں تھیں۔

میں لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے اٹھا اور ثمینہ نے میرا راستہ روک لیا اس کا چہرہ اترا ہوا تھا اسکی آنکھوں میں نفرت ہی نفرت تھی میں اس سے آنکھیں نہ ملا سکا اس کی آنکھوں میں ایک سوال تھا اور اس سوال کا جواب میرے پاس نہیں تھا میں نے نگاہیں جھکا لیں مگر وہ ہانپتی ہوئی پاگلوں کی طرح مجھے گھورتی ہوئی پھر بڑے دکھ سے لہجے میں بولی۔ احمد یہی وہ پیار تھا تمہارا۔ کیا اسی وجہ سے تم مجھے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے چاہتے تھے۔ بولو احمد بولو چپ کیوں ہو تم نے میرا مان توڑا ہے تم کبھی بھی چین نہیں پا سکو گے تمہاری محبت جھوٹی ہے احمد تم جھوٹے تھے تمہاری وفا جھوٹی تھی تم بہت بڑے جھوٹے ہو۔ کلیوں کا رس چوستے ہو۔ بھونرے مانند باغ باغ جاتے ہو۔ تم بہت بڑے لیٹرے ہو۔ تم محبت کے مفہوم کو کیا سمجھو محبت تو خدا ہے عبادت ہے پاکیزہ محبت کرنے والوں کو تو دنیا میں جنت مل جاتی ہے میں تم سے نفرت کرتی ہوں روز محشر تم میرے مجرم ہوں گے مجرم ہو گے پھر وہ پاگلوں کی طرح مجھ پر ٹوٹ پڑی اس نے کھینچ کر میری قمیض پھاڑ دی تھی اور میں مجرم بنا کھڑا رہا میری آنکھوں میں ندامت کے آنسو تھے جب وہ تھک گئی تو پلنگ پر گر کر رونے لگی اور میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا ثمینہ کے کمرے سے نکل آیا جہاں سسکیاں تھیں جہاں آنسو بہہ رہے تھے میری شرافت ننگی ہو چکی تھی میں بوجھل قدموں سے ثمینہ کے مکان باہر آ گیا تھا میں ضمیر کے بوجھ تلے پس رہا تھا میں اپنے ہاتھوں کو کچل دینا چاہتا تھا جو ایسی گستاخی کے مرتکب ہوئے تھے آہ میرے خدا مجھے کبھی معاف نہیں کرے گا میں اپنا منہ نوچتا ہوا اندھیرے میں گھر کی طرف بھاگ نکلا۔

اب ثمینہ کا سامنا کرنے کی مجھ میں ہمت نہیں تھی میں اب تنہائیوں میں بیٹھ کر سوچتا ہوں پھر ایک روز لوگوں نے کہا کہ ثمینہ کی شادی ہو رہی ہے میں نے سننے سے پہلے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے اور اپنے کمرے کی کھڑکیوں کو مضبوطی سے بند کر لیا چند دن بعد ہی پھر پتہ چلا کہ ثمینہ ماں بننے والی ہے اور موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہسپتال میں چلی گئی ہے۔

مگر میں کھڑا بیل کے ان پتوں کو ہی دیکھتا رہا جو ثمینہ کے اور میرے رازداں تھے پھر ثمینہ مر گئی ۔۔۔ مر گئی میں شدت جذبات سے اپنی آنکھیں بند کر لیں میں رو پڑا تھا دل بھی رو رہا تھا مگر میرا دل کہتا تھا ثمینہ تو کب کی مر چکی ہے میرے ہاتھوں میں نے ثمینہ کو موت دی ہے میں نے اس کا قتل کیا ہے وہ میری نہیں ہے میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے آج جب رات بہت ڈراؤنی ہوتی ہے ہوا کے جھکڑ چل رہے ہیں مجھے ثمینہ بہت یاد آ رہی ہے اس کے وہ الفاظ آج بھی میرے کانوں میں گونج رہے ہیں جو اس نے بہتے ہوئے آنسوؤں کے دوران کہے تھے۔

ناکام محبت میری

--تحریر۔ ام رباب۔ حافظ آباد۔

شہزادہ بھائی ۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
میں آج پھر اپنی ایک نئی تحریر محبت کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں میری یہ کہانی محبت کرنے والوں کے لیئے ہے یہ ایک بہترین کہانی ہے اسے پڑھ کر آپ چونکیں گے کسی سے بے وفائی کرنے سے احتراز کریں گے کسی کو بیچ راہ میں نہ چھوڑیں گے کوئی آپ کو بے پناہ چاہے گا مگر ایک صورت آپ کو اس سے مخلص ہونا پڑے گا وفا کی وفا کہانی ہے اگر آپ چاہیں تو اس کہانی کو کوئی بہترین عنوان دے سکتے ہیں ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کر دیئے ہیں تا کہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

یہ کہانی میری ایک دوست کی ہے آیئے اس کی زبانی سنتے ہیں۔

آج موسم بڑا سہانا بنا ہوا ہے بادل چھائے ہیں ہماری دوستی پندرہ تاریخ جمعرات کو ہوئی ان دنوں سکول سے گرمی کی چھٹیاں ہو چکی تھیں میں نے گیارہویں کے پیپر دیئے ہوئے تھے جو کہ شہر میں کالج میں ہوئے تھے پانچ جون کو میرے پیپر ختم ہوئے سات جون کو میں واپس اپنے گاؤں آ گئی سب ماموں لوگوں نے میری بہت منتیں کیں کہ چند دن اور رک جاؤ لیکن میں نہ رکی تھی اور آ گئی میری زندگی میں کوئی بھی نہیں آیا تھا اس وقت پیار و محبت کے بارے میں کچھ نہیں جانتی تھی اور نہ ہی اس طرف میرا دھیان تھا مجھے پیار کرنے سے شدید نفرت تھی اور خاص طور پر لڑکوں سے جواب بھی ہے میری کچھ دوستیں ایسی تھی کہ جن کو کسی نہ کسی سے پیار تھا اور میں ان سے ہمیشہ پیار سے چڑتی تھی کہ یہ ایک برا راستہ ہے اس پہ نہ چلو ان کے پیار کا مذاق اڑاتی تھی لیکن وہ ہمیشہ اتنا ہی کہتی تھی کہ جب تم کو بھی کسی نہ کسی سے پیار ہوگا تو پھر ہم تم سے پوچھیں گی کہ کیا تم اس کے بغیر جی لو گی میری ایک دوست تو سٹوریاں سنایا کرتی تھی لیکن میں دل سے ان پہ یقین نہیں کرتی تھی لیکن جب میں گاؤں واپس آئی تو چند دن بعد شہر میں میری ایک دوست گرمیوں کی چھٹیاں گزارنے گاؤں ہم دونوں ایک دوسرے سے بہت پیار کرتی ہیں۔

ایک دن اس نے کہا کہ آج دوپہر کا کھانا ہمارے گھر سے کھاؤ گی میں ان کے دادا لوگوں کے گھر واپس آ گئی میری دوست نے نیا موبائل لیا تھا اس نے کہا کہ تم گھر جاؤ میں تمہارے نمبر پر کال یا میسج کروں گی تو میرا نمبر آ جائے گا۔

میں نے کہا سب چل ٹھیک ہے۔

میں گھر آئی تو گھر والے سب کھانا کھا رہے
تھے۔ جب میں پہنچی ہی تھی کہ جمعرات کا دن تھا
اس کی کال آ گئی میں نے سوچا کہ شاید میری
دوست کی کال ہو گی گھر والوں نے کہا کہ پتا نہیں
کہ یہ نیا نمبر کس کا ہے میں نے بن دیکھے ہی کہہ دیا
کہ یہ میری دوست کا نمبر ہو گا کیونکہ ہمارے نمبر پر
کبھی کسی کا نیا نمبر نہیں آیا اور میرے دل میں بھی
ایسی کوئی بات نہیں تھی پھر گھر والے دوپہر کا کھانا
کھا کر سو گئے اور میں نے جب دیکھا تو وہ ٹیلی نار
کا نمبر تھا اور میری دوست نے کہا تھا کہ میرا نمبر یو
کا ہے میں نے پھر دوسرے کمرے میں جا کر اس
نمبر پر کال کرنا شروع کر دی پھر جب پھر جب
کوئی جواب نہ آیا تو میں نے ایس ایم ایس کر کے
پوچھا کہ آپ کون ہیں اس نے پھر آگے سے خود
کال کی میں نے اٹینڈ کی تو آگے سے کوئی لڑکا بولا
تو میں نے آواز سن کر کال بند کر دی پر کال دوبارہ
پھر آ گئی میں نے پھر اٹینڈ کی میں نے اس سے
اس کا نام پوچھا لیکن اس نے نہ بتایا اس نے کہا
کہ پہلے اپنا نام بتاؤ میں نے کہا کہ میرا نام تو کرن
ہے اس نے کہا کہ میں اپنا نام ایس ایم ایس سے
بتاتا ہوں میں نے کہا ٹھیک ہے۔

اس نے اپنا نام اپنا نام سینڈ کیا اس نے اپنا
نام کافی سپیس کے ساتھ سپیلنگ لکھے اور اس کا
شروع میں ایس۔ ایچ۔ او۔ آتا ہے اتنی سپیس
اس نے دی میں نے سمجھا کہ کہہ رہا ہے کہ میں شو
ہوں پورا نام میں نے نہ پڑھا نام بتانے کے بعد ا
س نے پھر کال کی جب کال اٹینڈ کی تو اوپر سے
ایک دم ابو آ گئے وہ کسی کام سے آئے تھے میں نے
کال کاٹ دی پاپا پھر باہر چلے گئے اس نے پھر
کال کی اس نے کہا کہ میرے ساتھ بات کرو میں
نے کہا میرے پاس ٹائم نہیں۔

رلا گئی ہیں ہم کو کچھ دوریاں۔
بن گئی ہیں پرے پیر کی زنجیر کچھ مجبوریاں
واہ خدایا کیا قسمت بنائی ہے تو نے میری
نہ ہو سکی کوئی بھی کیوں میری خواہشیں پوری
جانتی تھی کہ کچھ حاصل نہیں ہو گا محبتوں سے
پھر بھی پڑ گئی ہیں کیوں میرے پیروں میں بیڑیاں
کوشش تو کرتی رہی کہ بھول جاؤں میں تجھے
پھر بھی ڈھونڈ لیتی ہیں ہم کو یادیں تیری
چاہ کر بھی نہ پا سکی میں محبت کو
قسمت میں لکھی ہیں بس جدائیاں میری

اس نے بات لمبی کرنے کے لیے پھر نام
پوچھا۔ میں نے کہا پھر کبھی بتاؤں گی اس نے کہا
کہ نہیں میری کال بار بار منقطع کر دی ہیں آپ اور
اپنا نام بتاؤ گی نہیں پھر شام ٹائم میں اپنے دوست
کے گھر چلی گئی اور اس کو اس کال کے بارے میں
بتایا اس نے کہا کہ تم اس کے بارے میں زیادہ
پریشان نہ ہو میں صبح آپ کے گھر آ کر خود اسے
کال کروں گی میں پھر جب گھر واپس آئی تو اسی
کی دو کالز آئی ہوئی تھیں پھر میں نے گھر والوں
کے ساتھ کھانا کھایا شام کا اس دن میرے بھائی
بھی آ گئے شام کو واپس گھر۔۔

گرمیوں کا موسم تھا اور وہ رات کو بڑا تنگ کر
رہا تھا رات کے نو بجے کا ٹائم تھا اور وہ ایس ایم
ایس کر رہا تھا میں اب بہت پریشان تھی جان
میری نکل رہی تھی میں نے موبائل اپنے پاس رکھ
لیا ابھی مجھے ٹھیک طرح سے موبائل چلانا بھی نہیں
آتا تھا اتنا بھی نہیں پتا تھا سائیلنٹ کیسے کیا جاتا
ہے میں اب اس کی کال بار بار کاٹ رہی تھی وہ بار
بار کیئے جا رہا تھا کہ پلیز بات کرو ایک دفعہ بات

کرو پر میں اسے کیسے بات کر سکتی تھی کہ میں نے
اس کہا بھی تھا کہ یہ موبائل میرا نہیں ہے یہ بھائی کا
ہے پر اس نے سمجھا کہ میں جھوٹ بول رہی ہوں
اور فون میرا اپنا ہے پھر پتہ نہیں کیسے نمبر سکرین پر
ہو گیا مجھ سے شکر کیا کہ میری مشکل حل ہوگئی خدایا
شکر ہے۔ اب مجھے یہ پتا تھا کہ میسج کیسے چیک
کرتے ہیں صبح پھر کوشش کر کے میسج نکالے جن کی
تعداد بہت زیادہ تھی پھر اس نے صبح کال کرنا
شروع کر دیا اور پھر بھائی نے کہا کہ یہ کس کا نمبر
ہے سکرین پر میں نے کہا کہ دوست ہے واپس
کال مت کرنا۔ صبح جب میں نے اس کے میسج
دیکھے تو اس نے بن دیکھے بات کیے بغیر ہی اتنے
میسج کیے ہوئے تھے جن کی تعداد زیادہ جان آئی لو
یو والے میسج تھے بالکل جاہل لگ رہا تھا۔

پھر میں نے صبح نو بجے میری دوست آئی
سولہ تاریخ کو اس دن سرکاری ملازمت کے لیے
دوڑ لگانے کا دن تھا اس دن میرے بڑے بھائی
بھی گئے ہوئے تھے دوڑ میں حصہ لینے کے لیے
اور وہ بھی اپنے کزن عامر کے ساتھ دوڑ کے لیے
جا رہا تھا تو میں نے مس کال کی تو اس نے بیک
کال کی میں نے اسے سلام کہا اور اپنی دوست
سے بات کروائی اس نے اس کا نام پوچھا حال
پوچھا ابھی وہ بات کر ہی رہی تھی کہ اوپر سے میری
باجی آگئی تھوڑی دیر کے بعد وہ چلی گئی پھر اس نے
بات کی اور فون بند کر دیا میری دوست نے اب یہ
بار بار کر رہا تھا میں بہت زیادہ پریشان تھی میسج اور
کالز کی انتہا کر دی اس نے میں اب کیا کرتی پھر
میں نے کہا پیٹ خراب کا بہانہ کر کے واش روم
جاتی ہوں اور اسے کچھ سمجھاتی ہوں پھر میں نے
اسے ہی کیا اسے بہت سمجھایا کہ موبائل میرا نہیں
پلیز کال نہ کیا کرو پر وہ نہیں سمجھا پھر دو تین دن
ایسے ہی گزر گئے وہ کالز اور میسج کرتا رہا رات کو یہ
کال کرتا شروع کر دیا اور مجھے نیند خراب کرنا پڑتی
اور رات کو چوری چوری واش روم جا کر اسے بات
کرتی تھوڑی دیر پھر اس کو سکون ملتا تب وہ میری
جان چھوڑتا میں تو بہت ہی زیادہ پریشان اور تنگ
ہو گئی تھی اس کی پریشانی کی وجہ مجھے بہت بخار ہو
گیا کچھ دن تو ایسے ہی چلتا رہا۔

پھر ایک دن صبح اذان ٹائم چار بجے اس کی
کال آگئی ہم سب گھر والے اس وقت جا رہے
تھے موسم کافی خراب ہو گیا تھا چارپائیاں صحن سے
اٹھا کر کمرے میں رکھ رہے تھے اب اس کی ٹینشن
کی وجہ سے مجھے بخار بھی رہنے لگا تھا وہ کال پہ کال
کیے جا رہا تھا پھر میں نے اسے بات کی مشکل سے
خود ہی اس نے کہہ دیا کہ آپ کے ساتھ بات
کیے بغیر پوری پوری رات نیند نہیں آتی آپ کی
ایک مس کال کا انتظار کرتا ہوں پھر جب آپ نہیں
کرتی تو پھر آدھی رات کو خود ہی ہار کر کال کرنا پڑتی
ہے سچ پوچھیں تو مجھے آپ سے بہت پیار ہو گیا ہے
آئی لو یو میں آپ کے بغیر ایک لمحہ بھی نہیں گزار
سکتا آپ کے بغیر ادھورا ہوں میں چپ کر کے سنتی
رہی پھر اتنی دیر میں امی آگئی اور کہا کہ اتنی دیر واش
روم میں کیا کر رہی تھی میں نے کہا امی میری
طبیعت خراب ہے کیونکہ راتوں کو جاگنے کی عادت
نہ تھی اب اس کی وجہ سے میری رات کی نیند خراب
ہو جاتی ہے پھر جب میں واشروم سے باہر آئی تو
امی نے مجھے ہاتھ لگایا تو امی نے کہا کہ تمہیں تو بخار
ہے اور میں چارپائی پر آ کر سو گئی اب جب میں
نے کال بند کر دی تو اس نے پھر کال کی یہ کال کرنا
شروع کر دی تو جب میں نے کال اٹینڈ نہ کی تو میسج

کرنا شروع کر دیئے کہ صرف میری ایک بات سن لو پلیز میں بھلا اب اس سے کیسے بات کر سکتی تھی۔ پھر اس نے کہا کہ میں کل آپ سے چیک کر کے بات کروں گا دوسرے نمبر سے ان دنوں اس کے نمبر پہ یہ گانا لگا ہوا تھا۔

تجھے رب نے بنایا ہے کمال ذرا پاس تو آنا
سوہنی اے میری نیند چرا کے میرے ہوش اڑا کے کبھی دور نہ جانا۔

لڑکی۔ تیری باتوں پہ نہیں اعتبار ذرا دور ہی رہنا چھلیا۔ صبح پھر آپی کا پیپر تھا اس نے کہا کہ فون ساتھ لے کر جانا ہے پر میں نے فون چھپا دیا اتنی دیر میں گاڑی آ گئی امی اور آپی چلی گئیں سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے میں نے کمرے میں بیٹھ کر اسے مس کال کی تو اس نے فوراً کال کر دی میں نے اٹینڈ نہ کی تو میں فون لے کر کمرے سے باہر آ گئی تو باہر پاپا کام کر رہے تھے تھوڑی دیر بعد پھر پاپا لان میں چلے گئے میں اپنی سبزی میں بیٹھ گئی اور اس سے بات کرنے لگی پھر اس نے اپنے بارے میں سارا بتایا کہ وہ کون ہے کہاں رہتا ہے اس نے بات بڑھانے کے لیے کہا میں اس وقت کرکٹ کھیل رہا ہوں کیا آپ کو پسند ہے وہ باتیں کرتا رہا میں سنتی رہی جس فیملی میں وہ تھا میں ان کو کچھ جانتی تھی اس کے بتانے پہ میں ڈر گئی پر میں گاؤں کا نام نہیں جانتی تھی اور اس نے بتایا بھی نہیں تھا اس نے اتنا کہا کہ جب بات آگے بڑھے گی تو سب کچھ بتا دوں گا اس نے کہا میں نے 10th میں چھوڑا ہوا ہے بیمار ہو گیا تھا اس لیے لیکن آگے پڑھوں گا ہماری سولہ منٹ کی بات ہوئی پھر چار بجے امی لوگ آ گئے اور میں جلدی گھر آ گئی پھر صبح سب نماز کے لیے اٹھنے سے پہلے میں نے اس سے بات کر لی اس نے کال کی پھر تھوڑی دیر دیر بعد اس نے کہا کہ آج کے بعد ہم پنجابی میں بات کیا کریں گے اس نے کہا کہ پہلے اپنی پنجابی میں بات کرو۔

میں نے کہا کہ آپ کرو اس نے پنجابی میں پہلی بات بات کی تھی کہ اچھا تسی اے دسو کہ تسی کل اپنی دوست دے گھر گئے ساؤ میں نے کہا ہاں پھر ایسے ہی باتوں باتوں میں اس نے کہا کہ آپ کی عمر کیا ہے آپ کون سی کلاس میں پڑھتی ہو آپ کی ذات کیا ہے میں نے سب بتایا پھر اس نے کہا کہ میں تو اب صرف آپ ہی سے شادی کروں گا کیونکہ آپ کی اور میری عمر بھی ایک ہے اور ذات بھی پھر اس طرح شادی کی باتیں کرتے کرتے سب نماز کے لیے اٹھ گئے آپی آئی اور میں نے کال بند کر کے کمرے میں چلی گئی اس نے پھر کال کرنا شروع کر دی پچیس منٹ کی بات کر کے اس کا جی نہیں بھرا تھا پھر جب اس نے دوبارہ کال کی تو میں نے کہا کہ تم سے اور بات نہیں کر سکتی اس نے بہت ضد کی کہ بس تھوڑی سی بات اور کر لو میں نے کہا کہ امی نے کہیں کال کرنی ہے میں نے بند کر دیا دو منٹ بات کی پھر بھی سلسلہ جاری رہا پھر ایک دن میں اپنی دوست کے گھر گئی تھی تو تھوڑی دیر بعد واپس آ گئی اس نے اپنے ٹیلی نار کے نمبر سے کال دیکھی سکرین سے نمبر کاٹا اس کی پھر کال آئی بھائی نے اٹینڈ کی آگے سے کوئی نہ بولا کال کاٹ کے اس نے میسج کیا کہ کرن اگر کوئی پاس ہے تو میرا نمبر بزی کر دو وہ میسج بھائی نے پڑھ لیا اور پھر بھائی نے کچھ نہ کہا اور باہر چلے گئے پھر اس نے دکھی میسج کرنا شروع کر دیئے ایک میسج کے نیچے اس نے اپنا نام بھی لکھ دیا تھا شکر ہے کہ موبائل

میں نے پکڑ لیا تھا اور جلدی سے سکرین سے ہٹا دیا امی نے کہا کہ کس کا میسج ہے میں نے کہا کہ دوست اتنی دیر میں اس کا میسج آ ہی گیا اس کا میسج کاٹ کر اور دوست کا سب کو دکھایا اس کے میسج ابھی تک یاد ہے جو یہ تھا کہ پہلی لائن۔

تیری ڈولی اٹھے گی اور میرا جنازہ اٹھے گا

میں نے اسی طرح ہی سلسلہ چلتا رہا پھر رمضان آ گیا اور ہم پوری پوری رات بات کرنے لگے اب میں نے پانچ وقت نماز پڑھنا بھی شروع کر دی رات کو فون اپنے پاس ہی رکھتی صبح اٹھ کر روزہ رکھنا ہے الارم لگانا ہے اس بہانے فون میں اپنے پاس رکھتی تھی اور پوری رات باتیں کرتے میٹھی میٹھی باتیں کرتے رات گزر جاتی تھی پھر رمضان ختم ہونے سے پہلے کچھ دن اس نے کہا کہ میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں میں نے ایسے جھوٹ بولتی رہی اپنے ٹھکانے کا پتہ نہ بتاتی تھی پھر اس نے بہت ضد کی پھر اپنے گھر کا پتہ بتانا پڑا اور وہ اپنے کزن قاسم کے ساتھ آیا اس دن اس نے سرخ کپڑے پہنے ہوئے تھے اس کو سرخ رنگ بہت پسند ہے میں چھت پر آئی اور وہ سڑک پہ کھڑے ہو گئے اس دن میری چھوٹی بہن کی طبیعت بڑی خراب تھی وہ دیکھ کر چلے گئے۔

رات کو پھر انہوں نے کال کی اور اپنے کزن سے بات کروائی بات کرنے کے بعد میں نے اسے ڈانٹا تاکہ بعد میں وہ مجھ سے بات کرنے کی کوشش نہ کرے اس نے پوچھا کہ تم کزن کو کیوں ڈانٹا میں نے کہا کہ آپ کے علاوہ کسی اور کے ساتھ بات کرنا میں پسند نہیں کرتی پھر اس نے اس بات کو اگنور کر دیا پتا نہیں میں دن بدن کوشش کرنے کے باوجود بھی اس کے پیار میں گرفتار ہو گئی اس طرح رمضان میں ہی اس نے کہا میں نے پھر آپ کو دیکھنے آنا ہے میں نے کہا کہ ٹھیک ہے پھر ایک دن وہ اپنے دوست کو اور کزن کو ساتھ لے آیا اس دن ہمارے گھر کی دیوار بارش کی وجہ سے گری ہوئی تھی سب گھر والے ادھر ادھر مشغول تھے میں باہر گئی اور میرے ساتھ کزنز بھی تھیں انکو پتہ ہی نہ چلا کہ میں کون سی ہوں تھوڑی دیر کھڑے ہونے کے بہانے اس کا کزن جان بوجھ کر میرے تایا ابو سے کوئی پتہ پوچھنے لگا اس دن میں نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے بروشیا پھر وہ لوگ چلے گئے۔

پھر عید کے دن کال کی اور اپنے دوست سے بات کروائی اس کے دوست نے پوچھا کہ میرا یار آپ کو کیسا لگا میں نے کہا کیوں آپ کو کیا مسئلہ ہے اس نے پھر ایسے ہی کہا میں نے کہا تم پسند آئے ہو اس کی جگہ وہ نہیں آیا پھر اس کو کہا کہ جان چھوڑ دو اور میری بات اسے کرواؤ جسے میں نے کرنی ہے پھر اس نے بات کروائی کال آف کر دی کیونکہ باہر سے بھائی آ گئے تھے اس نے رمضان ہی میں تقریباً اکیس بائیس رمضان تھی اس نے کہا کہ آئندہ ہم رات کو ایک گھنٹہ بات کیا کریں گے پھر اب رمضان بھی گزر گیا عید بھی گزر گئی تین چار ماہ تو ہم پوری پوری رات بات کرتے تھے اور دن کو بھی کبھی نہ کبھی ایک گھنٹہ بات کر لیتے تھے پھر جب بات کرنے میں دشواری پیدا ہوتی تو میں اس سے جھوٹ بولنے پر مجبور ہو جاتی تھی کہ میں گوجرانوالہ جا رہی ہوں پھر دو دن بعد میری ایک دوست سحری امی ہمارے گھر آ گئی میرا دل کر رہا تھا کہ بہت زیادہ اس سے بات کروں میں نے دو دن بعد ہی صبح کے وقت

دس بجے میں نے اس کا کافی کالز کیں پر اس نے کوئی جواب نہ دیا اور پھر خود ہی اس نے مصباح نے خود اس کی بھابھی اس کے نمبر سے کال کی جب آپی نے اٹینڈ کی تو آگے وہ وہ بولا کہ آپ نے کافی کالز کی ہیں آپ کا نمبر بہت تنگ کر رہا ہے آپی نے کہا کہ نہیں اس نمبر سے آپ کی طرف کوئی کال نہیں گئی اور پھر آپی نے کال بند کر دی امی نے کہا تیرے ہاتھ میں تھا تم نے ہی کیا ہوگا کسی کو میں نے جھوٹ بول دیا کہ نہیں سحر بھی آئی ہوئی تھی وہ دو دن میرے پاس رہی امی نے ڈانٹا مجھ کو پھر کچھ دن بعد میرا رزلٹ آ گیا مگر میں خوش نہ تھی الٹا رونے لگی ایک تو کچھ دن سے اس کی ٹینشن کی وجہ سے میری طبیعت خراب تھی سب بہت خوش تھے میں پاس ہوگئی ہوں اس دن میں نے اپنی پسند کے چاولوں کی دال بنائی ہوئی تھی ابھی میں نے ایک ہی چمچ لیا تھا کہ نا جانے کیوں میں رونے لگی اور کمرے میں چلی گئی اس اثناء میں مجھے بہت تیز بخار ہو گیا کیونکہ مجھے سچ میں اس سے محبت ہوگئی تھی اس کی بے رخی برداشت نہیں ہو رہی تھی میں کمرے میں آئی بستر بچھایا اور اوپر کھیس لے کر سر باندھ کر کمرے میں اندھیرا کر کے چھپ کر رونے لگی کسی کو بھی نہیں پتا تھا کہ مجھے کیا ہوا ہے میں اس کا یاد کر کے بہت زیادہ رونے لگی بخار بھی ایک دم تیز ہو گیا ایک سو پانچ کافی دوائیاں لی کسی ڈاکٹر سے آرام نہ آیا اور ندامت کے آنسو آنکھوں سے بالکل بھی نہیں سوکھے تھے پھر دن بدن میری حالت بگڑتی گئی اور میں بالکل چارپائی کے ساتھ لگ گئی اور میری آنکھیں کھلتی ہی نہیں تھیں ایسے لگتا تھا جیسے کسی نے میری آنکھوں کو دبا رکھا ہے جو کوشش کے باوجود بھی نہیں کھل رہی تھیں اور پھر مجھ سے بولا ہی نہیں جاتا تھا ہونٹ بھی بمشکل سے ہلتے تھے نہ کچھ کھاتی تھی نہ پیتی تھی اور اگر امی زبردستی ایک چمچ منہ میں پانی کی پلا بھی دیتی تو کہ کہیں مر ہی نہ جائے تو وہ بھی فوراً الٹی شروع ہو جاتی تھی اور پھر رکنے کا نام ہی نہیں لیتی تھی ہر تین منٹ بعد کچھ کھائے پیئے بنا ہی الٹی آنے لگی اس کی وجہ سے میری حالت مزید خراب ہوگئی ہر طرف سے دوا لینے پر جب مجھ کو آرام نہ آیا تو امی بہت پریشان ہوگئی اور میری حالت بالکل مردہ ہوگئی اور میں بالکل مرنے کے قریب ہوگئی تھی بخار ٹائیفڈ ہو گیا دوائیاں لینے کے باوجود بھی ایک عورت میرا پتہ کرنے آئی تھی اس نے کہا کہ آپ اسے شہر لے جائیں وہاں سے اس کا ضرور آرام آ جائے گا اس کے بتائے ہوئے ڈاکٹر سے پھر میرے گھر والے لے گئے اس نے میرا بلڈ ٹیسٹ کیا اتنے زیادہ انجکشن لگائے اور ڈریپ بھی چار گھنٹے بعد میری بے ہوشی کی حالت ختم ہوئی اور مجھے دنیا کی پتا چلا کہ میں زندہ ہوں۔

تین دن ایڈمیشن کے بعد ایک نرس آئی اس نے اتنا زور دار انجکشن لگایا کہ میری چیخ نکل گئی اور بڑے ڈاکٹر صاحب آ گئے ان کو میں نے بتایا کہ نرس کا تو اس نے نرس کا ڈانٹا ان کے اتنے زیادہ انجکشن لگائے اور ڈریپ تھی تو میری حالت کچھ سنبھل گئی پر الٹی نہ رکی پھر جب میں تراں سے واپس آئی گھر آ کر پھر الٹیاں شروع ہوگئی اور میں پھر چارپائی پر پڑ گئی اب مجھ کو پتہ تھا کہ میں بیمار کیوں ہوئی ہوں اگر میں ٹھیک ہونا چاہوں تو دوائی کے بغیر ہی ہو سکتی تھی ایک منٹ میں مجھ کو عشق کا روگ لگ گیا تھا جس میں مشکل سے ہی اگر کوئی نکلنا چاہے تو نکل سکتا ہے پھر میں نے خود

ہی سوچا کہ جس شخص کے لیے میں اپنی جان کے لیے تیار رہوں اس کو میری کوئی پرواہ ہی نہ ہو میں اس کے لیے اپنی زندگی کو موت کے منہ میں کو سمجھا اور ایسے گاؤں کے باواجی سے تعویذ بھی لیا جس سے پچیس دن بعد مجھ کو کچھ ہوش آیا اور میری کچھ طبیعت بہتر ہوئی پر اس کی کالز آتی تھی مجھے ہوش نہیں تھا میری طبیعت ٹھیک ہونے کے آٹھ دن بعد پھر اس کی لال آئی پھر جس دن مجھے کچھ ٹھیک طرح سے ہوش آیا تو میں نے خود کال کی پھر اس نے بیک کال کی مجھے اتنا دکھ ہوا کہ اس نے ایک بات کی اس نے نہ تو مجھے سلام کیا اور نہ ہی مجھ سے میرا حال پوچھا سلام اور حال بھی میں نے ہی پوچھا اپنی شکل سے اٹھ کر کمرے میں آ گئی اور اس کے ساتھ بات کی اس نے اتنا کہا کہ اگر کوئی بات کرنی ہے تو بتاؤ میں جلدی میں ہوں میں نے کہا کہ کیا کہتی ہو اس نے فون بند کر دیا اتنے دن بعد میں نے باہر نکلی تو مجھے بہت دکھ ہوا کہ اس نے ایک ماہ بعد مجھ سے بات کی اور وہ بھی اتنی بے رخی کے ساتھ بات کی امی نے آلو والے چاول بنائے ہوئے تھے میرے لیے تو وہ میں نے صرف دو چمچ چاول لے کر کہا بس اب بھوک نہیں ہے،

امی نے کہا۔ اتنے شوق سے پکائے ہیں تو بس بھی کر دی اس کی بے رخی کی وجہ سے بھوک اڑ گئی تھی اس دن کچھ ٹھیک طرح سے ہوش آئی تھی اس دکھ کی وجہ سے رات کو مجھے پھر بخار ہو گیا۔ اتنا سخت بخار کہ میں بے ہوش ہو گئی امی پھر بہت پریشان ہوئی اور رونے لگیں کہ پتہ نہیں جب بیٹی زندہ رہے گی بھی یا نہیں میری حالت اسکی وجہ سے پھر مردہ ہو گئی اس نے اپنا نمبر بند کر دیا اور پھر کچھ دن بعد میری طبیعت ٹھیک ہو گئی میں اس کا نمبر چیک کرنے لگی جو مسلسل بند جا رہا تھا اس کا نمبر ایک ماہ تک بند رہا کافی میسج بھی کیے پھر اس نے کوئی جواب نہ دیا انے میری کال ڈیورٹ کی ہوئی تھی اس کے نمبر پر یہ گانا لگا ہوا تھا

جو درد ملا اپنوں سے ملا غیروں سے شکایت کون کرے۔

پھر ایک دن اس کا نمبر کھلا ملا کال کی تو وہ سکول تھا اور اپنے ایک دوست سے بات کروائی سکول سے ایک دن پہلے بھی اس نے مجھ سے بات کی تھی ایک گھنٹہ اس سے دن یہ سکول نہیں گیا تھا جب اس بات کر رہی تھی تو اوپر سے میری ایک کزن آ گئی وہ بیٹھی رہی آپی اور میں صرف گھر میں تھیں اس کے بعد پھر اس نے اپنے نمبر بند کر دیئے اور مجھ سے کوئی رابطہ نہیں رکھا اسی طرح ہی آہستہ آہستہ ہماری دوستی کو پورا ایک سال ہو گیا ہمارے درمیان یہ فاصلہ صرف میری دوست سحر کی وجہ سے پیدا ہوا تھا وہ تو اپنی طرف سے میرے ساتھ ٹائم پاس کر رہا تھا جیسے کہ آج کل کے لڑکے کرتے ہیں لیکن مجھے اس سے سچی محبت ہو گئی تھی۔

جب سے میں نے اس کی بات سحر سے کروائی تھی اس دن سے وہ مجھ سے ٹھیک طرح سے بات نہیں کرتا تھا میں نے جان بوجھ کر کہا کہ یہ میری دوست بڑی امیر ہے وہ لالچ میں آ گیا میرے ساتھ وہ رابطہ نہیں کرتا اس کے ساتھ رابطہ میں رہا۔ مجھے جب بھی وہ کال کرتا تھا تو سحر بتا دیتی تھی سحر کا دل صاف تھا وہ لالچ میں تھا پھر سحر کو میں نے کہا کہ وہ مجھ سے رابطہ نہیں کرتا تجھ سے کرتا ہے تو اس نے اس کی بڑی بے عزتی کی بہت زیادہ پھر خود اس نے میرے ساتھ رابطہ کرنا

شروع کر دیا اب میری کلاس بھی لگ گئی تھی اور سکول جانا تھا اس نے اپنے ایک دوست ایس کے نمبر سے مجھ سے رابطہ کرنا شروع کر دیا ایس۔ کال کانفرنس پہ لگا لیتا تھا ہماری بات کرواتا مجھے نہیں پتا تھا اس کے سامنے وہ ساری اچھی بری باتیں کرتا تھا وہ ہماری تمام گفتگو سنتا رہتا تھا اگر اس کا پیار سچا ہوتا تو اس کو ہماری تمام باتیں نہ سننے دیتا اس میں اگر غیرت ہوتی تو اگر اس کے دل میں مجھے پانے کی چاہت ہوتی تو یہ کبھی ایسا نہ کرتا شاید وہ اب ہمارے ساتھ ٹائم پاس کرتا ہو اور ہم اسے سچا سمجھتے ہیں کیونکہ ہمارے دل میں کوئی کھوٹ نہ تھی چند ماہ ہم ایس کے نمبر سے بات کرتے رہے پھر اس کو میں نے بہت ڈانٹا جب کانفرنس کا پتہ چلا تو پھر اس نے اپنے نمبر سے کال کر رہا تھا تو اپنے دوستوں اور کزنوں کے سامنے اکٹھے پاس بیٹھ کر بات کر رہا تھا مجھے ان کی صاف آواز سنائی دے رہی تھی اتنی بڑی گفتگو اس نے ان کے سامنے کی اس نے مجھ سے ایک اتنی بات کی کہ میرے دل سے یہ بددعا نکلی کہ تو کبھی بھی ڈائنر نہ بن سکے کیونکہ ان دنوں یہ ڈاکٹری کا کورس کر رہا تھا پتہ نہیں اللہ نے پھر میری دعا سن لی اور وہ ناکام ہو گیا اسے کچھ دن پہلے سٹور پہ اس نے اپنے کزن سے میری بات کروائی جس نے کہا کہ یہ آپ سے بہت پیار کرتا ہے پھر اس دن پہلی دفعہ میں نے آپی کو اس کے بارے میں بتایا تھا اور بات بھی کروائی تھی اور اسی طرح ہی ہم دونوں کی بات ہوتی رہی اب پھر ہم دونوں پہلے کی طرح پوری پوری رات باتیں کرنے لگے پھر یہ سلسلہ شروع ہو گیا۔

پھر ایک دن سب گھر والے شادی پر گئے ہوئے تھے میں نے اس کی بات پھر آپی سے کروائی دس تاریخ کو میں رات کو پہلی دفعہ جب اس نے آپی سے بات کی تھی تو تمیز سے کی اب اس نے بدتمیزی کے ساتھ تھی اس کے پیچھے اس کے کزن بولا آپی نے پوچھا کہ یہ کون ہے تو اس نے کہا کہ کیوں آپ نے بات کرنی ہے آپی کو بدتمیز لگا آپی نے مجھے دیا کہ بات کر لو اس نے آپی کو یہ بھی کہا کہ میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں اس کے بنا ایک پل نہیں گزار سکتا آپی نے کہا کہ جب اس کی باری آئے گی تو میں تم دونوں کی شادی کروا دوں گی اب اس بات کو ختم کرو تین ماہ بعد میرے بارہویں کے پیپر تھے میں نے پھر جھوٹ بولا کہ میں گوجرانوالہ جا رہی ہوں جب پیپر ہونے میں ایک ماہ رہ گیا تو میں نے اس سے بات کی میں آ گئی ہوں اسی طرح پھر بات ہوتی رہی۔

ایک دن اس نے کہا کہ میں نے صبح آنا ہے شاید اس نے مذاق کیا تھا یا سچ کہا تھا میں چار بجے ٹیوشن چلی گئی اور انگلش کا سبق سناتے وقت میری طبیعت خراب ہو گئی اور سر نے پانی منگوا کے دیا اور مجھے چھٹی دے دی میں بڑی مشکل سے گھر پہنچی تھی مجھے بہت بڑے چکر آ رہے تھے اور میں گر رہی تھی اس لیے چھٹی ملی امی دروازے میں ہی کھڑی تھیں جب اتنی بری حالت میں آتے دیکھا تو جلدی سے میری طرف دوڑی اور جا کر گرنے سے بچا لیا اور گھر لے آئیں اور چارپائی پر لٹا دیا پھر تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد میری طبیعت کچھ ٹھیک ہو ئی اب جب کبھی بھی میں اس سے بات نہیں کرتی تو وہ دکھی و غمگین ایس ایم ایس کرتا ہے جن میں ایک یہ ہے۔

تیری یاد میں پل پل مرتا ہے کوئی
ہر سانس کے ساتھ تجھے یاد کرتا ہے کوئی
کبھی فرصت ملے تو تنہائی میں سوچنا
کتنی شدت سے محبت تم سے کرتا ہے کوئی

دو پیچر میسج بھی کیئے تھے جو یہ ہیں۔
کیہڑی غلطی ہوئی اے ظالم
آئی لو یو میری جان

ان دنوں میں اس سے بات نہیں کرتی تھی اس لیے اس نے میسج کیئے تھے۔

ایک دن پیپر سے پہلے میں نے اسے بات کی اور وہ رونے لگا کہ تم کو پتہ ہے میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا پھر اتنے دن کیوں بات نہیں کرتی ہو میں نے اسے بتایا کہ کل سے میرے پیپر شروع ہو رہے ہیں میں حافظ آباد جا رہی ہوں پیپر دے کر واپس آئی تو میں نے بتایا کہ میرے پیپر بہت اچھے ہوئے ہیں پھر اس طرح ہم دونوں کبھی ناراض ہو جاتے اور کبھی مان جاتے کئی دن تک ایسے ہی تین ماہ گزر گئے اور میرا بارہویں کا رزلٹ آ گیا ان دنوں بھی ہم ایک دوسرے سے ناراض تھے میں ایس کو کہہ کو اس سے بات کی تو اس نے مبارکباد دینے کے بجائے الٹا کہا کہ تو سپلی تو نہیں نہ آئی میں نے کہا کہ میری آ ہی نہیں سکتی اتنی دیر میں آپی آ گئی کال بند ہو گئی اسی طرح ہی ہماری کبھی لڑائی ہو جاتی اور کبھی صلح ہو جاتی پھر اسی طرح محرم الحرام آ گیا یہ مجھ سے کسی طرح سے بات نہیں کرتا تھا وہ بھی بے رخی کے ساتھ ایسے ہی دن گزر رہے تھے اور نیا سال شروع ہو گیا اور ہم اسی طرح ہی بات کرتے رہے لڑائی کبھی اور کبھی راضی اور پھر رمضان آ گیا بڑی آپی کے پیپر تھے امی دونوں آپی اور بھائی چلے گئے موبائل کو کوڈ لگا ہوا تھا گھر والوں نے یہ کوڈ کھلوایا اور جلدی سے چلے گئے پہلی تاریخ تھی امی میرے پاس کچھ بچوں کو چھوڑ گئی کہ کہیں میں اکیلی نہ ہو جاؤں میں نے اس سے گھر کی صفائی کروائی اور ان کو چھٹی دے دی تھوڑی صفائی رہ گئی تھی ہو میں کر رہی تھی ان دنوں ہم ناراض تھے اس کو کال کر کے کہا کہ کال کرو اس نے پھر کال کی اور پوچھا کہ گھر کون کون ہے میں نے کہا کہ آج میں اکیلی ہی ہوں تو اس نے کہا کہ تمہیں دل کر رہا ہے دیکھنے کو میں آ جاؤں دور سے دیکھ لوں گا میں نے کہا کہ آ جاؤ اس نے شکر کیا کہ اجازت مل گئی اس نے دو گھنٹے کا سفر پانچ منٹ میں کیا اور جلدی سے گھر آ گیا۔

اس دن میں نے کالے کپڑے پہنے ہوئے تھے کچھ دن بھائی کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا اس نے اس کا بہانہ کیا بھائی کا پوچھا اور گھر کے سامنے پاپا اور وہ چارپائی پہ بیٹھ گئے پاپا اٹھے تو اس نے فوراً کال کی جلدی دروازے میں آؤ میری ٹانگیں بہت کانپ رہی تھی رمضان تھا اس کا روزہ تھا اس نے کچھ بھی نہیں کھایا پیا اسی طرح ہی ایک گھنٹے بعد امی لوگ آ گئے گرمی تھی امی لوگوں نے کہا کہ باہر انجن سے ٹھنڈا پانی لے آؤ گرمی تھی تو میں اس کے پاس سے گزر کر گئی تھی وہ میری طرف دیکھتا رہا پھر بھائی اس کے پاس چلا گیا اور میں پانی لے کر گھر آ گئی۔

وہ کچھ دیر بیٹھا اور چلا گیا۔

کچھ دن پہلے ہم نے آپی کی شادی کی تھی میں نے اسے بلایا تو اس نے کہا کہ اگر تم ملو گی تو تب آؤں گا میں نے ملنے سے انکار کر دیا بھلا اس لیے وہ پہلے ہی ناراض تھا مجھے دیکھنے کے بعد اس نے دو دن تک کوئی کال نہیں کی تھی تیسرے دن

پھر آپی کا پیپر تھا امی گھر رہی اور میں بھی آپی بھائی کے ساتھ گئی میں نے اس کو بہت تنگ کیا پر اس نے کوئی جواب نہ دیا مجھے بہت دکھ ہوا لیکن میں بیٹھ کر رونے لگی امی کپڑے دھو رہی تھی اس نے پھر تھوڑی دیر بعد کال کی اور کہا کہ بیلنس نہیں تھا شہر آیا ہوں اور اب کروا کے کال کر رہا ہوں گھر جا کر کال کروں گا۔ او کے۔

امی نے پوچھا کس کا فون تھا میں نے کہا کہ دوست کا تھوڑی دیر بعد آپی لوگ آئے پھر اسی طرح چند ماہ بعد وہ اپنی آپی کے ساتھ ہمارے گھر آیا اس نے پہلے مجھ سے اجازت لی تھی کہ اندر آؤں یا نہ میں نے کہا کہ آ جانا میرا گھر بھی دیکھ لینا جس دن وہ آئے امی اور بھائی گھر تھے ہم سکول میں تھے ہمیں تین بجے چھٹی ہوئی تھی اور وہ ایک بجے آئے تھے وہ بھائی سے ملا اور کچھ نہ کھایا چلے گئے پھر اگلا سال بھی آ گیا تھا اب چار دفعہ وہ ہمارے گاؤں آ چکا تھا اب پھر نیا سال آ گیا سردیوں کے موسم میں بھی ہم رضائی میں چھپ کر بات کر رہے تھے کہ میری چھوٹی آپی آئی اور چادر کھینچ کر کہا کہ تم اس وقت کس سے بات کر رہی ہو میں نے کہا کہ نہیں بس خود سے ہی کر رہی ہوں اس طرح بڑی مشکل سے بچی پاپا کو بڑے بھائی کو تقریباً سب کو ہی پتہ چل گیا تھا ایک دن اسی طرح ہی رضائی میں چھپ کر ہم باتیں کر رہے تھے تو باتوں باتوں میں میں رونے لگی وہ کافی دیر مجھے بڑے پیار سے چپ کرواتا رہا پلیز چپ ہو جاؤ تم تو میری جان ہو تمہاری آنکھ سے کبھی اب آنسو نہ نکلے ہمیشہ ہی مسکراتی نظر آؤ بس ایسے ہی پیار بھری باتوں سے وہ مجھے مناتا رہا صبح پھر نماز کا وقت ہو گیا سب اٹھ گئے چھوٹا بھائی رات کو تو نہ بولا لیکن صبح اس نے سب کو بتا دیا کہ میں رات کو کسی سے بات کر رہی تھی مجھ سے پوچھا گیا تو میں نے کہا یہ جھوٹ بول رہا ہے بس اس طرح پھر دن گزرتے گئے فروری میں میرے تیرہویں کے پیپر تھے وہ دیئے اپریل اور مئی میں میرا رزلٹ آ گیا میں پاس ہو گئی اس کو میں نے بتایا پر اس نے کوئی مبارکباد نہ دی مجھے بڑا دکھ ہوا وہ کبھی بھی میرا ایک اچھا دوست نہ بن سکا تھا کبھی بھی وہ میری کسی خوشی اور غم میں شریک نہ ہو سکا تھا اس کا دکھ مجھے ہمیشہ رہا ہے میں نے اس رات کو اسے کافی میسج کیے تھے پر اس نے کوئی جواب نہ دیا میں نے غصے سے اور دکھ میں ہو کے کہا بے وفا ہو تم ٹائم پاس ہو اب مجھے میسج نہ کرنا آئی ہیٹ یو اس کے بعد میں نے کوئی میسج نہ کیا تھوڑی دیر میں اس کا میسج آیا موبائل چارجنگ پہ لگا ہوا تھا اور میں کھانا کھا رہا تھا اور کہا کہ میں نے تو بے وفا ہوں اور نہ ہی ٹائم پاس ہوں تم سے سچی محبت کرتا ہوں آئی لو یو پر میں نے کوئی جواب نہ دیا وہ بارہ بجے رات تک کرتا رہا تین دن گزر گئے وہ سوری کرتا رہا میں نے کوئی جواب نہ دیا پھر میں نے کہہ دیا چوتھے دن او کے۔ میں اس کے بعد راضی تو ہو گئی پر اس کا موڈ آف ہو گیا تھا اور پندرہ دن گزر گئے تھے اس نے مجھے کوئی جواب نہ دیا پھر میں رونے لگی کیونکہ میں بھی اپنے آپ کو اب اس کے بغیر ادھورا سمجھتی تھی پھر میں نے تھک ہار کے اپنی دوست کو اس کے بارے میں سب کچھ بتایا اس کو نمبر بھی دیا اس نے پھر اسے کہا پھر رات کو اس نے اس کے کہنے پر دس منٹ بات کی ہم دونوں پھر راضی ہو گئے اب ہر دو دن بعد ہم دونوں بات کر لیتے تھے اب موبائل میرے پاس نہیں ہوتا تھا تو بات کرنے میں تھوڑی

دشواری ہونے لگی میں کبھی نہ کبھی رات کو بڑی
مشکل سے بات کرتی وہ میرے ساتھ بدتمیزی
کرتا مجھے ایسا پہ بہت غصہ آتا میں نے پھر ایک
دن گھر میں اکیلی تھی تو اسے کال کی اور جان بوجھ
کر کہا کہ میری منگنی ہوئی ہے اور اوپر سے میں پتہ
نہیں کیا ہوا بہت زیادہ رونے لگی میں نے منگنی کا
نام ہی لیا تھا کہ وہ آگ بگولہ ہو گیا اور ساتھ ہی
رونے لگا کہ میں اپنے بغیر کسی اور کے ساتھ کبھی
تیرا نام نہیں آنے دوں گا میں اسے گولی مار دوں گا
تمہیں بھی مار دوں گا اس کا اب تم نے نام لیا تو
میں نے پھر کہا کہ میں مذاق کر رہی تھی پر اسے
بالکل یقین نہ آیا اور بہت زیادہ روتا رہا اور چپ
ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا میں نے کال بند کر
دی پھر وہ روزانہ ہی کال کرتا میسج کرتا دھی پر میں
کوئی جواب نہ دیتی تھی۔

اپنی دوستوں کے کہنے پر میں نے کہا کہ اگر
تم مجھ سے سچا پیار کرتے ہو تو مجھے فون دے دو میں
ہر دن رات بات کیا کروں گی میری مجبوری ہے
جس کی وجہ سے میں تم سے بات نہیں کر سکتی کچھ
دن بعد موبائل میرے ہاتھ لگا تو میں نے اسے
کال کی پر وہ بڑی غلطی بیانی کرتا کہتا کہ مجھ سے
لے کر کسی اور کو کرنا ہے کیا میں نے کئی دفعہ کہا اس
نے فون نہ دیا تو میں نے اپنی دوستوں کو کہا لیکن وہ
کہتی کہ وہ تم سے بے وفائی کرے گا وہ تیرے
ساتھ ٹائم پاس کر رہا ہے اگر سچا ہوتا تو ضرور فون
دیتا پھر میں نے اسے بات کرنا چھوڑ دیا کیونکہ یہ
میرے ساتھ بڑی بدتمیزی کرتا تھا پندرہ دن بعد
اس نے پھر خود ہی کال کی گھر کوئی نہ تھا تو میں نے
دل پر پاتھ رکھ کر بڑی مشکل سے بات کی اسے اور
کہا کہ تمہیں کیا مسئلہ ہے تم میری یوں جان نہیں
چھوڑ دیتے اس نے آگے سے برا بھلا کہا اور
رونے لگا پتہ نہیں سچ میں روتا تھا یا جان بوجھ کر
ایسی آواز نکالتا تھا اس نے کہا کہ علی کون ہے میں
نے کہا کہ وہ میرا منگیتر ہے جس کا نام لے کر میں
جھوٹ بولا تھا کہ علی کے ساتھ میرا رشتہ ہو گیا ہے
اس نے یقین کر لیا اس نے علی کو جان بوجھ کر گالی
دی میں نے اسے وہ گالی واپس کر دی کہ جو اسے
کہہ رہے ہو تم خود ہوں گے تا کہ وہ اس بات کو
سچ سمجھ لے جب میں نے ایسا کیا تو اس نے مزید
رونا شروع کر دیا اور یہ کہنے لگا چلو آج میں رو رہا
ہوں کل کو تم بھی مت رونا اسے کبھی مت رونے
دینا جیسے میرے ساتھ کیا ہے ایسے اس کے ساتھ
مت کرنا خدا کے لیے اور میں اس مذاق پہ ہنستی
چلی گئی اور وہ روتا رہا میں نے اسے کافی کہا کہ میں
مذاق کر رہی ہوں قسم کھائی پر وہ سمجھ ہی نہیں رہا تھا
کیونکہ وہ ہر چھوٹی سے چھوٹی میری بات کو سچ سمجھ
لیتا تھا اس کو یقین نہیں آیا میرے مذاق کا اور مجھ کو
بہت زیادہ دعائیں دیں صدا خوش رہو وہ تمہیں
بہت پیار کرنے والا ہو کبھی کسی چیز کی کمی نہ ہو جو ہم
پہلے پیار بھری باتیں کرتے تھے علی کا نام میں نے
صرف اس کو آزمانے کے لیے لیا تھا کہ اسے ایسی
محبت پر اس کو یقین نہیں تھا پر ہم ناراض ہو گئے صبح
دس بجے اس دن میسج تھا جب ہم ناراض ہوئے
تھے انتیس مئی کو اس کے کزن نے اس کی بھابھی کو
طلاق دے دی تھی اس نے ناراض ہونے کے
باوجود بھی خود کال کر کے طلاق کا بتایا تھا اس کے
بعد ہم دونوں نے دو دن تک کوئی بات نہ کی میں
اسے دو دن تک راضی کرتی رہی اور بہت کچھ کہنے
کے بعد بھی دو جون کو ہم نے صلح کر لی پھر میں نے
گھر والوں سے چوری بیلنس کروایا میسج پیج کیا

کیونکہ کال پہ بات کرنا مشکل ہو گیا تھا میسج پہ بات کرتے گرمی کا موسم تھا گھر والے سب صحن میں ہوتے تھے اور میں پڑھنے کے بہانے کمرے میں موبائل میرے پاس تھا پانچ تاریخ کو جمعرات کا دن جب سب سو گئے تھے تو ہم ساڑھے دس بجے ایس ایم ایس پر بات کرنا شروع ہو گئے کافی دیر بات ہوتی رہی پھر اس نے کہا کہ اب اجازت دیں سونے کی نیند آ رہی ہے لیکن میرا بالکل بھی دل نہیں کر رہا تھا سونے کو صرف اس کی عبادت میں مشغول رہنے کو دل کر رہا تھا لیکن وہ بار بار سونے کی اجازت مانگ رہا تھا پھر اسی طرح باتیں کرتے کرتے ہماری بڑی سخت لڑائی ہو گئی کیونکہ میں اجازت نہیں دے رہی تھی اسی طرح ہم نے ایک دوسرے کو بہت برے الفاظ بولے پہلے اس نے بولے تھے پھر مجھ سے اس وقت یہ بات برداشت نہ ہوئی اس نے کہا کہ میں تمہیں سمجھتا ہی کیا ہوں تم ہو کیا چیز تمہاری اوقات ہی کیا ہے میں نے بھی حد کر دی کہ تم گندے ذہن کے مالک پھر میں نے بہت برا بھلا کہا اسی طرح ہی لڑتے لڑتے رات کے تین بج گئے تھے اس نے آخر حد کر دی با کر کہا آئی لو یو مجھے معاف کر دو مجھے پتہ نہیں کیا ہو گیا تھا میں غصے میں کیا کیا بولتا گیا پلیز مجھے معاف کر دو اور کہا کہ تم بھی مجھے آئی لو یو بولو میں نے کوئی نہ بولا اس نے کہا کہ پانچ منٹ ہیں تیرے پاس اگر مجھے پیار بھرا کوئی میسج نہ آیا تو میں خود کو ہی ختم کر دوں گا میں نے کچھ نہ بولا پھر اس نے کہا کہ اب دو منٹ ہیں مجھے ورنہ خود کو گولی مار لوں گا خدا کی قسم میرے پاس سب کچھ ہے بولو میسج پڑھ کر میں رونے لگی اور جب اس نے کہا کہ ایک منٹ ورنہ خود کو ختم کرنے لگا ہوں

ایک منٹ اس نے کہا تو میں نے فوراً آئی لو یو لکھ کر سینڈ کر دیا اور پھر میں نے کال کی تو اس نے اٹینڈ نہ کی دوسری دفعہ کی تو اٹینڈ کر لی مگر کچھ نہ بولا صرف روتا رہا اور پھر کال کاٹ دی اور میسج کیا کہ میں تو ایک برا انسان ہوں میں برا ہوں میں نے خدا سے دعا کی کہ اسے اپنے حفظ ایمان میں رکھنا میں نے جو اسے گالیاں دی اس نے وہ سب گالیاں پہلے مجھے دیں تھی میں نے برداشت کی تھیں جب اوقات اہمیت کی بات اس نے کی تو میں برداشت نہ کر سکی اور وہ الفاظ اسے واپس کر دیئے اس لیے کہ مجھے بہت دکھ ہوا کہ اس کو اگر مجھ سے سچی محبت ہوتی تو یہ کبھی بھی اتنا کچھ نہ کہتا اس کی ان سب باتوں نے میرا دل چیر کے رکھ دیا اور ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے میرا دماغ پھٹنے لگا تھا میری سب دوستیں بھی یہ کہتی تھیں کہ یہ بے وفا ہے سچا پیار کرنے والوں میں سے نہیں کبھی بھی ایسی کوئی بات نہیں کرتے جس سے دل کو کوئی تکلیف ہو بات ایسی کوئی نہیں تھی جتنی اس نے لمبی کر دی تھی بات صرف تھوڑی دیر اور جاگنے کی تھی اس کو اس نے اتنا طویل دے کر لمبا کر دیا جان بوجھ کر ایسے ہی میں نے پھر صبح اسکول جانے سے پہلے اس کا کال کی اس نے اٹینڈ کر لی میں بولی نہیں بس اس کی آوازیں سنتی رہی اور پھر کال کاٹ دی اس نے دوبارہ پھر خود کال کی میں نے اس کی کال اٹینڈ کی وہ بولتا رہا پر میں نہ بولی پھر میں نے خود کال کاٹ دی اور سکول چلی گئی سکول سے واپس آئی تو موبائل ہاتھ نہ لگ سکا۔

پھر رات کو اس نے آٹھ بجے میسج کیے میں آپ سے بہت پیار کرتا ہوں آپ تو میری جان ہو رات کو غصہ آ گیا میں نے پتہ نہیں کیا کچھ کہہ دیا

معاف کر دو مجھے پلیز آئی لو یو میں نے پھر جواب
دیا کہ آپ کے ساتھ تو کوئی پیار نہیں ہے میں آپ
سے نفرت کرتی ہوں آج کے بعد میں آپ کے
لیے مر گئی ہوں او کے۔ آج کے بعد آپ کا کوئی
میسج یا کال نہ آئے آئی ہیٹ یو اس کو بہت دکھ لگا
میری اس بات کا اس نے کہا کہ ٹھیک ہے میں کبھی
نہیں کروں گا پانچ تاریخ کو جمعرات کو ہم ناراض
ہو گئے ایسے ہم ایک دوسرے کے دشمن بن گئے
بیس دن تک ہم نے کوئی بات نہ کی میرا غصہ
اترنے کا نام نہیں لے رہا تھا لیکن ان بیس دنوں
میں میں روئی بھی بہت تھی میں نے پکا ارادہ کر لیا
تھا کہ میں کبھی بھی اس سے رابطہ نہیں کروں گی
اسے چھوڑنے کا پکا ارادہ کر لیا تھا بیس دن ایسے ہی
گزر گئے اور نہ تو میں نے کال کا ایس ایم ایس کیا
اور نہ ہی اس نے کیا وہ کہتا ہے جس کے موبائل
سے کانفرس کال پہ ہم بات کیا کرتے تھے تو اس
نے کہا کہ مجھے نہیں پتہ آج کے بعد مجھ سے اس کا
مت پوچھنا ہمارا ان لوگوں سے کوئی رابطہ نہیں ہے
میں نے کہا ٹھیک ہے صبح دس بجے میں نے ایس
۔سے پوچھا ہی تھا تو سیکنڈ ٹائم اس کی کال آ گئی او
رمیسج بھی اس نے کہا میسج۔ خدا کے لیے مجھے
معاف کر دو اس دن مجھے جو غلطی ہوئی ہے اس کی
معافی مانگتا ہوں پلیز مجھے معاف کر دو میں نے کہا
ٹھیک ہے اس نے معافی اس لیے مانگی تھی کہ صبح
پچیس تاریخ کو شب معراج تھی س لیے معافی
مانگ رہا تھا معافی میں نے اپنی دوستوں سے
مشورہ کر کے دی تھی وہ شب معراج کی رات کو
چوبیس سے لے کر پچیس تک وہ معافی کے میسج کرتا
تھا اور پھر میں نے معاف کر دیا۔
میں نے پچیس کی دوپہر کو اس کے اتنے میسج
دیکھ کر اس کو کال کر دی صرف آئی نے چلو کیا اور
میسج میسج بیک کیا او بسم اللہ۔ جان شکر ہے جان کی
مس کال تک تو آئی پھر اس کے بعد اس نے بہت
پیارے لوینگ میسج کیے پھر رات کو شب معراج تھی
ہم ادھر ادھر مشغول ہو گئے اس نے مجھے کہا تھا کہ
جب عبادت میں مصروگ ہوں تو تم مجھ سے بات
کرنا میں نے کہا کہ نہیں کروں گی بات تم سے اس
نے کئی دفعہ کہا لیکن میں نے انکار کر دیا اس کو غصہ
آ گیا فون بند کر دیا کیونکہ میں بات بالکل بھی نہیں
کر سکتی تھی سولہ تاریخ کو اس کی سالگرہ ہوتی تھی
میں اس کے لیے ایک گفٹ تیار کر رہی تھی اور پھر
میں نے اس کو میسج کیا کہ ایڈوانس میں آ کر اپنی
سالگرہ کا گفٹ لے جاؤ پھر یکم جولائی کو رات کے
ایک بجے میں نے اس سے بات کی کال پہ ہم
دونوں ایک دوسرے سے باتیں کر کے بہت خوش
تھے کیوں کہ ہم کیونکہ ہم ایک دوسرے سے ایک
دو ماہ بعد بات کر رہے تھے یکم جولائی کی رات کو ہم
بات کر رہے تھے میں نے اسے کہا کہ آ کر صبح دو
جولائی کو اپنا گفٹ لے جانا دو جولائی کو اس لیے
بلایا تھا کہ ہمارے ہاں ایک جلسہ تھا سب ادھر
ادھر مصروف تھے اور ہم مل لیں گے تھوڑی دیر
کھڑے کو کر بات بھی کر لیں بے صبح ہوئی تو ایک
بجے جلسہ شروع ہو گیا سب چلے گئے اور میں نہ گئی
میں نے اسے کہا میں بعد میں آ جاؤں گی میں نے
سحر کو بھی بلا لیا تھا جا کر میں سامنے جا سکوں اکیلی
میں نہ جا پاؤں گی مجھے ڈر لگتا تھا اکیلے اس کے
سامنے جانے سے اس دن میں بہت خوش تھی کہ وہ
آ رہا تھا اور خوشی سے میرا چہرہ بھی چمک رہا تھا میں
اور میری دوست اس کا انتظار کر رہے تھی اس کا
گفٹ ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا وہ نہ آیا اس کو کافی کالز

کییں اور ایس ایم ایس بھی کیے لیکن اس نے کافی دیر بعد جواب دیا کہ میرا کزن مر گیا ہے تو میں اور امی آئے ہوئے ہیں میں بہت زیادہ رونے لگی کہ کم از کم پہلے ہی بتایا ہوتا پھر میں نے اپنی دوست کو فون پکڑا دیا اس نے اسے بہت ڈانٹا وہ کہتا رہا اسے بات کرواؤ لیکن میں نے نہ کی اور روتی رہی میں نے فون بھی گھر ہی رکھا اور گئی جگہ میں بعد میں وہ کالز کرتا رہا بہت زیادہ ایس ایم ایس بھی کیے اس نے میں نے جلسے سے واپس آکر دیکھے میں نے فون سائلنٹ پہ لگا ہوا تھا تو امی تھوڑی دیر پہلے آئی تو امی نے اس کی کال اٹینڈ کی اور اس نے کہہ دیا کہ غلطی سے لگ گیا میں واپس آئی تو اس کی کالز اور میسجز دیکھے کہ میری کال اٹینڈ کرو میں وہاں سے نکل آیا ہوں امی کو چھوڑ کر میں آجاؤں پلیز جواب دو ایسے بہت میسج آئے ہوئے تھے جواب دو نہیں تو مر جاؤں گا میں پلیز تم ناراض نہ ہوں میں برداشت نہیں کر پاؤں گا میں پاس ہوتی تو جواب دیتی پھر میں نے موقعہ کی تلاش میں تھی پھر مجھے اگلے دن موقع ملا میں نے جواب دیا پھر میں نے سے ایک میسج کیا تو اس نے شکر کیا اسے اس نے فورا جواب دیا جیسے کہ وہ موبائل ہاتھ میں پکڑ کر میرے ایک میسج کا انتظار کر رہا تھا شکر ہے تم نے جواب دیا میں مرنے لگا تھا پوری رات نہیں سویا آپ کے ایک میسج کا انتظار کرتا رہا کہ کب آپ کرو اور میں رات کو بھی آپ کے پاس آجاؤں میں نے کہا ٹھیک ہے آجاؤ اس نے شکر کیا وہ چار بجے تک پہنچ گیا تھا میں بالکل بھی تیار نہ ہوئی اور اپنے مالٹا کلر کا ڈریس پہنا اور منہ بھی نہ دھویا اور اپنی ایک دوست کا مس کال کی تو اس نے کال کی اور اس بہانے کال سنتے ہوئے میں باہر

دروازے پر فون لے کر چلی گئی سب نے پوچھا کہ تم نے نیا ڈریس کیوں پہنا ہے میں نے کہا میری دوست نے آنا ہے اس لیے دوپہر کا ٹائم تھا روزہ بھی سب نے رکھا ہوا تھا میرا بھی روزہ تھا پھر وہ آیا موٹر سائیکل پہ اس نے بھی مالٹے رنگ کی شرٹ پہنی ہوئی تھی اور کالی عینک لگا رکھی تھی پیارا لگ رہا تھا وہ کہتا تھا کہ اپنی ایک تصویر بھی گفٹ کرنا میں نے کہا کہ ٹھیک ہے میں نے اپنی دوست سے پوچھا تو اس نے کہا بھی بھول مت کرنا اور میں نے بھی اسے کہا کہ اپنی تصویر لیتے آنا وہ لایا اپنی تصویر پر میں نے نہ دی وہ آیا اور میں ڈرتے ہوئے اس کے پاس پہلی دفعہ اتنی قریب گئی بھی کوئی بات کیے بغیر ہی گفٹ اسے پکڑایا اور تصویر لی اور جیب کر کے گھر آگئی اور آپی کو لے کر چھت پہ چلی گئی آپی کو دکھائی اور خود بھی دیکھی بالکل ہارت چھوٹی چھوٹی مونچھیں لڑکیوں کی طرح بال شولڈر کٹنگ اور مستانی آنکھیں سرخ ہونٹ بہت پیارا لگ رہا تھا پھر وہ ادھر اور دوسری طرف چلا گیا رشتہ داروں کے ہاتھ پر کہیں نہر پہ تہا کر رات کو گھر گیا تھا رات کو وہ تقریبا بارہ بجے تک کالز کرتا رہا اور آپی نے مجھے بات نہ کرنے دی اور کہا کہ تمہیں شرم نہیں آتی رمضان میں ان کاموں سے ڈر نہیں لگتا تمہیں اس نے بات نہ کرنے دے اور وہ پھر پتہ نہیں ناراض ہو گیا یا پھر غصہ ہوا اس کی تصویر پہلے . . دن تو میں نے اپنے پاس چھپا کر رکھی اور صبح اٹھ کر آنکھیں کھول کر اس کی تصویر کا دیدار کرتی اور پھر میں نے پرس میں رکھ لی اور دن میں تین چار بار اس کا دیدار کرتی تھی اس دن تو تین تاریخ جس دن وہ کال کرتا رہا اس کے بعد اس نے کال نہ میسج کوئی نہ کیا اب وہ پانچ دفعہ

ہمارے پاس آ چکا تھا میں نے کہا کہ صرف اچھا تھا میں نے اتنی محنت کی اس نے کہا کہ بہت اچھا تھا اس نے گفٹ کی کوئی تعریف نہ کی اور نہ ہی میری مجھے بہت دکھ ہوا میں نے پھر اس کی کوئی تعریف نہ کی پھر اس نے کہا کہ مجھے تنگ نہ کرو میں میں بزی ہوں فلم دیکھ رہا ہوں مجھے بہت دکھ ہوا اب یہ میسج کرنے سے بھی تنگ ہے پھر میں خود ہی اسے کچھ دن میسج نہ کرتی لیکن اس نے کوئی رپلائے نہ کیا صرف اتنا کرتا جتنی میں بات کرتی صرف اتنی ہی بات کا جواب دیتا تھا پھر آہستہ آہستہ میرا دل بھی دکھنے لگا میں نے پھر اسے کوئی میسج یا کال کرنے چھوڑ دیئے جس کی وجہ سے میں امی سے اتنی بے عزتی کروا چکی ہوں اس پہ کوئی الزام نہیں آنے دیتی وہ میری کوئی پرواہ نہیں کرتا نو تاریخ کو میں نے بھی رابطہ نہ کرنے کا عہد کرلیا اور روزہ رکھا پندرہ جولائی کو ہماری دوستی کو پورے تین سال ہو گئے میں نے پھر پاگلوں کی طرح اسے تین سال پورے ہونے پر مبارکباد دینے کا میسج کیا اس نے کوئی جواب نہ دیا جولائی کی رات کو دل بڑا بے چین تھا پھر اتنی گرمی کمرے میں جا کر سوتی فون کے بہانے شاید آج ہی کردے پوری رات کالز کرتی اور تھک گئی مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا پھر میں روتی رہی اور میں نے کہا کہ آج کے بعد میں کبھی بھی نہیں کروں گی بھول کر بھی جو مرضی ہو جائے اور ساتھ میں نے اسے دو چار گالیاں بھی دی برا بھلا کہا۔

پھر وہ انیس تاریخ کو شروع ہو گیا کالز میسج کرتا وہ کرتا رہا دن رات لیکن میں نے اسے کوئی جواب نہ دیا پھر اس کے میسج پڑھ کر میرا دل اس کی طرح پتھر نہ بنا رہا موم ہو گیا مجھے ترس آ گیا بیچارے پہ امی روٹیاں پکانے گئیں اور پھر مجھے موقع مل گیا تو میں نے بائیس تاریخ کو اس کو کال کی اس نے بیک کال کی اور کہا جناب کے چار دن سے میسج نہ کال کچھ بھی نہیں آیا کیا ہوا جان میری ناراض ہو گئی ہو میں نے کہا جب تم ہی کوئی جواب نہ دو گے تو میں نے کیوں کرنے ہیں چار منٹ کی بات کیا اور اوپر سے امی جان آ گئیں کال بند کر دی پھر رات کو ہم نے بات کی گرمی میں پھر کمرے میں سونا پڑا لیکن پھر بھی اس نے کوئی جواب نہ دیا میں نے خود ہی بات کی گفٹ کی اس کے آنے پر اس نے کوئی بات نہ کی صرف میری باتیں ہی سنتا رہا اور کچھ نہ بولا صرف اتنا کہا کہ تمہیں تمیز نہیں ہے بولنے کی میرے ساتھ تمیز سے بات کیا کرو کچھ سیکھو حالانکہ بدتمیزی ہمیشہ وہ میرے ساتھ کرتا رہا تھا اور میں جی جی کرتی رہتی تھی اور کہا کہ تم نے چار سال تک شادی نہیں کرنی میں تمہیں پانچ سال دیتا ہوں میں نے کہا کہ آپ نے اس دن جب آئے تھے کوئی بات کیے بغیر ہی چلے گئے تو اس نے کہا کس کے ساتھ کرتا پھر وہ میرے ساتھ بدتمیزی کرنے لگا مجھے دکھ لگا میں نے فون بند کر دیا اور اس نے پھر کوئی کال واپس نہیں کی پھر میں نے چوبیس تاریخ کو اس کے بڑے دکھی میسج کیے اور ایک یہ تھا۔

تھوڑا سا پیار ہوا ہے تھوڑا ہے باقی

ہم تو دل دے ہی چکے ہیں تیری ہاں ہے باقی

کہ انا کی بات ہے ورنہ تمہیں میری ضرورت کل بھی تھی اور آج بھی ہے تم لاکھ ناراض سہی لیکن تمہیں مجھ سے محبت کل بھی تھی اور آج بھی ہے۔

لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا دوسری رات

پھر میں نے کال میسج کیے پر اس نے جواب دینے کے بجائے نمبر آف کر دیا اپنے تمام پھر میں نے سوچا کہ میں اب بھی نہیں کروں گی میں نے جب ایک دن ہی نی کی تو اس نے بعد میں کال اور میسج کیے اور پھر شروع ہی ہو گیا پر میں نے کوئی جواب نہ دیا بارہ بجے تک میں نے اسے کوئی رپلائے نہیں کیا بارہ دن بعد میں نے یکم اگست کو ترس کھا کر رات کر کال کی مگر اس نے جواب نہ دیا پھر میں چار اگست کو کال کی پھر بھی کوئی جواب نہ دیا پانچ کو کی اس نے کوئی جواب نہ دیا جب میں کرنا چھوڑ دیتی ہوں تو پھر کرتا ہے کیا مسئلہ ہے تمہیں پھر خود ہی ستائیس رمضان کو اس نے صبح سحری ٹائم کال کی اور میں نے بھی کاٹ دی تھی پھر کال کرتا رہا میں نے کوئی جواب نہ دیا۔

انیس تاریخ کو عید تھی میں کیا کروں جب میں کہتی ہوں بات کرو تو کرتا نہیں ہے اور میری دوستوں کو کہتا پھرتا ہے کہ مجھے بس کال یا میسج تک نہیں کرتی میں کرتا رہتا ہوں اور اس کے سامنے سچا بن جاتا تھا بہت برا انسان ہے پھر میرا دل بھی مچلنے لگا چھ تاریخ کو ہی میں نے دو پہر کو اس کو کال کی اس نے نمبر آف کر دیا اور پھر آن کیا میں نے تین دفعہ کال کی اس نے اٹینڈ نہ کی بدھ کو میں نے پھر شام کو نمبر چیک کیا اس کے نمبر آف تھے میں نہیں جانتی کہ وہ میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہا ہے میں اس وقت کوئی جواب نہیں دیتی تھی سب پاس ہوتے تھے میں نے خود اس کا اس کا نمبر چیک کیا تو ان تھا میں نے اس پر پھر میسج کیا کہ۔

میں نے تم کو پرویا ہے
خود میں تسبیح کے دانوں کی طرح
یاد رکھنا اگر میں ٹوٹ گئی
تو بکھر تم بھی جاؤ گے

اس کے بعد اس نے پھر کال کر دی پر کوئی رپلائے نہیں کیا صبح نو کو عید تھی شام کا مہمان وغیرہ بھائی لوگ بھی آ گئے یہ بات بھی سب کہ کہ جب شروع میں وہ کال کا میسج کرتا تھا تو میں اسے بہت دور بھاگتی تھی اور اب وہ بے وفا دور بھاگتا ہے صبح نو کو عید تھی لیکن میری عید بالکل بھی اچھی نہ گزری ہر ایک کی بات مجھ کر نوک دار پتھر کی طرح لگ رہی تھی میں پورا دن چھت پر بیٹھی رہتی اور روتی رہی اور پورا دن کچھ نہ کھایا سیکنڈ ٹائم میرے ماموں اور ممانی اور ان کے بچے آ گئے میں نیچے آ کر ان سے ملی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ چلے گئے اور میری ایک دوست آ گئی اس کے ساتھ چھت پر بیٹھی رہی پھر وہ بھی چلی گئی۔

رات کو سب نے کھایا پیا اور سو گئے صبح اٹھ کر پورے گھر کی صفائی کی اور دس بجے تک ہمارے گھر کافی مہمان آ گئے پھر چودہ اگست آ گئی اس دن بہت زیادہ بارش ہوتی رہی دن رات اور کئی نہ خوشی منا سکا چودہ اگست ہو گئی اور اس کو کچھ شرم نہیں آئی ایک ماہ ہو گیا کوئی رابطہ نہیں تھا اس نے مجھ سے ایک جولائی کو بات کی بھی بالکل ٹھیک پھر گفٹ لینے کے بعد اس نے بائیس جولائی کو رات کو بات کی تھی بالکل ٹھیک کی تھی اس کے بعد پھر بات کی بالکل غیروں کی طرح کی پھر چودہ اگست تک تیئس دن ہو گئے تھے لیکن اس نے کوئی رابطہ نہ کیا پھر میں نے اٹھارہ اگست میں نے بھی تنگ آ کر چھوڑ دیا دکھ کی وجہ سے اگر اس کو میرا احساس نہیں تو میں کیوں کروں۔

ایک بار مارچ میں اس نے اپنی کزنوں کی شادی پر اپنی ممانی سے میری بات کروائی تھی اس

نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو یہ اچھا لڑکا نہیں ہے یہ ایک لڑکی کو چھوڑ کر پھر دوسری پھر تیسری کے ساتھ بس ٹائم پاس کرتا ہے تم اس کے پیچھے اپنی زندگی خراب نہ کرو میں نے اس کی کسی بات کو نہ سمجھا شاید میرے ساتھ مذاق کر رہی تھی پھر اس کے کچھ دن بعد مارچ میں ہی اس نے کہا میری ایک کزن سے بات کرو اس نے کہا تم اس کو چھوڑ دو میں اسے اپنی جان سے بھی زیادہ پیار کرتی ہوں میں اس سے شادی کرنا چاہتی ہوں اور میرے ساتھ بدتمیزی بھی کی کرنے لگی میں نے کال بند کر دی پھر وہ کرتا رہا کہ وہ مذاق کر رہی تھی میں نے جانا کہ وہ میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہا تھا چودہ اگست گزر گیا اور پھر پندرہ اگست کو سکول کھول گئے ہم سکول گئے سب دوستوں سے ملے کوثر نے مجھ سے پوچھا اس بے وفا کا میں نے اس کی تمام حرکتیں اسے بتا دیں پھر سولہ اگست کو سیلاب نے آن گھیرا اور پھر سکول سے چھٹیاں ہو گئیں میں نے اس کو یہ غزل سینڈ کی۔

غزل

وفا کے نام ایک داستاں لکھ رہی تھی
مشکل لفظوں کو آساں لکھ رہی تھی
وفا کی تلاش میں سارا جہاں لکھ رہی تھی
ملی وفا تو لفظ ناکام لکھ رہی تھی
ڈھونڈنے سے بھی وفا کے لوگ نہیں آ ملتے
اس لیے سارے جہاں کو بے وفا لکھ رہی تھی
نہ کرنا پیار زندگی میں کبھی رباب
ملتی ہے پیار میں رسوائی بار بار لکھ رہی تھی
کیوں کرتے ہیں پیار میں اتنے وعدے لوگ
پیار میں ٹوٹے ہوئے وعدے ہزار لکھ رہی تھی۔

جب میں نے اس کو گفٹ دیا تھا تو اس کو میں نے گفٹ کے ساتھ خط بھی دیا تھا جو گفٹ کے اندر ہی پیک کیا ہوا تھا جس کی تحریر کچھ یوں تھی اس خط کی وجہ سے وہ مجھ سے ناراض ہو گیا تھا ہمیشہ کے لیے خط کی تحریر یوں تھی۔

پیارے جانی۔

اسلام علیکم۔ سلام محبت۔ میری زندگی اسلام میرے ہمسفر سلام میرے دل سلام میرے عشق نادان کیا حال ہے میری جان میں ٹھیک ہوں تم بھی یقیناً ٹھیک ہی ہوں گے میں زندگی میں پہلی دفعہ کسی کو خط لکھ رہی ہوں پتہ نہیں میں نے ٹھیک لکھا بھی ہے یا نہیں اگر کوئی لفظوں کی غلطی ہو تو معاف کر دینا اور پھر میں نے چند اشعار لکھے۔

بسم اللہ سے ابتداء ہے میری
تو بنے میرا ہمسفر یہ دعا ہے میری

اس کے علاوہ بھی میں نے کافی محبت بھرے شعر لکھے اور میں آپ سے بہت زیادہ پیار کرتی ہوں بالکل سچا پیار کرتی آپ سے آپ کے علاوہ میری زندگی میں کوئی نہیں آئے گا آپ ہی میری زندگی ہو آپ کبھی مجھے دھوکہ نہ دینا میں آپ کے بغیر نہیں جی پاؤں گی اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ لکھا تھا اور اس کے بعد میں نے جو میرے دل کے گلے شکوے تھے وہ سب خط میں کیے شاید اس لیے اس کا غصہ آ گیا ہوگا۔

اس کو جو غصہ تھا وہ یہ تھا کہ وہ کہتا تھا کہ میں اپنے گھر والوں کے رشتے کے لیے بھیجنا چاہتا ہوں میں نے کہا کہ نہیں ابھی میں پڑھنا چاہتی ہوں جب تک میری سٹڈی مکمل نہیں ہو جاتی میں شادی نہیں کروں گی میرے بڑے بہن بھائی ابھی کنوارے ہیں میں نے خط میں لکھا کہ چار سال شادی نہیں کروں گی اور انتظار کرو اگر سچا پیار

کرتے ہو تو اس کو یہ الفاظ پڑھ کر غصہ آیا ہو گا ورنہ وہ مجھ سے ناراض ہو گیا تھا اس بات سے بس۔

سولہ اگست کے بعد اس نے مجھے سترہ اگست کو رات کو کال کی میں نے بڑی بے تابی سے اسکا انتظار کر رہی تھی تو میں نے اس کی کال دیکھ کر کاٹ دی اور موبائل آف کر دیا اور کوئی بات نہ کی اٹھارہ کو میری امی جان کو بہت سخت بخار ہو گیا تھا اور دس دن میں ذرا بھی کم نہ ہوا تھا اور تیز ہو گیا تھا انیس کو میں نے پھر اس کا کالز کیں اور میسج بھی کیے اس نے کوئی جواب نہ دیا پھر میں نے سیکنڈ ٹائم پھر کیا پر اس نے کوئی جواب نہ دیا اور چھوٹی سی کال کر دی اور ایک میسج میری جانو جی کیا حال ہے میں نے فوراً میسج کیا اور تھوڑی دیر بعد میں نے پھر میسج کیا کہ کیا آپ مجھ سے چاٹ کر سکتے ہیں اس نے کہا کہ کر سکتا ہوں پر پھر اس کے بعد اس نے کوئی ریپلائے نہیں کیا تھوڑی دیر بعد میسج آیا کہ میرے پاس مہمان ہیں پھر بات کروں گا اس کے بعد اس نے نمبر آف کر دیا پھر رات کو آٹھ بجے اس نے ریپلائے کیا جب میں فارغ ہو گئی تو جواب دیا اور جب پاس ہوتے تو جو میسج پہ میسج کرنا شروع کر دیا اگر میں ریپلائے نہ کروں تو کہتا ہے تم جان بوجھ کر نہیں کر رہی ہو اور خود کرتا نہیں جب دل کرتا ہے اس وقت بات خود بات کرتا ہے رات کو دس بجے تک وہ مجھ سے پھر چاٹ کرتا رہا صبح دو تاریخ کو میں نے پر اس کا نمبر چیک کیا پھر میں چوبیس تاریخ کو کالز کیں مگر کوئی جواب نہ ملا پھر میں نے ایس کے نمبر پر میسج اور کالز کیں اس نے مجھ سے تھوڑی دیر بات کی اور کہا کہ اس لڑکے کو چھوڑ دو وہ ٹائم پاس ہے میرا رشتہ دار ہے وہ اچھا انسان نہیں ہے وہ ہر لڑکی کے ساتھ تھوڑا ٹائم پاس کرتا ہے پھر اور دوست بنا لیتا ہے پر میں کہاں سنتی تھی اس کی باتیں کہہ دیتی تھی ٹھیک ہے پر عمل نہیں کرتی تھی کیونکہ میں اس کے پیار میں پاگل ہو چکی تھی ہر حال میں خوش تھی پھر میری دوست کی بات ہو گئی وہ اس کے ساتھ بات کرنے لگی اور اس کے میسج ملتے رہے میں نے کوئی جواب نہ دیا امی غصے ہونے لگی اور فون لے لیا میں نے پھر صبح اٹھ کر اس کے سکرین پر میسج پڑھے کہ جان جی میسج نہ کرو کال پہ تھوڑی سی بات کر لو آئی لو یو۔ وہ مجھ سے دل ہی دل میں بہت پیار کرتا تھا مگر اب بھی کرتا ہے پر اظہار نہیں کر سکتا تھا بھی چھبیس تاریخ کو ہماری سیلاب والی چھٹیاں بھی ختم ہو گئی تھیں سکول گئی کوثر نے کہا کہ اس کی تصویر لائی میں نے اس کو دکھائی اس نے کہا کہ بس ٹھیک ہے بس پھر اس طرح دن گزرتے گئے اور پھر وہ اب کچھ ٹھیک ہو گیا تھا اور روز بات کرتا کال کرتا میں فون بند کر دیتی پھر میسج کرتا ڈھیروں میسج کرتا رہتا تھا۔

پھر دن گزرتے رہے اور سولہ ستمبر کو پھر میں نے اس کو میسج کیا اور پھر وہی بے رخی والے جواب اور پھر میں ایسے ہی انیس تاریخ کو اسے بات کی اس نے جواب دیا کہ میں کام کر رہا ہوں میں نے کہا کہ کیا کام کر رہے ہو اس کی بتاؤ اس نے بتایا مگر میں نے اس کو قسم دی تو اس نے بتایا کہ تاش کھیل رہا ہوں میں نے کہا کہ چھوڑ دو اس نے کہا کہ نہیں میں نے کہا کہ ٹھیک ہے اب مجھ سے ملنے بھی نہ آنا کیونکہ گیارہ تاریخ کو ہم ایک دوسرے سے ملنے کا وعدہ کر چکے تھے رات کو میں نے کہا اگر تم نے یہ کام نہ چھوڑا تو مجھے کال مت کرنا یار تاش رکھو یا پھر مجھے میں نے کوثر کو بتایا اس نے ڈانٹا پھر اس نے شام کو میسج کیا کہ میری جان تم

ہی تو تمہارے بغیر کوئی نہ ہوگا میری زندگی میں پھر ہم ملنے تک بس ایسے ہی بات کرتے رہے اس نے کہ اجب میں تمہیں ملنے آؤں گا تو کالے کپڑے پہننا اور میں بھی کچھ ایسے ہی کپڑے پہن کر آؤں گا میں نے کہا ٹھیک ہے میں براؤن کپڑے پہنوں گی اس نے کہا کہ ٹھیک ہے میری جان جیسے آپ کی مرضی پھر وہ دن بھی آ گیا جب ہم رات کو ملے پہلی دفعہ ایک دوسرے کے اتنے قریب آئے تھے تین سالوں میں پہلی دفعہ ہم نے ملاقات کی تھی ہم ستائیس کو ملے اس دن وہ بھی بہت خوش تھا اور میں بھی میں نے سکول سے ہی اپنے ہاتھوں پر مہندی لگوائی خود کو بہت سنگھار کیا او رپھر شام کو سب سو گئے اور رات کے بارہ بجے ہم ملے میں چپکے سے چھت پر گئی اور وہ بھی آ گیا چھت پر پتہ نہیں کیسے چھت پہ چڑھا تھا اور میں ایک دم دیکھ کر ڈر گئی اور دور جا کر اسے چھت کے دوسرے کونے پر کھڑی ہو گئی کیونکہ میں زندگی میں پہلی بار کسی سے رات کو اکیلے میں ملی تھی وہ میرے قریب آیا ایک ہاتھ سے میرا بازو پکڑا اور چھت کے دوسرے کونے میں لے گیا جہاں سے کوئی دیکھ نہ سکے مجھے پتہ نہیں کیا ہو گیا تھا بالکل ایسے پتھر کی طرح بالکل ساکت ہو گئی تھی میرا جسم بالکل بھی روئی کی طرح ہو گیا تھا میں نے کافی کوشش کی بولنے کی پر میرے ہونٹ نہ کھلے وہ تو بالکل ہی نہ ڈرا تھا اس نے مجھے اپنے گلے لگایا گلے پہ کس کی میرے سر سے چادر اتار دی اور میرے ہاتھ کو کس کی اس نے پھر کہا کہ میں چلتا ہوں میں نے کہا دل میں اگر اس نہ روکوں گی تو برا مان جائے گا اس لیے میں نے اسے ہاتھ پکڑ کر روک لیا اور اس نے پھر میری چادر میرے اوپر سے اتار دی اور زمین پر بچھا دی چھت پر ہی اور میرا ہاتھ پکڑا اور خود بھی بیٹھ گیا اور مجھے بھی بٹھا دیا اور مجھے ایک دم اس نے لٹا دیا زبردستی مجھے نہیں پتہ تھا اس نے مجھے کیوں لٹایا تھا کیونکہ میں پہلی بار ملی تھی اور کسی دوست کو بتایا بھی نہیں تھا وہ مجھے ملنے آ رہا ہے ورنہ وہ مجھے روک دیں گی اس نے مجھ سے تھوڑا پیار کیا اور پھر اس نے میرے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کی لیکن میں نے اس کو نہ کرنے دی کیونکہ اگر میں اس کی بات مان جاتی تو میری زندگی برباد ہو جاتی اس نے میرے گلے سے تین چار بار اور کس کی اور پھر گلے ملا اور ناراض ہو گیا اور کہا کہ میری بات تم نے نہ مانی تو میں تم سے رابطہ نہیں کروں گا میں نے کہا ٹھیک ہے اگر تم میرے ساتھ برا کام کرو تو ٹھیک نہ کرو خدا حافظ بھی نہیں تمہیں مجھ سے نہیں میرے جسم سے پیار ہے دفع ہو جاؤ اور مجھے تم سے نفرت ہے پیار ہمیشہ پاکیزہ رہے گا بھی پیاسا نہیں رہے گا اس نے میرا گفٹ بھی نہ لیا میں نے پندرہ سو کا اتنا پیارا گفٹ پھینک دیا تھا اور اس نے نہ دیکھا اور چلا گیا۔

میں نہیں جانتی تھی کہ اب وہ میرے ساتھ کیا کرے گا میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا وہ میرے پاس سے تو غصے سے چلا گیا میں نے تو سوچا بھی نہ تھا وہ کیا کچھ کرے گا آدھی رات کو چلا تو گیا لیکن اس نے یہاں سے جا کر جو کیا اس میں زندگی بھر نہیں بھولوں گی جب وہ میرے پاس سے گیا تو اس کے ساتھ اس کا دوست بھی آیا تھا جو ساتھ والے گاؤں میں میں نہیں جانتی کہ خود دو لڑکے آوارہ بٹھا کر آیا تھا یا ان لوگوں کو اس کے یہاں آنے کا پتہ چلا یہاں سے بھی پانچ منٹ ہوئے تھے اسے نکلے ہوئے تو مجھے ایک دم رات

ایک بجے کال آئی تو میں نے اٹینڈ نہ کی اور میسج کر دیا کہ آپ کون شرم نہیں آتی آدھی رات کو لوگوں کو تنگ کر رہے ہو دو تین دفعہ کال آئی میں نے اٹینڈ نہ کی پھر اس نے اپنے نمبر سے میسج کیا کہ اس نمبر پہ بات کرو میرا ہے میں نے اٹینڈ کر لی تو آگے سے کچھ اور لڑکوں نے بات کی تو میں نے کال کاٹ دی پھر دو تین دفعہ پھر انہوں نے اور میں نے پھر اٹینڈ کی انہوں نے کہا کہ ہم نے تیرے عاشق کو پکڑ لیا ہے جو عاشق آج تجھے ملنے آیا تھا اور یہ ایک چور ہے میں نے کہا کہ چور نہیں ہے یہ چور نہیں ہے وہ جان بوجھ کر چیخ مارتا تھا روتا تھا کہ جیسے یہ اسے مار رہے ہیں میں نے واقعی یہ سمجھ لیا تھا کہ اسے بہت مارا ہے پھر اس نے خود بھی مجھے بہت برا بھلا کہا اور ان لڑکوں نے بھی بہت کچھ بولا مجھے میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ یہ میرے ساتھ ایسا کرتے گا جس کی خاطر میں نے اپنی عزت کی اپنے والدین کی عزت کا خیال نہیں کیا اس کو اپنا مجازی خدا مان لیا تھا صرف سب کچھ یہی ہے میرے لیے دنیا میں کچھ نہیں اس کے سوا اس نے ہی میرے ساتھ ایسا کیا جو میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا جو الفاظ اس نے مجھے بولے تھے اور اس کے دوستوں نے بولے ایک دم دھڑک سے میرا دل ٹوٹ کر کرچی کرچی ہو گیا تھا بالکل ٹوٹ کر بکھر گئی تھی ایک پل میں اب بھی بھول کر وہ رات یاد کرتی ہوں تو میری جان نکل جاتی ہے سوچتے ہوئے پھر اس نے کہا کہ میں جو تیرا گفٹ واپس کیا تھا میں وہ لینے آ رہا ہوں تاکہ تجھے بدنام کرنے کے لیے میرے پاس کوئی نشانی تو رہے تو ابھی میں بغیر کسی ڈر کے وہ گفٹ جہاں پھینکا تھا وہ اٹھانے چلی گئی جو کہ گھر سے کچھ ہی فاصلے پر

پھینک چکی تھی میرے دل میں کوئی خوف نہ رہا کہ باہر کچھ ہو گا میں بالکل گھبرائی نہ تھی تمام خوف ختم ہو گیا تھا وہ لے کر آ گئی سب سوئے ہوئے تھے پھر صبح اٹھی سکول چلی گئی اس نے میرے سکول جانے سے پہلے وہ ذلیل نے ہر کسی کو بتا دیا کہ میں اس کو ملنے گیا تھا لیکن اس نے مجھے دھکے دے کر گھر سے نکال دیا تھا الٹا اس نے مجھ پر الزام لگایا میں نے تو پھر ساری بات بتا دی کہ اس نے کیا کیا ہے پھر اسنے اس کو گھر جا کر فون کیا کہ تم نے جو کہا تھا اسے وہ میں نے خود منع کیا تھا اور گناہ ہوتا ہے ایسے کاموں سے اس نے الٹا میری دوستوں کو بھی گالی دی اور پھر وہ نمبر تو مجھے اب صبح ہوتے ہی کرنا شروع کر دیا سکول سے آ کر دیکھا تو میسج اور کالز لاتعداد پھر میں نے کو بتایا کہ وہ اس کے آوارہ دوست بہت تنگ کر رہے ہیں اس نے پھر مشورہ دیا اگر تم اس سے کہو کہ ان اپنے بغیرت دوستوں سے جان چھڑائے میں نے جب سب سو گئے و اس کو میسج سے بتایا کہ ان آوارہ لڑکوں نے سینڈ میسج کیے تھے اس نے کہا کہ ٹھیک ہے میں تمہاری ان سے جان چھڑوا دوں گا شرط یہ ہے کہ تم کبھی مجھ سے رابطہ نہیں کرو گی میں نے کہا ہر شرط منظور ہے اس کی اس بات نے اور زیادہ دل زخمی کر دیا تھا میں نے کہا کہ جو آپ کی خالہ کی بیٹی ہے اس سے شادی کر لینا وہ آپ سے بہت پیار کرتی ہے اس نے کہا کہ ہاں میں اسی سے ہی کروں گا میری بیوی وہی بنے گی میں اس سے پیار سچا پیار کرتا ہوں انشاء اللہ یہ الفاظ سن کر ایسے لگے تھے کہ اس نے میرے رات کو جو دل ایک پل میں ٹوٹ گیا تھا اس پر مرہم جگہ مرچیں لگا دی ہوں اس بے وفا کو تو کبھی مجھ سے پیار تھا ہی نہیں تو وہ ازل سے ہی

بے وفا تھا میں ہی پاگل تھی جو اس کو ہمیشہ اپنا سمجھتی رہی اور اس کو اپنی جان سے بھی زیادہ پیار کرتی تھی اسکو اپنا ہمسفر سمجھتی تھی مجھے کیا پتہ تھا کہ آج کل ایسے ہی بھ ہوتا ہے کوئی بھی سچا پیار نہیں کرتا اس دنیا میں میں نے تو ہیر رانجھا ۔ سی پنوں ۔ سوہنی مہیوال ۔ وغیرہ کی پیار و محبت کی سچی کہانیاں سنی ہوئی تھیں سب کو ایسا ہی سمجھتی تھی کیونکہ میں پیار سے نہ واقف تھی بارہویں کلاس میں تھی جب اس سے بات ہوئی تھی تو تب مجھے اس نے بتایا تھا کہ پیار کیا ہوتا ہے لیکن میرے دل سے آج بھی اس کے لیے بد دعا نہیں نکلتی خدا اسے ضرور پوچھے گا اس نے اتنی قسمیں کھائیں تھیں اس پیار کو نبھانے کے لیے اس نے قسم کھائی تھی خدا کی وہ کبھی دھوکہ نہیں دے گا اور بہت زیادہ قسمیں کھائیں تھی کہ میرے علاوہ کسی سے پیار نہیں کرے گا ہم دونوں نے وعدے کیے تھے اور قسمیں کھائیں تھیں پر اس نے وہ سب وعدے توڑ دیئے خدا سے ضرور پوچھے گا ہم گیارہ تک بات کرتے رہے میسج پر اور ستائیس جمعہ کے دن ہم ملے صرف چھ منٹ کے لیے اور ہفتہ اٹھائیس کو گیارہ بجے ہم نے ایک دوسرے کو ہمیشہ کے یے خدا حافظ کہہ دیا ایک دوسرے کو میں نے ہی اسے کہا کہ دعاؤں میں چھوڑتے ہیں اس نے مجھے دعائیں دی اور اس نے مجھے اس طرح ہماری دوستی ختم ہوگئی اور پورا ہفتہ میں نے کھانا نہیں کھایا گھر والوں کے سامنے ایک دو نوالے لے لیتی تھی کہ وہ مجھ سے پوچھیں نہ اور پورا مہینہ بس پوری پوری رات روتے ہوئے گزر جاتی تھی اور میں بہت زیادہ کمزور ہوگئی یہ صرف پیار کرنے والوں کو پتہ ہوتا ہے کہ جسے وہ اپنی جان سے بھی زیادہ پیار کرتا ہے جب وہ بے وفائی کرتا ہے وہ بھی ظالمانہ انداز میں اتو کیا گزرتی ہے دل کتنے زور سے ٹوٹ کر کرچی کرچی ہو جاتا ہے کتنی تکلیفیں ہوتی ہیں یہ صرف ایک سچا پیار کرنے والا عاشق ہی جانتا ہے اس کو ہی پتا ہوتا ہے کہ اس پہ کیا گزری ہے اس کا من ایسے کہ جیسے گہرے زخم پہ سرخ مرچیں دکھ دیں ہوں اس کے بعد میں نے اپنا نمبر تبدیل کر لیا اور وہ پتہ نہیں چیک کرتا رہا ایک ماہ بعد اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا میرا نمبر اس کے پاس نہیں تھا میں بارہ دسمبر کو شہر چلی گئی اور جب میں اکیس دسمبر کو آئی تو سکول سے سردیوں کی چھٹیاں ہوگئی تھی اور پھر میں نے بائیس دسمبر کو اس کو کال کر کے بڑی منت کی وہ مجھ سے کہے کہ معاف کر دو مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوگئی ہے میں اس کے بغیر ادھورا ہوں اسے کہو کہ مجھے معاف کر دے صرف ایک بار مجھے اپنی آواز سنا دے میں اس کے بغیر مر جاؤں گا میں نے باہر چلے جانا ہے کچھ دنوں میں اس کی ایک دفعہ آواز سنا دو میں اس کی آواز سننا چاہتا ہوں جانے سے پہلے یہ سب مجھے میری دوست نے جب میں سکول گئی تھی تب بتایا تھا تو پھر میں اس کو اپنے پرسنل نمبر سے کافی کالز اور میسج کیے اس نے اٹینڈ نہ کی پھر میں نے اپنا نام لکھ کر پانچ جنوری کو میں نے سینڈ کیا تو اس نے میری کال اٹینڈ کی اس وقت وہ شہر تھا شاپنگ وغیرہ کر رہا تھا باہر جانا تھا اس لیے وہ بہت خوش ہوا تھا اور کہا کہ مجھ سے جو غلطی ہوئی ہے اس کی میں معافی مانگتا ہوں پلیز مجھے معاف کر دو پلیز میں نے کہا میں تمہیں اس دن ہی معاف کر دیا تھا کیونکہ آگے سے میں کچھ نہ بولی مجھ میں بھی اس کی آواز سن کر جان آئی شکر کا کہ اس کی آواز میرے کانوں میں

بڑی ہے پھر میں نے آٹھ دس منٹ بات کی اور کہا
کہ پھر کبھی بات ہو گی اس نے کہا کہ سات جنوری
کو میری فلائٹ ہے میں سعودی عرب جا رہا ہوں
میں نے کہا ٹھیک ہے اس نے کہا کی پلیز سات کو
مجھ سے بات کرنا پلیز میں جا رہا ہوں میں جاتے
جاتے بات کرنا چاہتا ہوں پلیز جاتے ہوئے میں
آپ کی آواز سننا چاہتا ہوں میں نے کہا کہ ٹھیک
ہے پھر میں گھر والوں سے چوری موبائل سکول
لے گئی پر سکول میں بھی ہماری بات نہ ہو سکی اور امی
بھی گھر آ کر بہت ہی زیادہ بے عزتی کی کہ میں بتا
نہیں سکتی تھی جو کچھ انہوں نے مجھے بولا پھر اس کی
فلائٹ کینسل ہو گیا دھند کی وجہ سے کیونکہ جنوری
میں دھند بہت ہوتی ہے نا اس لیے پھر اس کے
بعد مجھے ٹائم ہی نہیں ملتا تھا اسے بات کرنے کا پھر
میں نے چودہ تاریخ کو اسے کہا کہ میں پندرہ
تاریخ کو صبح شہر چلی جاؤں گی اور سولہ کو واپس
آجاؤں گی تو کوئی کال یا میسج مت کرنا اس نے کہا
کہ ٹھیک ہے مجھے اپنی دوست کا نمبر دے دو تو میں
تم سے تو بات نہیں سکتا کم سے کم اسے بات کر کے
تمہاری پوچھ تو سکتا ہوں پھر میں نے اپنی دوست
سے پوچھ کر اسے اس کا نمبر دے دیا پھر انیس
تاریخ کو میں اور آپی ابو گھر تھے ہمارے گاؤں میں
شادی تھی ابو ادھر تھے اور میں آپی گھر میں تھیں میں
نے شکر کیا کہ امی لوگ کہیں جائیں تو میں اس سے
بات کروں پھر میں نے تین گھنٹے بات کی پھر میں
بارات دیکھنے چلی گئی اور چار بجے امی لوگ آ گئے او
رپھر چوبیس تاریخ کو میں نے رات کو آٹھ بجے
ایس اس کا دوست کے ساتھ چاٹ کی اس نے
باتوں باتوں میں کہا میں تم جیسی لڑکی کے ساتھ
شادی کرنا چاہتا ہوں تم جو کہو گی میں وہ کروں گا
میں اپنی باجی کو آپ کے گھر رشتے کے لیے بھیجنا
چاہتا ہوں آپ کے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہوں
لیکن میں نے منع کر دیا ایس ایک فوجی ہے رینجر.
میں مجھے فوجی بہت زیادہ پسند ہیں میں اس لیے
اس کی جاب کال کی وجہ سے اسے پسند کرتی تھی
پھر میں ایسے ہی دن گزرتے گئے پھر بھی ایس
سے بات ہوتی اور پھر چودہ فروری کو وہ باہر چلا گیا
اور اس کے بعد ہماری کوئی بات نہ ہوئی لیکن میری
تڑپ دن بدن بڑھتی گئی اور ایک دن پانچ کو میں
نے اس کے پاکستان والے تمام نمبروں پہ میسج کر
دیئے پھر ایک نمبر اس کا پاکستان والا آن تھا اس پہ
بھی میں نے میسج کیا اور اس کی فوراً کال آ گئی اور
اس نے کہا کہ میں تو اس دن سے جب آیا ہوں
سعودی عرب آپ کا نمبر بار بار ٹرائی کر رہا ہوں
چکر ہے آپ نے میسج کیا اور آپ سے بات ہوئی
ہے اس نے نیٹ کال کی بس پھر اس طرح اب
تک چار بار کال کی وہ بھی باہر سے پھر وہ بیمار ہو
اور اکتوبر میں وہ واپس آ گیا اور اس کے کزن نے
مجھے بتایا اور پھر میں نے اسے رابطہ کیا اور اس کو وہ
سب بتایا جو اس کی باجی نے مجھے کہا تھا اس کا نام
نہیں لیا تھا کہ اس نے مجھے کچھ کہا ہے بلکہ اپنی
طرف سے ہی اسے سمجھا دیا پھر اسے وہ بات
پوچھی جس پر میرے اندر سوال اٹھتے تھے اس نے
پوچھا۔

تم نے مجھے بدنام کیوں کیا تھا اس کے بعد
میں نے کبھی کوئی رابطہ نہیں کیا نہ ہی کروں گی اس
نے کہا کہ وہ کوئی آوارہ لڑکا نہیں وہ میرے دوست
جو میرے ساتھ تم سے جب ملنے آیا تھا وہ میرے
ساتھ تھا اس کا بھائی اور اس کے بھائی کا دوست تھا
میرے اس دوست نے میرے ساتھ دھوکہ کیا

تھا اپنے بھائی کو بھی بتا دیا میرا اس میں کوئی قصور نہیں ہے میرے دوست نے ان کو جان بوجھ کر راستے میں بٹھایا ہوا تھا اس کے بعد اب چار ماہ ہونے کو آئے ہیں میں نے اسے کوئی رابطہ نہیں کیا آخری میسج میں نے اس کو بائیس کو کیا اس کے بعد میں نے اپنا نمبر ہمیشہ کے لیے بند کر دیا بائیس کے بعد میں نے کبھی رابطہ نہیں کیا اور نہ ہی ہو گا اٹھائیس کو ہی ایس نے اپنی محبت کا اظہار کر دیا اور کہا۔

میں اپنی امی کے سر کی قسم کھاتا ہوں میں اس کی طرح نہیں ہوں میں تم سے سچا پیار کرتا ہوں اور کبھی دھوکہ نہیں دوں گا اسکی طرح ایس بہت اچھا انسان ہے میری خوشی ہر دکھ میں برابر کا شریک رہتا ہے مجھے کبھی دکھی نہیں ہونے دیا لیکن جتنی میں پہلی محبت میں خوشی تھی اس کے ساتھ نہیں کیونکہ اب مجھے ان چیزوں پہ اعتبار نہیں رہا۔

جب سے وہ چھوڑ کر گیا ہے میں اس کے بعد نہ تو کھل کر ہنس سکی ہوں اور نہ ہی کبھی کھل کر کسی سے بات کی ہے میں نے کبھی چھ ستمبر میں ہمارے ہاں بہت بڑا سیلاب آیا جس نے لوگوں کو خون کے آنسو رلا دیا ایس نے میری دو تصویریں منگوائیں میری ایک دوست کے ہاتھ اس دن کے بعد وہ مجھے میری جان کہتا ہے۔

میں نے بی اے پاس کر لیا ہے اور یہ میرا یہ پہلا قدم آپ لوگوں کو ضرور پسند آئے گا اور میری حوصلہ افزائی کریں گے آپ سب لوگ۔ میں آپ سب کی رائے کا شدت سے انتظار کروں گی اپنی رائے مجھے جواب عرض کے خطوط میں دیں شکریہ۔

میری تنہائی کو میرا شوق نہ سمجھو
یہ تنہائی بھی کسی کا دیا ہوا تحفہ ہے
ام رباب حافظ آباد۔

اسلام

اسلام ایک ایسا جو قیامت تک دھڑکتا رہے گا
اسلام ایک ایسا رشتہ ہے جو ہمیشہ قائم و دائم رہے گا
اسلام ایک ایسا ترازو ہے جس میں ایمان والوں کا ہی وزن ہو گا
اسلام ایک ایسا لباس ہے جس کو اگر کوئی غیر مسلم بھی پہن لے تو مسلمان ہو جائے گا
اسلام ایک خزانہ ہے جس کا حقدار کوئی مسلمان کے علاوہ ہو ہی نہیں سکتا
لوگ اسلام کو تو مانتے ہیں مگر اسلام کی نہیں مانتے۔

پرنس بابر علی بلوچ ساہیوال

غزل

نظروں سے نظریں ملی تو برا مان گئے
آنکھوں سے اشارہ کیا تو برا مان گئے
محبت کا اظہار تو انہوں نے کیا
حال دل ہم نے سنایا تو برا مان گئے
ہر بات پہ مسکرانا ان کی عادت ہے
ذرا سا ہم نے ہنسایا تو برا مان گئے
ہمیں آزمانے کی بات کرتے تھے وہ اکثر
جب ہم نے آزمایا تو برا مان گئے
پیار میں بے وفائی نہ کرتا وہ یہ کہتے تھے
اس بات کو پرنس نے دہرایا تو برا مان گئے
پرنس بابر علی بلوچ جھولے دی جھوک

نئی شاعرہ راشدہ عمران چک جھمرہ کی ذاتی شاعری

جھلسا دیئے پاؤں میرے صحرا کی
تڑپتی دھول نے
جب ان کی بکھری یادوں
کو اکھٹا کرنے نکلے تو
راشدہ عمران۔ چک جھمرہ۔

وہ اس امید پر مجھ کو چھوڑ گئے
کہ راشی کاش وہ پلٹ آتے
ہمارے مٹی میں سما جانے سے پہلے پہلے

مجھے تم یاد آنے لگتے ہو
بارش کی بوندوں میں مجھے تم یاد
آنے لگتے ہو
جب پرندے اپنے گھونسلوں
میں آرام کرتے ہیں مجھے تم یاد
آنے لگتے ہو
جب ہوا کا تیز جھونکا بوندوں
اڑا لے جاتا ہے مجھے تم یاد آنے
لگتے ہو
جب جھیل کا پانی پتھروں سے
گزرتا ہے ندیاں بل کھاتی ہیں
مجھے تم یاد آنے لگتے ہو
جب چاند میرے آنگن میں آتا
ہے تو میں اس طرح پوچھتی
ہوں ہلکا سا مسکراتا ہے
پھر تیرا بتاتا ہے
پھر میں اس کو اپنی اور بلاتی ہوں
وہ بادلوں میں چھپ جاتا ہے
جب چاند نظر نہیں آتا ہے
مجھے تم یاد آتے ہو
راشدہ عمران۔ چک جھمرہ۔

میں نے ان کو ٹوٹ کر چاہا یہ میرا
اپنا فیصلہ تھا
راشی ورنہ وہ تو میرے ملنے پر
بھی بیزار ہوا کرتے ہیں
راشدہ عمران۔ چک جھمرہ۔

بہت یاد آرہے ہیں وہ آج ہمیں راشی
کاش کہ ان کو کوئی میری حالت سمجھائے
راشدہ عمران۔ چک جھمرہ۔

کہیں کا نہیں چھوڑا اس کی
جفاؤں نے مجھے راشی
جو کہتا تھا کہ ہم مرنے کے بعد
بھی جدا نہیں ہوں گے
راشدہ عمران۔ چک جھمرہ۔

خدا کبھی ان کو ہم سی کی بے وفائی
کی سزا مت دے
یہ دعا رہتی ہے میرے لب
پر شام وسحر
راشدہ عمران۔ چک جھمرہ۔

چلے آئیں وہ آج میرے گھر
میں ہوا کے جھونکے کی طرح
کھل اٹھیں میرے دل کی
وادیاں جیسے باہر آ گئی ہوں
راشدہ عمران۔ چک جھمرہ۔

ان کی وفاؤں کا سلسلہ ہی کچھ ایسا تھا
کہ ہم سمجھ نہ پائے ہماری کم
عمری تھی یا نادانی
بس اسی تسلسل میں عمر گزر گئی
راشدہ عمران۔ چک جھمرہ۔

ترستے رہے ہم جن کے لیے عمر
بھر ملنے کے لیے راشی
جب غم حیات سے فارغ ہوئے
تو وہ پھولوں سے قبر سجا گئے
راشدہ عمران۔ چک جھمرہ۔

پھولوں میں تیری جھلک دیکھی
تو بے خیالی میں
چھو لیا ان کو زخمی کر دیئے ہاتھ
میرے کسی دشمن کی چال نے
راشدہ عمران۔ چک جھمرہ۔

کسی کی یاد نے اچانک ہی
پریشان کر دیا راشی
پھر تو سارا دن دل سلگتا رہا کسی
موم کی طرح
راشدہ عمران۔ چک جھمرہ۔

جینے کی حسرت آج بھی ہمارے
دل میں ہوتی راشی
اگر ڈر و جدائی کبھی اس نے ہم کو
دیا نہ ہوتا
راشدہ عمران۔ چک جھمرہ۔

مت کر مجھ سے اتنی بے تکلفی
اے ہوا
تیری ہی چھیڑ خانی میں میرا
آنچل اڑا تھا
راشدہ عمران۔ چک جھمرہ۔

بکھر جائیں گے ہم ٹوٹ کر
زمانے میں
ہمیں اس طرح صفحہ زمین میں
رسوا نہ کرو
دھول بن جائیں گے ہم راہ گزر
کے
ہماری ہستی کو اس طرح بھی فنا نہ
کرو
سانسوں کی ڈور ٹوٹنے والی ہے
بس جیتے جی خود کو ہماری ذات
سے خفا نہ کرو
پھولوں سے ڈھانپا جسم جب
مٹی کے نیچے آنے لگے
تو کہنا لوگوں سے یہ بے وفا تھا
اس کے لیے دعا نہ کرو
زخموں سے ہم پہلے ہی چور چور
ہو گئے ہیں راشی
جانے دو اب ہمارے لیے
دعائے شفا نہ کرو
راشدہ عمران۔ چک جھمرہ۔

ادھورا افسانہ

کتنا سوچتی تھی
میں اس کے بارے میں
کتنا چاہتی تھی
میں اس کے ارادوں کو
وہ آئیں گے تو
گھنٹوں باتیں کریں گے
کسی شجر کی گہری چھاؤں میں
کسی ڈھلتے سورج کے سائے
میں
اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں
لے کر
اس کے معصوم سے چہرے پر
نظر جما کر
وہ سب کہہ دوں گی آج
جو میں کہنا چاہتی تھی
افسوس کہ وہ آئے
اور مجھے ملے بغیر ہی چلے گئے
مگر کون بتائے کہ
یہ سب کیسے کہوں
کسے کہوں۔
راشدہ عمران۔ چک جھمرہ۔

غزل

آپ لوگوں کے کہے پر ہی اکھڑ
جاتے ہیں
لوگ تو جھوٹ بھی سو طرح کے گھڑ
جاتے ہیں
آنکھ کس طرح کھلے میری کہ میں
جانتا ہوں
آنکھ کھلتے ہی سبھی خواب اجڑ
جاتے ہیں
غم تمہارا نہیں جانا ہمیں دکھ اپنا
ہے
تم بچھڑتے ہو تو ہم خود سے بچھڑ
جاتے ہیں
لوگ کہتے ہیں کہ تقدیر اٹل ہوتی
ہے
ہم نے دیکھا ہے مقدر بھی بگڑ
جاتے ہیں
وہ جو احسان ہرے فکر تھے میرے
ذکر اب
چونک اٹھتے ہیں کسی سوچ میں پڑ
جاتے ہیں
احسان سحر۔ میانوالی

پیغامِ حق جب انسان کو غم ملتا ہے
تو کہتا ہے کہ اللہ کی مرضی ہے جب خوشی
ملتی ہے تو کہتا ہے فلاں وجہ سے خوشی ملی
ہے نہیں بھائی خوشی کے وقت بھی اللہ کو یاد
کیا کرو۔ (نامعلوم)

پیغامِ حق غم کے بعد جب انسان
کو خوشی ملتی ہے تو پھر خوشی ملتی ہے تو اللہ تعالیٰ
کو بھول جاتا ہے تو پھر جب غم ملتے ہیں تو
اللہ تعالیٰ یاد آتا ہے۔ (روبینہ ملتان)

عابدہ رانی کی ذاتی شاعری

غزل

ہوئی ہم سے خطا جو تم سے پیار کر بیٹھے
جو تھا بے وفا اس کی امید کر بیٹھے
تو نے میرا دل توڑا ہے
مجھے ان راہوں میں چھوڑا ہے
تھی میری بھی یہ سزا جو تم پہ اعتبار کر بیٹھے
تیرے پیار کو اپنا سب کچھ جانا
میرا اجانا ہے خدا جو دل تم پہ نثار کر بیٹھے
تم ہم سے محبت کا یوں بیوپار کر بیٹھے
تیری بے خودی نے دکھانے یہ دن
تم رہنا سیکھ گئے میرے بن
تم تھے انا پرست اپنے حسن کا کچھ زیادہ خمار کر بیٹھے
ہم تھے تیری محبت میں گھائل
تم نہ تھے ہماری محبت کے قابل
نہ جانے کیوں تم سے محبت کا اقرار کر بیٹھے

غزل

خوشبو کا وہ پیکر تھا حسن اس کا جمال تھا
آواز تھی اس کی میٹھی سی
اس کی ہر ادا میں کمال تھا
آنکھیں تھیں اس کی ساحرانہ
آنکھوں میں ڈوبا ہوا ایک سوال تھا
محبت سے جڑی تھی اس کی کہانی
پیار سے وابستہ اس کا ہر خیال تھا

غزل

گرجتے ہیں بادل برستی ہے بارش
آتی ہے تیری یاد کرتی ہے بہت بے تاب
بارش کے موسم میں پاگل کر دیتے ہیں
میری آنکھوں میں تیرے سپنے بھر دیتے ہیں
جیسے ہو تم ساتھ ساتھ
دل کے کہیں آس پاس
گیت ملن کے ہم گائیں
لوگ دیں ہمارے پیار کی مثال
آؤ ایک دوجے کو ہم اپنا بنالیں
خوشی میں کاٹیں ہر لمحہ
ایک دوسرے پہ ہم یوں نظریں جمالیں
تھم جائے خوشی کا ہر لمحہ
ہاتھ رہیں ہاتھوں میں ڈالیں
کاش یہ سپنا پورا ہو جائے
میرا پیار مجھے مل جائے
بادل کی اوٹ میں ہم گھر بنائیں
برستی بارش کو ہم دیکھتے ہی جائیں

غزل

میری آنکھوں میں یہ اضطراب رہا
کوئی سپنا تھا جو ہمیشہ ہی میرے لیے عذاب رہا
دل ناداں کو کون سمجھائے
جو ہر وقت کسی کی یاد میں بے تاب رہا
پل پل تڑپتے تھے جس کے لیے
تعبیر نہ بن پایا وہ خواب رہا
پوچھا ہم نے کئی بار کہ کیا ہم سے پیار ہے
لیکن وہ سوال ہمیشہ لاجواب ہی رہا

غزل

لبوں نے تیرا نام لیا
لو آج پھر ہم نے تجھے یاد کیا
وہ بیٹھے بیٹھے کھو جانا
خوابوں ہی خوابوں میں تیرا ہو جانا
تیری یاد سے دل کو آباد کیا
لو آج پھر ہم نے تجھے یاد کیا
اپنی آنکھوں میں تیرے سپنے سجانا
خیالوں میں خود کو تیری دلہن بنانا
جہاں پہ ہم نے خود کو برباد کیا
لو آج پھر ہم نے تجھے یاد کیا
وہ تیرے بن میرا اداس ہونا
رات رات جاگنا پھر کبھی نہ سونا
لو آج پھر ہم نے تجھے یاد کیا
بڑی شدت سے تیرا انتظار کرنا
بہت محبت سے تم سے پیار کرنا
پھر اچانک سے بچھڑ جانا
میری زندگی کو محبت کا روگی بنانا

عابدہ رانی گوجرانوالہ

اس کی ناراضگی میں بھی محبت ہے
تم کیا جانو
اس کی سزا میں بھی سرور ہے تم کیا
جانو
کہتا ہے کہ بات نہیں کرے گا ہم
سے
بات کرنے کو وہ بھی تڑپتا ہے تم کیا
جانو
کرتا ہے وہ بھی محبت بے پناہ وہ
سے
پر چھپانا بھی اس کی ادا ہے تم کیا
جانو
برسوں سے پہلے ایک بے وفا سے
دل لگایا تھا
وہ میری غربت سے تنگ آ کر مجھے
چھوڑ گیا تم کیا جانو
جس نے کبھی میرے دل پر قبضہ
جمایا تھا
میں اس کی یادوں کو کیسے مٹا دوں
جس نے پیار کرنا سکھایا تھا مجھیں تم
کیا جانو
---------عامر رضا اٹک

غزل

خوشبو کی طرح میری ہر سانس میں
پیار اپنا بسنے کا وعدہ کرو
رنگ جتنے تمہارے ہیں محبت کے
میرے دل میں سجانے کا وعدہ کرو
ہے تمہاری وفاؤں پہ مجھ کو یقیں
پھر بھی دل چاہتا ہے
میرے ہمنشیں یونہی میری خوشی
کی خاطر ذرا مجھ کو اپنا بنانے کا
وعدہ کرو

صرف لفظوں سے اقرار ہوتا نہیں
ایک جانب سے پیار ہوتا ہے نہیں
میں تمہیں یاد رکھنے کی کھاؤں قسم
تم مجھے نہ بھلانے کا وعدہ کرو
---------مبشر علی ہیرا رسول پور

غزل

نہ اتفاق زندگی ہے نہ امید ہے
چراغ ہیں باقی
نہ پیکر وفا رہے نہ ان کے سراغ
ہیں باقی
بدل رہا ہے ہر کوئی ہر وقت ہر پل
میں ہر لمحہ زمیں بھی بدل گئیں ہیں
وہ رواج ہیں باقی
امیدیں ٹوٹ گئی ہیں بھروسے
مٹ گئے ہیں
نہ تعبیریں رہی نہ کوئی خواب ہیں
باقی
ہر دل چور ہے تھکن سے آنکھیں
اشکبار ہیں
نہ ہمدردی ہے نہ کوئی ہمراز ہیں
باقی
آنکھوں میں دکھ ہیں دل میں درد
ہے سینے میں جلن ہمراز
نہ جواب ملے نہ کوئی سوال ہیں
باقی
---------سید ہمراز کاظمی

غزل

سکوت شب میں اندھیروں کو
مسکرانے دو
بجھے چراغ تو پھر جسم و جان جلانے
دو
دکھوں کے خواب تما نیم و در

دریچوں میں
وفا سے کرب سے تاروں کو
جھلملانے دو
میرے وجود میں کانٹوں کا ایک
جنگل ہے
وہ اپنی ذات کے پھولوں
میں کیوں سمانے دے
کسے خبر ہے کہ ہم دونوں اپنے
قاتل ہیں
جو بے خبر ہیں انہیں چیخ کر بتانے
دو
اپنے پاؤں میں زنجیر پڑ گئی ہے تو
پھر
چلا تو جاتا نہیں گرد ہی اڑانے دو
بھٹک رہا ہوں بگولوں کے رنگ
میں نقاش
بدن تو خاک ہوا روح بھی جلانے
دو
---------ساحل دعا بخاری

غزل

مجھے جب بھی ایک ہی طویل دوستی
پر شک ہوا مگر پھر بھی میں اپنی
دوستی کا ہی بھرم رکھا ہوا
جب مجھ سے ہی اگر تم نے بھائی
ہوتی دوستی
تو پھر میں تو پوری ہی زندگی بھر ہی
دوستی کرتا
مگر تو نے ہی مستوئی کی دوستی کا ہی
بھرم بھی نہیں کیا
اور تو نے ہی تو دوستی میں ہی پیٹ
پیچھے خنجر گھونپ دیا تھا دوستی میں
---------سردار اقبال خاں مستوئی

غزل

دیا خود سے بجھا دینا
ہوا کا اور کیا دینا
ستارے پوچھنے والو
فلک کو آسرا دینا
کبھی اس طور سے ہنسنا
کہ دنیا کو رولا دینا
کبھی اس رنگ سے رونا
کہ خود ہی مسکرا دینا
میں تیری دسترس چاہوں
مجھے ایسی دعا دینا
میں تیرا برملا مجرم
مجھے کھل کر سزا دینا
میں تیری منفرد ساتھی
مجھے ہٹ کر جزا دینا
مجھے اچھا لگا محسن
اسے پا کر گنوا دینا

۔۔۔۔۔رابعہ ارشد بہاولدین

غزل

مجھ سے یہ لوگ کہتے ہیں کہاں دل چھوڑ آئے ہو
بہت چپ چاپ رہتے ہو نہ بنتے ہو نہ سنورتے ہو
نہ کوئی بات کرتے ہو بھری محفل میں اکثر
ہمیشہ کھوئے رہتے ہو اداسی آنکھوں میں لے کر
ہر چہرے کو تکتے ہو کوئی جب یاد آتا ہے ٹھنڈی آہ بھرتے ہو
تو کھل کر کیوں نہیں کہتے کسی کو یاد کرتے ہو
کہ ہم بھی پیار کرتے ہیں کہ تم بھی پیار کرتے ہو

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شہلا دیپالپور

نیا سال

اب کے سال کچھ ایسا کرنا
اب کے عید کچھ ایسے کرنا
اپنے پچھلے بارہ ماہ کے
دکھ سکھ کا اندازہ کرنا
اپنی یادیں تازہ کرنا
سادہ سا ایک کاغذ لے کر
بھولے بسرے پل تم لکھنا
اپنے سارے کل تم لکھنا
سارے دوست اکٹھے کرنا
ساری محبتیں حاضر کرنا
ساری شامیں پاس بلا کر
اک ایک کو یاد کمال میں رکھنا
پھر تم محتاط قیاس لگانا
اگر خوشیاں بڑھ جائیں تو
پھر تم کو میری طرف آنے والا سال مبارک ہو
اگر تیرے غم بڑھ جائیں تو
پھر میری خوشیاں لے لینا
مجھ کو اپنے غم دے دینا
اب کے سال کچھ ایسا کرنا
اب کے عید کچھ ایسے کرنا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سونو گوندل

غزل

سب کچھ لٹا دیا فقط اس پہ بھروسہ کر کے
جانے کیوں بہت روئے ہم ایسا کر کے
یہ میری بے بسی پہ مسکرانے والے
کیا ملا اس کو میرے دل میں اضافہ کر کے
کیا کبھی اس نے بھی مجھ سے محبت کی تھی
پوچھ ذرا خود کو آئینے میں کھڑا کر کے
کاش وہ میرے درد میں ہمدرد بنا ہوتا
اس نے تو چھوڑ دیا مجھ کو تماشہ کر کے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔نیہا مظفر گڑھ

غزل

جان سے پیار بھی عداوت پہ اتر آئے ہیں
اور جان کے دشمن بھی محبت پہ اتر آئے ہیں
میں تو سادہ ہوں مگر لوگ نہ جانے کیونکر
ساتھ میرے ہی بغاوت پہ اتر آئے ہیں
بعد مرنے کے سنوں مجھ کو کہاں آیا ہے
لوگ لاشوں کی تجارت پہ اتر آئے ہیں
میں نے دیکھے ہیں حسین چاند میرے آنگن میں
میری وحشت پہ اذیت پہ اتر آئے ہیں
تیرا واجد بھی تو جنت کا مکیں ٹھہرا ہے
سب فرشتے میری تربت پہ اتر آئے ہیں

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔واجد چوہان

غزل

آج روٹھا ہوا دوست بہت یاد آیا
اچھا گزرا ہوا وقت بہت یاد آیا
میری آنکھوں کے اک اشک پہ رونے والا
آج جب آنکھ روئی تو بہت یاد آیا
جو میرے درد کو سینے میں چھپا لیتا تھا
آج جب درد ہوا مجھ کو تو بہت یاد آیا
جو میری آنکھوں میں کاجل کی طرح رہتا تھا
آج کاجل جو لگایا تو بہت یاد آیا
۔۔۔۔۔تنزیل الرحمٰن۔ کشمیر

غزل

پتھر تھا مگر برف کی گالوں کی طرح تھا
ایک شخص اندھیرے میں اجالوں کی طرح تھا
خوابوں کی طرح تھا نہ خیالوں کی طرح تھا
وہ علم ریاضی کے سوالوں کی طرح تھا
الجھا کچھ ایسے کہ حل نہ ہو پایا
سلجھا کچھ ایسے کہ مثالوں کی طرح تھا
مل تو گیا مگر شطرنج کی الجھی چالوں کی طرح تھا
پتھر کا تھا مگر برف کی گالوں کی طرح تھا
اک شخص اندھیرے میں اجالوں کی طرح تھا
۔۔۔محمد احمد ذولہ آبادی سبحان شاہ

غزل

کاش میں تجھے روک پاتا اسے ایک پل کے لیے
جب ہونٹ تھے ہونٹوں پہ اور سانس میں سانسیں اٹکی تھی
آج بہت خوش ہے تو مجھے تنہا چھوڑ کر مگر پچھتائے گی
اس گھڑی کو جب اپنے ہاتھ سے میری کلائی جھٹکی تھی
تیری ایک ہی ادا تو مجھے تیرا دیوانہ کر گئی تھی
پگڈنڈی پہ چلتے چلتے جب تیری پتلی کمر مٹکی تھی
تو کسی سے بات کر لے تجھے کوئی چھوئے مجھے نہیں گوارہ
پھر کیوں تیرے رخساروں پہ تیری زلف کی لٹ لٹکی تھی
تو جب بھی مسکرا کر ملتی تھی کسی اجنبی سے
خدا کی قسم رات کوئی بار میری آنکھ پھڑکی تھی
حور تو چیز ہے کیا اس کے آگے وہ چاند اور تو تارا
تیرا کیا جوڑ تو آکسنگھ دا بوٹا وہ صنوبر جیسی لڑکی تھی
۔۔۔بشارت علی پھول باجوہ

غزل

دل کی بات کہی نہیں جاتی چپ رہنا ٹھانا ہے
گردن ڈالے پاس ہوں بیٹھا دل بھی تو بہلانا ہے
اگر ہوتا نزلہ بیٹھے بیٹھے ان کو اب تک لگ جاتا
حیرت ہے انہیں کیوں نہیں لگتا
میرا روگ تو پرانا ہے
دل کی بات کہی نہیں جاتی چپکے رہنا ٹھانا ہے
یہ حسن ادا کیا کم تھے جو انگڑائیاں بھی لیتے ہیں وہ
حال اگر ایسا ہی رہا تو جان سے جان کو جانا ہے
دل کی بات کہی نہیں جاتی چپکے رہنا ہی ٹھانا ہے
طاہر اب تو دیر نہ کر بتا دے دل کا حال اسے
گیا وقت پھر ہاتھ نہ آئے بعد میں پھر پچھتانا ہے
دل کی بات کہی نہیں جاتی چپکے رہنا ٹھانا ہے
گردن ڈالے پاس ہوں بیٹھا دل بھی تو بہلانا ہے
۔۔۔ملک طاہر حسین۔صدیق پورہ

غزل

مانتے ہیں وہ بھولا بھالا نادان جو تھا
محبت کی راہوں میں انجان جو تھا
اسی بنا پر اس کی ہر بات مان لیتے تھے
کیونکہ وہ شخص دل کی نگری کا سلطان جو تھا
علم تو مجھے بھی تھا انجان عشق کا
پھر بھی کر بیٹھا آخر انسان جو تھا
اس کی یادوں سے اس لیے نبھا رہا ہوں
کیونکہ وہ میری مرضوں کا لقمان

جو تھا
یہی سوچ کر اس کی بے وفائی کا
تذکرہ نہیں کرتا فیصل
کیونکہ وہ شخص میرا دین ایمان جو
تھا
-----فیصل شیرازی وہاڑی

غزل

سہارے ڈھونڈنے نکلا سہارے
کھو گئے میرے
لب ساحل جو پہنچا تو کنارے کھو
گئے میرے
نبھانے کو بڑے آئے چلے بھی
ساتھ جو
مجھے تھی آرزو جن کی وہ پیارے کھو
گئے میرے
گیا تھا آسماں پر بھی مقدر
ڈھونڈنے لیکن
چھپا کر چاند منہ رویا ستارے کھو
گئے میرے
چمن اب خوبصورت بھی میرے
کس کام آئے گا
تھی چاہت جن کی آنکھوں کو وہ
نظارے کھو گئے میرے
کہیں سے ڈھونڈ کر لاؤ میری
گزری جوانی کو
جواں جذبے جوانی میں ہی
سارے کھو گئے میرے
غموں نے چھین کر قاسم میرا بچپن
مٹا ڈالا
ابھی تھے کھیلنے کے دن اور غبارے
کھو گئے سارے
-----محمد قاسم خان ٹوبہ ٹیک سنگھ

غزل

غم جاناں میں انسان روتے رہے
اور غم دوراں میں سوتے رہے
ایک طرف محبت کا دعویٰ کرتے
ہیں
اور کہیں نفرت کے بیج بوتے رہے
بہت ٹھکرایا کو دغرض زمانے نے
اور ہم مانے کے ہاتھوں رسوا
ہوتے رہے
ہر کسی نے محبت کے عوض غم دیا
خدارا تیرے بھروسے سے ہم
سب کھوتے رہے
آج پھر وہ ٹوٹ کر یاد آگیا
اور ہم رات بھر اس کے نوحے
پڑھتے رہے
-----اقصیٰ نگین۔شادیوال

قطعے

تمہیں گلہ ہے ہم سے کہ ہم
تمہیں یاد نہیں کرتے
ہم وہ سانسیں ہی نہیں لیتے جس
میں شامل تمہاری یاد نہیں

زندگی کی سب سے بڑی ہار
کسی کی آنکھوں میں آنسو کی وجہ
ہے اور زندگی کی سب سے بڑی
جیت کسی کی آنکھوں میں آنسو کی
آپ کے لیے
صبا کنول مظفر گڑھ

غزل

تیری لاجواب چاہت کو ہم
بھلائیں کیسے
تم کو بھول کر خود کو چین دلائیں
کیسے
نجانے کون سی کشش تیرے پاس
لے آتی ہے
تیرے پاس آکر تجھ میں سمائیں
کیسے ہم نے دل سے چاہا ہے
تجھے عاصمہ اظہر
تیری چاہت کے قابل خود کو
بنائیں کیسے
کیوں پوچھتے ہو ہم سے آنسوؤں
کی شدت
ہم ان میں تیرا عکس دکھائیں کیسے
ہم تم سے بہت محبت کرتے ہیں
مگر تمہیں یہ احساس دلائیں کیسے
---اظہر سیف تبسم سلطھلی منڈی

غزل

گلی گلی کے موڑ پہ رہتا تھا ایک شخص
میری محبتوں سے شناسا تھا ایک
شخص
آنکھوں کو اس کے بعد کچھ بھائی نہیں
دیا
آئینے بانٹتا ہوا گزرا تھا ایک شخص
کل پھر نظر بچا کے گزرنا پڑا ہمیں
کل پھر ہماری راہ میں بیٹھا تھا
ایک شخص
ایک رنج و غم کی بھیڑ مقابل کھڑی
تھی اور
ہنگامہ حیات میں تنہا تھا ایک شخص
مجھ کو بھی اپنی جان سے پیارا تھا
ایک شخص
ترک تعلقات سے نادم نہ تھا مگر
رخصت ہوا تو ٹوٹ کے رویا تھا
ایک شخص

عارف وہ خواب تھا کہ حقیقت خبر نہیں
بس اتنا یاد ہے کہیں دیکھا تھا ایک شخص
---------عارف شہزاد

غزل

بسایا تھا دل میں چاہت کی بات تھی
وہ بے وفا نکلا اس کی فطرت کی بات تھی
وعدہ کے اس پہ آج بھی جی رہی ہوں
ہمیں تھا انتظار عادت کی بات تھی
چاہا ہم نے پالیا کسی اور نے اسے
وہ نہ ملا ہمیں قسمت کی بات تھی
ہماری داستان سن کر سارا جہاں رویا
صرف وہ بے وفا نہ رویا ہمت کی بات تھی
------صباء کنول مظفر گڑھ

غزل

تجھے بھولنے میں ہم گر با اختیار ہوتے
تو نا اس قدر درد سے ہم کنار ہوتے
تجھے پانے کے واسطے سب کچھ بھلا دیا
سزا تو دیتے گر تیرے گنہگار ہوتے
عشق کا لطف تو آتا گر ہم
تیرے بجائے عشق خدا میں گرفتار ہوتے
ایک بار ہی تم آتے تو سہی
ہاتھوں میں پھول لیے گر ہم مزار ہوتے
میرے ہاتھ زخمی ہوئے عجیب بات ہے
عجب نا ہوتا گر وہ گل خاردار ہوتے
-------اقصیٰ نگین شادیوال

غزل

ساتھ روتی تھی میرے ساتھ ہنسا کرتی تھی
وہ ایک لڑکی جو میرے دل میں بسا کرتی تھی
میری چاہت کی طلبگار تھی وہ اس قدر
کہ وہ مصلے پہ نمازوں میں مجھے پڑھا کرتی تھی
اک لمحے کا بچھڑنا بھی گوارہ نہ تھا اسے
روتے روتے وہ مجھ سے یہی کہا کرتی تھی
روگ دل جو لگا بیٹھی تھی انجانے میں
میری آغوش میں مرنے کی دعا کرتی تھی
بات قسمت کی تھی کہ دور ہوئے ہم
ورنہ وہ تو مجھے زندگی کہا کرتی تھی
-------وقاص انجم جڑانوالہ

غزل

نیندیں خراب کی جس کے لیے
اسے کیا پتا
ساری زندگی جس کے نام کی اسے
کیا پتا
میں تو بے بس ہوں مر جاؤں گا اس کے لیے
پر وعدے کیے جس کے ساتھ اسے کیا پتا
نگاہیں تو ترستی ہیں جس کے لیے اسے کیا پتا
دل دھڑکتا ہے جس کے لیے اسے کیا پتا
معلوم نہیں مجھ کو وہ کس بات پر خفا ہو گئی
خدا سے تنہائی میں معافیاں مانگتا ہوں اسے کیا پتا
اب میں پرنس کیا دل کو دلاسا دیتا
زندگی ختم ہوگئی میری اسے کیا پتا
-------پرنس عبدالرحمن گجر

غزل

ہمارا بس نہیں چلتا
تمہیں باہنوں میں بھر لیتے
تمہارے لب چوم بھی لیتے
تمہیں آنکھوں میں رکھ لیتے
کبھی نہ روٹھنے دیتے
کبھی نہ ٹوٹنے دیتے
تمہیں ہم قید کر لیتے
بس اپنے دل کی دنیا میں
کسی بھی حال میں ہم
پھر تمہیں آزاد کر دیتے
تجھیں دنیا بھلا دیتے
ہمارے بس میں ہوتا تو
مگر بے بسی ایسی
ہمارا دل مچلتا ہے
تمہیں ہی یاد کرتا ہے

تمہارا کرب مچلتا ہے
مگر ہم کیا کریں جانا
ہمارا بس نہیں چلتا
۔۔خضر حیات۔شاہد محمود روڈہ تھل

غزل

اک ان کہی سی داستاں
تھا میرا بھی کوئی مہرباں
اب در بدر ہے میری زندگی
نہ رہا کوئی میری دل کی جاں
اب کوئی سننے والا نہیں
میں کس کو سناؤں اپنی داستاں
تھا میرا بھی کوئی مہرباں
اس عشق کے دشت سفر میں
میں ہوں تنہا بحر بیکراں
وہ جو ساتھ تھا وہ بچھڑ گیا
اب وہ گیا دل یہ پشیماں
جانے کیا ہے اب مری جان جاں
اب کس کو دے گا رومی صدا
اب کون بنے گا میرا رازداں
۔۔۔عبدالجبار رومی چوہنگ لاہور

غزل

اداس شاموں میں وہ لوٹ کر آنا
بھول جاتا ہے
کر کے خفا مجھ کو منانا بھول جاتا
ہے اتنی عادتوں نے اس کی مجھے
بدنام کر ڈالا
وہ لکھ کر میرا نام دیواروں پر مٹانا
بھول جاتا ہے
مت پوچھ محبت میں لاپرواہی اس
کی شہزاد
دے کر زخم وہ مرہم لگانا بھول جاتا
ہے

کتنا دل کش ہوتا ہے اس کی یاد کا
منظر نوید
وہ جب بھی یاد آتا ہے زمانہ بھول
جاتا ہے
۔۔۔۔۔نوید خان ڈاہا عارفوالا

غزل

ہماری ہی اپنی دیوار ٹھہری محبت
ورنہ کاروبار ٹھہری
مقدر کے سکندر تھے بہت ہم
محبت ہی ہمیں کیوں ہار ٹھہری
تیری ہی خاطر تڑپے ہے میرا دل
محبت چیز کیسی یار ٹھہری
پلٹ کے اب تو آ جاؤ یار واپس
کہ فرقت تیری پر یار ٹھہری
ہماری زندگی ہوئی خزاں گر
تیری تو زندگی گلزار ٹھہری
کبھی رکھنا نہ قدم عشق کی راہ میں
راہ الفت تو ہے پر خار ٹھہری
کہ کانٹوں کا یہ تو اب ہار ٹھہری
۔۔۔۔محمد افتخار تبسم وان بچھراں

غزل

دیپک جگنو چاند ستارے ایک سے
ہیں
یعنی سارے عشق کے مارے ایک
سے ہیں
ہجر کی شب میں دیکھو تو آ کے
میرے چاند
میرے آنسو اور یہ تارے ایک
سے ہیں
میری کشتی کیسے ڈوبی کیا معلوم
ساری لہریں سارے دھارے
ایک سے ہیں

کچھ اپنے اور کچھ بیگانے اور میں
خود
میری جان کے دشمن سارے ایک
سے ہیں
اب لوٹ آؤ کس سے فریاد کروں
قاتل منصب حاکم سارے ایک
سے ہیں
۔۔۔خلیل احمد ملک شیدانی شریف

غزل

من آنگن میں شہر بسا ہے
شہر میں ایک دریا بہتا ہے
جس میں چاند ستارے اور پن
کبھی نہ ٹوٹنے والے بندھن
ہیں نہ بھولنے والی یادیں
ٹوٹی پھوٹی کچھ یادیں
روشندان اور جھلمل راتیں
لفظ ادھورے پوری باتیں
لہروں پہ منڈتے جذبے بہتے
جائیں
کوئی کہانی کہتے جائیں
ہرے ہرے پیڑوں پر شاخیں
سایوں کی زنجیر بنائیں
پون سندیسے لیے ہوئے
نئے موسم کے خوشحال پرندے
پلکوں پر پھیلے رنگوں سے
آنکھوں میں تصویر بنائیں
دریا میں افلاک بنائیں
اندر کے سب بھید کنارے کھلتے
جائیں
من آنگن میں شہر بسا ہے
شہر میں ایک دریا بہتا ہے
دریا کی لہروں میں رہتے رستوں

میں ان دیکھے سپنے سجتے ہوئے ہیں
خواب دھنک خوشبو اور چہرے
ملے ہوئے ہیں
لیکن شہر کے دروازے پر
بے خوابی کے دکھ سکھ اوڑھے
جانے کسی کی آس میں آنکھیں
نیند کا پہرہ دیتی ہیں
ایم جے قریشی۔ڈیرہ اسمٰعیل خاں

غزل

میں جان سے وعدہ نبھا نہ سکا
قبر میں اسے سلا نہ سکا
چھوڑا تھا جب دیس جان روئی
بہت
میں بھی اپنے آنسو چھپا نہ سکا
ہزاروں تھے کندہ دینے والے مگر
میں کندہ دینے جا نہ سکا
ہفتے مہینے سال یونہی گزر گئے
قسمت کا مارا وقت پہ جا نہ سکا
میں آرزوئیں سب کی نبھاتا رہا
مگر درد اپنا دکھا نہ سکا
دیکھتے ہی دیکھتے کتنے بچھڑ گئے
ہاتھوں سے کسی کو دفنا نہ سکا
خزاں کی طرح سب کچھ بکھر گیا
گزرے وقت کو کوئی لا نہ سکا
کہتے ہیں وقت زخم بھر دیتا ہے
پر یہ بات میں دل کو سمجھا نہ سکا
میں نے ہر بات بھلا دی ہے مگر
ایک جان کا غم میں بھلا نہ سکا
۔۔۔۔علی حیدر تنہا سعودی عرب

غزل

تیرا مچل مچل کر ملنا
تیرا ہنس ہنس کر چلنا
مجھے اب بھی یاد آتا ہے
تیری پہلی بار ملنا
۲۔تیری باتوں کے نخرے
تیری زلفوں کے سائے
کتنا رولاتی ہیں تیری
شوخ سی ادائیں
تیری دولت کا وہ سایہ
تجھے لے گیا مجھ سے چھین کر
میری غربت کی جوانی نے مجھے مٹا
ڈالا
تو نے سنی لوگوں کی باتیں
میری ایک بھی نہ مانی
تو نے کی ہے بے ایمانی
تو خوش رہے جہاں رہے جانی
۔۔۔۔یاسر وکی اڈہ صالحوال

یہ میری داستاں ہے سنانی نہیں یہ
حقیقت ہے کوئی کہانی نہیں ہے
میری ان آنکھوں سے بہتا لہو ہے
جسے لوگ سمجھتے پانی پانی نہیں یہ
زندگی ہے آزمائش وامتحاں کا نام
جتنی سمجھا تھا پیاری سہانی نہیں یہ
محبت بھی کرنا اور زمانے سے ڈرنا
مگر ہے عاشق کی نشانی نہیں یہ
میرے گفتار و پیار کا بھی جائزہ لے
بس تصویر ہے میری پرانی نہیں یہ
۔۔۔۔غلام مجتبیٰ غلام۔گجرات

غزل

سنو کہ وعدہ نبھانے کوئی نہ آئے گا
نئے گلاب اگانے کوئی نہ آئے گا
سمندر پہ بھروسہ بڑی حماقت ہے
لبوں کی پیاس بجھانے کوئی نہ
آئے
گا
ذرا سنبھل کے چلو راستہ نہیں ہموار
جو گر گئے تو اٹھانے کوئی نہ آئے گا
تیری طرف ہیں زمانے کی ملتمس
نظریں
جو سو گیا جگانے کوئی نہ آئے گا
سحر تلک تو حفاظت کرو چراغوں کی
یہ بجھ گئے تو جلانے کوئی نہ آئے گا
تمہیں منانے کی کیوں چارسو ہیں
تدبیریں
مگر یہ راز بتانے کوئی نہ آئے گا
ہمارے بعد زمانے کو اے امتیاز
حدیث عشق سنانے کوئی نہ آئے گا
۔۔۔۔۔ایس امتیاز احمد کراچی

غزل

ہم تیرے انتظار میں ہیں
انجان ہونے سے پہلے تم لوٹ آنا
صبح شام رہتی ہے تیرے دیدار کی
امید
دن ختم ہونے سے پہلے تم لوٹ آنا
اگر نہ لوٹ پاؤ تو بس اتنا ہی کر دینا
میری سانس رکنے سے پہلے تم
لوٹ آنا
۔۔۔۔عبداللہ رکھا جوئیہ کبیروالا

دُکھ درد ہمارے

''دُکھ درد ہمارے'' کالم کے لیے جو قارئین بھی اپنا دکھ شائع کرانا چاہتے ہیں وہ اپنے دکھ لکھ کر ہمراہ اپنے شناختی کارڈ کی کاپی بھی ارسال کریں۔ ''دکھ درد ہمارے'' کالم کے لیے جن قارئین کے شناختی کارڈز کی کاپی ہمراہ نہیں آئے گی ان کو ''دکھ درد ہمارے'' کالم میں جگہ نہیں دی جائے گی۔ ایسے تمام قارئین کے آئے ہوئے خطوط ضائع کر دیتے ہیں۔ ..... ایڈیٹر

......میری زندگی کی کہانی ایک نشیب فراز کا مجموعہ ہے، کبھی خوشی تو کبھی غم۔ میرے ساتھ کچھ ایسا ہوا کہ میں ایک بہت ہی امیر ماں باپ کی بیٹی تھی۔ بچپن سے ہی ہر چیز میسر، وہ کہتے ہیں کہ سونے کا چمچ منہ میں لے کر پیدا ہونا ویسا ہی حساب تھا میرا۔ ماں باپ کی پہلی اولاد تھی لہٰذا سب سے زیادہ لاڈ پیار بھی حاصل کیا۔ جب میں تین چار سال کی تھی تو اللہ نے مجھے ایک بھائی دیا۔ پھر میں بھائی کے ساتھ مگن ہوگئی اس کو اٹھاتی اس کے ساتھ کھیلتی اسے پیار کرتی حتیٰ کہ بھائی بھی مجھ سے بہت مانوس ہوگیا۔ پھر اچانک وقت کی آندھی ایسی چلی کہ ہماری تمام خوشیاں اڑا کر لے گئی۔ ہوا کچھ یوں کہ میں ابھی کوئی دس گیارہ سال کی تھی اور بھائی پانچ چھ سال کا تھا کہ ابو کا روڈ ایکسیڈنٹ ہوگیا اور ابو انتقال کر گئے۔ ہم لوگ گھر میں اپنے کام کاج میں مصروف تھے کہ اچانک دروازے پر دستک ہوئی دیکھا تو کچھ لوگوں نے ایک چارپائی پر ایک لاش کو ڈالا ہوا تھا اور انہوں نے بتایا کہ یہ آپ کے ابو کی لاش ہے۔ میں تو سنتے ہی بے ہوش ہوگئی۔ خیر ہوش میں آئی تو بہت سارے لوگ ہمارے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے اور پھر ابو کا کفن دفن ہوا اور ساری رسومات کے بعد سب لوگ چلے گئے یوں ہماری بربادی کا سلسلہ شروع ہوا۔ ابو کا کاروبار ختم ہوگیا کیونکہ کوئی سنبھالنے والا نہیں تھا امی نے تھوڑا وقت دیا جس سے تھوڑا بہت کاروبار چلتا رہا اور ہمارا گھر بھی چلتا رہا۔ امی نے بہت زیادہ محنت کی اور ہمیں پڑھایا لکھایا اور پھر جب شادی کا وقت آیا میری منگنی ہوئی پھر شادی کا مقرر وقت آیا شادی ہوگئی سسرال کافی اچھے کھاتے پیتے تھے اور اچھے لوگ تھے۔ میرا شوہر تو بہت اچھا اور مجھ سے بہت پیار کرتا تھا شادی کے ایک سال بعد مجھے بیٹا ہوا بیٹا جب دو سال کا ہوا تو جڑواں بیٹیاں ہوئیں۔ بیٹیاں ابھی ڈیڑھ سال کی ہوئی تھیں کہ اچانک ایک دن ٹیلی فون آیا میں نے جب سنا تو کوئی کہہ رہا تھا کہ یہ بشارت علی کا گھر ہے تو میں نے کہا جی ہاں تو اس نے کہا آپ بشارت علی کی کیا لگتی ہیں میں نے ان سے کہا میں ان کی بیوی ہوں اس نے کہا آپ کے شوہر کی لاش ہسپتال میں پڑی ہے آپ آکر وصول کرلیں۔ میری تو دنیا ہی اجڑ گئی اور میں بے ہوش ہوگئی جب مجھے ہوش آیا تو میرے سسر نے پوچھا تو میں نے سب کچھ بتایا اور وہ سب بھی رونے دھونے لگے اور پھر بھاگ کر ہسپتال پہنچے وہاں سے لاش وصول کی اور گھر آکر کفن دفن کیا۔ کچھ عرصہ لوگوں کا آنا جانا لگا رہا

ابھی ہم اس صدمے سے باہر نہیں نکلے تھے کہ ایک دن پولیس کے ساتھ کچھ اور لوگ ہمارے گھر آئے اور کہا کہ آپ یہ گھر خالی کر دیں کیونکہ یہ گھر اب آپ کا نہیں رہا۔ پتہ چلا کہ ہماری فیکٹری کے منیجر نے تمام کاروبار اور تمام جائیداد اپنے نام کروالی ہے اور یوں ہم دربدر ہوگئے اور آج تک اس حال میں ہیں کہ کبھی روٹی مل جائی تو کبھی بھوکے سوجاتے ہیں۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ میری مشکلات کو آسان کرے۔ (فرحت جبیں...... سرگودھا)

......میری زندگی کی کہانی کچھ اس طرح ہے میں جب پیدا ہوئی تو میرے گھر میں پہلے ہی بہن بھائیوں کی ریل پیل تھی کیونکہ میرے سے چار بھائی بڑے اور دو بہنیں تھیں جب میں پیدا ہوئی تو کوئی خاص خوشی نہیں منائی گئی کیونکہ اس دور میں لڑکیاں کو تو پہلے ہی زحمت سمجھا جاتا ہے مجھے بچپن سے ہی کوئی خاص پیار نہیں ملا اس لیے میں نے رسالوں کا سہارا لیا میرا شوق صرف رسالوں تک ہی محدود رہ گیا ایک مرتبہ ایک ڈائجسٹ میں میں نے ایک بابا کا اشتہار پڑھا اور ان کو خط لکھ دیا انہوں نے جس طرح کا اشتہار دیا ہوا تھا وہ بڑا ہی سسپنس قسم کا تھا کہ بابا جی اللہ سے براہ راست رابطہ کرتے ہیں میں نے جب ان کو خط لکھا اور اپنے گھر کے حالات لکھے تو کچھ دنوں کے بعد ہی بابا جی اپنے مرید کے ساتھ ہمارے گھر میں آگئے اور انہوں نے میرے گھر والوں کو ایسے سبز باغ دکھائے کہ میرے گھر والے بھی اس کے مطیع ہوگئے وہ بابا جی تقریباً ایک ماہ تک ہمارے گھر میں ہی ڈیرہ لگا کر بیٹھے رہے اور ایک دن انہوں نے ایسے سبز باغ دکھائے کہ میری والدہ، بڑی بہن، مجھے اور دو میرے بھائیوں کو ساتھ لے کر چلا گیا کہ میں آپ کے بھائیوں کو نوکری دلاؤں گا وہ ہمیں ایک ایسے علاقے میں لے گیا جہاں پر ہمیں کوئی بھی نہیں جانتا تھا اس نے وہاں جا کر میری بڑی بہن سے خود نکاح کرلیا اور میرا نکاح اپنے مرید سے کردیا دو ماہ بعد کسی طریقے میرے والد اور محلے والوں میں ہمیں ڈھونڈ نکالا اور وہ پیر ہمیں چھوڑ کر فرار ہوگیا۔ اور ہمیں گھر واپس لے آئے اس کے بعد میرے ہاں بیٹی ہوئی اور میری بڑی بہن کے ہاں بیٹا ہوا چار سال تک انتظار کیا لیکن اس پیر کا کہیں پتہ نہ چلا پھر عالموں سے مشورہ کر کے ایک اور جگہ پر میرے گھر والوں نے میری شادی کردی شروع شروع میں بہت اچھے دن گزرتے رہے کیونکہ میرا خاوند ڈرائیور تھا اس نے مجھے بھی بھی پریشانی نہیں آنے دی پھر میرے ہاں بیٹا ہوا اور گھر میں کافی سکون ہوگیا لیکن پتہ نہیں میرے گھر کو کس کی نظر لگ گئی میرا خاوند نشے کا عادی ہوگیا اور اپنی والدہ کے کہنے پر مجھے مارتا پیٹتا بھی تھا میرے گھر والے بھی پریشان رہنا شروع ہوگئے کہ پہلے بھی بیٹی کو اتنے زیادہ دکھ ملے ہیں اب کیا کریں لیکن میرے خاوند نے تشدد کی حد کردی مار پیٹ روزانہ کا معمول بن گیا آخر میرے گھر والوں نے تنگ آکر اس سے طلاق کا مطالبہ کردیا اس نے اس شرط پر طلاق دینے کا وعدہ کیا کہ بیٹا مجھے دے دو اور طلاق لے لو میرے گھر والوں نے میری ظاہری حالت دیکھ کر بیٹا ان کو دے دیا اور میرا گھر اجڑ گیا ایک سال تک میں اپنے گھر میں بیٹھی رہی پھر مجبوراً میرے گھر والوں نے تیسری جگہ میری شادی کردی لیکن شروع شروع میں انہوں نے بڑے سبز باغ دکھائے تھے اب شادی کو تقریباً تین سال گزر گئے ہیں لیکن ابھی تک کوئی اولاد نہیں ہوئی اب میری اللہ سے ہر وقت یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری گود ہری کردے۔ (نور فاطمہ...... مانسہرہ)

رشتے ناطے

☒......عمر 38 سال، قد پانچ فٹ، رنگ گورا، تعلیم یافتہ، دیندار، کاروبار، ذاتی مکان، پیسے کی ریل پیل، ملنسار، خوش اخلاق، اس کیلئے پڑھی لکھی، دینی تعلیم لازمی، اچھے بھلے کی پہچان رکھنے والی، بڑوں کی عزت کرنے والی، چھوٹوں سے شفقت کرنے والی، ایسی لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ والدین یا خود مختار لڑکیاں رابطہ کریں۔ (چوہدری ناصر محمود، پسرور)

☒......25 سالہ بیوہ کیلئے ایک اچھے کردار کے مالک لڑکے کا رشتہ درکار ہے بیوہ کی تعلیم ایف ایس سی ہے ۔ بیوہ کا ذاتی مکان ہے۔ والدین بچپن میں فوت ہو گئے ہیں۔ اچھے اخلاق کا مالک ہو غیر اخلاقی عادت نہ ہوں نشئی اور جواریوں سے معذرت پڑھے لکھے سمجھدار اور خواہشمند حضرات فوری رابطہ کریں (فوزیہ جبیں، ظفروال)

☒......ہمیں اپنی بنی کیلئے ایسے لڑکے کی تلاش ہے جو پڑھا لکھا ہو، خوبصورت ہو، ذاتی کاروبار ہو، ذاتی مکان، پڑھی لکھی خوبصورت تعلیم یافتہ والدین کی اکلوتی اولاد وراثت میں مکان، دھوکے باز سے معذرت فوری رابطہ لڑکا خود بھی مل سکتا ہے۔ (نور محمد، قصور)

☒......45 سالہ بیوہ کیلئے رشتہ درکار ہے اپنی کوٹھی، بینک بیلنس، ذاتی گاڑی، ذاتی کاروبار ایسے رشتے کی ضرورت ہے جو گھر داماد رہنا پسند کرے پڑھا لکھا ہو اور کاروبار سنبھال سکتا ہو۔ کاروبار کے سلسلے میں اندرون بیرون ملک جانے کیلئے خوبصورت اور انٹیلی جنٹ لڑکے کی ضرورت ہے لالچی اور خود غرض رابطہ کرنے سے پرہیز کریں۔ (نور فاطمہ، میلسی)

☒......سید فیملی کی دوشیزہ کیلئے رشتہ درکار ہے۔ رنگ سانولا، پڑھی لکھی، وراثت میں مکان، سید فیملی سے رشتہ درکار ہے، لڑکا پڑھا لکھا ہو، خوبصورت ہو، گھر داماد رہنے کو ترجیح دی جائے گی، لالچی اور سید فیملی سے باہر کے رابطہ کرنے سے پرہیز کریں۔ بالمشافہ ملیں یا فوری رابطہ کریں (محمد اصغر، لاہور)

☒......ایسے خوبرو لڑکے کیلئے رشتہ درکار ہے جو شادی کے بعد فوری طور پر بیرون ملک لے جانا چاہتا ہے۔ ایسی لڑکی کا رشتہ درکار ہے جو خوبصورت ہو، پڑھی لکھی ہو، عزت کرنا جانتی ہو، چال باز اور وقت گزار لڑکیاں زحمت نہ کریں۔ (محمد قیصر، بنوں)

☒......مجھے ایسا رشتہ چاہیے جو اپنے پاس رکھے۔ کیونکہ میرے والدین فوت ہو چکے ہیں میری عمر تقریباً 28 سال ہے اور دارالامان میں رہ رہی ہوں کسی پڑھی لکھی فیملی سے رشتہ درکار ہے جو سرکاری ملازم ہو۔ فوری رابطہ کریں (سہیل احمد، یتیم خانہ لاہور)

☒......50 سالہ خوبرو بیوہ کیلئے ایک اچھے کردار کے مالک لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ بیوہ کی تعلیم بی ایس سی ہے اور سکول ہیڈ مسٹریس ہے بیوہ کی ذاتی کوٹھی بھی ہے لڑکا خوبصورت ہو، پڑھا لکھا کم از کم ایف اے پاس ہو کوئی غیر اخلاقی عادت نہ ہو شریف اور باادب خواہشمند حضرات۔ (فرحت نسرین، نوشہرہ)

☒...... ہمیں اپنی بیٹی رنگ سانولہ، قد ساڑھے چار فٹ، تعلیم بی اے کیلئے ایسے لڑکے کا رشتہ درکار ہے جو پڑھا لکھا ہو، خوبصورت ہو، ذاتی کاروبار ہو، دھوکے باز سے معذرت فوری رابطہ لڑکا خود بھی مل سکتا ہے۔ (راشد علی، ڈسکہ)

گلدستہ

اچھی باتیں

☆ ہیلو نہیں ۔۔ اسلام علیکم
☆ او کے نہیں ۔۔ انشاء اللہ
☆ بائے بائے نہیں ۔۔ فی امان اللہ
☆ تھینک یو نہیں ۔۔ جزاک اللہ
☆ گریٹ نہیں ۔۔ ماشاء اللہ
☆ آئی ایم فائن نہیں ۔۔ الحمد اللہ
☆ زبردست نہیں ۔۔ سبحان اللہ

شاہد اقبال چوکی

دوستی

دوستی کا رشتہ ایک پرندے کی طرح ہوتا ہے اگر سختی سے پکڑو تو مر جائے گا نرمی سے پکڑو تو اڑ جائے گا اور اگر محبت سے پکڑو تو ساری زندگی آپ کے ساتھ رہے گا

رائے اطہر مسعود آکاش

حدیث نبوی

پیارے نبی کریم ﷺ کسی جلسے کے دوران ارشاد فرما رہے تھے کہ تم مسلمان ایک دوسرے کو تحائف دیا کرو ایک آدمی نے کہا حضرت جی اگر کسی آدمی کے پاس گفٹ نہ ہو تو پھر کیا دیا جائے آپ نے فرمایا کیا تم اسے اپنی ایک مسکراہٹ بھی نہیں دے سکتے۔

☆ خدا کی نظر میں عظیم وہ ہے جسکا اخلاق بلند ہو۔
☆ شہرت بہادری کے کارناموں کی مہک ہے
☆ تمہاری عقل تمہارا استاد ہے

محمد آفتاب شاہ کوٹ

کبھی سوچا ہے

☆ ہر لفظ میں ایک مطلب ہوتا ہے اور ہر مطلب میں ایک فرق ہوتا ہے
☆ زندگی میں دو چیزیں ٹوٹنے کے لیے ہوتی ہیں، سانس، اور ساتھ سانس ٹوٹنے سے انسان ایک بار مرتا ہے اور ساتھ ٹوٹنے سے انسان بار بار مرتا ہے
☆ وقت اور پیار دونوں زندگی میں اہم ہوتے ہیں وقت کسی کا نہیں ہوتا اور پیار ہر کسی کے ساتھ نہیں ہوتا۔
☆ نیند اور موت۔ نیند آدھی موت ہے اور موت مکمل موت ہے۔
☆ وقت اور سمجھ ایک ساتھ خوش قسمت لوگوں کو ملتے ہیں کیوں کہ اکثر وقت پر سمجھ نہیں ہوتی اور سمجھ آنے تک وقت نہیں بچتا۔
☆ یقین اور دعا نظر نہیں آتے لیکن ناممکن کو ممکن بنا دیتے ہیں۔
☆ زندگی مایوس ہونے کا نہیں بلکہ پرامید ہونے کا نام ہے کہ ہر دن کے بعد پیارا تارا ور ہر سیاہ رات کے بعد روشن صبح بھی ضرور آتی ہے۔

خلیل احمد ملک شیدانی شریف

اقوال زریں

☆ ہر ایک وفادار دوست تلاش کرتا ہے لیکن خود وفادار نہیں ہوتا
☆ اگر کسی سے وفا نہیں کرتے تو اس کو برباد بھی مت کرو
☆ کسی کو اتنا مت رلاؤ کہ اس کے آنسو تمہارے لیے زنجیر بن جائیں
☆ والدین کے چہرے پر محبت کی ایک نظر ڈالنا بھی ایک عبادت ہے
☆ اگر کوئی تم پر احسان کرے تو لوگوں کو بتاؤ اور اگر تم کسی پر احسان کرو تو اسے چھپاؤ۔
☆ ایک ارب جھوٹ بولنے سے بہتر ہے کہ ایک سچ بول کر ہار جاؤ
☆ عشق کی آگ صرف اور صرف درویش کے دل میں رہ سکتی ہے
☆ اپنا ہمراز صرف اپنے دل کو بنا لو کامیاب رہو گے۔
☆ پیار موت سے کرو جو برحق ہے

ایم ولی اعوان گولڑوی

ہنسنا منع ہے

وکیل نے کیس لینے سے پہلے موکل سے پوچھا کہ تمہیں کس سلسلے میں گرفتار کیا گیا تھا
سرکاری کام میں مداخلت کرنے کے جرم میں
تم نے کس کام میں مداخلت کی تھی
انسپکٹر صاحب مجھے گرفتار کرنا چاہتے تھے میں نے مزاحمت کی تھی۔
کس طرح کی مزاحمت کی تھی مار پیٹ یا بحث ومباحثہ۔
نہ مار پیٹ نہ بحث ومباحثہ بس وہ بیس ہزار مانگ رہے تھے اور میں نے پانچ ہزار دینے کی کوشش کی تھی۔

کوثر عبدالقیوم عرف سونی

ہنسنا منع ہے

ایک آدمی جھوٹ بولنے کی وجہ سے کافی مشہور تھا۔
ایک اسی سالہ عورت کو پتا چلا تو ڈرتے ہوئے اس عادمی سے بولی کہ تم ہی دنیا میں سب سے بڑے جھوٹے آدمی ہو میں تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئی ہوں لوگوں کی باتوں کو دفعہ کرو اس عمر میں بھی یہ حسن یہ جمال یہ رعنائی یہ دلکشی بوڑھی اعورت شرماتے ہوئے بولی ائے اللہ لوگ بھی کتنے ظالم ہیں اچھے بھلے سچے انسان کو جھوٹا کہتے ہیں

امداد علی عرف ندیم عباس

انمول باتیں

☆ دل کی ہزار آنکھیں ہوتی ہیں مگر یہ محبوب کے عیبوں کو نہیں دیکھ سکتا۔
☆ کسی کا دل نہ دکھا تو بھی ایک دل رکھتا ہے۔
☆ وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا اس کی قدر کرو۔
☆ جو کام اپنوں سے نہ ہو سکے سب کے لیے ناممکن سمجھو۔
☆ رشتہ داروں سے رشتہ نہ توڑو اس سے خدا ناراض ہو سکتا ہے۔
☆ احسان کی قید سب سے بڑی قید سب سے بڑی قید ہے
☆ جھوٹ رزق کو کھا جاتا ہے
☆ غصہ عقل کو کھا جاتا ہے
☆ وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا اس کی قدر کرو۔
☆ نیکی بدی کو کھا جاتی ہے۔

محمد اعجاز احمد خانیوال

مہکتی کلیاں

☆ خوبصورتی علم وآداب سے ہوتی ہے لباس سے نہیں۔
☆ آنسو بہانا دل کو روشن کر دیتا ہے
☆ حیا اور کم بولنا عقل کی نشانیاں ہیں
☆ زبان ایک خنجر ہے۔
☆ کسی انسان کی نرمی ہی اس کی کمزوری کو ظاہر کرتی ہے کیوں کہ پانی سے نرم کوئی چیز نہیں ہوتی لیکن اس کی طاقت انسانوں چٹانوں کو ریزہ ریزہ کر دیتی ہے۔
☆ آنسو کا ہر قطرہ دنیا کی ہر چیز سے مہنگا ہے لیکن کوئی اس کی قیمت اس وقت تک نہیں جان سکتا جب تک اس کی اپنی آنکھوں سے نہ نکلے۔
☆ تین چیزیں سخت تیرین ہیں جوانی میں مفلسی سفر میں تنگدستی اور تنگ دستی میں قرض۔
☆ جو شخص آنکھ کی التجاہ کو نہ سمجھے اس کے سامنے زبان کو شرمندہ تکلف مت کرو۔
☆ رشتے اور سودے میں بہت فرق ہوتا ہے رشتے قائم کیے جاتے ہیں اور سودے طے کئے جاتے ہیں۔
☆ کوئی بھی رشتہ بدن پر پہنے ہوئے لباس کی مانند نہیں ہوتا کہ جسے اتار کر پھینک دیا جائے اور دوسرا بدل لیا جائے
☆ کسی انسان میں خوبی دیکھ کر بیان کرو آخر خامی مل جائے گی۔
☆ اگر آپ کی آنکھ خوبصورت ہے تو آپ کو دنیا اچھی لگے گی لیکن اگر آپ کی زبان خوبصورت ہے تو آپ دنیا کو اچھے لگو گے۔

محمد صفدر کراچی

دنیا میں ایسا کام کرو کہ سب اسے کرنے کی تمنا کریں۔

کشور کرن

شاہد رفیق کی ڈائری

جہاں خوشی ہو وہاں غم بھی ہوتے ہیں خوشی اور غم انسان کے مقدر میں لکھے ہوتے ہیں دنیا میں کوئی ایسا ہیں جسے خوشی ملے تو غم نہیں ہے یا غم ہو تو خوشی نہیں ہے خوشی ایک مہمان کی طرح ہوتی ہے جو آتی ہے چلی جاتی ہے غم ہمارے پاس ہی رہتے ہیں خوشی میں سب خوش خوش شریک ہوتے ہیں اور دعا دیتے ہیں مگر غموں میں کوئی شریک نہیں ہوتا ایسے انجان بن جاتے ہیں ایسے منہ موڑ لیتے ہیں جیسے گویا جانتے ہی نہ ہوں جب انسان کو خوشیاں اور غم میں فرق محسوس ہوتا ہے تو وہ غم بہتر لگتے ہیں کیوں کہ غم اپنے ہوتے ہیں خوشی کے چلے جانے کا احساس ہوتا ہے غم کا احساس رات کی تنہائی میں ہوتا ہے جب آنکھ میں آنسو چمک اٹھتے ہیں جن پر کسی کا اختیار نہیں ہوتا یہ تو خوشی میں بھی نکل پڑتے ہیں مگر غموں میں ان کا مزہ ہی کچھ اور ہے کاش کوئی اس دنیا میں ایسا ہوتا جو میرے دکھوں کا مداوا کرتا

رخسانہ جی! جب سے آپ نے میرا دل توڑا ہے نہ مرتا ہوں نہ جیتا ہوں تم نے تو اپنی شادی کر لی اور میری زندگی کراب کر دی دل ریزہ ریزہ ہو گیا پتہ نہیں لوگ وفا کیوں نہیں کرتے اب تو مجھے اپنے بھی چھوڑ گئے ہیں سب رشتے توڑ دیئے ہیں اب تو صرف کسی سچے انسان کی تلاش ہے جو مجھے اپنا کہے اور شاید جو دنیا کا حال ہے کوئی بھی وفادار نظر نہیں آتا ہر انسان دھوکہ دینے کا سوچ لیتا ہے اب تو اس امید پہ زندہ ہوں کہ کوئی تو وفادار ملے گا جو میرے ٹوٹے دل کو جوڑے

شاہد رفیق سہو کبیر والا

راشد لطیف کی ڈائری

کاش کوئی میرا ہوتا مجھے لاوارث کو اپنا سمجھتا دنیا کے ان حسین لوگوں میں ہمدرد انسان ایسا ہوتا ملاوٹ سے پاک صاف کوئی دوست جو میرے سب غم بتا لے اور مجھے سچا پیار کرے اور وہ وفا کو پیکر ہو جو میری چاہت کی قدر کرے جو مجھ غریب کو آسرا دے جو مجھ غریب کے قدم سے قدم ملا کر چلے مجھے کبھی گرنے نہ دے میری سوچ سے بڑھ کر ہو اس کے زان پر سچے الفاظ ہوں جس کا دل بھی سچا ہو کیا کوئی ایسا دوست ہے یا پھر میرا خواب ہی رہے گا کیا میرا یہ خواب کبھی پورا ہو گا کاش یہ میرے سپنے سچ ہو جاتے

راشد لطیف صریے والا

ریاض احمد کی ڈائری

میں آپ سے بہت محبت کرتا ہوں کبھی بھی مجھ سے دور مت جانا میں آپ کے بنا نہیں رہ سکتا ایک بار صرف ایک بار مجھے مل جاؤ پھر میں دنیا کو دکھا دوں گا کہ پیار کیسے کیا جاتا ہے میں نے پیار کیا ہے اور کرتا ہی رہوں گا کبھی تو مجھے اپنا چہرا دکھا دیا کرو کہاں غائب رہتی ہو آپ کے پاس میرے لیے ٹائم ہی نہیں ہے میں تو دنیا کا ہر کام چھوڑ کر بھی آپ کے پاس آسکتا ہوں کیا آپ کچھ کچھ وقت میرے لیے نہیں نکال سکتی میں جانتا ہوں عورت مرد کی نسبت زیادہ مجبور ہوتی مگر پھر بھی اگر میرے دل کے جذبات کو سمجھ کر مجھ سے ملنے کا پروگرام بنالو مہربانی میری جان ورنہ انتظار کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا

ریاض احمد لاہور

تبسم کی ڈائری

جب انسان کو تنہائی ڈستی ہے تو اس

کی ایک ہی خواہش ہوتی ہے کوئی اس کا ہم نشیں بن جائے کوئی اس کے دکھ درد کو سمجھے مگر یہ تو قسمت کی بات ہے کبھی کسی کو بہت زیادہ مل کر بھی کچھ نہیں ملتا اور کبھی کچھ ایسا مل جاتا جس کا وہم وگمان بھی نہیں ہوتا مجھے آج بھی یکم اپریل یاد ہے جس کو فول ڈے بھی کہتے ہیں مگر یہ فول ڈے نہیں بلکہ ندیم ڈے ہے کہنا اچھا لگتا ہے کیوں کہ اس دن میری زندگی میں ایک ندیم کی آمد ہوئی جسے کہ ندیم نام سے ہی ظاہر ہے کہ ہم نشیں کو کہتے ہیں اس لیے وہ ایک اچھا ہم نشیں ثابت ہوا میں ان دنوں میٹرک کے پریکٹیکل کی تیاری کرنے سکول جاتا تھا جب ندیم میری زندگی کا حصہ بنا اس سے پہلے بھی میرے طرز مزاح سے بھرپور دوست تھے جن میں عمر دراز آکاش جبرائیل آفریدی۔ اور شبانہ روز کالیں میرے دل کو سکون دیتی تھیں ندیم آیا تو محض ایک خواب بن کر تھا حقیقت کا روپ دھار گیا ہماری کافی کالیں ہوتی تھیں بھائی ندیم مجھ سے بھی اچھے رویے میں بات کرتا تو کبھی روٹھے ہوئے میں ہم دونوں ہم راز بن گئے جواب عرض گروپ میں ہمارا نمبر شائع ہوا تو ہمارا رابطہ ہوا۔ ملنا ملانا تو چلتا رہا پھر میں میں اگست 2012 کو ندیم کے ہاؤس پہنچ گیا ین کے حد سے زیادہ پیار نے دل میں یگانگت پیدا کر دی اور اس طرح ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تیس دسمبر کی ملاقات سرد دسمبر ہمیشہ یاد رہے گا اس کے بعد سولہ مارچ کو تیسری یادیں زندہ ہیں تقریب میں مل کر شرکت کرنا میں کبھی نہیں بھول سکتا اس دن ہفتہ تھا بھائی نے میٹرک کے پیپر میں آخری پیپر دینا تھا افسوس کے مجھے ایوارڈ ملا اور بھائی ندیم کو نہ ملا مگر یہ میرا نہیں اس کا اپنا ایوارڈ تھا کیوں کہ ہم میں کوئی فرق نہ تھا نو مئی کو جھنگ آمد باعث مسرت ہوئی جہاں ہم نے دس مئی کی شام دربار شاہ جیونہ کروڑیاں پہ رسم چراغاں مل کر انجوائے کی اور پھر گیارہ مئی کو الیکشن دیکھ کر بارہ مئی کو ارمان سنگم ہاؤ پہنچ گئے وہاں بہت بڑی میٹنگ جس میں عمر دراز آکاش ساہیوال کے ایم ویل عامر جٹ سمیع اللہ ملک شرکت نے شگفتی دی پھر ملکر عامر جٹ اور سمیع اللہ کے ساتھ ساہیوال جانا نہیں بھول سکتا تیس جولائی کو ندیم ہاؤس پر جانا کبھی نہیں بھول سکتا اکتوبر کے آخر میں پھر ملاقات دوستی میں یکجہتی ایک عظیم اشاثہ ہے قارئین میں جس عظیم بھائی کی بات کر رہا ہوں وہ کسی تعریف کا محتاج نہیں ہے اس کی عظیم دوستی میرا قیمتی سرمایہ ہے جیہاں بھائی محمد ندیم عباس ڈھکو تیری چاہتوں کو سلام ۔

منظور اکبر تبسم ۔ جھنگ

عرفان کی ڈائری

اداسی بے دلی آشفتہ حالی میں کمی کب تھی ہماری زندگی یارو ہماری زندگی کب تھی آج آٹھ جون ہے میں اپنی زندگی کو کسی اور کے نام کر چلا ہوں اس شخص کے نام جو مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رہا ہے آج میری زندگی کا سب سے بڑا دن ہے کیوں کہ جو شخص مجھ کو پانچ سالوں میں روتے دیکھ کر مذاق اڑایا کرتا تھا وہ شخص جو میرے پیار کو تسلیم کرنے سے گریزاں تھا آج وہ شخص صرف اور صرف میرا ہے میں اس کے پیار کو پانے کے لیے کتنی دعائیں مانگتا تھا خدا کی بارگاہ میں ہر روز اس کو پانا ٹھانے کے لیے کیا کیا جشن کرتا تھا آج وہ شخص میرا ہے اب میری زندگی کے لمحات بہاروں کی آکاس کریں گے میرا پیار اس کے لیے سچا ہے شاید تب سے ہی مجھ کو خدا نے اس کے پیار سے نوازہ ہے جو میرے لیے کسی نعمت سے کم نہیں ہے میری جان پانا خیال رکھنا میں تم کو جلد ہی اپنے پیار کی ہتھکڑی لگا کر اپنا بنالوں گا

عرفان ۔ راولپنڈی

آئینہ رو برو

اسلام علیکم۔ سر ریاض احمد صاحب کیسے ہیں آپ کرم سے خیریت سے ہوں گے میری طرف سے جواب عرض کی پوری ٹیم کو اور اس کے ساتھ جڑے سٹاف ممبران کو محبتوں بھرا اسلام قبول ہو ماہ جون کا شمارہ اس بار میں نے فیصل آباد سے جا کر خریدا اس بار بھی جواب عرض نے انتظار کروانے کی حد کردی سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا اور ایمان تازہ ہو گیا اس کے بعد ماں کی یاد میں پیاری آپی جان کشور کرن نے بڑے طریقے سے تحریر کیا بہت اچھا تھا پھر کہانیوں کی طرف گامزن ہوا سب سے پہلے کہانی۔۔ ہم تھے جن کے سہارے۔۔ بابر علی خان۔۔ تم کہاں ہو۔ محمد یونس ناز۔۔ ایسا بھی ہوتا ہے۔ ایم اشرف۔۔ پوشیدہ آنسوز و بیب۔۔۔ یہ عشق نہیں آساں۔ سیدہ جیا عباس۔۔ گل بہار۔ نادیہ نازش۔ نادیہ جی بہت اچھی تحریر تھی آپ کی میری دعا ہے کہ آپ اس سے بھی اچھا لکھیں میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔۔ رنجش ہی سہی۔ مس افشاں۔۔ جینا صرف میرے لیے۔ تحریر آتش فائزہ۔ کون بے وفا حسین کاظمی۔۔ کہاں تم کہاں ہم۔ ایم آئی این کشمیری۔۔ پیار کا سراب۔ فلک زاہد جو مجھے اس ناول میں بیسٹ کہانی تھی وہ تڑپتی جنت۔۔ منظور ابر تبسم بھائی قسم سے آپ کی سٹوری پڑھ کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے تبسم بھائی میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس نیک کام میں اجر وفا دے آمین میں کس کس کہانی کی تعریف کروں بلکہ اس بار پورا شمارہ ہی قابل تعریف تھا۔ ریاض احمد صاحب میں آپ سے مخاطب ہونا چاہتا ہوں آپ نے اس بندہ ناچیز کو اس قابل سمجھا کہ اپنی چاہت بھری محفل میں جگہ دی میں آپ کا کن لفظوں میں شکریہ ادا کروں شاید میرے پاس وہ الفاظ ہی نہیں ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ پھولوں کی طرح مسکراتا رکھے آمین ریاض صاحب آپ سے ایک ریکویسٹ ہے کے آپ کے پاس میری تین سٹوریاں پڑھی ہیں اور پلیز ان کو بھی کسی قریبی شمارے میں جگہ دے کر شکریہ کا موقع فراہم کریں آخر میں اپنے کچھ دوستوں کے نام لکھنا چاہتا ہوں جو مجھے ہمیشہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں سب سے پہلے پیاری بہن عائشہ سے کہوں گا کہ میری کوئی بہن نہیں کوئی بھی بھائی اپنی بہن پہ احسان نہیں کرتا عائشہ جی یہ میرا فرض تھا میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی والدہ محترمہ کو جلدی صحت عطا فرمائے آمین اور میرے پیارے بھائی غلام دستگیر کی اللہ تعالیٰ دلی مراد پوری کرے اور گوجرانوالہ آپی رخسانہ سے کہوں گا کہ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھنے کا شکریہ اور اللہ تعالیٰ سے اپیل کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی والدہ کو صحت وتندرستی عطا فرمائے عائشہ اٹک۔۔ روبی جڑانوالہ۔۔ شہزین بچی کوٹھی۔۔ میرا پیر محل۔۔ صدام ڈوگر جڑانوالہ۔۔ بلال جڑانوالہ۔۔ اور میری پیاری سویٹ سی کزن عاشی میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جلدی منزل مقصود پر پہنچائیں۔ ماہ اگست کا شمارہ ملا تو جان میں جان سی آ گئی ماہ اگست کے شمارے نے جولائی کی کمی کو پورا کر

دیا اب آتا ہوں اگست کے شمارے کی طرف سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا تو ایمان تازہ ہو گیا اس کے بعد ماں کی یاد میں پڑھا بہت اچھا لگا جس کو زبیر شاہد نے تحریر کیا تھا اس کے بعد کہانیوں کی طرف ہاتھ بڑھایا تو جو مجھے سب سے زیادہ پسند آئی ان کے یہ نام ہے لیکن بھلا نہ پائے۔ کنول جی تنہا۔ کچھ خواب ٹوٹے کچھ خواب بکھرے انتظار حسین ساقی۔ گھر آجا پردیسی آپی کشور کرن۔ ہو گی صبح کے جیت شازیہ گل میری ادھوری محبت مجید احمد جائی ان سب کو اتنی اچھی سٹوری لکھنے پر میری طرف سے مبارکباد آئینہ رو برو میں آپی کشور کرن کا لیٹر پڑھا تو بہت اچھا لگا لیکن دکھ بھی ہوا کہ آپی کشور کرن جی نے کہا کہ اب میں جواب عرض میں نہیں لکھوں گی آپی جی آپ سے ہی تو جواب عرض میں رونق ہے پلیز آپ جواب عرض میں لکھتی رہیں یہ آپ کے اس بھائی کی ریکویسٹ ہے پلیز پلیز آپی جی لکھنا مت چھوڑنا۔ اور آخر میں جواب عرض کے لیے دعا گوں ہوں جواب عرض ہمیشہ بلندیوں کو چھوتا رہے آمین۔

-----------------------وقاص انجم جڑانوالہ۔ فیصل آباد

وقاص صاحب خط بہت لمبا ہے برائے مہربانی خط چھوٹا اور مختصر لکھیں شکریہ۔ ادارہ جواب عرض۔

اسلام علیکم محترم ریاض احمد صاحب امید ہے کہ آپ خیریت و عافیت سے ہونگے اگست کا شمارہ یادیں نمبر ملا جو بہت خوشی ہوئی لیکن اپنی کوئی تحریر نہ پا کر دل ڈوب سا گیا لیکن آئینہ روبرو میں دوستوں کی محبتیں دیکھ کر دل خوشی سے باغ باغ ہو گیا پرنس مظفر شاہ بھائی جان بہت شکریہ میرے پاس وہ الفاظ نہیں جن سے آپ کی محبت بیان کر سکوں حسین شاکر صاحب بھائی جان میری تحریر پسند کرنے کا شکریہ یہ آپ دوستوں کی محبتیں ہیں کہ مصروف زندگی سے وقت نکال کر جواب عرض کی دھڑکن میں شامل ہو جاتے ہیں۔۔ سویرا فلک محترمہ جی بہت بہت شکریہ میرے والد صاحب کے حق میں دعا کے لیے اللہ آپ تعالیٰ آپ کے والدین کا سایہ ہمیشہ آپ کے سر پر قائم رکھے آمین ایم عامر وکیل جٹ بھائی جان یاد ان کو کیا جاتا ہے جو بھول جائیں آپ تو میرے دل کی دھڑکن ہو ملک علی رضا صاحب آپ کی میٹھی میٹھی باتیں بہت دلکش ہیں سناتے رہو اور جیتے رہو۔۔ ایم یعقوب صاحب بھائی جان اللہ کا شکر ہے میں بچپن میں بھی اللہ کے گھر کی صفائی کیا کرتا تھا اور اب بھی جب اللہ توفیق دیتا ہے کر لیتے ہیں اور دوسری بات آپ اپنا چشمہ فیصلہ ہی میں بھول آئے تھے میں نے فحاشی کا سبق نہیں دیا تھا بلکہ فحاشی سے روکا تھا آپ کو تنقید کے سوا تو کچھ آتا ہی نہیں۔۔ باقی محترم ریاض احمد صاحب آئینہ روبرو میں پہلا لیٹر فردوس جوان کراچی کا لگا ہوا تھا جناب اس لڑکی نے مجھ سے رابطہ کیا تھا چند دنوں بعد میں نے اس سے رابطہ ختم کر دیا نہ میری اس سے دوستی تھی نہ کوئی عہد و پیمان چھ ماہ بعد اس نے دوبارہ رابطہ کیا بقول اس کے کہ اس نے میرا نمبر تلاش کرنے کی بہت کوشش کی محمد یعقوب ڈیرہ غازیخان والے سے اس نے میرا نمبر مانگا اس نے منع کر دیا پھر اس نے میرے ایک دوست سے شاہد رفیق سہو سے میرا نمبر مانگا تو اس نے بھی انکار کر دیا چند رائٹروں سے رابطہ کرنے کے بعد میرا نمبر نہ ملا تو اس نے میرے بہت ہی عزیز دوست رائٹر مقصود انجم بلوچ سے میرا نمبر لے کر مجھ سے رابطہ کیا اور گلے شکووں کی بوچھاڑ کر دی کہ آپ نے مجھ سے رابطہ ختم کیوں کیا ہے میں نے اسے حقیقت بتائی کہ میں اتنا فری نہیں ہوں کہ بات کر سکوں مختصر یہ کہ اس نے مجھ سے دوبارہ

بات کرنا شروع کردی اور میرے سامنے ان رائٹروں کو گالیاں دیں جنہوں نے میرا نمبر نہ دیا تھا یہ کسی سے سحر اور کسی سے نزہت تو کسی سے نزاکت سحر بن کر بات کرتی ہے ہر رائٹر کے لیے ایک نیا نام ہوتا ہے اس نے بات کرتے کرتے مجھے اپنے پاس کراچی بلایا اپنے سکول اور گھر کا ایڈریس دیا اس کے گھر کے قریب ہمارے رشتہ دار بھی رہتے ہیں اس کے باوجود بھی میں اسے ملنے نہیں گیا پھر یہ فیصل آباد آئی مجھے بلایا تو میں نہ گیا جواب عرض کی معرفت 2007 سے لے کر آج تک کوئی لڑکی یا کوئی شخص یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ میں کسی لڑکی سے ملنے گیا یا کسی لڑکی سے پیسے یا ایزی لوڈ لیا ہو مجھے پتہ ہے آج کسی سے پیسے لوں گا تو کل قیامت کے دن دینے پڑیں گے دنیا کا حساب آسان اور قیامت کا مشکل ہے ریاض بھائی یہ لڑکی فردوس عوان خواں مخواہ رائٹروں کو بدنام کر رہی ہے جب کسی رائٹر کو آزمانے کے لیے اس کے ساتھ دوستی اور پیار ومحبت کا اظہار کرے گی اگر وہ انکار کر دے تو یہ مغرور کہے گی اگر وہ اچھا رسپانس دے گا یہ کہے گی میں آپ کو آزما رہی تھی یہ رائٹروں سے دوستی کر کے بات شادی تک لے جاتی ہے اور پھر اپنا نمبر بند کر لیتی ہے بقول اس کے اس کے پاس کئی سمیں ہیں آپ اس سے آئی ڈی کی کاپی منگواؤ تا کہ اس کے اصل نام کا پتہ چلے اس کی فرینڈز نے مجھے بتایا کہ ہے یہ شادی شدہ ہے اور اس کے دو بچے بھی ہیں اور کاشف عوان عبدالحکیم بھائی جان آپ رفعت محمود صاحب سے پوچھیں کہ جواب عرض میری تحریروں کے ساتھ جو نمبر شائع ہوتے ہیں وہ بند ہیں باقی میری طرف سے محترم پیارے بھائی عبدالرزاق مغل ۔ ناصر جوئیہ ۔ نذیر ساغر ۔ انتظار حسین ساقی ۔ ملک علی رضا ۔ عامر وکیل جٹ ۔ زوبیہ کنول ۔ میڈم خالدہ محمود رائیونڈ ۔ مجید احمد جائی ۔ کو خلوص بھرا سلام ۔ ادھوری دلہن نزالہ مغل بہت گڈ محترمہ آپ کی تحریر قابل تعریف تھی ۔

---------------------------ایم عاصم بوٹا چوک میتلا

عاصم بوٹا صاحب خط مختصر لکھیں بس بہت لمبا خط ہے پھر شکایت کرتے ہیں کہ خط پورا شائع نہیں ہوتا برائے مہربانی خط مختصر لکھا کریں ۔ ادارہ جواب عرض ----------------------------

اسلام علیکم ۔ انکل ریاض احمد صاحب امید کرتا ہوں کہ آپ خیریت سے ہوں گے اگست کا شمارہ یاد ہیں ملا تقریبا پورے پندرہ دن انتظار کرنا پڑا پندرہ دن کے بعد جیسے ہی ملا سب سے پہلے اپنی کہانی لیکن بھلا نہ پائے شائع کرنے پر انکل جی اور باقی پورے سٹاف کا شکریہ ادا کرتا ہوں پسند اور ناپسند کا فیصلہ دوسروں پر چھوڑتا ہوں ۔۔ میں بھائی راشد لطیف کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے اپنی کہانی کی مبارکباد دی اس کے بعد ۔۔ ابرار احمد آرائیں گگو منڈی آپ کا بھی بہت بہت شکریہ ۔۔ شہباز ساگر ۔۔ محمد عظیم عارفی ۔ آپ سب دوستوں کا شکریہ آپ نے میری کہانی کو پسند کیا اور اب آتے ہیں باقی کہانیوں کی طرف تو سب سے پہلے مزے دار کہانی ۔۔ گھر آجا پردیسی ۔ آپی کشور کرن جی مجھے آپ کی یہ سٹوری بہت پسند آئی دل سے بہت ہی اچھی لگی میری طرف سے آپ کو مبارکباد قبول ہو ۔۔ اس کے بعد یادیں ثناء اجالا آپ کی سٹوری بہت اچھی تھی مبارکباد قبول کریں ۔ بدنصیبی ذوالفقار علی سانول مبارکباد ہو کوئی میرے دل سے پوچھے ۔۔ سماویہ چوہدری ویری گڈ آپ کی سٹوری بھی بہت ہی اچھی تھی مبارک ہو

متاع جاں تھا وہ محمد عرفان ملک مبارک باد قبول کریں۔۔ کچھ خوب ٹوٹے کچھ خواب بکھرے انتظار حسین ساقی مبارک باد قبول کریں۔۔ ہو گی صبر کی جیت شازیہ گل۔۔ برسوں بعد ایم ویل عامر جٹ۔۔ دل کا کیا کریں صاحب ثمینہ بٹ لاہور۔۔ ادھوری دلہن نزالہ مغل پیر محل آپ کو بھی میری طرف سے مبارکباد قبول ہو۔۔ اللہ کی آواز عارف شہزاد روہڑی ویلڈن۔۔ وفا کی پیار زر راز کیہ۔۔ پیار کر سراب فلک زاہد میری ادھوری محبت پرنس تابش۔۔ فریب ہے محبت مجید احمد جائی۔ ویری گڈ۔۔ ملے کچھ یوں آستر کراچی ۔میری طرف سے آپ سب رائٹرز کو دل کی اتھا گہرائیوں سے مبارکباد قبول ہو میری رائٹر حضرات سے درخواست ہے کہ وہ آپی کشور کرن کے بارے میں لیٹر میں غلط لکھیں یا پھر جیسا کہ فردوس عوان کراچی نے لکھا ہے کہ اسے کسی رائٹر کی سٹوری اچھی لگتی تھی تو وہ ان سے رابطہ کرتی تھی اور انہیں مبارکباد دیتی تھی لیکن وہ رائٹرز پر ساری دنیا لعنت بھیجتی ہے جو لڑکیوں سے گندی اور فضول باتیں کرتے ہین ان سے ایزی لوڈ لیتے ہیں شرم آنی چاہیے ان کو ایسے رائٹروں کو کیا آپ کے گھر میں ماں بہن نہیں ہے کیا اور ہاں آپی کشور کرن نے جولائی کے شمارے میں لکھا ہے کہ یہ میری آخری کہانی ہے اور میرا آخری خط ہے اس کے بعد میں جواب عرض میں نہیں لکھوں گی آپی پلیز آپ جواب عرض میں لکھنا مت چھوڑیئے گا اگر آپ نے چھوڑ دیا تو جواب عرض کی رونق ختم ہو جائے گی اس لیے پلیز پلیز۔ پلیز۔ پلیز۔ پلیز۔ پلیز۔ لکھنا مت چھوڑیئے گا آپی میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ آپ کے بارے میں کوئی غلط نہیں لکھے گا اور نہ ہی کچھ کہے گا اور انکل ریاض احمد سے گزارش ہے کہ وہ میرا خط پورا شائع کریں کیوں کہ اس سے ہمارے بگڑے ہوئے رائٹروں کو کچھ نصیحت مل جائے گی آخر میں سب رائٹرز کو پورے سٹاف کو کنول جی تنہا کا سلام قبول ہو۔

---------------------کنول جی تنہا گگو منڈی

کنول جی تنہا کچھ خیال کریں خط مختصر اور چھوٹا لکھا کریں۔۔۔۔۔۔۔ادارہ جواب عرض۔۔۔۔

اسلام علیکم۔ جواب عرض کی دکھی اور محبتوں بھری محفل میں سب کو میرا سلام دن مہینے اور سال گزر رہے ہیں مگر زندگی یونہی رہی ماہ جولائی کے رسالے کا روز بازار جا کر پتہ کیا مگر بائیس جولائی کو جولائی کا رسالہ تو ملا مگر اگست کا مل گیا ایک تو اتنا انتظار کیا اور ایک اوپر سے ایک مہینے کا رسالہ بھی مس ہو گیا اگست کا ٹائٹل بار۔ یادیں۔ بالکل بھی ٹائٹل بننے کے لائق نہیں لگ ثناء اجالا میری بات کو مائنڈ مت کرنا مگر مجھے آپ کی سٹوری اس قابل نہیں لگی کہ اسے رسالے کا ٹائٹل بار بنایا جاتا بہر حال یہ انتظامیہ کا کام ہے انہیں جو اچھا لگتا ہے انہوں نے کیا، شازیہ گل کی چھوڑی سی تحریر ہو گی پیار کی جیت بہت پسند آئی۔ ثمینہ بٹ کی لبی چوڑی تحریر دل کا کیا کریں صاحب ٹھیک رہی محمد عرفان متاع جان تھا وہ اچھی کہانی تھی مبارک ہو بھائی جان۔ آستر کی ملے کچھ یوں پتہ نہیں کیسی کہانی تھی سمجھ نہیں آئی کہ سٹوری کا عنوان کس بنیاد پر رکھا گیا ہے سٹوری کے لکھنے کا مقصد کیا ہے بالکل ہی سمجھ نہیں آئی کہ یہ سٹوری ہے یا پاگل سا شخص کسی دوسرے پاگل سے باتیں کر رہا ہے سوری آستر جی مگر میرا آپ کی سٹوری پڑھنے کے بعد کا نقطہ نظر تھا۔ انتظار حسین ساقی صاحب اس بار بھی آپ کی کہانی نے مزا نہیں کروایا بہر حال مجھے امید ہے کہ آئندہ آپ اس سے بھی اچھی کہانی لکھیں گے آخر میں جو کہانی دل کو ٹھا کر کے گئی وہ۔۔ آپی کشور کرن جی کی کہانی گھر آجا

پردیسی تھی بہت خوب، بہن جی آپ کی کہانی ایک بار پھر میرے لیے پہلے نمبر پر تھی خدا آپ کی اور جواب عرض کے لکھنے والوں کی ہر دلی مراد پوری کرے اور خوشیاں فرمائے آمین میری دوسری کہانی بھی انشاء اللہ بہت جلد آجائے گی پھر آپ سب لوگ خوب میری کہانی پر تنقید کرنا جس طرح میں نے کی ہے پر میں نے تنقید نے جان کی جو مجھے ٹھیک لگا وہی کیا باقی ہر انسان کی اپنی اپنی سوچ ہوتی ہے آخر میں ہر بار کی طرح پھر وہی بات کہ ریاض احمد صاحب آپ بھی اپنی کوئی تحریر جلد از جلد بھیج دیں نوازش ہوگی آئینہ رو برو میں سب سے پہلا جو خط فردوس اعوان کراچی سے تھا انہوں نے کہا کہ میں نے کئی رائٹروں سے رابطہ کیا تھا ان کی سٹوری پڑھنے کے بعد مگر سب ہی ایک طرح کے درندے ثابت ہوئے کسی نے ملاقات کا کہا تو کسی نے جسم فروشی کا کسی نے شادی کا کہا تو کسی نے پیسے مانگے وغیرہ وغیرہ فردوس جی اگر آپ کسی رائٹر سے اپنی کسی بات کا بدلہ لے رہی ہیں ان کی عزت اچھال کر تو یہ بہت بڑی بات ہے اور اگر ٹھیک کہہ رہی ہیں تو یہ تمام لکھنے والوں کے لیے ڈوب مرنے کا مقام ہے لوگ ہماری تحریر پڑھنے کے بعد ہمکو مبارکباد دینے کے لیے رابطہ کرتے ہیں جبکہ ہم لوگ ان کے فون کرنے کا غلط مطلب نکال لیتے ہیں جواب عرض کی محفل ایک گھرانے کی طرح ہے جس میں لکھنے اور پڑھنے والے دونوں ہی شامل ہیں اگر ہم اپنے گھر والوں کی ہی عزت اچھالیں گے تو نقصان کس کا ہوگا یہ میرا سب سے سوال ہے امید ہے اگلے مہینے میں اس سوال کا جواب ضرور ملے گا آخر میں وجاب عرض کی ترقی کے لیے دعا گوں ہوں والسلام۔

سلمان بشیر بہاولنگر

سلمان بشیر آپ کا خط بہت لمبا ہے آئندہ اتنا لمبا خط شائع نہیں کیا جائے گا۔۔۔ادارہ جواب عرض

اسلام علیکم۔ میں ایک ہفتے سے کوئٹہ بک سٹال میٹھا چوک اور میزان چوک پر چکر لگا رہا ہوں مگر دوسرے پاکستان کے ڈائجسٹ آچکے ہیں مگر ایک جواب عرض ہے جس کا نام ونشان بھی نظر نہیں آیا اب جبکہ ماہ جولائی کے شمارے پر تبصرہ کیے بغیر اتنی سے گزارش ہے کہ دو یا تین قبل آپ سے فون پر بات ہوئی تھی کہ میری کہانی داغ دار محبتیں دسمبر میں شائع ہوئی تو اس ماہ ایک تحریر بھیانک چہرہ ارسال خدمت کی مگر سات ماہ ہوگئے ہیں یہ تحریر شائع نہیں ہوئی جبکہ قبل ازیں خطوط میں درخواست کی تھی کہ میں آپ کا باقاعدہ رائٹر بننا چاہتا ہوں مگر اب تو یہ ظاہر ہوگیا ہے کہ میرے دو تین ماہ بعد کیا ہر دو تین سال بعد تحریر شائع ہوگی جناب میری تحریر میری تحریریں دو ماہ بعد شائع ہوں یا دو سال بعد میں آپ کو تحریریں ارسال کرتا رہوں گا اب تک میری تحریریں بھیانک چہرہ، نصیبوں والی پیار کا تحفہ آپ کے پاس ہیں ان میں سے جو بھی پہلی پہلی تحریر بھیانک چہرہ شائع ہوئی تو ایک یا دو تحریریں اور ارسال کروں گا باقی جون کے شمارے میں رائٹر کے نام کے ساتھ ان کے موبائل نمبر نہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ کے ادارے نے ایک بہت بڑا عزاز کا کام کیا ہے کیونکہ موبائل نمبر شائع ہونے سے ایسے بدمعاش اور آوارہ لوگ بھی قلم پکڑ لیتے ہیں اور یا کسی سے منت کروا کے بے ہودہ کہانی لکھ کر آپ کی طرف بھیج دیتے ہیں پھر ہماری معصوم سی او بھولی بھالی سی ہماری بہنوں بیٹیوں کو بے وقوف بنا کر ان کی زندگیوں سے نہ جانے کیسے کیسے کھیل کھیل رہے

ہیں جواب عرض میں موبائل نمبر شائع نہ ہونے سے لاکھوں آوارہ بدچلن رائٹر میں بہت کمی آ جائے گی بلکہ بے شمار لڑکیوں کی زندگی پر سکون ہو جائے گی اس موضوع پر دل کو ہلا دینے والی سچی کہانی آپ کی طرف روانہ کی ہے مگر آپ اس سے درندہ صف لوگوں کے چہرے سے نقاب نہیں ہٹا رہے جن کا بھیانک چہرہ دیکھ کر میں نے کہانی روانہ کی تھی جناب جمال الدین صاحب آج بھی میں روزے سے مزان چوک کوئٹہ گا مگر مجھے جواب عرض نہ ملا جن کا کوپن ملاقات آپ کی طرف روانہ کرتا اب اپنی تصویر اور تعارف ارسال کر رہا ہوں امید ہے کہ آپ کہ آنے والے شمارے میں میرا تعارف ملاقات ضرور شائع کریں گے میری طرف سے آپ کی آپ کی پوری ٹیم کو اور جواب عرض کے تمام رائٹرز کو دل کی گہرائیوں سے سلام قبول ہو

محمد اسلم آزاد لہڑی سبی بلوچستان

خط چھوٹا اور مختصر لکھیں شکریہ.................ادارہ جواب عرض

اسلام علیکم ماہ اگست کا شمارہ میرے ہاتھوں میں ہے جس کا کریڈٹ میں صرف ریاض سر کو دینا چاہتی ہوں کیونکہ ان کی بدولت ہی یہ ممکن ہوتا ہے کہ میں پڑھ کر تبصرہ کر سکتی ہوں سر ویری تھینکس اس کے بعد شمارے کی طرف آتی ہوں تو مجھے جو سب سے زیادہ سٹوری پسند آئی وہ شازیہ گل کی ہے ہو گی صبر کی جیت اور ادھوری دلہن نرالہ مغل پیر محل کی اس کے علاوہ۔ ثمینہ بٹ لاہور کی ہلکی پھلکی تحریر کافی مزے کی تھی برسوں بعد۔۔ ایم وکیل عامر جٹ اتنی چھوٹی عمر میں آپ اتنا اچھا لکھتے ہو۔۔ یادیں شاجالا اور فریب ہے محبت مجید احمد جائی صاحب کی سٹوری بھی مزے کی تھی باقی ابھی پڑھی نہیں ہیں انہیں پڑھ کر ہی ان پر تبصرہ کروں گی ہماری سب کی لاڈلی۔۔۔ آپی کشور کرن کی تعریف کے لیے تو میرے پاس الفاظ ہی نہیں ہیں آپی جی آپ کو پتہ ہے مجھے آپ میں نازیہ کنول نازی کا عکس نظر آتا ہے پلیز آپ کی بہن آپ سے ریکویسٹ کرتی ہے کہ لکھنا بھی مت چھوڑنا میں نے آپ کے نام پیغام بھیجا ہے جو کہ سر ریاض احمد آپ تک پہنچا دیں کے اگر دس لوگ برے ہوں تو ان لوگوں میں پانچ اچھے لوگ بھی ہوں گے آپ ایسے لوگوں پر دھیان ہرگز مت دیں اس کے علاوہ میں نے اپنے انکل پرنس مظفر شاہ صاحب سے سوری کہنا چاہوں گی کہ اگر آپ کو میری بات بری لگی ہے تو ویری سوری آپ ہمارے بڑے اور سینئرز ہیں ہم بچوں کو ڈانٹ سکتے ہیں اور گائیڈ کر سکتے ہیں کہ ہم کیسا لکھ رہے ہیں اچھا یا برا۔ میرا تو یہ مطلب تھا کہ تنقید بے شک تنقید ہے مگر تنقید برائے اصلاح ہو نہ کہ تنقید برائے تنقید ہو اس کے علاوہ یاسر ملک صاحب۔ سویرا ملک۔ رمضان تبسم صاحب۔ ملک علی رضا۔ فنکار شیر زمان۔ آپ سب کا بہت بہت شکریہ میرا لکھا پسند کرنے کا۔ حق نواز لسبیلہ آپ کا بھی بے حد شکریہ میرا بہت سا سلام اور دعائیں ہمارے بھائی شاہد رفیق صاحب شادی کی مبارکباد بھائی جان صدا خوش رہو مسکراتے رہو۔ اور کیا میں اچھا دوست ہوں سلسلہ ختم کر کے کوئی اور نیا اور اچھا سا سلسلہ شروع کریں پلیز باقی سب ٹھیک ہے شاعری تو سب کی لاجواب ہوتی ہے گلدستہ میرا پسندیدہ سلسلہ ہے تمام مردوں کے لیے میرا پیغام ہے کہ خدارا اگر آپ آج کی عورت کی عزت کرو گے تو بھی آپ کے گھر کی عورت کو ہمیشہ عزت ملے گی اس لیے پلیز عورت کی عزت کرو اس کی طرف اٹھنے والی نگاہ میں حیا پیدا کرو کیونکہ آج کل بہت غلط ہو رہا ہے ہر جگہ پر ادارے میں جیسا

ہماری بہن فردوس عوان نے نشاندہی کی ہے اس کے بعد صرف ایسے لوگوں کے لیے دعا ہی کی جاسکتی ہے اللہ انہیں ہدائت دے آمین۔ باقی تمام قارئین کو سلام اور جواب عرض کے لیے دعا کہ یہ ستارہ ہمیشہ چمکتا رہے آمین لیٹر کافی لمبا ہوگیا ہے پلیز سر ریاض پورا شائع کرنا اللہ حافظ۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سیدہ امامہ علی۔ راولپنڈی

اسلام علیکم۔ بھائی صاحب میں ایک غریب سا لڑکا ہوں میں کافی عرصہ سے جواب عرض پڑھ رہا ہوں اور کافی ساری تحریریں بھی بھیج چکا ہوں اور ان کو شائع کرتے ہیں میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے ایک خوبصورت رسالا بنایا ہے جس میں ہمیں کافی ساری چیزیں پڑھنے کو ملتی ہیں بہت اچھی اچھی باتیں لکھی ہوتی ہیں جن کو پڑھ کر دل باغ باغ ہو جاتا ہے مجھے کافی عرصہ سے جواب عرض پڑھنے کا شوق ہے جواب عرض پڑھتا ہوں اور دوسرے دوستوں کو بھی پڑھنے کو دیتا ہوں بھائی میں ایک تحریر آپ کے ہاں ارسال کر چکا ہوں اس کو شائع کرنا آپ کی بڑی مہربانی ہوگی جس کا نام محبت بے وفا تھی ہے اور قارئین کا شکر گزار ہوں لوگوں نے میری تحریریں پسند کی ہیں ان کے لیے میں دعا کرتا ہوں کہ جواب عرض دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے آمین۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ذوالفقار تبسم چوہان میاں چنوں

اسلام علیکم۔ سر میں آپ سے ناراض ہوں کہ آپ نے میری کہانی میری اپنی آپ بیتی شائع نہیں کی اور اس بار میں ایک اور کہانی آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں میں بہت مشکل سے جواب عرض منگواتا ہوں اگست کا شمارہ میرے ہاتھوں میں ہے اسلامی صفحہ پڑھا اور ماں کی یاد میں کیا ہی بات ہے سر میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ میں کوئی لکھاری نہیں ہوں تھوڑی بہت غلطی ہو جائے تو معاف کر دیا کریں سر یہ کہانی میں نے ٹوبہ ٹیک سنگھ سے لکھ کر بھیجی ہے ضرور شائع کرنا۔۔ اور آپی کشور کرن جی کسی ایک کی غلطی کی سزا دوسروں کو نہیں ملتی ہے آپ کی کہانیاں میں دو سال سے پڑھ رہا ہوں آپ تو جواب عرض کی شان ہیں اگر آپ چلی گئی تو سمجھ لیں کہ جواب عرض آپ کے بنا ادھورا ہے لاوارث۔ گھر آجا پردیسی۔ بھی بہت اچھی کہانیاں تھیں۔۔ فلک زاہد صاحبہ کہانی پیار کا سراب بہت ہی اچھی کہانی ہے۔۔ انتظار حسین ساقی۔ ثنا اجالا۔ ریاض احمد صاحب۔ نزالہ مغل۔ سب کی کہانیاں سپرہٹ ہوتی ہیں جو میں اب کہانی بھیج رہا ہوں پیار کرکے دیکھو نا بہت ہی اچھی کہانی ہے پڑھ کر دیکھئے کہ پلیز سر ہماری سفارش کریئے یہ خط ضرور شائع کریں آخر میں قارئین سے التماس ہے کہ میرے بارے میں دعا کریں جلد سے جلد میں اپنی خوشیاں دوبارہ حاصل کرسکوں۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فرمان الہٰی ٹوبہ ٹیک سنگھ

اسلام علیکم۔ انکل ریاض جی آپ سے امید باخیرت ہے انکل جی میں جواب عرض باقاعدگی سے پڑھتا ہوں مگر میں نے پہلی بات آپ کی بزم میں شرکت کی ہے کہ آپ کو ایک کہانی بعنوان یاد تو آتی ہوگی کہ نام سے اس کی پہلی قسط ارسال کی ہے لیکن وہ ابھی تک شائع نہیں ہوئی ہم نے اس دفعہ جواب عرض کا بہت انتظار کیا تھا مگر جب ملا تو اپنا نام نہ پا کر بہت مایوسی ہوئی انکل جی اگر میری تحریر پہنچ گئی ہے تو اسے

شائع کردیں یہ کہانی مکمل ہو جانے پر میرا ایک اور کہانی لکھنے کا ارادہ ہے جیسے جیسے موقع ملتا جائے گا آپ کو لکھ کر ارسال کرتا جاؤں گا اس کے علاوہ میں جواب عرض کے تمام رائٹرز کو داد دیتا ہوں کہ سب اتنا اچھا اچھا لکھ رہے ہیں اس کو پڑھ کر دل خوش ہو جاتا ہے مجھے جواب عرض جت پر رائٹر کی کامیابی پر عزم ہے اور اب تو میں بھی ان کا حصہ بننے جا رہا ہوں یہ بھی خوشی کی بات ہے کہ کیونکہ ہماری شناخت جواب عرض سے ہے اللہ کرے جواب عرض دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے آمین انکل ریاض جی اور جواب عرض کے سب ساتھیوں کو سلام۔

--------------------وسیم منیر۔ ڈھلیان کھاریاں۔

آپ قارئین کرام کا بہت ہی مشکور ہوں کہ آپ جواب عرض کے دیوانے بن چکے ہیں اس کا کوئی بھی شمارہ کسی وجہ سے لیٹ ہو جائے تو آپ کالز کر کر کے ہمیں یاد دلاتے ہیں کہ رسالہ ابھی تک مارکیٹ کیوں نہیں آیا آپ کا بہت شکریہ آپ کی محبتوں چاہتوں کا بہت شکریہ کہ آپ جواب عرض سے بہت ہی پیار کرتے ہیں۔آپ کی چاہتیں آپ کی محبتیں ہمارے لیے سرمایہ حیات ہیں۔ پچھلے میڈم کشور کرن کا ایک لیٹر شائع ہوا تھا کہ وہ رسالہ چھوڑ رہی ہیں اور آپ نے ان کے بارے میں اتنا کچھ لکھ دیا کہ ہمیں بھی حیرت ہونے لگی بلکہ خوشی ہونے لگی کہ جواب عرض کی پرانی ساتھی نے ایسا فیصلہ کیوں ان سے میں نے رابطہ کر کے وجہ معلوم کی تو ان کی کچھ شکایت تھیں جن کو ہم نے فوری دور کر دیا ہے لہذا وہ اب کبھی بھی جواب عرض کو نہیں چھوڑیں گی آپ لوگ اطمینان رکھیں۔ وہ آئندہ اپنے ایک خط کے ساتھ شامل ہوں گی اور اسی طرح لکھتی رہیں گی جیسا کہ وہ لکھتی آ رہی ہیں وہ بھی آپ ساتھیوں کے درمیان رہنا چاہتی ہیں۔ جواب عرض سے ان کو بھی ایسی ہی محبت اور چاہت ہے جیسی آپ سب کو ہے۔آپ تمام قارئین کے لیٹرز کے بارے میں ان کو بتا دیا ہے کہ جواب عرض کے قارئین ان کی دوری کو برداشت نہیں کر سکتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ۔ ہمارے ایک رائٹر ناصر اقبال خشک صاحب ہیں ہم نے ان کی تحریروں کو غور سے دیکھا ہے پڑھا ہے پرکھا ہے ان کے قلم میں لکھنے کی مہارت موجود ہے۔ان کے لکھنے کا انداز بہت ہی سویٹ ہے میری ان سے گزارش ہے کہ وہ جواب عرض کے لیے ہر ماہ کچھ نہ کچھ لکھا کریں کیونکہ ان کے بارے میں ہمیں بہت سی کالز موصول ہو رہی ہیں امید ہے کہ وہ جواب عرض کے لیے لکھتے رہیں گے۔اور جواب عرض کے قارئین کے دلوں میں اپنا سحر ڈالتے رہیں گے۔

--------------------آفس مینجر جواب عرض۔ ریاض احمد۔ لاہور۔

اسلام علیکم سب سے پہلے مینجر ریاض احمد صاحب آپ سے ایک شکوہ ہے کہ پورے کراچی میں جولائی کی تئیس تک کسی نیوز ایجنسی یا دکان پر نہیں ملا کیوں جولائی کا شمارہ لیٹ شائع ہوا ہے یا پھر اور کوئی وجہ تھی پلیز آپ نوٹس لیجیے تاکہ کراچی کے قارئین کو بروقت جواب عرض ملے میں عرصہ آٹھ سال سے جواب عرض کا قاری ہوں جب تک جواب عرض کا شمارہ نہ پڑھوں دل کو سکون نہیں ملتا چاہیں جولائی رات بیاب عرض کا شمارہ ملا بہت خوشی ہوئی کیونکہ بہت عرصہ بعد کراچی میں بارش ہو رہی تھی اور اوپر سے بہت انتظار کے بعد جواب عرض ملا سب سے پہلے اسلام صفحہ پڑھا ماشاء اللہ بہت اچھا تھا اللہ ہم

سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین پھر آپی ثناء اجالا کی لکھی گئی سٹوری یاد یں پڑھی بہت اچھی تھی پھر فلک زاہد کی سٹوری پیار کا سراب پڑھی بہت اچھی تھی پھر انتظار حسین ساقی ۔ذوالفقار علی سانول ۔آپی کشور کرن ۔ساویہ چوہدری ۔آپی شازیہ گل ۔ان سب کی سٹوریاں ٹاپ پر تھیں محمد عرفان ملک ۔کنول جی تنہا ۔ثمینہ بٹ لاہور کی سٹوری بھی اچھی تھی بہت پسند آیا ۔نزالہ مغل ۔مجید احمد جائی سلام سر کیسے ہیں آپ بہت اچھی کہانی لکھتے ہیں آپ مبارک آپ کو پلیز ہر ماہ سٹوری لکھا کریں عارف شہزاد ۔ذارا زکیہ ۔آسٹر کراچی پرنس بابش چشتیاں ۔کی سٹوری میری ادھوری محبت بہت زبردست تھی آپ بھی سٹوری لکھا کریں ہم ہر وقت شدت سے آپ کی سٹوری کا انتظار کرتے ہیں شکریہ ۔آخر میں تمام رائٹرز حضرات اور قارمین جواب عرض کے ساتھ جڑے تمام ممبران کو سلام جواب عرض دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے آمین ۔

--------------------سجاد علی گلگیتی

اسلام علیکم بھائی ریاض احمد صاحب اینڈ پورے سٹاف کو میرا سلام قبول ہو سب سے پہلے میں ان کا شریہ ادا کروں گا جنہوں نے اس بندہ ناچیز کی سٹوری کو پسند کیا جن میں سے آپی جبیں راؤ بہاولنگر سے ۔شاہد رفیق جو ماشاء اللہ رائٹر بن گئے ہیں ان کا بھی شکریہ ارسلان آرزو جڑانوالہ تھینک یو ۔بہت شکریہ کہ آپ نے میری سٹوری کو پسند کیا بھائی ریاض احمد ایک بات میری سمجھ میں نہیں آرہی جب بھی میں لاہور آتی ہوں تو لاہور کے شہر والٹن میں سے بھی نہیں ملا میں اپنی آنٹی کے پاس جون کی کیم کو گئی تھی میں نے کہا کہ ہوسکتا ہے پھر میں نے کہا کہ ہوسکتا ہے پندرہ تاریخ کو مل جائے مگر ہمارے منڈی عثمان میں بھی نہیں ملا آپ پلیز جواب عرض جلدی بھیجا کریں کیوں کہ ہم تھک جاتے ہیں چکر لگا لگا کر اور جواب عرض سے مایوس ہو جاتے ہیں میں حیران ہوں کہ بیرونی ملک جا سکتا ہے اور یہاں کیوں نہیں آسکتا ۔آخر میں محمد سلیم مئیو کو سلام جناب میں لاہور اپنی آنٹی کے پاس ہوں اگر منڈی ہوتی تو آپ سے رابطہ کرتی او کے ۔

--------------------کرن منڈی عثمان والا قصور

اسلام علیکم ۔امید کرتا ہوں کہ سب سٹاف خیریت سے ہوگا جناب آپ بات کر کے بھول جاتے ہیں آپ کو دو تین بار کہا کہ میرا نمبر شائع کر دیں مگر آپ نے میرا نمبر شائع نہیں کیا پھر دوبارہ فون کیا ہمارا جواب عرض سے انیس سال پرانا تعلق ہے امید کرتا ہوں کہ آپ ہمارا خیال کریں اور جواب عرض چھوڑنے کی نوبت آئے ۔مجھ پر بہت دباؤ ہے مگر ہمیشہ انکاری ہی ہے اب آتے ہیں جون کے جواب عرض کی طرف کہانیاں اچھی تھیں ہم تھے جن کے سہارے پرنس بابر علی خان کی کہانی پڑھ کر دل بار بار رویا ۔فواد کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا ۔پوشیدہ آنسو خورشید زوہیب کی کہانی پڑھی یہ کہانی ہے کہ ایک لڑکی سے تین لڑکے محبت کرتے تھے آج کل محبت ہے مطلبی لڑکیاں خود برباد ہوتی ہیں اور پھر روتی ہیں ۔جینا صرف میرے لیے آتش فائزہ کی کہانی بہت زبردست تھی ۔کون بے وفا حسنین کاظمی کی کہانی پڑھی پڑھ کر بھی پتہ چلا کہ کون بے وفا تھی ۔کہاں تم کہاں ہم ایم آئی این کی کہانی بالکل بور تھی اور رہی بھی لمبی ۔پیار کا سراب فلک زاہد کی چوتھی قسط پڑھی اچھی لگی لگتا ہے کہ ابراہیم بدل رہا ہے اللہ تعالی شمائلہ کو خوشیاں دے

آمین تڑپتی جنت جناب منظور اکبر تبسم جھنگ کی کہانی پڑھ کر دکھ ہوا اپنے ہی دکھ دیتے ہیں منظور بھائی نے جو مدد کی ہے اللہ تعالیٰ اس کو بڑا اجر دے آمین اور جن لوگوں نے ایک ماں کو تڑپایا ہے ان کو دنیا میں بھی سزا ملے گی اور آخرت میں بھی۔ رضوان عباسی کراچی کی ڈائری پڑھی اس کے والد کی وفات کا پڑھ کر بہت افسوس ہوا اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں جگہ دے آمین آخر میں جواب عرض کے سب سٹاف کو خلوص دل سے محبتوں بھرا اسلام قبول ہو سب قارئین کو سلام۔

----------------محمد آفتاب شاد کوٹ ملک دو کوٹہ

اسلام علیکم میں جواب عرض کا کافی عرصہ سے قاری ہوں اس میں بہت ساری اچھی باتیں ملتی ہیں کہ میں کافی دیر سے سوچتا تھا کہ میں بھی کچھ لکھوں لیکن اپنی مصروفی کی وجہ سے میں کچھ بھی نہیں لکھ پایا ایڈیٹر صاحب میں کچھ اور تحریریں آپ کے ہاتھ ارسال کر رہا ہوں ان کو شائع ضرور کرنا آپ کی بری مہربانی ہوگی میں آپ کی اس جواب عرض میں شامل ہونا چاہتا ہوں مہربانی فرما کر شائع کرنا آپ کی مہربانی ہوگی اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رحمت میں رکھے اور جواب عرض دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے آمین

----------------ذوالفقار تبسم میاں چنوں

اسلام علیکم آپ کیا حال ہے بھائی ریاض احمد اور جواب عرض کی پوری ٹیم کو سلام جناب متاثر کرنے کی بھی ایک حد ہوتی ہے آپ نے تو کسی محبوب سا انداز اپنا رکھا ہے کہ پہلی ہی جنگ میں من موہ لینا مرا مطلب ہے کہ جون کا شمارہ میرے ہاتھ میں ہے پڑھنے کے بعد آپ کو خط لکھنے پر مجبور ہو گیا یہ میرا پہلا جواب عرض ہے جو میں نے پڑھا ہے پہلے نام سنا تھا اور اس کی مقبولیت کا بھی علم تھا مگر کچھ مصروفیات کے باعث اس سے جدا ہی رہا تھا مگر اب دل سے عہد کر لیا ہے کہ کچھ بھی ہو جائے جواب عرض سے وفا ہی کریں گے واہ رائٹرز کا کال کیا خوب لکھا ہے تمام جواب عرض کے رائٹرز کو میری طرف سے مبارکباد قبول ہو اور آداب بھی سر آپ سے ایک اجازت چاہئے تھی یہ جو آپ کا آنگن ہے یعنی جواب عرض اس کی خوبصورت تیاری جواب عرض کے ابھرتے ہوئے شاعر ہیں تھوڑی سی جگہ چاہئے تھی اگر اجازت ہو تو آپ کو اپنی شاعری ارسال کر دیتا ہوں میری یہ ایک خواہش ہے اور آپ کے عوض پوری ہونے کی پوری توقع ہے جواب عرض خدا دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

----------------غلام مجتبیٰ غلام۔ ڈنگہ گجرات

اسلام علیکم ریاض بھائی اور جواب عرض کی پوری ٹیم کو میری طرف سے سلام اس کے بعد چلتے ہیں شمارے کی طرف تو مئی کا شمارہ ملا سب سے پہلے اسلام صفحہ پڑھا ماں کی یاد میں اچھا لکھا ہوا تھا اس کے بعد سٹوریاں پڑھی تمام کی تمام سٹوریاں بہت اچھی تھیں اور اپنی مثال آپ تھیں جواب عرض کے لیے دعا ہے کہ اس کو دن دگنی رات چوگنی ترقی ملے آمین۔

----------------عائشہ رانی۔ برہان اٹک

اسلام علیکم جواب عرض ہر ماہ اپنی مثال آپ ہوتا ہے اس بار جون کا جواب عرض اچھا تھا سب لوگ اچھا لکھ رہے ہیں کچھ نئے چہرے سامنے آئیں ہیں ان کو میری طرف سے جواب عرض میں لکھنے پر

مبارکباد اور دل سے ویلکم کرتا ہوں اس ماہ بھی سب کہانیاں اچھی تھیں پر جو زیادہ پسند آئی ان میں سے پرنس علی کی کہانی ہم تھے جن کے سہارے۔ یہ عشق نہیں آساں سیدہ جیا عباس۔ ہمیں عشق ہوا۔ فرزانہ سرور۔ بھیگی پلکوں پہ ٹھہرے وفا کے جگنو۔ انتظار حسین ساقی یہ سب اچھی تحریریں تھیں پیار کا سراب اچھی کہانی ہے جو جاری ہے فلک زاہد صاحبہ آپ کی یہ اچھی کاوش ہے مزید لکھتی رہیں کشور کرن آپی کی کہانی نہیں تھی تو ایک کمی سی محسوس ہوئی پلیز آپی لکھتی رہیں۔ اور غزلیں بھی سب کی اچھی تھیں مثال گوجر خاں کدھر غائب ہیں پلیز لوٹ آئیں جواب عرض میں شکریہ۔ سب کو سلام خدا حافظ۔

-------------------------------ایم ظہیر عباس

اسلام علیکم۔ ریاض بھیا اینڈ یوری فیملی قارئین رائٹرز امید واثق ہے سب خیرت سے ہوں گے اس دفعہ بھی جواب عرض جولائی کے بجائے اگست کا شمارہ دیکھ کر کافی حیرت ہوئی ہمیشہ کی طرح آئینہ روبرو میں بڑھی کافی گرما گرمی نظر آئی کچھ ماہ سے جواب عرض سے غائب رہنے کی وجہ بھابھی کی بالکل اچانک ڈیتھ اور ان کے دو ننھے ننے بچوں کی ذمہ داری مجھ پر آن پڑی اسی وجہ سے مجھے کچھ دیر ہوگئی اور یہ الگ بات ہے جواب عرض پڑھنا بالکل نہ چھوڑا خیر خط لکھنے کی وجہ بھی کہہ سکتے ہیں۔۔ آپی کشور کرن جی آپی رہی آپی آپ سے ایک چھوٹی سی بات کہنے منظر عام پر آئی ہوں۔۔ آپی آپ کا غصہ بجا ہے آپ ہماری بڑی ہیں آپ ہم لڑکیوں کا مان ہے ہمارا فخر ہیں یوں جانے سے پہلے ایک بار تو سوچیں مجھ جیسی بے شمار لڑکیاں آپ کی قدم بقدم پہ حوصلہ افزائی کی وجہ سے آج اس مقام تک ہیں اب بیچ منجدھار پہ آپ ہاتھ چھوڑ رہی ہیں یہ اچھی بات نہیں ہم لڑکیوں کو آپ کی ضرورت ہے کرن آپی جواب عرض میں آپ کا نام ہے مقام ہے اتنی مشکلوں سے آپ اس منزل تک پہنچی ہیں بنا سوچے سمجھے آپ اتنا غلط فیصلہ کر رہی ہیں کرن آپی یہ آپ کی منزل ہے جگہ ہے یہ آپ سے کوئی نہیں چھین سکتا آپ کی دیکھا دیکھی ہم لڑکیوں میں حوصلہ بڑھا قلم اٹھایا آج جواب عرض کی جولڑکی ایک اچھی رائٹر ہے میں یہ کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کروں گی کہ وہ آپ کی اور سینئر رائٹرز کی بدولت ہے کرن آپی آپ ایک عظیم رائٹر ہیں آخر میں صرف اتنا ہی کہنا چاہوں گی شاید آپ کے میدان چھوڑ جانے کی وجہ سے بہت سی لڑکیاں پیچھے ہٹ جائیں کیونکہ آپ ہم سب کا حوصلہ ہیں دنیا والوں کا تو کام ہے باتیں کرنا کسی کی باتوں سے تنگ آ کر ہم لکھنا چھوڑ دیں گے آپی آپ پہ بہت زیادہ نہیں تو تھوڑا بہت ہمارا بھی حق ہے امید ہے آپ میری التجا رد نہیں کریں گی اور ریاض بھائی آپ سے صرف اتنا ہی کہوں گی ہماری اور آپ کے ادارے کی ایک اچھی رائٹر ہمیں چھوڑ رہی ہیں پلیز ریاض بھائی میرا خط پورا شائع کرنا شاید آپی کشور کرن مان جائیں پلیز پلیز پلیز آپی مان جائیں۔۔ اور سویرا فلک خاں وعلیکم اسلام یار تم کیسی ہو کہانی تمہاری ابھی تک پڑھی نہیں مجھے پتا ہے کہ اچھی ہی ہوگی ویسے تو تبصرہ ادھار ہے ریاض بھیا ریکویسٹ کر رہی ہوں پلیز خط پورا شائع کرنا اور جو کہانیاں بھیجی ہیں ان کے بارے میں ضرور سوچیئے گا اللہ حافظ۔

-------------------------------ندا علی عباس سوبا گجرات

اسلام علیکم۔ بھائی ریاض احمد صاحب کیسے ہیں آپ۔ اس بار بھی جواب عرض پانچ تاریخ کو ملا

ٹائٹل بے حد خوبصورت تھا سب سے پہلے آئینہ روبرو پڑھا سب کے محبت نامے بہت شاندار تھے خاص کر آپی کشور کرن پتوکی۔ ارسلان آرزو۔ سیدہ امامہ علی۔ محمد ندیم میواتی پتوکی۔ محمد بلال عباسی۔ وقاص انجم ۔محمد ابو ہریرہ۔ منظور اکبر تبسم کے طویل تبصرے بہت مزے کے تھے ویلڈن کہانیوں میں ہم تھے جن کے سہارے۔ پوشیدہ آنسو۔ ہمیں عشق ہوا۔ کون بے وفا۔ اور تڑپتی جنت خوبصورت کہانیاں تھیں باقی تحریریں بھی شاندار تھیں پیار کا سراب فلک زاہد نے خوبصورت تخلیق کیا فلک زاہد صاحبہ ہم آئندہ بھی آپ سے اچھی تحریروں کی امید رکھیں گے ریاض بھائی میں نے دو تحریریں ارسال کی تھیں مگر جواب نہیں آیا شاید لکھنے کا طریقہ غلط تھا خیر میں ایک تحریر ارسال کر رہا ہوں پلیز اسے جگہ دے کر مہربانی کا موقع دیں مجھے امید ہے کہ سب قارئین کو پسند آئے گی پہلی بار خط لکھ رہا ہوں اچھا رسپانس ملا تو آئندہ بھی لکھوں گا خط لیٹ ارسال کر رہا ہوں امید ہے جگہ مل ہی جائے گی آئندہ جلدی لکھوں گا اب اجازت دیں اللہ حافظ۔

---------------------منعم اصغر۔ ڈیرہ غازیخان

اسلام علیکم سر ریاض احمد صاحب امید ہے آپ اور آپ کا سٹاف بخیریت سے خدا کے فضل سے ہونگے جواب عرض کو خوب سجا سنوار کر ہمارے ہاتھوں کی زینت بنانے کا شکریہ سر آپ نے میری تحریروں کو جواب عرض کا حصہ بنایا سر ایک بار پھر میں نئی کہانی لے کر حاضر ہوئی ہوں میری پہلی تین کہانیاں۔ اور میرا خط پہنچنے تک امید ہے کہ وہ ملتی ہیں جس کی عصمت پاکیزگی معصوم حیا دار حسن اسے زہر بات کر دیتا ہے محبتوں سے گندھی نوری کی مکمل کہانی ہے اس کے جذبوں کی نامکمل تصویر اس کی عکاسی کرتی ہے امید ہے جلد از جلد جواب عرض کے خوبصورت اوراق کی زینت بنے گی انسان رشتوں کی خاطر ایک طرف جھک جاتا ہے شاہ ذر کی صورت دو سرا رحمٰن کی صورت رشتوں کا اپنے ہاتھوں سے گلہ گھونٹنا ایسے دو نوجوانوں کی محبت بھری دلکش داستان نوری کی ادھوری کہانی ہے برائے مہربانی اسے جلد شائع کرنا۔

---------------------شاء اجالا۔ بھلوال

اسلام علیکم۔ سر کیسے ہیں آپ۔ میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ میری تحریروں کو جواب عرض کی زینت بخشتے ہیں اور آپ سے ایک ریکویسٹ ہے کہ میری کہانی ماواں ٹھنڈیاں چھاواں بھی کسی قریبی شمارے میں شائع کر کے شکریہ کا موقع فراہم کریں کہانیوں۔ آپی کشور کرن کی کہانی گھر آجا پردیسی۔ شاء اجالا کی یادیں۔ متاع جان تھا وہ محمد عرفان ملک۔ ادھوری دلہن۔ ترالہ مغل اور برسوں بعد ایم وکیل عامر جٹ ان سب کی سٹوریاں بہت اچھی تھیں اور دل کو چھو لینے والی تحریریں تھیں اس کے علاوہ میں ان تمام پڑھنے والوں کا شکر گزار ہوں جو جواب عرض کو پسند کرتے ہیں اور قیمتی آراء سے نوازتے ہیں اس امید کے ساتھ میں اب اجازت چاہتا ہوں کہ دکھی محفل میں لکھنے کی جگہ ملتی رہے بقیہ تمام دکھی دلوں کو یدی طرف سے بہت بہت سلام۔

---------------------عارف شہزاد۔ صادق آباد

اسلام علیکم۔ ہر بار کی طرح اس بار بھی جب جواب عرض لینے گیا تو بہت دکھ ہوا کہ لفٹ کروائے

دل ٹوٹ سا گیا خیر کوئی بات نہیں ایسا ہوتا ہے پھر ماہ اگست کا شمارہ ملا اسلامی صفحہ پڑھا اور دل کو بہت سکون ملا سب سے پہلے جو کہانی پڑھی وہ تھی یادیں ثناء اجالا پھر بدنصیبی ذوالفقار۔ پھر کچھ خواب ٹوٹے کچھ خواب بکھرے انتظار حسین ساقی متاع جان تھا وہ۔ محمد عرفان ملک ۔ ملے کچھ یوں آستر۔ کراچی سے ہوگی صبر کی جیت شازیہ گل ۔ میری ادھوری محبت ۔ مجید احمد جائی۔ گھر آجا پردیسی تحریر آپی کشور کرن چتوکی ۔ آپی کشور کرن جی آپ کی کہانی کی جتنی بھی تعریف کی جائے بہت کم ہے آپی جی آپ نے آئینہ روبرو آپ کا لیٹر پڑھ کر بہت دکھ ہوا سنا ہے کہ آپ آج کے بعد جواب عرض نہیں لکھیں گی پلیز آپ ایسا مت کیجئے گا آپ ہی سے تو جواب عرض شاد و آباد ہے آپ کی کہانی سے ہر بار بہت سکون ملتا ہے آپ کی کہانی پڑھ کر خوشی ہوتی ہے پلیز آپی پلیز آپ واپس لوٹ آئیں میری دعا ہے کہ اللہ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے اللہ آپ کے ہر غم کو دور کرے یہ اس بشریٰ کی ایک دعا ہے اور ایک ادنیٰ سی گزارش ہے پلیز آپ جواب عرض مت چھوڑ یئے گا پلیز باقی اس بار بھی سٹوریاں بہت اچھی تھیں بلکہ اس بار تو سارا شمارہ ہی قابل تعریف تھا آخر میں میری دعا ہے کہ جواب عرض کے تمام رائٹرز کو اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھے آمین آخر میں جواب عرض کے لیے دعا گوں ہوں کہ ہر بار ہی پھولوں کی طرح کھلتا ہوا آئے۔

---------- ارسلان آرزو جڑانوالہ ۔ فیصل آباد

اسلام علیکم انکل جی۔ آپ کیسے ہیں۔ اس بار اگست کا شمارہ بہت جلد مل گیا شمارہ پہلے صفحے سے لے کر آخری تک بہت زبردست تھا اسلامی صفحہ پڑھ کر بہت مزہ آیا اور ایمان تازہ ہو گیا اس کے بعد کہانیوں کی طرف آیا سب کہانیاں ہی بہت اچھی تھیں کس کس کی تعریف کروں سب کہانیاں بہت زبردست تھیں شاعری میں پورے شمارے کا مزہ دوبالا کر دیا سب اشتہار بہت زبردست تھے اچھے تھے سب لیکن اپنے اشعار نہ پا کر دکھ ہوا انکل جی کچھ تو خیال کریں۔ اس کے علاوہ شعری پیغام اپنے پیاروں کے نام بہت مزہ آیا سب شعر بہت زبردست تھے لیکن اس میں میرا شعر پیغام ہیں تھا میں نے دو شعری پیغام بھی بھیجے ہوئے ہیں اس کے علاوہ شمارے میں باقی چیزیں بھی عمدہ اور اچھی تھیں انکل جی میری آپ سے شکایت ہے میری دعا ہے کہ جواب عرض دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے آمین

---------- خضر حیات ۔ رانا شاہد محمود ۔ رانا عمر دراز۔ محمد نعمان ۔ رانا شعیب ۔ روڈہ تھل ۔

اسلام علیکم سب دوستوں کو میرا اسلام ۔ میرا جواب عرض میں پہلا قدم ہے اس دکھی نگری میں پہلا قدم ہے اور پہلے میں اس رسالے کو جانتا نہیں تھا کہ یہ کیا ہے کہاں سے ملتا ہے کیا کرتے ہیں خیر میں اپنے پیارے اور ننھے سے کزن یاسر وکی سے ملنے گیا تو اس نے مجھے بتایا کہ یہ رسالہ دیکھو اور وعدہ کرو کہ آپ ہر ماہ خرید کر پڑھو گے تو اس نے مجھے اس کے متعلق انفارمیشن دے دی میں سمجھ گیا اور آج دو مہینے ہو گئے ہیں اور اس نے مجھے آج لکھنے کو کہا تو میں نے لکھ دیا اور مجھے یہ نہیں پتہ تھا کہ یہ بھیجتے کیسے ہیں اس نے کہا کہ چلو ڈاک خانے میں میں پوسٹ کرواتا ہوں آپ دیکھتے رہنا پھر ہم نے پوسٹ کروایا اور الحمد اللہ آئندہ سے خود ہی لکھ کر بھیجا کروں گا اور خود ہی پوسٹ کروایا کروں گا ریاض صاحب اب آپ کی مہربانی اس لیٹر کو شائع کر دیجئے گا تاکہ میں آپ کا شکریہ ادا کر سکوں باقی اگلے شمارے میں لکھوں گا خدا حافظ۔

---------------قربان علی جسو کے شیلر حجرہ شاہ مقیم

اسلام علیکم۔امید کرتا ہوں کہ سب خیریت سے ہوں گے اس بار بھی شمارے کے لیے کافی انتظار کیا لیکن پھر شاہد رفیق صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ اس دفعہ جولائی کا شمارہ اگست کے ساتھ ہوگا پھر رسالے کے لیے انتظار کا یہ سلسلہ ستائیس جولائی کو اختتام پر پہنچا اور ڈائجسٹ کے درشن ہوئے پچھلے ماہ عید کی مصروفیات کی وجہ سے لیٹر نہ بھیج سکا اس دفعہ ٹائٹل بھی دیدہ زیب تھا اسلامی صفحہ پر موجود قیمتی باتیں پڑھنے کو ملی اس کے بعد کہانیوں کی فہرست کی جانب بڑھے تو سب سے پہلے ثناء اجالا صاحبہ کی سٹوری یادیں پڑھنے کو ملی پھر ملے کچھ یوں آسٹر کراچی کی کاوش نے متاثر کیا۔میڈم کنول جی کی خوبصورت کوشش لیکن بھلانہ پائے نظر سے گزری اچھا لکھا تھا میڈم خدا مزید لکھنے کی رونق دے آمین مجید احمد جائی فریب ہے محبت۔زاراذکیہ کی وفا کی پیاس۔پرنس تابش علی کی ادھوری محبت بھی لاجواب تھی اچھا لکھا بہت خوب آپ سے بات کر کے اچھا لگا ہم پھر جلدی بات کریں گے اشعار بھی عمدہ تھے لیکن خطوط کا کافی دکھ ہوا آپی کشور کرن داناؤں کا قول ہے کہ چھوٹوں کی غلطیوں کو درگزر کرنا چاہئے آپ نے بھائی شاہد رفیق کے بارے میں جو لکھا وہ غلط ہے آپ ڈانٹ ڈپٹ کے بجائے آپ عفو درگزر کر لیتی تو آپ کے وقار میں اضافے کا سبب تھی لیکن کوئی بات نہیں اگر میری کوئی بات بری لگی ہو تو معذرت آخر میں سب کے لیے نیک تمناؤں اور رسالے کے لیے دعاگو۔

---------------محمد ابوہریرہ بلوچ بہاولنگر

اسلام علیکم امید ہے کہ آپ سب خیریت سے ہونگے میری طرف سے سب دیوانوں کو سلام ریاض بھائی جب آپ کی محبت دیکھتا ہوں تو خدا سے دعا ضرور کرتا ہوں کہ خدا آپ کو عالمگیر صاحب کی طرح کامیابیاں عطا فرمائے آمین جتنی ہمارے لیے محنت کرتے ہیں آپ کو سلوٹ ہے سب سے پہلے مس سیدہ امامہ۔آپی کشور کرن۔ماہ نور۔وقاص انجم۔سویرا فلک سب کو سلام کرتا ہوں اور ان تمام عوام کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو مجھے بے حد محبت سے کال اور میسج کرتے ہیں میں فل کوشش کی ہے کہ ہر کسی کو رسپانس دوں جوبات کی وجہ سے جواب نہ دے سکا معذرت کرتا ہوں پھیر اپنے ہر دل عزیز تمام رائٹرز صاحبان کو سلام پیش کرتا ہوں خاص کر فلک زاہد بہن۔کنول۔کوٹ ادو۔شبنم چوکارہ۔نگہت چوکارہ جنہوں نے میری کہانیاں پسند کی ہیں اور میری حوصلہ افزائی کی ہے اور سرنج خٹک کو دین محمد بلوچ۔رابطہ ذوالفقار۔عافیہ گوندل۔ڈاکٹر ایوب۔معاویہ عنبر ڈٹو۔کلرک آفتاب عالم۔محمد سلیم منیو۔کلرک انجم اقبال خٹک۔پرنس بابر علی۔فرزانہ سرور۔مس افشاں۔ریاض تبسم ینگ یوتھ۔ممبر محمد عمرا خٹک۔شاہد اقبال خٹک۔تیمور کاں۔آصف چپارو۔محمد جمال خٹک۔محمد جنید۔محمد صدام۔حسینہ منور۔سب کو محبتوں بھرا اسلام اور میری بہنوں دل آویز نادیہ۔مہوش۔نگہت اور ماں ام کلثوم کو سلام و پیار۔اور میری وزیرستان کی شہزادی زارا کولویو آئی مس یو آجاؤ جلدی آجاؤ۔

---------------ناصر اقبال خٹک آف کرک

اسلام علیکم کیسے ہیں آپ سب۔انکل جی میری تحریر کافی عرصہ سے اپنی باری کا انتظار کر رہی ہے

خدارا اسے شائع کر دیجئے مہربانی ہوگی اس بار جواب عرض مجھے عاصم بوٹا کے ہاتھوں ملا ہماری بہن ثناء اجالا کی تحریری یادیں بہت زبردست سماویہ چوہدری کنول جی۔شازیہ گل۔گھر آ جا پردیسی آپی کشور کرن بہت زبردست رہی۔ثمینہ بٹ۔نزالہ مغل۔زاراذکیہ کی تحریری زبردست تھی تمام بہنوں کو میرا خلوص بھرا سلام بھائی عامر وکیل اور مجید احمد جائی کی تحریریں بھی سبق آموز ہوتی ہیں انکل ریاض احمد آئینہ روبرو کا مطالعہ کیا اور فردوس عوان کا لیٹر پڑھ کر حقیقی دکھ ہوا یہ رائٹر ہی ہمارے محسن ہیں جو اپنے قیمتی وقت سے وقت نکال کر جواب عرض کے لیے لکھتے ہیں اور بہت ہی سبق آموز تحریریں ہماری نظر کرتے ہیں جس سے نہ جانے کتنی لڑکیاں غلط قدم اٹھانے سے رک جاتی ہیں مگر فردوس عوان ان کے بارے میں کتنا غلط لکھا فردوس عوان صاحبہ مجھے تو شیطان آپ لگتی ہیں جو دو بچوں کی ماں ہونے کے باوجود بھی لڑکوں کو آزمانے کی خاطر دوستی پیار محبت کا جال پھینکتی ہو اور اپنے شوہر کو دھوکہ دے رہی ہو شرم کرو کچھ تو شرم آنی چاہئے اب اگر تم نے ایسا کچھ کسی کے بارے میں لکھا تو میں انگلی اٹھاؤں گی تو میں آپ کی مخالفت کروں گی سب لکھنے والے ہمارے بہن بھائی ہیں انسان خود اچھا ہو تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا انکل ریاض پلیز میری تحریریں بھی شائع کر دیں مجھے گھر والے گھر سے نہیں نکلنے دیتے کہو تو اپنی آئی ڈی کاپی بھیج دیتی ہوں عاصم بوٹا اور جواب عرض کی ٹیم کو سلام۔۔

-----------------------------زوبیہ کنول چوک مثیلا

اسلام علیکم ماہ اگست کا شمارہ بہت خوبصورت تھا جولائی میں ہی مل گیا تھا جسے دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی اس دفعہ بہت انتظار کیا اپنی جان کے آنے کا آخر کار انتظار کی گھڑیاں ختم ہوگئی اور میں نے اپنی جان جواب عرض کا دیدار کیا تو دل کو کچھ قرار ملا میں نے سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا جو میرے دل کو بہت ہی پیارا لگا اس کے بعد ماں کی یاد میں پڑھ کر میری آنکھوں سے آنسو آ گئے میری ماں کی یاد آ گئی پھر کہانیوں کی طرف بڑھا مس ثناء اجالا کہ کہانی یادیں اپنی مثال آپ تھی میری طرف سے مس ثناء اجالا کو اچھی اور پیاری سی کہانی لکھنے پر مبارکباد قبول ہو۔ذوالفقار علی سانول کی بدنصیبی۔سماویہ چوہدری کی کوئی میرے دل سے پوچھے۔کنول جی تنہا کی لیکن بھلا نہ پائے۔ثمینہ بٹ کی دل کا کیا کریں صاحب۔ثمینہ جی دل تو پاگل ہے دل دیوانہ ہے۔ایم وکیل عامر جٹ کی برسوں بعد بھی اپنی مثال آپ تھی میری نیک دعائیں آپ کے ساتھ ہیں عامر صاحب کبھی ہم دل والوں سے بھی بات کر لیا کرو ہم بھی تمہارے دیوانے ہیں اور میرا دل بھی زخمی ہے کچھ تو میرا خیال کیا کرو شازیہ گل کی ہوگی صبر کی جیت واہ جی واہ کیا بات ہے آپ نے تو کمال کر دیا میری ہر دعا آپ کے ساتھ ہے اپنا خیال رکھا کریں۔۔عارف شہزاد کی اللہ کی آواز زرا ذکیہ۔وفا کی پیاس بہت اچھی پیاری کہانی تھی میری طرف سے مس زاراذکیہ و مبارکباد قبول ہو راز اچھے لوگ آپ سے جلتے ہیں ان سے بچ کے رہا کریں میری نیک دعائیں آپ کے ساتھ ہیں فلک زاہد کی پیار کا سراب مجید احمد جائی کی فریب ہے محبت بھائی یہ تو آپ کو پتا ہے کہ محبت فریب دیتی ہے یا زندگی میں بہار دیتی ہے آستر کراچی کی ملے کچھ یوں۔مس کشور کرن کی گھر آ جا پردیسی نزالہ مغل کی ادھوری محبت رہی آخر میں میری طرف سے ان تمام لکھنے والوں کو مبارکباد قبول ہو میری نیک

دعائیں آپ کے ساتھ ہیں خدا ان کو ہر گھڑی سلامت رکھے آمین میری طرف سے جواب عرض کے تمام سٹاف کو دل کی گہرائیوں سے سلام قبول ہو ریاض بھائی آئی لو یو۔ والسلام۔

سیف الرحمن ۔زخمی سیالکوٹ

اسلام علیکم ۔سب سے پہلے تو جواب عرض کے پورے سٹاف کو سلام قبول ہو اس کے بعد جواب عرض نگری میں 2004 سے حاضر ہو رہے ہیں پچھلے کچھ عرصہ سے جواب عرض میں مصروفیاب کی وجہ سے نہ لکھ سکے جس کی وجہ سے میں معذرت خواں ہوں۔ اب دوبارہ سے آپ کی نگری میں حاضر ہو رہے ہیں امید ہے مایوس نہیں کریں گے اور جواب عرض کے کونے میں جگہ دے گے جلدی ہے باقی ماشاء اللہ ڈائجسٹ بہت اچھا جا رہا ہے میں قارئین کا بہت بڑا ساتھ ہوں اور میں دعا کرتا ہوں کہ جواب عرض دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے آمین کچھ کوپن پر کر کے بھیج رہا ہوں کلم میری زندگی کی ڈائری کے لیے کچھ لکھا ہے پلیز پلیز پلیز جلدی شائع کر دینا اور آپ سے ایک ورنزرش ہے کہ میرا موبائل نمبر بھی شائع کر دیں پلیز اگر آپ کی اور قارئین کی حوصلہ افزائی ملی تو میں بہت جلدی ایک کہانی کے ساتھ حاضر ہوں گا۔

محمد ثقلین قائدہ آباد

اسلام علیکم انکل جی میں دو سال سے جواب عرض کا مسلسل قاری ہوں اور پہلی بار لکھنے کی جسارت کر رہا ہوں اس امید ہے ساتھ کہ آپ ہم جیسے دکھی دل والوں کو مایوس نہیں کریں گے شہزادہ صاحب جواب عرض بہت ہی اچھا جا رہا ہے بس یہی ایک سہارا باقی بچا ہے انکل جی میں پہلی بار کچھ لکھ رہا ہوں اس لیٹر کے ساتھ ایک دو چیزیں اور بھی ہیں پلیز وہ بھی شائع کر دیجئے گا تو پھر آپ سے مستقل رابطہ رہے گا جون کا شمارا آصف کتاب گھر سے لیا تمام کہانیاں بہت اچھی تھیں سب سے پہلے دوست منظور اکبر صاحب میں آپ کو بہت ہی مس کرتا ہوں آپ سے ملنے کو بہت دل کرتا ہے میری طرف سے لیسین ملہو موڑ والے کو سلام تمام قارئین سے التماس ہے کہ میرے لیے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھے صحت و تندرستی عطا فرمائے آمین والسلام۔

راجہ بلال احمد تبسم غازی آباد شورکوٹ

اسلام علیکم ۔ جون کا شمارہ ملا اس میں اپنی دو غزلیں پا کر انتہائی خوشی ہوئی تھینک یو بھائی آپ نے کہا کہ آپ میری غزلیں کسی نہ کسی شمارے میں لگاتے ہی رہتے ہیں لیکن میں تو ہر ماہ جواب عرض لیتی ہوں پلیز سب شائع کیا کریں میں بہت محنت اور بہت مشکل سے لکھتی ہوں اس بار بھی بھیج رہی ہوں پلیز سب غزلیں اور ڈائری شائع کر دیا کریں میں مشکور رہوں گی باقی رائٹرز حضرات کو دل کی گہرائیوں سے سلام کیونکہ سب ہی بہت اچھا لکھ رہے ہیں۔

عابدہ رانی گوجرانوالہ

اسلام علیکم ۔ میرا نام سحرش ہے میں ایک بہت ہی غریب گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں آٹھ تک پڑھا ہے اپنی کزن کے گھر گئی تو وہاں پر میری نظر ماہنامہ جواب عرض پر پڑی میں نے اسے پوچھ کر جواب عرض پڑھنے کے لیے لیا ہمارے گھر میں ٹی وی نہیں ہے مجھے ریڈیو کا بہت شوق ہے جب آپ کا اشتہار دیکھوا

تو رہا نہ گیا میں نے بڑی سوچتے ہوئے ایک شعر ارسال کیا ہے میں بڑی امید کے ساتھ انتظار کروں گی انشاء اللہ ریڈ و ضرور ملے گا میں نے اس رسالے کی بڑی تعریف سنی ہے میرے ابو کا ایک حادثے میں ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا بڑا بھائی جواب فوت ہو گیا ہے کسی پر کوئی امید نہیں ہے آپ سے۔ بہت امید کے ساتھ شعر ارسال کر رہی ہوں امید ہے حوصلہ افزائی ہو گی اللہ تعالیٰ جواب عرض کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آمین۔

-------------------سحرش

مس سحرش ہم نے آپ کا لیٹر پڑھا بہت دکھ ہوا ہے بہت ہی دکھ بھرا لیٹر تھا مگر آپ نے اس کے ساتھ اپنا ایڈریس اور فون نمبر نہیں لکھا اگر آپ ہمیں پنا ایڈریس بھیج دیں تو ہم آپ کی ریڈیو والی خواہش کو پورا کر دیں اور جہاں تک ہو سکا ہم آپ کی مدد ضرور کریں گے ہمیں اپنا ایڈریس جلد از جلد بھیجیں شکریہ۔

-------------------منیجر جواب عرض ریاض احمد لاہور

اسلام علیکم ریاض بھیا کیسے ہیں آپ آتے ہیں جون کے شمارے کی جانب جون کا شمارہ مجھے طویل انتظار کے بعد آخر کار سترہ جون کو مل گیا ٹائٹل بہت خوب صورت تھا سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا اس کے بعد ماں کی یاد میں میری پیاری آپی کشور کرن جی نے تحریر کیا تھا آپی جی سب بیٹے برابر نہیں ہوتے دنیا میں ایسے بھی بیٹے ہیں جو اپنی ماں پر اپنی جان قربان بھی کرتے ہیں یہ دنیا ہے یہاں ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔۔جون کے شمارے میں جو کہانیاں مجھے بہت پسند آئیں وہ ہیں پوشیدہ آنسو۔اس کہانی کی کیا بات ہے۔ہم تھے جن کے سہارے یہ بھی کہانی اچھی تھی۔کہاں تم کہاں ہم تو اس کے بارے میں کچھ نہیں کہوں گا پیار کا سراب شمائلہ کا دل بہت بڑا ہے آج کے دور میں کوئی کسی کو پانچ روپے بھی نہیں دیتا شمائلہ لوگوں کو یونیفام سکول کی فیس اور ٹریکٹر لے کر دے رہی ہے ویری گڈ یہ تو بہت ثواب کا کام ہے ریاض بھائی پلیز میری کہانیوں کو بھی جگہ دیں میری کچھ کہانیاں آپ کے اوفس میں پڑی ہیں۔

-------------------حق نواز۔لسبیلہ بلوچستان۔

اسلام علیکم۔جواب عرض میں میرا یہ پہلا خط ہے ریاض بھائی میں آپ کا بہت مشکور ہوں آپ نے میری غزلیں شائع کر کے مجھے شکریہ کا موقع دیا اور میں ان دوستوں کا بھی نام لینا چاہوں گا جنہوں نے مجھے گھر آ کر مبارکباد دی سب سے پہلا نام میری ماں کا ہے ماں تیری دعاؤں سے ہی تو میں اس مقام پر پہنچا ہوں تیری محبت نے ہی تو مجھے شاعر بنایا ہے باجی نازیہ چوہدری۔محمد عرفان۔چوہدری محمد اقبال حیدر گل محمد شعیب گل۔زبیر گل۔غلام مصطفیٰ۔غلام مرتضیٰ۔گل حسنین گل اور زین گل اور وہ میرے تمام دوست جو میرے لیے دعا کرتے ہیں کچھ خاموشی سے دعا کرتے ہیں ریاض بھائی میرے پاس وہ بیس سال کی لکھی شاعری ہے گیت اشعار آپ شائع کرتے جائیں انشاء اللہ پوسٹ کرتا جاؤں گا خدا میری زندگی رکھے میں جواب عرض کے لیے لکھتا رہوں گا اور شائع کرنے کا وعدہ آپ برقرار رکھیں آپ نے میرا حوصلہ بڑھایا ہے یہ میری پہلی تحریر ہے حوصلہ ملا تو اور بھی لکھوں گا۔

-------------------چوہدری شاہد محمود گل جٹ۔فیصل آباد

اسلام علیکم ۔ میں ایک غریب لڑکا ہوں میں ایک کسان کا بیٹا ہوں میں نے ایک کہانی جس کا نام انسان کی زندگی رکھا ہے ارسال کی ہے اور امید کرتا ہوں کہ ضرور جگہ ملے گی میں نے بڑی محنت سے لکھی ہے امید ہے آپ ضرور شائع کریں گے میں دعا کروں گا غریبوں کی دعا اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں قبول کرے میں ایک اچھے دوست کی تلاش میں ہوں مجھے ایک اچھا دوست مل جائے اللہ تعالیٰ ضرور عطا فرمائیں گے آمین ۔

--------------- ذوالفقار تبسم میاں چنوں

اسلام علیکم اس بار اگست کا شمارہ جلدی ملا پڑھ کر بہت اچھا لگا سب سے پہلے اسلامی صفحہ سے فیضیاب ہوئے پھر اس کے بعد ماں کی یاد میں اپنی ماں کی یاد دلا کر آنکھیں نم کر گئیں پھر اس کے بعد ثنا اجالا کی تحریر یادیں ۔ ذوالفقار علی سانول کی بدنصیبی ۔ ساویہ چوہدری کوئی میرے دل سے پوچھے ۔ محمد عرفان ملک متاع جاں تھا وہ ۔ کنول جی تنہا لیکن بھلا نہ پائے انتظار حسین ساقی کچھ خواب ٹوٹے کچھ خواب بکھرے ۔ گھر آ جا پردیسی ۔ آپی کشور کرن آپی وی پی گنڈ ۔ ایم وکیل عامر جٹ برسوں بعد ۔ ثمینہ بٹ لاہور دل کا کیا کریں صاحب ۔ نرالہ مغل ادھوری دلہن عارف شہزاد اللہ کی آواز ۔ زرا ذکیہ وفا کی پیاس ۔ پرنس تابش میری ادھوری محبت ۔ فلک زاہد پیار کا سراب ۔ مجید احمد جائی فریب ہے محبت ۔ آ سرملے کچھ یوں ۔ سبھی کہانیاں ہی اچھی تھیں ہوگی صبر کی جیت اس کے معیار اور اچھائی کا فیصلہ تو آپ قارئین پر ہے آپ کی قیمتی رائے کا انتظار رہے گا خطوط میں اس بار آپی کشور کرن سب سے بہت ناراض نظر آئیں کشور آپی ہمارے لیے آپ کی خوش مقدم ہے آپ رابطہ رکھیں نہ رکھیں بس ہمیشہ خوش رہیں خدا آپ کو سلامت رکھے ہر انسان کی محبت کا اپنا اپنا انداز ہوتا ہے اگر میری کوئی بھی بات کبھی بھی بری لگی ہو تو تو ایم سوری فردوس عوان جی آپ کا شکائت نامہ پڑھا اچھی بات ہے آپ نے بتایا مگر گستاخی معاف میں سمجھتی ہوں کہ رابطہ کسی سے بھی کرنے سے بہتر ہے کہ ہم کہانیوں پر اپنی تعریفی یا تنقیدی آرا کا اظہار بذریعہ خطوط آئینہ روبرو میں کریں تو زیادہ بہتر ہے آگے آپ کی مرضی سویرا فلک سویٹ سسٹر آپ کی محبتوں کے لیے تھینکس خطوط میں تبصرہ آپ کا بھی شاندار ہوتا ہے جو اس سلسلے میں چار چاند لگا دیتا ہے آپ کی تحریر میں نے پڑھی ہے ویلڈن بہت ہی اچھا لکھتی ہیں آپ فیوچر میں بہت نام کمائیں گی خدا آپ کو ڈھیروں کامیابیاں دے آمین ۔ ماہ نور پلندری آزاد کشمیر آپ میری چھوٹی بہن ہو اس میں شکریہ کی کوئی بات نہیں ہے آپ جب چاہو بات کر سکتی ہو جواب عرض سے منسلک تمام رائٹرز ریڈرز بہن بھائیوں کو سلام اب اجازت دیں اللہ حافظ ۔

--------------- شازیہ گل مانسہرہ بھیر کنڈ

جواب عرض کے تمام دوستوں سے التجا ہے کہ میری تنقید پر ناراض نہ ہوں میری تنقید آپ کے اندر پختگی پیدا کرے گی اور کمزوری ختم کرے گی جس کی سٹوری اچھی ہوتی ہے اس کو شاباش دینا ہماری مجبوری ہے اور جس کی سٹوری اچھی نہ ہو ان کو شاباش دینا دوسرے کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے اور امید ہے تمام رائٹرز بھائی محسوس نہیں کریں گے ۔

--------------- مظفر شاہ ۔ پشاور